دم سحر پھر وہان سے کوچ کر کے بعجلت تمام تر روانہ ہوئی زلیور نے کہا اے ملکہ وہی دیوار پھر نظر آتی ہے مہرخ نے کہا مین ایسی نادان نہین ہون سب کچھ جانتی ہون معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے سحر سے راستہ بند کیا ہی پھر ہماری تو وہ مثل ہے کہ اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈر ہم تو لڑنے مرنے پر آمادہ پھرتے ہی ہین وہ البتہ نامرد ہے جس نے کہ چھپ کر سحر کیا رو برو مقابلہ نہ کر سکا خیر سمجھ لیا جائیگا یہ کہہ کر فرمایا کہ چلنا بیکار ہے دن بھر سواے پانون تھکانے کے اور کچھ فائدہ نہوگا یہ کہہ کر ہر سمت پیک نگاہ دوڑانے لگی کہ مقام عمدہ اور پاکیزہ دیکھ کر خیمہ استادہ کرون اسی تجسس مین ناگاہ اس صحراے سبزہ زار پر نگاہ اسکی پڑی کہ جسکو سحر سے شیاطین نے بنایا ہے دیکھا کہ زیر دامن کوہ لکہ ابر کے شامیانے کھچے ہین انکے نیچے فرش مخمل سبزہ کا بچھا ہے وہ سبزہ ایسا دل فریبندہ ہے کہ مردہ دل اسکو دیکھ کر زندہ ہے گلہاے زنگار رنگ جو ٹوٹ کر گرے ہین تو مسند مشجر پر بوٹے بنے ہین گلہاے بوقلمون سے تمام درخت لدے ہین گویا بزم چمن مین گلدستے دھرے ہین آمد شاہد بہار ہے گلون پر غضب کا جوبن اور نکھار ہے ابر سقائی کرتا ہے باد بہار فراش ہے بلبلون کو عشق گل مین خراش ہے ہزارہا چشمہ اور پھاپوچاری انجمن بہار کے جھاڑ ہر ایک جھاڑی کنارے چشمون کے مرغابی اور سرخاب اور قرقرے اور بوتیمار اور پنڈوبیان اور جانوران آبی پھرتے صحرا مین ہرن پاڑھے چیتل غزال نیل گاؤ وغیرہ چرتے آہو ترائی مین سیر کرتے طاؤس مست سرگرم خرام ناز پہاڑ کے درون سے قہقہہ کبک دری کی آواز ہر نخل پر عالم نور سبزہ رحمت خدا کا ظہور کلیان مسکراتین تبسم شاہدان رنگین دہن کا رنگ دکھاتین ہر سمت طرفہ بہار عالم اظہار

دیکھا کہ ہے طرفہ دشت رنگین	پھولون سے چمن چمن ہے تزئین	کلیون کا وہ مسکرا کے کھلنا
پتون کا دلون کی طرح ہلنا	پھولون کی ہنسی نئی ادا کی	خود جان ہوا ہوئی ہوا کی
آئینہ بہار فیض جاوید	کچھ ابر تو کچھ شعاع خورشید	پھولون پہ وہ قطرہ ہاے شبنم
یاقوت پہ موتیون کا عالم	بلبل کسی گل پہ گرم فریاد	قمری بھی کہین فداے شمشاد

انداز خرام کبک زیبا طاؤس کا رقص ایک تماشا مہرخ نے اس کیفیت و بہار صحراے لالہ زار کو دیکھ کر حکم قیام لشکر دیا اور آپ ملکہ زلیور سے فرمایا کہ یہ جنگل قابل صید افگنی ہے آؤ آج شکار کھیلکر دل بہلائین سب نے عرض کیا بہت بہتر اور سامان شکار درست کرا کر مرکبون پر سوار ہون لشکر سب قیام پذیر ہوا اور یہ سب صحراے پر بہار مین پہونچ کر نخچیر زنی کرنے لگین بازان تیر پرواز کو جانوران پرند پر چھوڑا اور پر عقاب پیکان کو آہوان دشت پر کھولا یہ تو اب بادیہ پر فضاے نیرنگ مین مصروف صید افگنی ہین اور شیاطین اپنے مقام سے شادان و فرحان پھر خدمت شاہ جادوان مین آیا بادشاہ سریر عزت پر متمکن تھا کہ اسنے آکر سلام کیا اور تمام ماجرا معرض بیان مین لایا اس طرح مہرخ مصروف شکار ہے اور دیوار سحر کے پار نہین جا سکتی اب جبتک اسکے لشکر مین غلہ وغیرہ ہے کھاے گی اور رہے گی جب غلہ ہو جائیگا مارے فاقون کے کوہ و دشت سے سر ٹکرا کر مر جائیگی لیکن میرے طور پر رہنے دیجیے آپ خبر نہ لیجیے شاہ نے فرمایا کہ اچھا مین عیارون کی قید کی فکر کرتا ہون ساحر مذکور یہ سنکر پھر اپنے مقام پر آیا لیکن حال مہرخ پھر بیان ہوگا اب حال برق و قران بیان

کیا جاتا ہو کر یہ تازگی بخش گلشن عیاری و رنگ افزائے بہار بوستان مکاری حسب ماہی بریزاد سے رخصت ہو کر چلے تو راہ لشکر بھولکر بتلاش لشکر مہرخ کئی روز تک آوارہ و سرگردان کوہ و بیابان مین رہے آخر ایک درۂ کوہ مین تھک کر بیٹھے اور باہم مشورہ کیا کہ کئی روز سے ہم راہ غلط کرکے طلسم مین پھرتے ہین ایسا نہ ہو کہ اسیر دام تزویر ساحران بے پیر ہون مناسب ہے کہ علحدہ علحدہ راہگرائے منزل مقصود ہون فی الجملہ برق نے صورت اپنی ساحر ناپاک کی بنائی جھولی اسباب سحر کی گلے مین ڈالی چھاتی پر سیندور سے تصویر سامری کھینچی پانوٗن مین کھڑاؤن پہنی مالا آدمی کی ہڈی کا ہاتھ مین لیا جٹا سر پر باندھی ترسول کاندھے پر رکھا اور درۂ کوہ سے نکلکر روانہ ہوا قران اسی مقام پر ٹھہرا رہا اور اسنے بھی شکل اپنی اسی طرح ساحر کی بنائی غرضکہ جب برق روانہ ہوا اسنے دور سے ایک ساحر کو دیکھا کہ بیک نگاہ ہر سمت دوڑا رہا ہے اور کسی کو ڈھونڈتا ہوا آتا ہے بس اسنے بنگاہ اول اسکو پہچانا کہ یہ ساحر باغبان قدرت وزیر ہے کس لیے کہ وزیر مذکور جو روانہ ہوا تھا تو عیارونکا جویا حسب نشان دہی بادشاہ اول اس مقام پر گیا کہ جہان ایلچی قتل ہوا تھا وہان سے ڈھونڈتا ہوا اپنے سحر سے نشان عیاران معلوم کرتا ہوا اس دشت مین آیا چنانچہ برق اسکو دیکھکر قریب اسکے گیا وہ اپنی زوجہ سے کہ آیا ہی کہ مین کسی کو اپنے پاس نہ آنے دونگا اور ہوشیاری رکھونگا اس عیار کو دیکھتے ہی سحر سے معلوم کیا کہ برق ہو اور پکارا کہ بھائی صاحب تم کہان پھرتے ہو ادھر آؤ ہمارے یہان کھانا کھاؤ دل بہلاؤ پھر چلے جانا برق نے کہا ہم آپ ہی کا دیا کھاتے ہین سامری آپکو بہت سا دین اسوقت مجکو بھوک نہین ہے اسنے کہا واہ واہ دو روز سے تم اور تمہارے بھائی پیاسے پریشان و سرگردان پھرتے ہین مجکو بھوک نہین اچھا یہ بتاؤ تمہارا گھر کہان ہے عیار نے جواب دیا کہ صاحب آپکو شبہ ہے کوئی اور تباہ پھرتا ہوگا میرا مکان تو قدیم سے اسی جگہ ہے بلکہ دادا پردادا سب یہین کے باشندے ہین باغبان اس تقریر کو سنکر ہنس پڑا اور کہا ہوا کہ ایسے عیار و تم بڑے آفت کے پرکالے ہو کہین چوکتے نہین برق یہ کلام سنکر سمجھا کہ اسنے پہچانا مجکو بس قریب تو آچکا تھا ایک بیضۂ بیہوشی تاک کر ناک پر مارا وزیر بہت ہوشیار تھا بیضہ سیدھا اڑتا ہوا جانب آسمان چلا گیا اور اسنے جھک کر ایک لکیر زمین پر کھینچدی اور اس نے کہا کہ جلد میرے پانوٗن پر گر پڑ عیار دوڑکر پانوٗن پر گرا وزیر نے پھر زمین کی طرف اشارہ کیا کہ ایک زنجیر آہنی زمین سے نکلی اور عیار کے لپٹ گئی وزیر اسکو کھینچتا ہوا لیکر چلا اس اثنا مین قران بھی درۂ کوہ سے نکلا تھا اسنے قید ہونا برق کا دیکھا اور صورت ساحر کی تو بنے ہوئے تھا ہی دوڑکر جانب وزیر چلا ہنوز قریب نہ پہونچا تھا کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ جیسے کوئی پکارتا ہے کہ اے باغبان خبردار باش ہوشیار باش قران صیاد اسنگ لئے پانوٗن پھرا اور وزیر نے جواب دیا کہ مین خبردار ہون تمنے غضب کیا جو قریب نہ آنے دیا مجکو کیا آگاہ کیا دشمن کو ہوشیار کر دیا یہ کہکر آگے بڑھا اور قران پھر ایک گوشہ مین بھاگ کر آیا اور صورت اپنی مہنت کی وضع پر تبدیل کی بیراگی ہاتھ مین جٹا کا جوڑا سر پر کڑے لوہے کے ہاتھون مین پڑے گھنگھرو چندان بجے جسم مین اس صورت سے بنکر پھر ملنے وزیر کے گیا اسنے اسکو آتے دیکھکر جھولے مین سحر کے ہاتھ ڈالا اور قران سمجھا کہ یہ پھر مجھے پہچان گیا فوراً پکارا کہ میان ہمکو دیکھکر کیا جھولا ٹٹولتے ہو وہ کمند گردن مین پہنچائے دیتے ہین انکو نہین دیکھتے

وزیر اس کہنے سے پیچھے پھر کر دیکھنے لگا یہ سامنے سے جست کرکے پھر بھاگا کس لیے کہ یہ دھوکا اسنے اپنے بھاگنے کے لیے
دیا تھا اگر یہ نہ بھاگتا تو وہ بزور سحر پکڑ لیتا غرضکہ ایکی جو بھاگا دل سے مشورہ کیا کہ یہ وزیر اعظم شاہ جادوان ہے
جس صورت سے اسکے سامنے جاؤگے یہ پہچان لیگا اور سوائے قید ہو جانیکے اور کچھ نہ ہوگا ایک مقام پر ٹھہر کر فکر
بلیغ کرنا چاہیئے یہ سوچکر ایک جگہ ٹھہرا اور گلشن عیاری کی سیر کرنے لگا چمنستان تفکر مین پھرتا تھا اور گلہائے خرد کو
سونگھتا تھا مگر کسی مین بوئے مطلب براری نہ پاتا تھا گلبن خیال کا ہر غنچہ چٹک کر سوکھی سناتا تھا آخر باد مرادنے
گلہائے آرزو شگفتہ فرمائے نسیم امید و کامرانی گلستان مین وزان ہوئی تازخیال نے گلدستۂ مکاری باندھا فرط عشرت
سے برنگ گل خود کھکھلا کر ہنس پڑا اور لبیان بوئے گل اٹھکر روانہ ہوا صبا کی طرح چلکر ایک کوس اس مقام سے آگے
نکلگیا لیکن راہ چلنے مین بھی یہ کام کرتا گیا کہ جو درخت گلدار پھولون سے صحرا مین لدا تھا اسکی ٹہنیان توڑتا ہوا چلا
گیا کئی سو رنگ کے پھول دم بھر مین جمع ہو گئے اسنے دامن کوہ مین ایک مقام سبزہ زار دیکھکر ایک درخت ایسا تجویز کیا
جو اکیلا میدان مین لگا تھا اور مصور آفرینش بہار نے ہر پتی اسکی برابر قلم قدرت سے بنائی تھی باغبان ازل نے سر
تراشی اسکی فرمائی تھی چار طرف سے گول معشوق کی گات کی طرح سڈول قامت اسکا مثل قد نونہالان باغ خوبی
لونا سا یا لبیان سہی بالائے صنوبر قدان قامت زیبا اسنے مشاطۂ بہار کو مثل عروس شب اول زیور گلہائے رنگا رنگ سے
آراستہ فرمایا اور حلۂ گرانمایہ پہنا کر یا تو جوان چمن تھا اب عروس گلشن بنایا یعنی وہ پھول جو توڑتا لایا تھا درخت پر چڑھکر
شاخ شاخ مین باندھے اور اسطرح پتون کے اندر انکی بندش کو چھپایا کہ درحقیقت یہ ظاہر تھا کہ اسی درخت کے یہ پھول ہین لیکن
اس نیرنگ طراز عیاری نے طرفہ شگوفہ کاری کلک فکر عالی سے فرمائی تھی کہ ہر شاخ مین دس طرح کی ڈالی لگائی تھی
کوئی پھول سرخ تھا کوئی زعفرانی تھا نگارخانۂ ارژنگ مانی و بہزاد سامنے اسکے گرد تھا ہر شاخ سے نیا شاخسانہ قدرت
گلدستہ بند آفرینش پتی پتی سے ہویدا اور نیا یہ تماشا کہ ایک پھول ببول کا تو دوسرا اکھکٹیا کا تیسرا کوڑیالے کا
چوتھا کٹیلے کا اسی طرح تھوہڑ وغیرہ کے طرح طرح کے پھولون سے تمام شجر لدا تھا عروس نہال کا نیا گہنا مرصع طرار
عیاری نے بنایا تھا جب یہ نیرنگی ظاہر کرچکا کسوت عیاری سے کنٹر نکالکر عطر بیہوشی تمام درخت پر چھڑکا لباس شاہ
سحر بس جانا کیسا مشام باد صبا بس گیا کوسون تک اس عطر کی لپٹ اور مہک گئی قسمت اس دشت کی چمک گئی کل مجرد
مزاج تھے انکو فرحت تھی پھر یہ کیفیت ہوئی کہ تنۂ درخت کو طلائے احمر سے منڈھا اسپر سنگ یشب کی ایک تختی لگائی اور
اسپر یہ لکھدیا کہ یہ درخت خداوند جمشید کا نشیمن ہے کہ وہ چڑیا کے برن مین ہوکر اسپر بیٹھتے ہین اور کڑیال کیا کرتے
ہین اپنے ہاتھ سے یہ شجر خداوند نے بویا ہے ہر پھول اسکا دافع رنج دیتا ہے اور عمر بڑھاتا ہے رکھنے والا اسکے پھول کا
خداوند کی محفل مین دروز جاتا ہے فرشتہ مقرب کا مرتبہ پاتا ہے نیچے اس درخت کے جو تھالا بنا ہو اسمین خداوند کا پیشاب بھرا ہے
جو کوئی اسکو آنکھون سے لگائے وہ سب کو دیکھے کوئی اسکو نہ دیکھ پائے جو کوئی اس جمشید مُتر کو پیے سب پاپ اور دبدھا
دل کی اسکی دور ہو جائے یہ تختی مین لکھکر پتھر دامن کوہ سے لاکر تھالا درخت کا بنایا اور اسکو بھی سونے سے منڈھ دیا چشمہ سے پانی
لاکر تھالا وہ بھر دیا اور پانی مین بیہوشی گھولدی اور ایک شیشہ کیوڑے گلاب کا اسمین لنڈھا دیا کہ وہ پانی بھی خوشبو دار

ہو گیا پھر کچھ ہار گلہائے بیہوشی سے گندھے کسوت سے نکالکر تنۂ درخت مین سہرا باندھا ایک آدھ ہار ادہر درخت کے ڈالدیا اور دو ایک دونے مٹھائی کے تھالے کی جگت پر رکھدیے اب تو کوسون تک دشت مہک گیا دشت ختن اس صحرا پر صدقے تھا اسپر شار بھولون کی وہ رنگینی خوشبو ہر سمت بھینی بھینی بوقلمونی سحر بہ بہار غیرت دہ نگار خانۂ چینی مشاطۂ نسیم و سحاب کیا آرائش و زیبائش خوش قامتان معشوقہ گلزار کر سکتے جو اسنے بلمع سازی فکر و خرد سے یہ تزئین و آراستگی اسکی فرمائی تھی واقعی طرفہ بہار دکھائی تھی کہ

ابیات

جادو ثمر اور برگ اعجاز
ہر شاخ شجر پہ عنادل
ہو جاتی تھین بار رنگ سے خم

تھا خوب شجر مین کار باریک
رفعت مین تھی برج شاہ منزل
ہر غنچۂ گل بہ زیب فرمان

وہ نخل کہ جسکو باغ سے ناز
نقشہ چمن بہشت کا ٹھیک
شاخین تھین یہ نازکی سے توام
معشوق کا تکمۂ گریبان

یہ نخل عیار مذکور تیار کرکے بخوبی اپنا رنگ جما کر دیدۂ کوہ مین کہ قریب تر نخل مذکور سے تھا وہان جا کر آپ چھپ رہا اس عرصہ مین وہ باغی یعنی وزیر برق کو گرفتار کیے قرآن کو ڈھونڈھتا ہوا جب اس صحرا کے قریب آیا خوشبوی عطر بیہوشی نے دماغ جان بسایا حیرتناک ہوکر چار سمت دیکھنے لگا نگاہ اس سحر بہار پر جا پڑی تو عجب تماشا نظر آیا کہ ایک درخت مین ہزار رنگ کے پھول کھلے ہین گچھے کے گچھے پھولون کے لگے ہین زرد و سفید و سرخ اودے اور کپاسی و عباسی و بیجنی اور شفتالوی رنگ کے پھول کھلے ہین خوشبوئین آتی ہین جب اوپر سے شجر کے نگاہ ہٹی تنہ پر جو نظر گئی تختی لگی دیکھی بس عبارت پڑھتے ہی نعلین پاؤن سے اُتار کر گرد درخت کے چند بار پھرا اور تختی کا آکر بوسہ لیا دماغ تو پہلے ہی بیہوشی کے عطر سے بس گیا تھا تختی مین بھی عطر بیہوشی ملا ہوا تھا یہ بوسہ لیتے ہی چھینک مار کر بیہوش ہو گیا نہ پھول توڑنے پایا نہ جمشید پرہنے پایا اور برق کو بھی یہ زبردست لایا تھا از بسکہ وہ زنجیر مین بندھا تھا اسوجہ سے نتھنون مین وہ پھول یا پنبۂ دافع بیہوشی حسب قاعدہ عیاران نرکھ سکا وہ بھی بیہوش ہو گیا قران درۂ کوہ سے یہ دام بچھا کر مثل صیادون کے دیکھ رہا تھا کہ کب شکار پھنسے اور کب مین جاؤن انکو بیہوش ہوتے دیکھ کر ہنستا ہوا بغدہ تانے دوڑا ناک مین روئی دیے تھا بس قریب پہونچا چاہتا تھا کہ سر باغیان پر بغدہ مارے کہ زوجہ اسکی ملکہ گلچین جادو جو عقب مین اسکے چلی تھی آکر پہونچی اور اسنے دیکھا کہ شوہر میرا چپ پڑا ہی اور وہی کالیا عیار انتہا کا سفاک ہی بغدہ مارا چاہتا ہے یہ دیکھ کر بدحواس ہو گئی سحر بھی یاد نرہا پکاری کہ ارے واسطہ تجکو اپنے خدا کا کہ میرا بادشاہی تخت نہ اُلٹ میرے سر کا چھتر نہ اٹھا میرے وارث کو نہ مار اور مجکو بیوہ نہ بنا مین کہتی تھی موے شامتی غارت گئے سے کہ عیارون سے لڑنے نجا نہ مانا کمبخت اب کیسے چت انٹا غفیل پڑے ہین کوئی پوچھے کہ اب وہ ہوشیاری اور خبرداری کہان گئی یہ کہتی ہوئی جب زیر شجر آئی یہ بھی چھینک مار کر بیہوش ہو گئی لیکن یہ اپنے ساتھ پتلے سحر کے رکھتی ہے وہ پتلے زمین سے پیدا ہوئے اور اُنھون نے پچکاری منھ پر پانی کی ماری کہ اسکو ہوش آیا اسنے گھبراہٹ مین ہوش آتے ہی سحر پڑھا کہ قران کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے قرآن نے کہا رہ تو کمبخت مین تیرے خاوند کو تو مار ڈالون آخر تو پکڑا گیا ہون یہ کہکر پھر بغدہ تانا وہ سمجھی کہ جبتک مین سحر پڑھونگی منتر ختم نہوگا کہ یہ بھیجا پاش پاش کر دیگا بس یہ سمجھکر قریب آئی اور ہاتھ جوڑتی ہوئی پاس آکر قران کو زمین سے نکالا اور کہا مجھ سے قصور ہوا تھا یہ کہتے کہتے پھر بیہوشی نے

تاثیر کی اور یہ پھر چرخ کھا کر چلی مگر کہتی ہوئی کہ اے عیار یہ کیا کیا تو نے کرتب رکھا ہے کہ باتین کرتے کرتے انسان بیہوش
ہوتا ہے یہ کہکر پھر بیہوش ہوگئی پھر تیلون نے ہوشیار کیا اب جو اُٹھی تو اس جگہ سے بھاگ کر الگ کھڑی ہوئی قران نے
قتل وزیرین تامل کیا کہ زوجہ اسکی منت پذیر ہے شاید یہ دونون مطیع اسلام ہوجائین تو لشکر کو ہمارے بڑی تقویت حاصل
ہوگی غرضکہ اب جو ساحرہ اس درخت سے دور جا کر کھڑی ہوئی پھر اس خیال سے سحر قران پر کر دیا کہ میرے شوہر کو مار نہ
ڈالے اور شوہر کو فرش خاک پر پڑے دیکھ کر جانتی تھی کہ اس عیار نے کوئی کرتب اسپر کیا اگر کچھ دیر یہ ہوش مین نہ آئیگا تو یقین
ہے کہ مر جائیگا لیکن کون ہوشیار کرے وہان گئی اور بیہوش ہوگئی فی الجملہ منت کرنے لگی کہ اے عیار مین تجھکو تیدسے چھوڑ کر
قسم کھاتی ہون کہ حتی الامکان مین کبھی دغا نہ کرونگی مگر جہان کہین بمقابلہ ساحران طلسم تو اسیر ہوجائے گا تو افراسیاب جادو
سے چھپ کر تیرے پاس آؤنگی اور تیری مدد کرونگی اور ہمیشہ تیری پرستار باطنا رہونگی اور موقع پاکر جان نثاری مین دریغ
نہ کرونگی تجکو واسطہ اپنے دین کا اور صدقہ اپنے پیر پیغمبر کا کہ میرے خاوند کو میرے حوالہ کیجئے بخوشی اور اپنا کرتب اس پر سے
اُتارے جسمین اسکو ہوش آئے اُٹھ کے بیٹھے کھائے پیئے اپنے بیگانے کو پہچانے قران نے جو یہ خوشامد آمیز باتین سنین کہا
کہ تیرا نام کیا ہے اسنے کہا کہ تمھاری لونڈی ہون گلچین جادو مجھے کہتے ہین ۔ قران نے کہا کہ تو نے اپنے خاوند کو
پہلے نہ سمجھایا کہ ہم لوگون کا مقابلہ نہ کرے اور اچھا آج ہم نے عاجزی سے چھوڑ دیا اور میرے بھائی بند مار ڈالین گے اور
یہ تو غرور نہ کرنا کہ مین نے قران عیار کو سحر سے قید کرلیا ئن مین نظر کردۂ غالب کل مولانا مقتدانا مظہر العجائب والغرائب
مشکلکشائے عالم ہون مین ابھی کہہ تو سحر سے نکلجاؤن ساحرہ نے کہا اے میان سچ ہے قربان جاؤن انکے نام کے
مولا مشکلکشا تمھارے بڑے زبردست پیر ہین مین نے بھی انکا نام سُنا ہے اور یہ سحر تو مین نے اپنے میان کے بچانے کے
لیے کیا ہے تو مین ابھی اُتارے لیتی ہون یہ کہہ کر سحر اپنا اُتار لیا قران نے کہا یہ جو بھائی ہمارا زنجیر سحر مین بندھا پڑا ہے اب اسپر سے
بھی سحر دور کر اسنے برق پر سے بھی سحر دور کیا قران نے فلیتہ رفع بیہوشی برق کو سنگھایا اور جب اسکو ہوش آیا کہا دماغ اپنا
بند کر واسنے نتھنون مین روئی دی اور صنعتگری قران دیکھ کر عش عش کرنے لگا قران نے وہی فلیتہ دافع بیہوشی جلتا ہوا
لا کر گلچین کو دیا اور کہا ناک اپنی بند کر کے قریب اپنے شوہر کے جا اور فلیتہ سنگھا وہ اچھا ہوجائیگا اور کہدینا اس نالائق سے
کہ کبھی ہمارا اور ہمارے اُستاد کا اور ہمارے بھائیون کا سامنا نہ کرے نہین تو اسکو گھر مین اُسکے گھسکر مار ڈالونگا اور تیری ناک
کاٹ ڈالونگا ساحرہ دوڑ کر قدم پر اسکے گری اور کہا اب کیا مجال جو غلام تمھارا تم سے بے ادبی کرے یہ کہہ کر شوہر کو ہوشیار
کرنے چلی یہ دونون عیار تودۂ کوہ مین جا کر چھپ رہے اور اسنے باغبان کو فلیتہ سنگھا کر ہوشیار کیا جب آنکھ کھلی
اسنے پوچھا اے بی بی یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا تم اس جگہ سے ہٹ کر الگ آؤ تو مین بیان کرون وہ سایۂ درخت سے
علیحدہ آیا اسنے کہا اے میان جو مین کہتی تھی وہی ہوا نہ تم اس طرح چت پڑے تھے اور ایک لحظہ مین اور نہ آتی تو کام
دشمنون کا تمام تھا باغبان نے کل ماجرا سُنکر اور وہ درخت دیکھ کر ہوش اُڑ گئے کہ کیا عیاری کی ہے اور کس صنعت سے
مجکو گرفتار کیا ہے کہ جیسا میرا نام باغبان تھا ویسے ہی درخت بنا کر مجکو اسیر کیا واہ واہ واان عیارون کے فطرت کا
کیا کہنا یہ تو ثنا خوان عیاران ہے زوجہ نے اسکی اسکے پاؤن پر سر رکھ دیا ہے اور سمجھانا آغاز کیا ہے کہ اے میان

واسطہ سامری جمشید کا کہ اب عیاروں سے مقابلہ نہ کرنا میری ناک نہ کٹوانا سامری کی قسم وہ چلتے چلتے کہہ گئے ہین کہ مین ناک کاٹ لونگا اور مجکو بڑا خوف تمھاری جان کا ہے اُنھون نے کہا ہو کہ ہم اُنکی بغیر مار ڈالے نہ چھوڑینگے اے میان مین نے انکے سامنے قسم کھائی ہے اب تم بھی باز آؤ انکے مقابلہ سے ہاتھ اُٹھاؤ باغبان نے کہا یہ سب سچ ہے کہ وہ ایسے ہی عیار ہین لیکن مجھ سے نمکحرامی کبھی نہ ہوگی مین شہنشاہ افراسیاب کے کچھ ہی کیون نہو نہ پھرونگا زوجہ نے اسکی کہا کہ اگر تم میرا کہنا نہ مانوگے تو مین زہر کھالونگی اپنا گلہ کاٹ کر مرجاؤنگی سنو صاحب شہنشاہ سے مہرخ و بہار وغیرہ نبی جادوگرنیان پھرین اور مقابلہ کرتی ہین تو انکا شہنشاہ کچھ نہین بنا لیتے تمھارا کیا کرینگے اے میان اپنی جان ہے تو جہان ہے باغبان اس عیاری کو دیکھ کر عیارون کو مان تو گیا ہی ہے گھبراکر گویا ہوا کہ اے ملکہ مین عجب طرح کے مخمصے مین گرفتار ہون کیا کرون کیا نہ کرون خیر اب دو چار روز کے بعد تمھین ان باتون کا جواب دونگا اور جیسا تم کہوگی سمجھونگا یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک آواز آئی اے باغبان جلد آؤ اسنے گھبراکر کہا حاضر ہوا زوجہ نے اسکی پوچھا کہ کسنے پکارا اسنے کہا مجکو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ ساحران پکارتے ہین یہ کہہ کر بہت جلد بتیا بانہ اُڑا اور آن واحد مین باغ سیب مین آیا شاہ طلسم تخت پر بیٹھا تھا اور تپلے نے سحر کے سبب گفتگو زن و شوہر کی سُنکر عرض حال کیا تھا اور یہ آواز بزور سحر اسی نے دی تھی جسکو باغبان نے اتنی دور سے سُنا تھا کہ اے وزیر آؤ غرضکہ وزیر مذکور خوف بادشاہ سے بسان برگ بید لرزان بہت جلد بزور سحر سامنے شاہ طلسم کے آیا بادشاہ نے بطور تجاہل غصہ کو ضبط کر کے مسکراکر فرمایا کہ کیون اے باغبان تم دو چار روز مین بی بی گلچین کو کیا جواب دوگے باغبان نے یہ سُنکر تخت شاہی کو بوسہ دیا اور گڑگڑاکر عرض کیا کہ اے شاہ مین آپکا بدل غلام ہون مجھ سے یہ امید نہ رکھیے گا کہ مین نمکحرامی کرونگا کیونکہ مین وہ شجر نہین ہون کہ جسکا ثمر حنظل ہوا اور وہ گلشن نہین جو بوقت سیر جنگل ہوا از بسکہ بی بی میری ناقص العقل بیوقوف عورت ہے اسکے بہلانے کو مین نے کہہ دیا تھا کہ چند روز مین جواب دونگا بس اے شہنشاہ جہان پناہ اگر یہ اقرار میرا باعث تکدر آئینہ مزاج ہمایون شاہ عالیجاہ ہو تو اُمید رکھتا ہون کہ خلعت عفو سے مین مجلی و مخلع کیا جاؤن ؎

ہم سے گناہ رحم ہے لائق حضور کو
کیجیے معاف ہم ہین گنہگار آپکے
ہم سے گناہ جو کہ ہوا وہ تو ہو چکا
اب آپ کیجیے ہو جو سزاوار آپکے

افراسیاب نے فرمایا کہ اے باغبان مین تجکو اپنا قوت بازو سمجھتا تھا اور ترقی خواہ سلطنت اور بڑا نمک حلال جانتا تھا مگر افسوس ہے کہ تیری زبان سے ایسا کلمہ نکلا کہ اب مین شراکت نمکحرامان چار روز کے بعد جواب دونگا اس بات کا بیشک مجکو بڑا ملال ہے کس لیے کہ تجکو کہنا چاہیے تھا کہ مین ہزار بار مر کر زندہ ہونگا جب بھی شراکت ناعیاران نہ کرونگا اسوقت خطا تیری تو معاف کی مگر آیندہ جو تیری زوجہ سے یا تجھ سے ایسا کوئی کلمہ سنونگا تو برے عذاب الیم سے تجکو مارونگا اور وہ آزار پہونچاؤنگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اور مردمان دنیا تجھپر افسوس کرینگے اور مجکو رحم نہ آئیگا وزیر یہ کلمات عتاب سنکر تھرایا اور تخت شاہی کے گرد پھر کر سات بار تصدق ہوا اور عرض کیا کہ اے شہنشاہ فلک جاہ عورتون کی نسبت قول بزرگان ہی کہ سعدی علیہ الرحمۃ اگر نیک بودے سرانجام زن + زنان را مزن نام بودے نہ زن + واقعی میری زوجہ نے مجکو کہین کا نہ رکھا تھا آپکا کرم میرے آڑے آیا جو اس رو سیاہی سے کونین کی مین بچ گیا ورنہ دین بھی جاتا اور نمکحرام بھی کہلاتا اب مجکو دامن عاطفت خاوندی مین چھپا لیجیے اور میرے گناہ پر قلم عفو

پھیرے بادشاہ نے یہ سنکر خیال کیا کہ اسکو فی الحال دشمن بنانا مناسب نہین بس ہنسکر گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اب خطا کے عوض اس دزد مکار یعنی عمرو عیار کو گرفتار کرنا اور مہرخ مسحور سحر ہے یقین ہے کہ وہ اسکی رہائی کے لیے طلسم کو کب سے آئے اور بابو وہ بار بار اس طلسم سے یہان آیا کرتا ہے کیونکہ اس ہیدین اور جنگلی نے راہ کھولکر آمد رفت سہل کر دی ہے اب تم جا کر عیارون کو گرفتار کرو وزیر حسب ارشاد شاہ تسلیم کر کے روانہ ہوا حال اسکا انشاء اللہ آیندہ بیان ہوگا اب مہرخ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ مقیدان سحر شیاطین ہر روز سوار ہو کر اسی صحراے سبزہ زار مین جاتی اور شکار و سیر مین مصروف ہوتی ہین جب شام کو بارگاہ مین اپنی آتی ہین اسوقت اثر سحر کا ان کے دلون سے کم ہو جاتا ہے اور جانتی ہین کہ ہم مسحور ہین اور یہ اس لیے شیاطین نے بوقت سحر بہت کم ہونے کو مقرر کیا ہے کہ مقید اپنے حال پر آگاہ ہو کر اشک حسرت بہائین اور میرا نام ہو کہ باوجود آگاہی میری قید سے رہا نہین ہو سکتے فی الجملہ ایک روز جب شہباز روز نے بہر صید زاغ شب کا شانہ عالم سے پرواز کی اور صیاد لیل نے دام کہکشان مین دانہ انجم کا ڈالکر مرغ سوز آفتاب کو پھنسایا کہ بموجب **ابیات**

بڑا میدان جھیلا آہوؤن نے
سیاہی شام کی گردون پہ چھائی
شکار خواب کھیلا آہوؤن نے
گیا دن مہر ڈوبا رات آئی

یہ سب صحراے سحر و سیر تماشے سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آئین اور بعد فراغ اکل و شرب ہر ایک کو اپنی گرفتاری کا خیال آیا صداے آہ و نالہ بلند کی اور خدمت مہرخ مین سب سردار آ کر عرض پیرا ہوے کہ اے ملکہ ہماری آخر ہم کبتک یہان اسیر رہین گے کوئی تدبیر کرنا آپ کو لازم ہے کس لیے کہ آپ ہم سب کی سردار ہین مہرخ نے فرمایا اگر کوئی سامنے آ کر مجھپر سحر کرتا تو اس سے لڑکر فیصلہ کرتی اب تو سواے اس تدبیر کے اور کوئی چارہ نہین ہے کہ مین آگے کھڑی ہو کر درگاہ خدا مین فریاد کرون اور تم سب آمین کہو اس رات کو اسی طرح تضرع و نیاز بدرگاہ کریم کارساز کرکے بسر کرو شب غم یقین ہے کہ سحر عشرت سے بدل جاے اور نسیم تمنا گل مراد گلشن آرزو مین شگفتہ فرماے سب نے عرض کیا کہ بسم اللہ کیجیے ملکہ موصوفہ بارگاہ سے باہر ایک میدان مین آئی اور تاج سر سے اُتار کر محتاج بدرگاہ احکم الحاکمین ہو کر رو بہ عجز و تضرع جانب قبلہ کرکے استادہ ہو گئی اور پس پشت عمرو ن نے صف جمائی ملکہ نے دست بہر دعا بلند کیے اور گڑگڑا کر یہ کلمے زبان پر لائی کہ اے مسلمانون کے خدا واسطے اپنے خاصون کا ہم کو اس بلا سے نجات دے الہٰی ہمنے زبانی عیارون کے تیری صفت سنی ہے تو ایسا خدا ہے **نظم**

یوسفؑ پہ رہی بہت تباہی
آخر کو ہوئی نصیب شاہی
ہو جسے رہے تہ مین جو حیران
آخر ہوا ان پہ فضل یزدان
یونسؑ رہے حوت کے شکم مین
چاہا تو نے تو چھوٹے دم مین
ایوبؑ کی کس نے کین دوائین
یعقوبؑ کی کٹ گئین بلائین
قزاق ستم ہمین نہ لوٹین
اس قید الم سے ہم بھی چھوٹین

یہ دعا انکی قبول ہوئی یعنی ملکہ بران جو عمرو کو لیکر اپنے مقام پر آئی تو اس شب کو اسے بھی یہ خیال آیا کہ افراسیاب کو ہمارے متوسلین کا ذرا پاس نہین ہے ایسا نہو کہ مہرخ کو اسنے بعوض قتل الجی کسی آفت مین پھنسایا ہو بس مجھکو اسکی خبر لینا ضرور ہے یہ سوچ کر یہ ماہ تمام خواجہ سے بحیلہ آرام رخصت ہو کر بالاے بام آئی خواجہ اپنے مقام پر آ کر استراحت پذیر ہوے اور ملکہ مذکور نے سب کنیزون کو حکم دیا کہ تم سب نیچے کوٹھے کے آج رہو مجھکو ایک سحر تیار کرنا ہے خبردار یہان کسی کو نہ آنے دینا کنیزین حکم بجا لائین اور ملکہ نے تنہائی پاکر ایک سحر پڑھا کہ پردے ہوا سے سناٹا

پیدا ہوا اور ایک ہنس جواہر کا مگر چاند اڑتا ہوا سامنے آیا زمین جواہر دوزا سپر کھنچا تھا گلے مین یاقوت کا مالا پڑا سراپا مثل معشوق زیبا آراستہ اور پیراستہ تھا ملکہ نے دوپٹے کی گاتی باندھی اور جست کرکے اسپر سوار ہوکر یکہ و تنہا جانب طلسم ہوشربا روانہ ہوئی اسوقت اس عنقائے اوج حسن کے جمال کی عجیب کیفیت تھی کہ ماہ تابان سپہر وچندان حسن سے اسکے شرمندہ تھا اور ضو سے رخسار درخشان کے زہرہ کا حسن ضیا ماند ہوگیا تھا وہ چہرۂ مصفا کی چمک اور زیور کی پھبن وہ اسکا اٹھتا جوبن کبھی کاہے کو پیر فلک نے دیکھا تھا اپنے تارے اسپر صدقے اتارا چاہتا تھا اس چاندنی رات مین ایک چاند فلک پر اور ایک دے ہوا چمکتا جاتا تھا ہوا کا صحرا مین سناٹا تھا برے ہوا اس بلقیس حشم کا چلنا تھا یا دل روزگار کا حوصلہ نکل رہا تھا یعنے ہوا کا رتبہ بڑھا تھا بزم عالم مین شمع رخسار کی روشنی تھی

نظم

دربیش قیامتین بلائین
گر سامنے اسکے بدر آیا
انداز نئے نئی ادائین
عارض کی چمک سے داغ کھایا
کیفیت نشہ جوانی
کھایا جو کہین کمر نے لچکا
انداز خمار و سرگرانی
پہونچا دل دہر مین بھی دھچکا

ہر صحرا اسے مثل ایام بہار للہ زار ہوئی ہر کوہ سے برنگ طائر رنگ لالہ زار اڑتی ہوئی اپنے طلسم سے نکلکر رفتہ رفتہ اسی صحرا مین کہ جسمین مہرخ اسیر تھی رہائی کی دعا مانگ رہی تھین پہونچی وہ صحرا از بسکہ مسحور و مسدود تھا اسوجہ سے ہنس اسکی سواری کا بھی رک گیا اور اسنے جانب صحرا جو دیکھا تو ایک لشکر کو اترے پایا اور ہر دمان لشکر کو میدان مین جمع پایا یہ دیکھ ہنس اپنا زمین پر اتار لائی اور اس گروہ کے قریب آئی اور ہر ایک کو پہچان کر گویا ہوئی کہ ہائین تم لوگ یہان کہان مہرخ نے دعا موقوف کرکے تسلیم کی یہ ہر ایک سے گلے ملی اور بارگاہ مین ہمراہ ان کے آکر بیٹھی حال استفسار کیا مہرخ نے کیفیت بیان کیا کہ کسی ساحر نے چھپکر ہمکو روکا ہے اگر سامنے ہمارے آتا تو ہم مقابلہ کرتے اب بالکل مجبور ہین بتمان یہ ماجرا سنکر فرط غضب سے بسان آتش تند افروختہ ہوئی اور کہا اس افراسیاب نے تمھاری قضا گویا اپنے ہاتھ مین رکھی ہے مگر یہ نہین جانتا کہ میری موت اب قریب آئی ہے یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دی برے ہوا سناٹا پیدا ہوا اور وہ تخت اڑتے ہوے زمین پر اتر آئے اینر دو عورتین پریزاد جو رچہرہ لباس پر تکلف اور زیور گرانمایہ سے آراستہ و پیراستہ سوار تھین انھون نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے انکو حکم دیا کہ اے نسیم تیز رو واے دختران صبا شتاب سردارون کو اور مہرخ کو اپنے تختون پر سوار کرکے اس صحرائے مسدود سے نکال لے جاؤ نازنینان مہر پیکر حکم ملکہ بجا لائین اور سب کو سوار کرکے لیچلین اسوقت بران نے ایک نارنج سحر پڑھکر زمین پر مارا کہ اے زمین بستہ کھلجا فوراً ایک آواز ایسی پیدا ہوئی اور تجلی چمکی زمین کو تزلزل ہوا یہ معلوم ہو کہ دنیا تہ و بالا ہوگئی مہد زمین ہنڈولا ہوگیا بعد کچھ عرصے کے راستہ کھلگیا دنیا ساکت ہوئی۔ بران نے نہیب دی کہ اب جو کوئی مہرخ کا راستہ روکے گا تو طبقہ الٹ دونگی غرضکہ درہ کوہ ظاہر ہوا راستہ نظر آیا دریا اور صحرائے سبزہ زار کا اب نشان نہ رہا وہ دونون جادوگرنیان نسیم وغیرہ تخت اڑا کر چلین لشکر مین بھی طبل سفر بجا ہر شخص کمر باندھ کر رہگزائے منزل مقصود ہوا اور ملکہ بران انکو رخصت کرکے ہنس پہ سوار ہوکر پھری اسوجہ سے کہ خواجہ وغیرہ صبح کو میرے حال سے مطلع نہون غرضکہ جب یہ قافلہ روانہ ہوا تو وہ وقت تھا کہ سورہ شب کا حصار اسیران صحرائے دنیا کے واسطے ٹوٹ چکا تھا در خاور کھلا تھا شاہ مہر تخت فلک پر سوار ہمراہ نسیم سحر آیا تھا کہ نظم

فلک دکھین دکھائے کیا یہان رنگ ✤ کہ بدلا شب نے مثل آسمان رنگ ✤ سحر پھر خنجر خورشید سے لیکر ہوئی ہے آشکارا آسمان پر ✤ صبح ہوتے ہوتے ملکہ مہرخ کو لیکر وہ دونون جادوگرنیان درۂ کوہ مسدود سے اور صحرائے مسحور سے نکلگئین تھین اور ٹھہرین کہ لشکر بھی سب آکر جمع ہوا ملکہ داخل لشکر ظفر پیکر ہو کر رہبر و راہ اُمید ہوئی براتن نے جادوگرنیونکو رخصت کردیا اور ملکہ براتن قریب سحر اپنے کوٹھے پر پہونچکر آرام پذیر ہوئی ادھر مہرخ اپنی فوج لیکر روانہ ہوئی لیکن افراسیاب بعد رخصت اعنبان وزیر نہایت بدمزاج کدر بیٹھا تھا کہ برپے ہوا نوبت ونقارے بجنے شنائی دیے اور تین لاکھ ساحر برپے ہوا باز ولطا ہمنس پر سوار نظر آئے آگے آگے تخت ہائے سحر پر ایک ساحر اور دو جادوگرنیان سوار تھین سبکی سردار تھین لشکر مین ڈمرو بجتا تھا ناقوس اور گھنٹون کی آواز سے دل دہلتا بڑے تزک و احتشام سے در باغ سیب پر وہ لشکر اُترا اور میدان باغ کے سامنے کا فرودگاہ سب نے مقرر کیا تینون سردار باغ مین آئے شاہ جادوان کو مجرا کیا بادشاہ نے پہچانا کہ یہ ساحر تو وہی شیاطین جادو ہے اور جادوگرنیان ریحانہ جادو و نگار جادو دونون کنیزین مادر ملکہ حیرت ہین اُنھون نے حیرت کو گود مین پالا ہے ملکہ مذکور اُنکو بجائے مان کے سمجھتی ہے اور سلام کرتی ہے چنانچہ یہ دونون شہر ریحانہ اور نگارستان کی حکومت کرتی ہین یہ ملک اُنکو جاگیر مین ملے ہین اب جو اُنھون نے حال جنگ و جدال سنا اپنی شہزادی کی مدد کو لاکھ لاکھ ساحر لیکر روانہ ہوئین اور بعد قطع منازل اسی درہ کے قریب پہونچین کہ جو مسحور تھا ازبسکہ یہ حال طلسم کو جانکر درے کو چھوڑ کر قلعہ ابلیسیہ پر آئین شیاطین نے خبر آمد سُنکر استقبال کرا یا اور در قلعہ تک خود لینے آیا کیونکہ خاتون بادشاہ انکی تعظیم کرتی ہے غرضکہ باغ مین اپنے لا کر ان کی دعوت کی اور سبب آنیکا پوچھا اُنھون نے کہا ہم اپنی شہزادی حیرت پاس جاتے ہین چونکہ درۂ کوہ ہمیشہ مسدود ہے اور تم اس کے محافظ ہو اسوجہ سے تمھارے پاس آئے ہین کہ ہمین راستہ دو اسنے جواب دیا کہ مین نے مہرخ کو اس طرح سپرد گردان کیا اب اس کے مطیعون کو چاہتا ہون کہ جا کر قتل کرون اور بہار وغیرہ کو گرفتار کرکے حوالۂ شاہ کردون اچھا تمھارے ساتھ مین بھی چلتا ہون یہ کہکر ایک لاکھ ساحر اپنے ہمراہ لیکر انکے ساتھ بکروفر تمام تر روانہ ہوا اور اسوقت آکر خدمت بادشاہ مین پہونچا الغرض بادشاہ نے انکو اشارہ بیٹھنے کا کیا یہ تینون کرسیون پر متمکن ہوئے اور بادشاہ کو اس ساحر کی صورت دیکھکر مہرخ یاد آئی بس حسب آئین پوجا وغیرہ کرکے کتاب سامری منگائی اور اُس مین حال مہرخ دیکھا تو معلوم ہوا کہ ملکہ براتن نے آکر راہ کھولدی اور مہرخ رہا ہو کر اپنے لشکر کی طرف آتی ہے یہ دیکھکر کتاب بند کی اور شیاطین کی طرف دیکھکر کہا کہ قیدی تو تمھارے چھوٹ گئے اسنے کہا اے شہنشاہ ایسا کون تیرے سوا ہے جو میرے سحر کو توڑکے ان گمراہون کو نکالدیگا مین ایسی طاقت تو سوائے آپکے کسی مین نہین دیکھتا بادشاہ ازبسکہ اول سے رنجیدہ خاطر تھا اسوقت اُسکو جھڑک بیٹھا کہ او بیہودہ ادھر سے اُدھر تو نا حق پھرا حفاظت تو تجھی نہو سکی اب یاوہ گوئی کرتا ہے ایک سے ایک سامری نے بہتر بنایا ہے تو ہمین جھک مارا کیا لے جاو سب چھوٹ گئے اسنے عرض کیا کہ اے شہنشاہ اگر وہ رہا ہو گئے تو مین جا کر اُنکو پھر قید کرتا ہون کیا مجال انکی جو آب آگے بڑھ سکین بادشاہ نے کہا اب وہ سب اپنے لشکر کے قریب پہونچگئے ہین اب اسیر نہونگے کس لیے کہ انکے لشکر کے عیار ہر سمت پھرا کرتے ہین اور ساحر کو منزل مقصود تک پہونچنے بھی نہین دیتے رستے ہی مین مار ڈالتے ہین اسنے عرض کیا کہ

مین عیارون کو پہلے ہی قید کرلو تگاشاہ نے کہا بس زیادہ نہ بکو اب تلم لشکر لیکر آئے ہو تو یہین ٹھہرو سمجھ لیا جائیگا جلدی کیا ہے بادشاہ کے خفا ہونے سے یہ خاموش ہو رہا اور ریحانہ و نگار تا دیر حاضر دربار رہکر عرض رسا ہوئین کہ کنیزون کو حکم کیا ہوتا ہو کس لیئے کہ ہمارا ابھی یہی ارادہ تھا کہ اس نمکحرام مہرخ کو جھونٹے پکڑ کے سامنے حضور کے لے آئین وہ وہی ہی آپ شہنشاہ ہین آپکا مقابلہ وہ کیا کر سکے گی بادشاہ نے فرمایا کہ تم سچ کہتی ہو مگر ابتو ان باغیون نے جمعیت بکڑی ہی تم اب ملکہ حیرت کے پاس جاؤ انسے ملو جب مہرخ اپنے لشکر مین آکر داخل ہوگی اُسوقت مین حکم لڑنیکے لیئے بھیجدونگا یہ حکم سنکر دونون اُٹھین اور شاہ کو سلام کرکے روانہ ہوئین اسوقت شیاطین نے عرض کیا کہ مین بھی انھین کے ساتھ خدمت حیرت مین جاتا ہون آپ جیسا ارشاد فرمائین گے بجالاؤنگا بادشاہ نے اسے بھی رخصت کردیا اور یہ تینون شیاطین باغ سے باہر آکر سوار ہوے اور معہ تمام لشکر کے دریائے خونروان سے اُترکر قریب لشکر حیرت پہونچے ملکہ موصوفہ نے خبر آمد سنکر استقبال کیا لشکر انکا متصل اپنے لشکر کے اُتروادیا بارگاہین انکے لیئے آراستہ ہوئین کئی کوس کے گرد مین تین لاکھ کا لشکر اُترا اور ریحانہ و نگار بارگاہ حیرت مین آئین ملکہ نے انکو سلام کیا اُنھون نے دعا دی کہ بچی مانگ کوکھ سے ٹھنڈی رہو بوڑھ سہاگن ہو وارث جیئے سہاگ بنا رہے تیری اٹری دیکھکر میان تیر کسی کا منھ نہ دیکھے یہ جا دیکر بلائین لین گرد پھرین پھر دنگلو نیز بیٹھین نلج ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا انکی آنیکی خبر طائران سحر نے ملکہ بہار کو پہونچائی یہان مہرخ بنائی ہوئی عیارونکی سر پر حکومت بیٹھی ہو اسنے بھی سنا اور صنعر خام عیار روانہ ہوا کہ مین جاکر ان ساحرونکو مارون ادھر ریحانہ و نگار ملکہ سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آئین اور نگار و ریحانہ سے بہت چھوٹی ہو اور یہ دونون حقیقی بہنین ہین ریحانہ چھوٹی بہن کو بجائے دختر کے سمجھتی ہے اور جب سے شوہر اسکا مرگیا ہو یہ بہت دلجوئی اسکی کرتی ہو اور وہ ہمیشہ ایک ساحر پر عاشق ہوکر غمگین رہتی ہو چنانچہ اسوقت جو بارگاہ مین دونون آئین نگار نے کہا باجی امان میرا تو دم گھبراتا ہے مین تو سیر کو جاتی ہون ریحانہ نے کہا بیٹا یہ مقام پُرآشوب ہو دشمن ہے مقابلہ پڑا ہو صدقے یہی کیا تمنے اپنا گھر بنایا کہ جہان پایا وہان ماری ماری پھرین اب یہان تو وہ بیٹھو اسنے کہا ابھی تو لڑائی موقوف ہی مین خالی بیٹھ کر کیا کرون ناصاحب میرا دم اُکتا کر نکلی جائیگا اور دشمن ہے مقابلہ ہی تو کیا مین اسکے لشکر مین تھوڑے جاؤنگی جنگل مین پھر چلکر دو گھڑی دل بہلاؤنگی پھر چلی آؤنگی جنگل مین کسی کا اجارہ ہے یہ سب طلسم میرے شہنشاہ کا ہے ریحانہ یہ گفتگو سنکر سمجھی کہ جائیگی یہ ضرور کیونکہ اسکی عادت ہی کہ ایک جگہ تلوا نہین لگاتی ہے دل سے مشورہ کیا کہ میری بہن شوہر کے غم مین گھلی جاتی ہے نگوڑی مدت کے بعد یہان آئی ہے خیر پھر چل آنے دو لیکن جنگل مین اسکا اکیلے پھرنا اچھا نہین عیارون کا بڑا خوف ہے بس بہتر ہے کہ لب دریا صحرائے سبزہ زار مین فرش بچھوا کر اسکو بٹھا دینا چاہیئے اور خاصہ ساقی اور کنیزین متعین کرنا چاہیئین کہ یہ اکیلی نہ رہے سب ملازم اسکے محافظ رہین بس یہ سوچکر اس سے کہا کہ بیٹیا ہوائی دیدہ تو ہمیشہ سے تم ہو اچھا اس شرط سے جانے دیتی ہون کہ لب دریا فرش بچھوا کر جلسہ جماؤ ہر سمت دوڑتی نہ پھرو میری جان مین تمھارے ہی بھلے کو کہتی ہون یہان نگوڑے عیار غضب کے ہین انسے مجکو خوف ہے بہن نے اسکی کہا اچھا باجی امان کیا مضائقہ کہین نہ جاؤنگی ایک ہی جگہ پر بیٹھ کر دل بہلاؤنگی یہ سنکر ریحانہ خوش ہوئی لشکر تو دور تک اُترا ہوا تھا اور قریب دریا

قاعدہ ہو لشکر کے اُترنے کا چنانچہ لشکر سے کوس دو کوس کے فاصلہ پر ایک دریا روان ہو کنارے اسکے صحراے رشک گلستان ہے متصل اسکے پہاڑ گلون سے عنبرت وہ خیابان ہوا اسی صحرا مین کنارے دریا کے فرش ہونے کا حکم دیا گیا اور چونکہ یہ دونون اپنے ملک کی شہزادی ہین تمام سامان عیش و راحت انکے ہمراہ ہے بس ملازمون نے جملہ سامان مسرت و آرام وہان مہیا کیا اس بحر کے کنارے جنگل آراستہ ہونے سے دوبالا حسن ہو گیا ادھر تو باد فراش نے فرش زمردین سبزہ صحن دشت مین بچھایا تھا ادھر فرش قالین گلدار کا فراشون نے آراستہ کر کے سطح غبرا کو لالہ زار بنایا ادھر مصور بہار نے تصاویر گلہاے بوقلمون سے صفحۂ بیدا کو اتہ رنگ مانی کیا تھا اس جانب نقاشی فرش رنگین گلکاری شیشہ و آلات برترتیبین سے ورق طبق ارض نگارخانۂ چین ہوا تھا انکو لہاے رنگین دریا مین چھوڑے گئے جو شب کو ستارونکی طرح حباب دکھائین قمقمے درختون مین لٹکا دیے جو صحراے خضر مین مثل انجم فلک زبرجدی شمع ماہ کوثر مین برج سنبلہ مین ستارے آئے ہوے نظر آئین لب ساحل کشتیان شراب ناب کی لگا دی گئین بطامے کے قہقہے اُڑانیکا وقت قریب آیا گلدستے سامنے مسند کے رکھدیے زیرانداز پر سچوان بڑی آن بان کے لگا دیے یہ سامان عیش و نشاط اس جگہ مہیا کر دیا جسکا یہ نقشہ تھا نظم

وہ دشت جو دشت دلکشا ہے
مے نوش ازل تھے جابجا چست
جو پھول ہین قدرت خدا ہے
کرتی تھی بہار باغبانی
اس دشت مین واہ ری وہ مجلس
بیٹھے جو وہان نہ پھر اُٹھے حور
شیشون کی چمک گلون کا جوبن
پہنے ہوے جامہاے رنگین

جس دشت مین خلد کی ہوا ہے
ہر برگ ہے تازہ ہر شجر سبز
جو سبزہ ہے خضر رہنما ہے
دریا کی وہ ہر طرف روانی
تھا جس سے فروغ چشم نرگس
ہر ساغر بادہ ہمہ گل
میخوارون کے گرد مرغ گلشن
ارباب نشاط سب فراہم

نخل و گل و بلبل و صبا چست
سبزے سے تمام دشت سرسبز
گل میکش بادہ جوانی
تھا آب حیات یا کہ پانی
وہ صاف بچھا تھا فرش بلور
تھی بربط نے جواب بلبل
خدام و مصاحب و اراکین
باجون کو خوشی مین ساز باہم

القصہ جب یہ درستی ہو چکی کئی سو کنیزون انیسون اور جلیسونکو نگار اپنے ہمراہ لیکر مہوادار پر سوار ہوئی اور اس مقام فرحناک پر آکر لب ساحل مسند پر جلوہ گر ہوئی اور سیر دریا اور صحرا کرنے لگی اسوقت مغنیان خوش نوا گوری کی تانین اُڑاتا بچھیا بہیرو نکا باقی عجب سہانا وقت گرمی مجلس گرما گرم ساقی ہنگام غروب مہر صبح بنارس سے بہتر وہ سر پردہ زرد دھوپ کا عالم جنگل مین کشت زعفران کا جوبن دکھاتا آفتاب بداق سپہر کا کاخ دہر کی دیوار مین آئینہ لگا نظر آتا جانور بسیرا لیتے مور چنگھارتے پپیہے نعرے مارتے ایسے مقام فرحت بیز پر دور شراب ناب و جلسہ چنگ و رباب کا یہ عالم دکھاتا تھا کہ خاطر روزگار کو لبھاتا تھا نظم

تھا جام شراب مست کا ہاتھ
نہرون مین روان تھا آب حیوان
ہاتھون کو طیور چومتے تھے

چلتی تھی ہوا شراب کے ساتھ
گانے کا تھا شغل بزم معمور
مستی سے درخت جھومتے تھے

تھا خضر کہ سبزۂ گلستان
چھڑتے تھے قریب دوہرے طنبور

اس ہنگام فرحت و سرور رنگین وقت آیا کہ صحراے فلک مین قنادیل انجم کو فراش قدرت نے منور و روشن فرمایا اور بہر سیر سبزہ زار سنبلہ فلک خسرو ماہ آیا زہرہ نے ترانہ خرمی سنانا چاہا کہ نظم

بہار شام آنکھون مین پھر آئی
ہر اک کے نیند پھر آنکھون مین آئی
نظر کی سوے صحرا خوش ہوا دل
جمی ساحل پہ میخوارون کی محفل

رات کو فراش مہتاب نے فرش چاندنی بزم عالم مین گسترده کیا ہر طرف پھولون کی خوشبو آنے لگی صحرا مین سناٹا ہوا ہوا سے سرد نے دلون مین جوش وحشت پیدا کیا یہ عالم ہوا ابیات

گل مست طیور بوستان مست
بلبل سے زیادہ باغبان مست
سب بزم نشین تھے نقش دیوار
شبنم سے تھے اشکبار اشجار
کیون مست نہو ہر اک صنوبر
دیتی تھی بہار لالہ ساغر
غنچون کے تھے شاخ سے اشارے
تو کاہکشان ہے ہم ستارے

اس بہار کی سیر مین نئی سیر سنیے کہ بعد رہا کرنے باغبان وزیر کے قران وبرق اپنے لشکر کی طرف چلے آتے تھے یہان تک کہ اس صحرا مین جہان جلسہ ہو رہا ہے پہونچے اور دور سے ٹھہر کر تمام کیفیت دیکھی پھر اپنے لشکر مین داخل کر ملکہ بہار وغیرہ سے ملاقات کر کے حال قتل ایلچی اور مہرخ وغیرہ بیان کیا بہار نے آثار ریحانہ ونگار کا اسنے کہا برق نے حال سنکر کہا کہ اے ملکہ مین نے سبزہ زار مین جلسہ ساحرون کا دیکھا ہے یقین ہے کہ یہ وہی ساحرہ ہے جسکا ذکر تم نے کیا ہے پس جب یہ مقابلہ آپسے کرینگی تو آپ کو زحمت ہوگی مین جا کر انکو مارے ڈالتا ہون یہ کہکر وہان سے چلا اور کنارے دریا کے آیا از بسکہ وہ دریا جس کے کنارے ساحرہ بیٹھی ہے بہت دور تک ہے ایسا کہ لشکریان مہرخ بھی بحر سے پانی لیتے ہین پس یہ عیار جب کنارے اسکے پہونچا میر بحر جو ملکہ بہار کی طرف سے مقرر ہے اس سے ایک مورچھلی طلب کر کے اپنی صورت ایک زن حسینہ کی ایسی بنائی بالکل شہزادی مہر رخسار ذیوقار معلوم ہوتا تھا بعینہ آفتاب بیدار تھا بلکہ خورشید کو شرماتا چہرہ حور اسکے جمال سے کیا آنکھ ملائے شرما کر نقاب سحر مین منھ چھپائے غیرت سے بحر مغرب مین ڈوب جائے اس روے تابان کو دشمن جو دیکھے رعب حسن سے تھرائے اسکے عشق مین ہمیشہ سینہ سوزان رہے چشمہ چشم مین تری آجائے چہرۂ بے نظیر مین بالائے بینی الف ابروبسان کمان کشیدہ جیسے تحریر مین الف آفتاب سر مد ہوتا ہے زلف چلیپا کے سامنے شب لف کا سولودہ ہوتا ہے رخسار پر اڑکر زلف کا آنا اور گیسو کا لہرانا قرص ماہ پر ابر کا چھا جاتا تھا جوڑا تہ چھا بندھا تھا مشک نافہ تھا مانگ کا جوبن بالون مین یون ہویدا جیسے ظلمت مین راہ خضر پیدا نہین نہین بر مین ماہ نو نمودار رات کو کہکشان کا اظہار جبین غیرت بخش بدر مہ نو کی سامنے اسکے کیا قدر رخسار پر خال سیاہ کا جوبن یا میدان تاتار مین پڑا ہوا مشک نافۂ ختن وصف دہن مین دہن کھولنا بیجا ہے یہ عقدہ بھلا کس سے حل ہوا ہی نہ کام تبسم اس نمک کا عالم مین شور ہی جسپر پسا ہوا دل مور ہو لب لعل یاقوت کی معجون خندہ قوت روح ودافع جنون غرضکہ سراپا اسکا بے نظیر یہ اسکی تصویر

نظم

خورشید سے جیتنا ہے میدان
بالون کی صفت بہت ہے مشکل
جبتک کہ نہ منھ شگاف ہو دل
یہ شام کو خط استوا ہے
رکھی ہے سپر پہ تیغ عریان
یا یہ کہ سمجھیے مانگ کیا ہے
معنی بے صورت صفا ہے
دونون رخ صاف باغ امید
گویا ہے قران ماہ وخورشید
مضمون کہان ہین ایسے زیبا
آئینہ قدرت خدا ہے
کیا اسکا رقم کرون سراپا
نظارہ کرے جو چشم تحقیق
کس طرح سے آن بان لکھے
مقدور کہان کہ شان لکھے
تب میرے کلام کی ہو تصدیق

اس شکل وشمائل سے آراستہ ہوکر

بجرے پر فرش عمدہ بچھا کر شست ہاتھ مین لیکر سوار ہوا اور ایک مانجھن سے کہا کہ سحر سے صورت بدلکر مورپنکھی پر بیٹھے اور
کھیتی ہوئی چلے مانجھن حسب ارشاد عمل مین لائی اور مورپنکھی روان ہوئی اس چاندنی رات مین ماہی کا شکار بیادہ تابان
حسن کھیلتی روانہ تھی مورپنکھی ہوا کی طرح سن سن چلی جاتی تھی یہانتک اسی مقام پر پہونچی کہ جہان نگار لب ساحل جلسہ
جمائے بیٹھی تھی اسنے جو دیکھا کہ ایک شہزادی مورپنکھی اڑائے جاتی ہے سمجھی کہ طلسم تو بہت بڑا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قلعہ
کی شہزادی سیر دریا کو نکلی ہے بس اسکو بلانا چاہیے اور صورت بھی ایسی پیاری ہے کہ جس سے تیری محفل کو رونق ہو جائیگی
ازبسکہ یہ ساحرہ حسن دوست بہت ہے تاب لا سکی کھڑی ہو گئی اور آگے بڑھکر پکاری کہ بہن ذرا ٹھہرو اس یم خوبی نے
کچھ جواب نہ دیا اس سے اسکا اور اشتیاق زیادہ ہوا اور پھر پکار کر کہا اللہ رے غرور آپکا اور غصہ ہم پکارتے ہین اور
آپ جواب نہین دیتین اے صاحب ذرا ٹھہریے اپنے حسن پر مغرور نہ ہو جیے اے بوا ہم کوئی رذیل نہین ہین اپنی جگہ کی
شہزادی ہین قربان آپکی بے اعتنائی کے ہم جانتے ہین کہ بجرا بھی آپکا ہے مانگے کا نہین ہے آپ شہزادی ہین لیکن اتنا
غرور سامری کو پسند نہین کہ منھ ہی سے نہین بولتے یہ خلاف انسانیت ہے ذرا ٹھہر جاؤ کیا حرج ہوگا اس قلزم جمال نے
اسکے بکنے پر بھی کچھ جواب نہ دیا جب تو اسکو غصہ آیا اور گھٹنون بھر پانی مین اُتر گئی اور ماتھے پر ہاتھ برسم سلام رکھا۔
اس بحر حسن نے جواب سلام دیکر کہا کہ بہن مجھکو معاف کرنا مین ایک کار ضروری کو جاتی ہون ورنہ تم سے ضرور ملاقات
کرتی یہ کلام جو اسنے سُنے اور زیادہ جسارت تکلم ہوئی بولی کہ رنڈی اتنی باتین نہ بناتی تو کیا ہوتا کیا تمہارے دشمن کسی کے
نوکر ہین جو میان خفا ہونگے دیر کیا ہوتی ہے ایسی باتین مین بہت جانتی ہون تم مجھکو کیا چٹکیون مین اُڑاؤگی
مین تم ایسی دس کو راہ بتاؤن لو صاحب ہمارا تو اس پیار سے بلانا اور آپکا یہ اترانا اُجڑو تو ناک چوٹی مین گرفتار
کیون ہے اتنا بھی بڑھ کھا آدمی مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا ذرا یہان آجا چاندنی کا جلسہ دیکھ کر اور دو ایک جام شراب کے
ہم تم ساتھ پئین گے ذرا ہنسین گے بولینگے اور ہمارا کیا کام ہے تجھ سے عیار نے یہ گفتگو سُنکر تیوری چڑھا کر کہا اے بی ہٹ
مین الھڑ جو اس پکڑ دو عقل کے ناخن لو بھلا مجھ سے تم سے کہان کی جان پہچان ہے جو اتنا جلد پھسل پڑین میرے پیچھے بھوت
ہو گئین بلا کی طرح چمٹ گئین واہ واہ چوچلے کی خوبی بندگی خردی سب اس دریا مین ڈوبی نگوڑی مین کیا جانون
کہ تم کون ہو تمھین میرے روکنے سے کیا مطلب مین اپنی راہ جاتی ہون تمھین کیا معلوم کوئی کس کام کو جاتا ہے کس کام کو
نہین تم سے کوئی کیا بتائے تم تو لپٹ پڑین کہ یہان آؤ یہان آؤ اے بی ذرا تمیز سیکھو بوڑھی جو رو بدتمیزی یہ سنکر نگار
نے کہا ماشاء اللہ کیا کیا فرفر زبان چلتی ہے جھاڑ کا کانٹا ہو گئین ہماری تو یہ محبت اور عاجزی اور آپ کی یہ بے پروائی
آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین آپکو خود تمیز نہین ہے آدمی سے آدمی ملتا ہی ہے مین نے پکارا تو کیا قباحت ہو گئی اے بی
آدمی کو آدمیت لازم ہے تمکو اتنی تو انسانیت نہ آئی کہ مین پانی مین تمھارے لیے اُتر آئی اور تم نہ ٹھہرین ہان ہان سچ ہے تمھارا
کوئی منتظر ہوگا اسکا پاس کروگی بامیر اسامری کی قسم مین نے اول جلول اور جلد باز رنڈی نہین دیکھی خیر اچھا ہے اپنے منتظر کی
جہان اتنی دیر ہوئی شاق وہان لمحہ بھر اور سہی تمکو اپنے چاہنے والے کی قسم تمھین اپنے دیدون کی قسم ذرا ٹھہرتی جاؤ بھی آگے
جائے تو دیدے ہی پھوٹین اس گوہر محیط خوبی نے جواب دیا کہ لے واہ تم تو خوب سینل لائین اے بی میرا منتظر نگوڑا کون ہوگا

یہ تم ہی ایسی اوماتی ہو کہ جنگل مین منگل کر رہی ہو یہ کہو کسی کے انتظار مین یہان آکر بیٹھی ہو مجکو بھی وہی راہ سکھایا چاہتی ہو سو یہ میری جان بخیریت ہے بندی ایسے بھرے مین نہین آنے کی یہان جمشید کی قسم میرا کلیجہ دھک دھک کر رہا ہے کبھی اتنی دور اکیلی کاہے کو آتی آج شامت جو آئی ادھر نکل آئی مین کمبخت کیا جانون اندھیرے اوجاڑ نکلنا میرا دیدہ ایسا موٹا کاہے کو ہے کہ غیر جگہ آتر پڑون اسوقت لکا حال ساحری جانتے ہین بوٹی بوٹی میری کانپ رہی ہے جب گھر پہونچون تو زندگی دو بارہ ہو اسنے کہا اے بی یہ باتین نہ بناؤ یہان کوئی غیر نہین ہے ہم بھی ملازم شہنشاہ کے تم بھی انکی رعیت کسی آدمی کی ایسی طاقت نہین جو ہم سے آنکھ ملائے تم خوف نہ کھاؤ اترآؤ ہماری جان کی قسم زیادہ نہ ٹھہرنا لحظہ بھر مین چلی جانا مین کوئی باجی نہین ہون کہ ریحانہ و نگارستان کی شاہزادی ہون اسنے جواب دیا کہ تم سچ کہتی ہو لیکن بڑے بھیا کی طبیعت بہت خراب ہے وہ اگر سن لینگے تو مار ڈالینگے نگار نے کہا آؤ بھی چلی بھی آؤ عیار کو تو اتر نا منظور رہتا ہی بعد تکرار بسیار مونکھی سے اتر اسنے ہاتھ پکڑ کر مسند پر لیجا کر بٹھایا ساقی نے جام دیا اس نازنین نے شرما کر جام ہاتھ سے رکھدیا اور نیچی نگاہ کرکے بیٹھی نگار اسکا حسن و جمال دیکھ کر فریفتہ ہو رہی تھی اسکی گردن مین ہاتھ ڈال کر گویا ہوئی کہ اے بہن تمھین شرم بہت آتی ہے تم یہان میدان مین بیٹھو میری باجی امان پاس یعنی ریحانہ کے پاس چلو اس عیار شوخ طرار نے جھجک کر کہا اے بی کیون مجکو دیوانہ بناتی ہو ناصاحب وہان مردانہ ہوگا کیا تم میری آبرو کے پیچھے پڑی ہو سامری کی قسم اباجان تو خیر بڑے بھیا اگر یہان کا ٹھہرنا سن پائین تو میرے دھرے اڑادین نہین معلوم میرا کیا حال کرین نگار نے یہ تقریر سنی اور چپ ہو رہی لیکن اسکو تاب کہان پھر بولی کہ اے بہن تم بہت آدمیون مین شرماتی ہو تو چلو وہ جو سامنے سبزہ زار ہے ہم تم چلکر بیٹھین یہ عیار اس کلام پر چپ رہا اور وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اٹھی مگر مستفسر ہوئی کہ تمکو کچھ گانا بھی آتا ہے اسنے کہا گانا رونا سب کو آتا ہے بس یہ سنکر خواصون سے کہا کہ ستار اور بایان لیکر چند آدمی میرے ساتھ آؤ کنیزین یہ حکم عمل مین لائین اور یہ کچھ دور جلسہ کے مقام سے آکر لب ساحل بیٹھی اور کشتی شراب طلب کی اور اس نازنین سے کہا کہ مین بایان بجاتی ہون تم ستار چھیڑو گانے مین تم کو شرم آئیگی یہ تو ہاتھ کا کام ہے اسنے اسکے اصرار سے ستار کی طربین درست کرکے اس طرح بجایا کہ در و دشت کو مست بنایا کہ نظم

سنتے ہی وہ نغمہ تھی کہان تاب
ہونے لگا دل مین خود بخود درد
نکلی بھی تو لب سے واہ نکلی

ہر چشم پر آب چاہ سیماب
جامے سے ہوے سب اپنے باہر
پرواہ کے ساتھ آہ نکلی

ہوش اڑ گئے چہرہ ہو گیا زرد
ہاتھ اٹھ گئے ہلگیا کبھی سر
نگار محو ہو کر تعریف کرنے لگی کہ اور

جام شراب سے لبریز کرکے قسمین دینے لگی کہ تم بھی پیو اس عیار نے جام لیکر لبون سے لگایا اور منھ بنا کر کہا یہ شراب بہت تیز ہے میرے کام کی نہین مین اپنے نشہ کی چیز پاس اپنے رکھتی ہون یہ کہکر ایک قلم شراب کی کمر سے نکالی اور کہا دیکھو یہ شراب مین پیتی ہون پھر اس شراب و گلابیون مین ملا کر ایک جام بھر کر نگار کو دیا وہ بے وسواس پی گئی اسنے ایک ایک جام اور جو جو عورتین تھین انکو دیا کہ یہ سب پی گئین اور کچھ عرصہ مین معہ نگار ہر ایک بیہوش ہو گئی عیار نے خنجر نکالکر بے وسواس پہلے نگار کا سر جدا کیا پھر اورون کو قتل کرنے لگا شور گیر و دار برپا ہوا ساحر جو الگ ٹھہرے ہوے تھے غل شن کر دوڑے اور ادھر ریحانہ کو بھی خیال آیا کہ بہن میری دیر سے

گئی ہے مین بھی جاکر دیکھون پس اُڑ کر چلی اور اسوقت آکر پہونچی کہ برق جادوگرنیون کو مار رہا تھا اسنے آتے ہی سحر پڑھا کہ برق بیحس وحرکت ہوگیا اور یہ زمین پر جو اُتری بہن کا اپنی سر جدا پایا پس اپنا گریبان پھاڑا اور نعرہ آہ مارکر پچھاڑ کھائی پھر لاشہ ہمشیر سے لپٹ کر بین کرنے لگی کہ اے میری ناشاد و نامراد بہن ہائے مین کہتی تھی کہ تو سیر کو آگ لگا میرا کہنا نہ مانا اے بیٹا مجھے اکیلا کر گئین اے بھینا اپنی جنڈری پر یہ آفت تمنے لی میری کمر توڑ گئین ابھی تمنے دنیا کا کیا دیکھا تھا ہائے مجھ دکھیا کو موت نہ آئی اے بیٹا اپنی نہ کچھ کہی نہ میری سنی ہائے مجھ سے ایسی بیزار ہوئین کہ اب منھ سے نہین بولتین افسوس اب کسی بات سے تمھین مطلب نہین اے بیٹا سیر کرنے جاؤ اے فرزند اب مجھ سے ضد کرکے اٹھلاؤ میری گود مین مچل جاؤ پھر چیکے چیکے مجھ کو کوسو پھر روٹھ کر مجھ سے الگ جاکر بیٹھو ہائے اب تم نہ کچھ کروگی تمھارا احوال یہ کر نظم

تقویم کہن قوائے جوانی
بیگانہ و آشنا برابر
کھانے سے غرض نہ فکر پوشاک
اک عالم بیکسی و غربت

نہ کردہ کتاب زندگانی
تربت پہ چڑھاؤ گل انھین کیا
تن خاک ہر ایک آرزو خاک

سو تخت کہ بوریا برابر
ٹھکرا کے چلے جو کوئی اچھا
دنیا کی طمع نہ حرص دولت

الغرض رو پیٹ کر لاش بہن کی اُٹھوا کر برق کو گرفتار کیے اپنی بارگاہ مین آئی اس عرصہ مین خنجر آفتاب سے عیار روز نے سر ساحر شب کا جدا کیا اور نقش و نگار انجم کو ضیائے مہر نے مٹایا نظم

نظر جسدم پڑی نور سحر پر
ادھر مہ کو بھی داغ ہجر شب تھا

نظر آئے گریبان چاک یکسر

ادھر تو رنج و غم کا یہ سبب تھا

صبح کو تمام ساحر لشکر کے اور سردار وغیرہ حیرت کے اسکی بارگاہ مین جمع ہوئے اور بڑی دھوم سے لاش نگار کی اُٹھوائی رسم تعزیت ادا کی دن بھر اسی رنج و الم مین ہر ایک رہا جب فلک پر نبات النعش بصورت جنازہ ظاہر ہوا اور عالم سواد شب سے سیاہ پوش نظر آیا ابیات

اندھیرا چھا گیا نظر دن مین یکسر

ہر ایک ساحر کا دل تھا رنج سے خون

کہ جب چمکا مہ تابان فلک پر
سنو اب قتل ریحانہ کا مضمون

یعنی سرشام اسنے برق عیار کو قفس مین بند کرکے سامنے اپنے رکھ لیا اور بفرط غضب نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین اسکے طبل جنگ بجا اسنے کہا کہ تمام ٹکڑا امونکا عوض مین اپنی بہن کے کام تمام کرونگی پھر اس عیار کو بڑے عذاب سے مارونگی الغرض جب اسکے لشکر مین نفیر سحر بجی طائران سحر نے سامنے بہار وغیرہ کے جاکر خبر عرض کی ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی غلغلہ لشکر مین برپا ہوا تیاری حرب اور درستی آلات جدال ہونے لگی صدائے طبل رزم جب ضرغام عیار نے سُنی یہ برق سے بھی پہلے پہر عیاری روانہ ہوا تھا پس اسوقت گھبرایا کہ تو مدد سے پھر رہا ہے اور کچھ ہو نہین سکتا برق نے جاتے ہی فیصلہ کیا آج تو بھی صبح نہ ہونے دے گی ساحرہ لڑ کر تیرے لشکر کو رنج پہونچائے پس اسی فکر مین ساحر بنا ہوا لشکر حریف مین پھرنے لگا اتفاق روزگار سے کیفیت سنیئے کہ ملکہ حیرت نے اپنی وزیرزادی یاقوت جادو سے کہا کہ تم معہ چند سردارونکے کھانا لیکر ریحانہ کو میری طرف سے جاؤ اسنے کل سے غم ہمشیر مین کھانا نہین کھایا ہو سمجھا کر کھلاؤ یہ حکم سُنکر یاقوت و شجر نگار و شیاطین وغیرہ چند سردار خوانہائے طعام ہمراہ لیکر روانہ ہوے حیرت نے صرصر عیارہ کو بلا کر فرمایا کہ تو بھی کھانے کے ساتھ جا ایسا نہو کہ کوئی عیار دست اندازی کرے عیارہ بھی عقب سرداران بانہ عیاری کے پہن کر روانہ ہوئی اور راہ مین

ضرغام نے ان سب کو جاتے دیکھا پہلے تو ساحرون کو دیکھکر چھپ رہا مگر کھانا وغیرہ جاتے دیکھکر سمجھا بیشک اسکے ہمراہ کوئی عیارہ بھی ہوگی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ صرصر کو آتے دیکھا بس ایک مقام تنہا پر جب صرصر پہونچی یہ جھپٹ کر قریب گیا اور کہا اُستانی جی بندگی صرصر نے ہرچند کہ صورت بدلے ہوے تھا مگر پہچانا برا بھلا کہنے لگی کہ تیری اُستانی کے منھ کو جھلسا اور تیرے اُستاد کو گھری گور مین تو یون نگوڑے تو اپنی بدذاتی سے باز نہین آتا ضرغام نے کہا اُستانی تم خفا نہ ہو یہ بتاؤ کہ آج تم سُست کیون ہو اسنے کہا تیری ایسی تیسی کی تو پھر وہی کہے جاتا ہی اُستانی جی تیری کون مالزادی فاحشہ ہے اسنے کہا اچھا یہ بتاؤ اُستاد نے یہ عیاری کیسی کی عیارہ نے یہ سنکر خیال کیا کہ شاید عمرو طلسم کو کب آگیا بس یہ سوچکر کہا وہ معلم اُستاد تیرا کیا یہان آیا اسنے کہا واہ آپ ایسی غافل ہین وہ آپکو گود مین لیا چاہتے ہین پیچھے کھڑے ہین یہ سننا تھا کہ اسنے گھبرا کر پیچھے کیطرف دیکھا عیار نے کمند کا حلقہ گردن مین پہنایا وہ اسطرف پھری تھی کہ اسنے حباب بیہوشی مارا وہ چیخ کھا کر گرا چاہتی تھی کہ اسنے چادر عیاری مین اُسکو لپیٹا اور لیکر بھاگا اور جنگل مین لا کر ایک غار مین اُسکو ڈالکر خوب بیہوش کر کے پیراہن اُسکا لیکر آپ پہنا اور آپ اُسی کی صورت بنا نیچہ تولتا ہوا اور کمند کے پچھے دوش پر ڈالے جست و خیز کرتا روانہ ہوا اس عرصہ مین یاقوت وغیرہ کھانا لیئے بارگاہ ریحانہ مین آچکی تھین کہ اسنے بھی لوگون سے دریافت کر کے بارگاہ مین اپنے تئین پہونچایا یاقوت نے پوچھا کہ اے صرصر تم کہان رہ گئی تھین اسنے کہا رفع احتیاج کو ٹھہر گئی تھی یہ کہکر وہ لوگ جو کھانا لیکے آئے تھے ملازم اور مزدور وغیرہ اُن سب کو باہر نکالدیا کہ مجھکو حکم ملکہ کا ہے حفاظت طعام ہی تم مین عیار نہ ملکر چلے آئین وہ سب اسکے کہنے سے چلے گئے اور اسنے سب خوانون سے مہرین توڑ کر کھانا دیکھنا شروع کیا ادھر ریحانہ نے یاقوت و شیاطین وغیرہ کی تعظیم کر کے صف ماتم پر لیجا کر بعزت تمام بٹھایا پہلے تو سب نے پرسا دیا پھر آخر ایک نے دوسرے کے منھ سے آنچل ہٹایا اور باب نصیحت وا کیا کہ سنو میری جان ہمیشہ کوئی جیا نہین جس نے مان کا پیٹ دیکھا اُسنے رونے کو ضرور دیکھا سوائے صبر کے چارہ نہین اے ریحانہ ملکہ حیرت نے اپنے سر کی قسم دی ہی اور فرمایا ہے کہ مین بھی کھانا نہ کھاونگی اگر وہ نہ کھائیگی بس مناسب ہے کہ اپنی شہزادی کا کہنا مانو کھانا نوش کرو ادھر تو یہ سب فہمائش مین مصروف ادھر عیارہ یعنی صرصر نقلی نے تمام کھانے مین بیہوشی ملادی آخر ریحانہ کھانا کھانے پر راضی ہوئی اور یاقوت نے دسترخوان طلب کیا عیارہ مذکور نے دسترخوان بچھا کر کھانا چنا اور سب نے کھانا شروع کیا جب پانی طلب کیا عیارہ ہی نے پانی بھی بیہوشی آمیز پلایا ریحانہ کی انیسین وغیرہ بھی بسبب رنج اپنی مالکہ کے طعام ترک کیے ہوے تھین اُنھون نے بھی کھانا کھایا کھاتے ہی کھاتے ہر ایک بیہوش ہو گیا عیار نے ملازمون کو پہلے ہی منع کر دیا تھا کہ اندر نہ آئین اسوقت دربار گاہ کا تکمہ دیا اور خنجر کھینچکر پہلے ریحانہ کا سر جدا کیا اسکے مرتے ہی برق جو قید تھا اُسپر سے سحر اُتر گیا اور قفس کی کھڑکی توڑ کر وہ بھی نکلا اور جلد صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی مگر اس جلدی مین صورت کیا بدلی جائے اسنے دھوتی باندھ چادر منھ سے چھپا بدن پر زخم کے نشان بنا کپڑون پر خون چھڑک کر انھین بیہوش شدہ لوگون مین اپنے تئین پہونچایا اور لیٹ رہا یہ اس لیئے کہ ساحرہ کے مرنے سے غل مچا تھا تو جانتا تھا کہ ساحر لشکر کے یہان ضرور آئینگے پس مین ٹھہر رہون اور کچھ کام کرون غرض ادھر تو مرگ ساحرہ سے غلغلہ بلند ہوا ادھر عیار نے جلد جلد چند ساحرون کے سر کاٹے شور زیادہ بلند ہو ساحر جو

باہر تھے اُنمین جو بہادر تھے وہ تو بارگاہ کی طرف دوڑے اور باقی ملکہ حیرت پاس دوڑ کر گئے وہ منتظر ملکہ یاقوت کی بیٹھی
تھی کہ ساحروں نے آکر فریاد کی یعنی پکارے کہ اے ملکہ غضب ہوا وہان سب مارے گئے ملکہ مذکور یہ خبر سُنکر گھبرائی اور
بزور سحر اُڑکر چلی یہان ضرغام نے سو ڈیڑھ سو مصاحبون ریحانہ کے سر کاٹے تھے اور یاقوت وزیرزادی کا سر کاٹ کر
شیاطین کے سینہ پر سوار ہوا تھا کہ ایک برق چمکی یہ سمجھا کہ کوئی آفت آئی بس جست کرکے سراپچہ فراگر پہ بھاگا اور وہ برق
آمد حیرت سے چمکی تھی چنانچہ وہ بارگاہ مین اُتری اسکے ساتھ چند خواصین اور زمرد بہن یاقوت کی تھی اور باہر سے
جو ساحر کہ دوڑے تھے وہ بھی اندر بارگاہ کے آئے اور سب نے ایک سیل خون بہتے دیکھی صدہا ساحر کی گردن جدا جسم
سے پائی زمرد نے اپنی بہن کو مقتول دیکھکر گریبان چاک کیا اور بین کرتی ہوئی لاش سے دوڑ کر لپٹی کہ اے میری مان
جائی اے میری ساتھ کھیلی تونے میری کمر توڑدی ہائے اس بہن کو موت نہ آئی ہائے مین ناشاد تیرا مردہ دیکھنے کو
جیتی رہی افسوس یہ کیا غضب ہوگیا ہائے آج بچپنے کا ساتھ چھوٹ گیا غرض یہ تو بین کر رہی تھی کہ برق جو زخمی پڑا
تھا اسنے لیٹے لیٹے کمند ماری کہ حلقے اسکے گردن وکمر مین زمرد کے پیچیدہ ہوئے اور یہ گھبراکر سحر پڑھنے لگی اور دھوان
بنکر کمند سے نکلی اور بھاگ کر فرط خوف سے الگ کھڑی ہوئی مارے ڈر کے گھگھی بندھ گئی ساحر کہتے ہوے کہ ارے کیا ہے
ارے کیا ہے پاس آئے برق سمجھا کہ اب تو پکڑا جاؤنگے بس لوٹ مار کر ایک قنات پاس پہونچا اور اُسکو چاک کرکے باہر نکلگیا یہان
ہزارہا مشعلین روشن ہوگئین کون تھا کون تھا شور مچا حیرت نے باران سحر برسایا کہ جو ساحر قتل نہوے تھے اُنکو ہوش آیا
شیاطین بھی اُٹھا کیفیت سے واقف ہوکر گویا ہوا کہ اے ملکہ مین یہان نہ ٹھہرونگا یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آیا
اور طبل سفر اسی وقت بجواکر کوچ کرگیا اور کہتا گیا کہ مین اپنا عوض مہرخ سے لیتا ہون کیونکہ عیارون سے چھپکر اپنا کام کرنا
چاہیے غرضکہ لاکھ ساحر اپنے لیکر یہ تو چلا گیا اور حیرت لاشہ ریحانہ پر خوب روئی پھر سب لاشونکو اُٹھوایا اور ملکہ صورت نگار
بھی قتل ہونے سے بچ رہی تھی اُسنے جاکر مصور سے یہ سب حال کہا اُس مردود نے جواب دیا کہ مین سب تصویرین
عیارونکی کھینچ چکا ہون کچھ ہی کسر باقی ہے اب ان سب کو بار زندگانی الجملہ ایسا ہی ہنگامہ برپا رہا حیرت روتی ہوئی لاشین
اُٹھواکر بارگاہ مین آئی اودھر عیارون نے جاکر بہار وغیرہ کو جملہ حقیقت سنائی وہان جو طبل رزمی بجا تھا تیاری ہورہی
تھی وہ موقوف رہی دلاورون نے کمر کھولڈالی اسی معرکہ مین شب نے بھی مثل روح تیرۂ ساحران جسم عالم سے نکلکر راہ گریز
اختیار کی اور تیرگی بسان تیرگی سحر دنیا سے روان ہوئی کہ بیت کہ جب شب کی بڑھی پیرانہ سالی مد فروغ صبح نے کی بانکی نمائی
وقت سحر مہرخ نقلی دربار مین آئی سب سردار بھی زیب دہ کرسی دنگل ہوے اور جب سے کہ برق وقران آئے ہین اور
حال مہرخ اصلی بیان کیا ہے کہ اس طرح ملک کوکب مین ملکہ مذکور گئین تھین اب بحشم وخدم تشریف لایا چاہتی ہین یہ حقیقت
سنکر سب سردار جانتے ہین کہ یہ مہرخ اصلی نہین ہے اور ادھر مہرخ جو سحر سے شیاطین کے رہا ہوکر روانہ ہوئی معہ تمام
لشکر کے آتے آتے اپنے لشکر کے قریب پہونچی ایک منزل بھر ادھر درۂ کوہ مین بارگاہ استادہ کرائی اور لشکر کو حکم قیام
دیا اور آپ ایک شقہ بنام سرداران لشکر قلم لکھا یہ مضمون اُس کا تھا کہ مابدولت واقبال بصد جاہ و
جلال مقام پر پہونچے ہین اب داخل لشکر فیروزی اثر ہوا چاہتے ہین چاہیئے کہ بمجرد دیکھنے شقہ خاص فیض

اختصاص کے تاج و تخت لیکر معہ اسباب تزک و جلوس شاہی چند سوار برسم استقبال حاضر بارگاہ عالی ہون اور مورد الطاف خسروانی اپنے تئین کرین یہ شقہ طائر سحر کو دیکر روانہ کیا یہان سب دربار مین بیٹھے تھے کہ طائر شقہ لیکر آیا ملکہ بہار نے وہ شقہ لیکر پڑھا اور مہرخ نقلی کی طرف دیکھ کر مسکرائی عیار بھی سب موجود تھے انکو وہ شقہ دیا انھون نے اسکو پڑھکر مہرخ نقلی سے کہا کہ یہ رقعہ ملکہ کو کٹنی ہمکو بھیجا ہی اسکے جواب دینے کیلیے آپ تنہائی مین کچھ مشورہ کرنا ہی الگ تشریف لائیے وہ سنکر ایک صحنچی مین علٰحدہ آئی عیارون نے اس سے کہا کہ اب تم اپنے گھر چلی جاؤ سرکار سے تنخواہ تمہاری بسراوقات کو ملیگی یا اس لشکر مین خلل ورسردارون کے رہو کس لیے کہ مالک سلطنت اب تشریف لاتی ہین یہ سننا تھا کہ وہ بہت خفا ہوئی اور کہا کہ لے بے ادبان ہے شرط کہ تمکو اس گستاخی کی سزا دلواؤن تم نہین جانتے ہو کہ مین مالک لشکر ہون میری جناب مین ایسے بیہودہ کلام تم کرتے ہو عیار سمجھے کہ اسکو فرا سلطنت کا پڑ گیا اور فرط علیش سے دماغ مین خلل آگیا ہے خیر ہمنے تو چاہا تھا کہ اسکو رتبۂ عالی پر پہونچا دیا ہے اب اسکو آزار نہ پہونچے مگر ناچاری ہے بس یہ سمجھ کر اسکے منھ پر ایک بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی ضرغام عیار نے تاج شاہی اور قبائے فرمانروائی اسکے جسم سے اُتار کر اسکا وہی پرانا لباس جو وہ اول مین پہنے ہوئے ملی تھی پہنا دیا اور پشتارہ مین لپیٹ کر لشکر سے دور تر صحرا مین لاکر پشتارہ سے کھول کر لٹا دیا اور پھر دافع بیہوشی ناک کے پاس رکھکر آپ لشکر مین چلا آیا وہان کچھ دیر کے بعد وہ ضعیفہ ہوشیار ہوئی آنکھ کھلتے ہی وہ خواب وحشتناک دیکھا کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے جلد آنکھین بند کرلین دماغ بوے حکمرانی سے مملو تھا پکارنے لگی کہ کوئی حاضر ہے وہان جواب کون دے صحراے لق ودق اور بیابان وحشت زا اسنے پھر پکارا کہ اے بہار و مخمور والے فلان فلان کیون تمھاری شامت آئی ہے کہ میرے کلام کا جواب نہین دیتے ہو ارے کوئی ہے لیجاے انکو اور سزا دے اس کہنے کی بھی کسی نے سماعت کی اسوقت پھر للکاری کہ اے ملازمان مابدولت کچھ تمکو عتاب شاہی کا ہراس نہین جو تعمیل حکم مین فرق کرتے ہو غرض تا دیر یہی صورت رہی کہ کبھی اُٹھ کر بیٹھتی اور آنکھین کھولتی تو درختان صحرا کو سواران لشکر اور سنتری سمجھتی اور سبزہ کو فرش سبز مخمل کا تصور کرتی ساقی کو پکارتی اور کبھی چلو منھ سے جام کی طرح لگاتی اور غٹ غٹ کی صدا بلند کرتی ابیات

روان اسما خواصون کے زبان پر
ابھی سے مجکو بھولین تم غضب ہے
مین مہرخ ہون ہیانکی بادشاہ ہون

جو تھین خدمتگذار سکی وہ باہر
نہین معلوم کیا اسکا سبب ہے
سراپا نور ہون ظل خدا ہون

یہ کہتی تھی کہان ہو پاس آؤ
شہنشاہ زمان میرا لقب ہی

مجھے پھر صورتین اپنی دکھاؤ
مرے زیر نگین یہ ملک سب ہی

فی الجملہ یہ سوداے خام اور تصور ناتمام جب کچھ کم ہوا تو آنکھین پھاڑ کر چار طرف اسنے نظر کی تو سمجھی کہ عیار مجکو صحرا مین چھوڑ گئے ہین اب سریر جہانبانی پر بیٹھنا غیر ممکن ہے یہ سوچ کر اسنے ایک پتھر اُٹھا کر اپنے سر مین مارا کہ سر پھٹ گیا اور یہ تڑپ کر ہلاک ہوئی چلیے فرصت شد خس کم جہان پاک ادھر مہتر قران نے چند ساحر اپنے ہمراہ لیے اور دو تین پلٹنین اور رسالے بھی ساتھ چلے تاج شاہی تخت حکمرانی پر رکھ کر جلوس اور اسباب تزک لیکر مہرخ کے استقبال کو روانہ ہوے

ہر بوق کی بھی صدا قیامت
توڑی مہ و مہر اوچھالتے تھے

بیدار تھے مردے زیر تربت
وہ تخت کہ مثل تخت جم تھا

جب تاج یہ آنکھ ڈالتے تھے
تسلیم کو آسمان بھی خم تھا

باجون کی تھی صدا مبارک
تھے جان کے کافرون کو لالے
یہ تاج و نگین شہا مبارک
سجکر چلے پلٹنین رسالے

یہ تو اس طرف چلے اور مہرخ انتظار آمد جلوس مین اُتری ہوئی کہ شیاطین جو کوچ کر کے چلا تھا اسنے درۂ کوہ مین اسکو اترے دیکھا کیونکہ منزل پر تو یہ اُتری ہی ہوئی تھی اس کے راستہ مین اسکا لشکر پڑا غرضکہ ساحر مذکور نے اسکو دیکھکر قصد رزم کیا مگر کچھ سوچ کر لشکر اپنا اور راہ سے جانب لشکر ابلیسیہ روانہ کردیا اور آپ چھپکر سحر پڑھا کہ سامنے لشکر مہرخ کے دیوار پیدا ہو کر دور تک کھنچگئی اور اول مرتبہ کی طرح ایک طرف دریا ایک طرف صحرائے سبزہ زار پیدا ہو گیا شیاطین جب یہ سحر کر چکا لشکر حیرت مین پھر آیا کہ یہ مقام قریب تر تھا ملکہ حیرت غم مین اپنی کھلائیون کے بتلا تخت پر بیٹھی تھی کہ یہ آکر پہونچا اور کہا اے ملکہ آپ غمگین ہون مین نے مہرخ کو اس طرح مقید کیا ہے اب جبتک کہ مین زندہ ہون کوئی اُسکو چھڑا نہین سکتا حیرت جواب دہ ہوئی کہ اسکے مددگار بہت ہین وہ مقید نہ رہیگی تم جاکر اسکو مار ڈالو اسنے کہا اچھا مین شہنشاہ سے پوچھ لون تو جاکر مار ڈالون یہ کہکر وہان سے باغ سیب مین گیا اور بادشاہ کو مجرا کر کے تمام ماجرا عرض کیا کہ ملکہ کی رائے قتل مہرخ کو کرنے کی ہے آپ بھی اجازت دین بادشاہ بھی حال مرگ ریحانہ وغیرہ سنکر رنجیدہ بیٹھا تھا بے تامل گویا ہوا کہ اچھا نیورا اور گلزار کو رہنے دینا مہرخ کو جاکر مار ڈال یہ حکم سنکر اُسنے تسلیم کی اور پھر چلا جب دریائے خونزوان کے پار اُترا اتفاقا راہ مین برق بالادی کو ادھر آیا تھا اسنے اسکو جاتے دیکھ کر دلمین کہا یہ ملعون خیمہ مین ہمارے ہاتھ سے بچگیا اب بن پڑے تو مار ڈالو بس یہ بھی بطور مخفی پیچھے پیچھے اسکے چلا کچھ دور چلکر وہ اڑا عیار بھی اس طرف کہ جدھر وہ اڑا جاتا تھا نہایت تیزروی سے روانہ ہوا یہانتک کہ ساحر مذکور اسی دیوار کے قریب جو اسنے بنائی ہے پہونچا اور دیوار کے ادھر چلا گیا برق دیوار سے ہٹکر ایک جگہ چھپ رہا وہان مہرخ شقہ روانہ کر کے بیٹھی تھی کہ ساحرون نے آکر عرض کیا اے ملکہ ایک دیوار سامنے لشکر کے کھنچی ہے دریا بھی ہے صحرا بھی ہے شاید ہم پھر مسحور ہو گئے یہ خبر سنکر ملکہ گھبرا کر باہر بارگاہ کے آئی دیکھا تو واقعی سیہ بختی نے بلندی پائی ہے دیوار سیاہ اُٹھائی ہے بنیاد ستم کسی ماجوج منش نے ڈالی ہے نئی آفت ڈھائی ہے ورنہ مردانہ وار مقابلہ نہین کرتا نامرد ہے جو پس دیوار چھپتا ہے نہایت درجہ مفسد و رخنہ پرداز ہے جو آزار دہی مین قصور نہین کرتا ہے غرضکہ ملکہ ایسا کچھ دلمین سوچ کر دوسرے سمت جو چلی اسطرف دیکھا تو ستارا قسمت کا برج آبی مین آگیا ایک دریائے زخار موج مار رہا ہے ہر حباب بسان چشم دشمن آنکھین دکھاتا ہے ملکہ اودھر سے جب تیسری جانب قدم زن ہوئی تو بیابان پرخار کو غیرت بخش بہار پایا فی الجملہ آفت و صعوبت نے منھ دکھایا لشکر مین تلاطم پڑگیا ہر سمت یہ ہنگامہ تھا کہ بمقتضائے ابیات

جوان ہر ایک غصہ مین بھرا تھا
بُرا آیا ہے گردش مین ستارا
کہان سے یہ بلا بیوقت آئی
برابر زخم ہر دل کا ہرا تھا
بلا شک رنج آئیگا کوئی پیش
بُری ساعت مقدر نے دکھائی
کوئی کہتا تھا بیشک اب ہمارا
چبھین گے پھول دلمین صورت نیش

بعض ساحر جو زبردست تھے وہ پرواز پیدا کر کے اڑے اور دیوار سے ادھر نکلنا چاہا لیکن ممکن نہوا ٹکرا ٹکرا کر اسی طرف گرے یہ سب لوگ اس ہنگامہ مین ہین لیکن شیاطین جو دیوار پھاندکر اس طرف آیا یہ صحرا دور تک ہے وہ ایک مقام تنہا

مین آکر بیٹھا اور راگیاری کرکے تا دیر سحر پڑھتا رہا یہان تک کہ مہرخ کے جتنے بیر جادو کے تھے اُنکو اپنے قبضہ مین کیا
ملکہ مذکور تو غافل پکڑی بھی کوئی سامنے ہوتا تو مقابلہ کرتی اسنے بخوبی کام اپنا کرکے پرواز کی اور سر ملکہ پر آکر ٹھہرا ایا
ملکہ گالیان دے رہی تھی کہ وہ چمک کر گرا اور کمر مین پنجہ دیکر لے اوڑا گلزار و زبور وغیرہ معہ چند ساحرون کے لینا لینا کہکر
اُڑے مین اور نارنج و ترنج بھی لگائے مگر پہلے سے مسحور محصور یہ سب ہین اسپر کچھ ان کے افسون نے اثر نہ کیا اور نہ یہ
اسکے قریب پہونچ سکین اور وہ دیوار کے اسطرف نکل آیا لشکر مین پس دیوار غوغا عظیم برپا ہوا ایسا کہ ادھر برق
عیار جو ٹھہرا ہوا تھا اسنے بھی سنا اور گھبرا کر جو اوپر دیکھا تو مہرخ کو پنجہ ستمگار مین پایا عیار مذکور نے اتنی دیر مین کہ جتنے عرصہ تک ساحر
ملکہ مذکور کو پکڑنے گیا تھا اپنی صورت مثل ایک سردار شیاطین کے بنائی تھی کیونکہ یہ اسکے سردارون کو دیکھ چکا تھا اسوقت
امنین سے جس کسی کا نقشہ خوب یاد تھا اسکی ایسی صورت بنا اسلیے کہ ساحر مجھکو دیکھ بھی لیگا تو یکایک مجھکو گرفتار نہ کریگا المختصر
ملکہ کو اسیر سرپنجہ ظلم ساحر ستمگر جو اسنے دیکھا عقب ساحر مذکور یہ بھی چلا اور ساحر نے یہ سمجھ کر کہ یہان سے لشکر اسلامیان
قریب ہے مبادا اس مجرمہ کو مین قتل نہ کرسکون کوئی اسکا مددگار ساحر یا عیار آجائے یہ سوچکر سناٹا بھرے بعد قطع مسافت
راہ اپنی زمین حکومت مین آیا عیار مذکور بھی اسکے پیچھے پیچھے بطور مخفی نہایت تیز روی سے چلکر ساتھ ہی پہونچا اور
الگ ٹھہر کر جو دیکھا تو اس ساحر کو ایک غار مین کود جاتے دیکھا یہ ٹھہرا رہا اور بعد لمحہ کے یہ بھی قریب اس غار کے آیا مگر
اسکو وہ غار نہ دکھائی دیا کس لیے کہ یہ غار دروازہ قلعہ ابلیسیہ ہے اور حال اسکا اول مین بیان ہوچکا بس جب کوئی ساکن
شہر آتا ہے غار ظاہر ہوتا ہے باقی ناپدید ہوجاتا ہے غرض عیار مذکور یہان کے ساکن شہر کی ایسی صورت تو بنے ہوئے تھا
پکارا کہ اے محافظان غار کیا آج مجکو راستہ نملیگا یہ صدا دیتے ہی پھر وہ غار ظاہر ہوا بسم اللہ کہکر اسمین کود گیا اور تا دیر غلطان
و پیچان رہا آخرش تہ پر پاؤن لگا تو دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار ہے ہر طرف پھولونکا انبار ہے ہزارہا چشمہ و چکا و چاری
سرگرم اہتمام بہار دہاری ایک طرف باغ پر بہار رنگا نظر آتا ہے دم باد صبا کی زبانی اپنی سرسبزی کی خبر عالم مین بھیجوا تا ہے
دشت مین بھی گلستان سے زیادہ لطف بہار ہے چوگل اور کلغہ طرحدار ہے ہزارہ ہزار تختہ گلہاے خوشبودار کا لگا ہے
کہین نسترین کی جا یاسمن کسی کسی سمت بیلا ہے سرخی گلون کی رمانی یا قوت ہے یا بہر قوت روح مجروح معجون یاقوت ہے
سبز شاخ مین سرخ پھول کا رنگ نیا جوبن دکھاتا زلف سنبل سے مانگ مین شاہد چمن کی سیندور بھرا نظر آتا ہے زمین وہان
کی ہمسر آسمان بھی کثرت گلہاے منور سے لیکھ راہون کی شاخ کہکشان برا انجم درخشان تھی نالہاے بلبل پر گل
شوخی دکھاتے ہنسکر اسکو شرماتے غنچہ مہذب ظریف تھے جو چپکے چپکے مسکراتے داغہاے لالہ کی بہار داغ دل عاشقان
کی کیفیت ظاہر طرفہ تماشا کہ خزان مین بہار آشکار کہ بموجب

نظم

ہر گل تھا چمن مین صاحب زر	ہر برگ زبان شکر داور	ہے ایک سے ایک انجھ کے تر دست
چشمک زن لالہ نرگس مست	ہے عطر سے بڑھ کے بو سمن کی	بو غنچون مین نافۂ ختن کی
آرائش بوستان ہے سوسن	طرارہ ہے وہ زبان ہے سوسن	شبو کی بہار قابل سیر
خیری سے تمام باغ کی سیر	اس دشت رنگین مین دوسری بہار یہ کہ لالہ زخون کا مجمع ہر سمت گل لالہ کھلا	

صحرا نہ تھا راجہ اندر کا اکھاڑا نظر آتا پریزادان سمن پیکر و گلفام مصروف عیش و نشاط ہر جانب گرم ہنگامۂ انبساط لب ہر چشمہ فرش دیبا و پرنیان گسترده مسندین آراستہ صدہا نازنین غرق دریائے جواہر برنگ اشجار صحرا گلگون زیور سے لدی نیچے درختون کے گلون کی طرح شگفتہ خاطری دکھلاتین ہر ایک حسن مین بینظیر سراپا نور کی تنویر بلکہ حور کی تصویر ہر سمت بازی کنان پھرتین کوئی چھلی چھلیا کھیلتی کوئی دس گھر اچھالے بازی کر رہی کسی کو چیپی کا شوق کسی کو گنجفہ کا ذوق روح عاشقان انکے گنجفہ کھیلنے پر نثار بہ محبت یہ کہے ہر بار ع گنجفہ تم نے کھیل کے سیر کیا غلام کو - ان خوش قامتون سے علحدہ ایک نہر کے کنارے فرش مکلف پہ مسند آراستہ تھی اور ایک نازنین حسینہ کو ہر بحر خوبی و پیمانہ حسن و محبوبی اس مسند پر جلوہ آرا تھی نہر بھی چشم حباب سے اسکی صورت دیکھتی ہر صدف گوہر اسپر سے نثار کرنے لاتی آفتاب اسکے رخسار کا پانی مین چمکتا ستارۂ قسمت مردمان آبی چمکا ہوا آفتاب فلک پانی مین ہلورین لیتا تھا یا اسکے عکس رخسار کے گرد پھر کر تصدق ہوتا تھا زلف مشکین اسکی سواد ملک ختن نہین نہین حبش ہے جسپر دل ترکان عالم کا غش ہے سبزہ رنگ پر زلف سیاہ کا ہونا واقعی سبزہ زار مین کالی گھٹا کا چھا جانا تھا پیشانی پر اس گیسو کے گدنا گدا تھا عنوان دفتر حسن لکھا ہوا تھا لوح جبین پر تصویر سامری گدی تھی پیشانی نو لیس افراد کائنات نے فرمان حسن پر بڑی خوش عنوانی سے نشانی بنائی تھی مابین دو ابرو ٹیکا سیندور کا دیا بندی لگی دائرہ اطاعت مین خوبان عالم کو لانے کی ہوس سر چڑھی ہوئی آنکھین غزالان دشت ختن کو چوکڑی بھولائین شکار شیر دلون کا فرمائین طرفہ تماشا یہ سیاہی و سفیدی چشم کا گردش کرنا یہ بازیگری دکھاتا کہ جنبش کو تاتار بناتا اور تاتار کو جنبش کر دکھاتا انقلاب دہر سے لیل و نہار کا ساتھ گردش کرنا غرضکہ وہ مہ تابان سرتا پا حسن مین بے نظیر سراپا اسکی زیبائی کی نسبت تقریر نظم

ابرو کو کوئی کمان کہے کیا
قبضہ مین ہے ان کے جان آفاق
سرمہ بگلو گر سخنور
زیبائش ہر رواق ابرو
القصہ وہ سر سے لیکے پا تاک

یہ بل ہے اگر تو حسن دریا
آنکھون کی صفت مین ذہن قاصر
خود ساقی و خود شبیہ ساغر
کہیے اسے موج چشمۂ نور
اک شعلۂ حسن تھی بلا شک

شمشیر زنی مین دونون ہین طاق
اعجاز نما کہون کہ ساحر
بینی کہ ستون طاق ابرو
یا طور پہ ہے یہ شعلۂ طور

برق نے اس جلسہ کو دیکھ کر اپنے تئین مخفی کیا اور ایک طرف کو دیکھا کہ بہت سے ساحر ملازمان شیاطین آبدار خانہ اور میخانہ و باورچی خانہ وغیرہ مین مصروف کاروبار ہین کسی نے کہ ساحر مذکور ہمیشہ اسی صحرا مین براے حفاظت درۂ کوہ مسدود رکھتا ہے یہ صحرا اسکی سیرگاہ اور یہ نازنین جسکا ذکر بیان ہوا اسکی معشوقہ ہے مگر وصل سے اسکے انکار رکھتی ہے ملکہ خمار چشم جادو نام ہے یہ ساحر ہمیشہ اسکی خاطرداری مین مصروف رہتا ہے اور اسکو راضی کرنا چاہتا ہے برق راہ کترا کر باورچیخانہ کی طرف آیا ایک باورچی کو پکارا کہ اے میان ذرا یہان آنا باورچی نے کہا کیون اسنے کہا مین یہی جا کر کہے دیتا ہون کہ وہ کہتے ہین کیون یہ کہکر آگے بڑھا باورچی سمجھا کہ یہ کچھ پیام سرکار کا لایا ہے ایسا نہو کہ خفا ہو کر جا سنائے اور سرکار کی خفگی بچہ پر آئے یہ سمجھ کر دوڑا کہ ٹھہریے تو ٹھہریے تو عیار کچھ دور جا کر تھم گیا جب یہ قریب گیا ہاتھ پکڑ کر کہا بھائی ادھر

اکیلے مین آؤ تو مین کسون تمھاری چغلی کسی نے کھائی ہو کہ کھانے مین تمنے زہر ملانیکا قصد کیا تھا باورچی گھبرا گیا ایک
جھاڑی کے پیچھے عیار کا ہاتھ پکڑے لایا اور کہا صاف بیان کرو عیار نے نہ کچھ کہا نہ سنا ایک طمانچہ اسکو مارا ہاتھ بیہوشی
آلودہ تھا وہ طمانچہ کھا کر بیہوش ہو گیا اسنے اسکو تو جھاڑی مین چھپایا اور کپڑے اسکے لیکر اسی کے ایسے نقشے پر تیار
ہوکر باورچی خانہ مین آیا اور مصروف کار ہوا ادھر شیاطین جو مہرخ کو لیے یہان قریب اپنی معشوقہ کے ہو چکا مگر اسکو
بحس و حرکت کرکے کنارے نہر کے ڈالدیا اور آپ مطلوبہ پاس بیٹھا اسنے دو ایک جام شراب کے دیے جب دماغ اسکا بادہ
ناب سے گرم ہوا اٹھا کر مہرخ کا سر کاٹکر شہنشاہ پاس لیجاؤن اسوقت معشوقہ اسکی بگڑی کہ واہ صاحب تمنے خوب
مجھکو جنگلے مین لاکر ڈالدیا اور آپ دو دو دن غائب رہتے ہو صاحب ابھی آئے ابھی پھر چلے مین نے رات سے کھانا نہین
کھایا ہو کچھ تمھین اسکا بھی خیال نہین ساحر نے یہ کلمات شفقت آیات جو محبوبہ سے سنے نہایت خوش ہوکر اسکو گلے سے
لگا لیا اور کہا اے جانی و اے مایۂ زندگانی مین اس بکھرامہ کا سر کاٹ لون تو کھانا کھاؤن سر اسکا شہنشاہ پاس دینے
نجاؤنگا کسی کے ہاتھ بھیجدونگا پھر باطمینان تمام بیٹھکر داد عشرت دونگا اس معشوقہ نے کہا کہ یہ مجرمہ پھر مین کہین بھاگ
نہ جائیگی کھانا کھالو تو جو تمھارا جی چاہے وہ کرنا یہ سنکر ساحر مذکور بخاطر یار بطرحدار ٹھہر گیا اور کھانا طلب کیا بکاول
نے دسترخوان لاکر بچھایا برق نے تھوڑے سے کباب زہر آلودہ کیے اور ایک پلیٹ مین لگاکر سامنے لایا ساحر معہ
معشوقہ کے کھانا کھا رہا تھا کنیزین مگس رانی کر رہی تھین کہ اس نے آکر عرض کیا حضور کباب مین نے بڑے تکلف
سے تیار کیے ہین دیکھیے گرما گرم ہین نوش فرمائیے ساحر نے پلیٹ اس سے لیکر سامنے رکھی اور ایک کباب توڑ کر
کھانا چاہا اسوقت کنارے نہر کے ایک تڑاقا ہوا برق تو تڑاقا ہوتے ہی پچھلے پاؤن ہٹا اور کنارے سے نہر کے ایک
پتلی نکلی اور پکاری کہ اے شیاطین بغیر ہمارے تو کبھی کوئی چیز ابھی نہ کھاتے تھے آج یہ کباب اکیلے اکیلے کھانے لگے ہان
سچ ہے ان کبابون مین زہر بھی تو ملا ہو مگر مثل چلی آتی ہے کہ دوست بغیر زہر کی چیز بھی نہین کھاتے یہ کہکر وہ پتلی
تو غائب ہو گئی اور ساحر نے کباب پھینک کر کہا لینا اسکو جو یہ کباب لایا تھا برق پہلے ہی سے بھانپ چکا تھا
دور کھڑا ہوا تھا اسکے نعرہ کرتے ہی سمجھا کہ یہ سب ساحر ہین تم بھاگ نہ سکوگے یہ سوچکر ایک نہر مین کود گیا اور غوطہ مارکر
بہت دور نکل گیا وہان ملازمین شیاطین ہر سمت دوڑے کہین پتہ نہ پایا ناچار پھر آئے اور چیار بند کور نہر سے ایک
مقام پر نکلا دیکھا یہان سناٹا ہے سوائے صحرا کے کچھ نہین اسنے وہان ٹھہر کر پھر صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی
و صوفی پانی سے بھگو کر باندھی اور بہت جلد قریب شیاطین آیا وہ کھانا کھا کر ذکر قتل مہرخ مین تھا یہ بھی سامنے آکر
کھڑا ہوا اسنے دیکھکر پوچھا تو کون ہو اسنے کہا آپکی رعیت اسی قلعہ مین رہتا ہون اسوقت ایک کام کو باہر قلعہ کے جاتا تھا
ادھر سے غل سنا اور ایک آدمی کو بھاگتے دیکھا مین سمجھا کہ یہ مجرم بادشاہ ہے پکڑ لون بادشاہ سے جاکر انعام لون یہ سمجھکر مین
اسکے پیچھے دوڑا وہ پانی مین کود گیا مین بھی پانی مین کودا مگر یہ نہین معلوم کہ وہ کیا ہو گیا ہر چند ڈھونڈھا اسکو نہ پایا
اسوقت مین آپکا منہ اسی حسرت مین دیکھ رہا ہون کہ اگر اس مجرم کو پاجاتا تو آپسے انعام بھی ملتا اور سرکار کے
ملازمان مین داخل ہو جاتا یہ تقریر سنکر شیاطین نے اسکو انعام مین بہت کچھ زر دیا اور کہا اچھا تم ٹھہرو

ہم نوکر رکھ لینگے برق سلام کرکے اسکے پشت پر آ کھڑا ہوا اور اُسنے پھر بقصد قتل مہرخ کیا اسوقت برق گھبرایا کہ اب سر دست کیا تدبیر کرون چنانچہ وہان سے ہٹ کر الگ آکر ہر چند فکر کی کوئی تدبیر نہ بن پڑی پس بنا بر قاعدہ اہل اسلام کہ وقت مشکل مین خدا تعالی سے مدد مانگتے ہین اسنے بھی استغاثہ کیا اور رونے لگا ناگاہ ایک طرف سے صدا آئی کہ اے برق برے پھنسے اور ناحق یہان آئے اسنے یہ صدا سنکر گھبرا کر ادھر اودھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا اسکو تعجب ہوا اور پوچھا کہ تم کون ہو جو بولتے ہو اور نظر نہین آتے اسوقت ایک پتلا پہلو برق سے ظاہر ہو کر گویا ہوا کہ مین ملازم شہنشاہ کوکب ہون ایک وقت مین آپکو یاد ہوگا کہ آپ اور قران باغ مینا مین مہمان بادشاہ ہوئے تھے اور عمرو آپکی ملاقات کو آئے تھے چنانچہ اسی وقت سے شہنشاہ موصوف نے مجھکو آپ لوگون کی خبرگیری کیلیے مقرر کیا ہے سنو اے برق اب شہنشاہ ہمارا تم لوگون سے غافل نہین ہے افراسیاب سے اور ہمارے بادشاہ سے اب تو بگڑ بھی گئی ہے انکو ہر دم خیال ہے کہ ہمارے طرفدار کسی وجہ سے پریشان نہون برق نے یہ حال سنکر دل خرسند کیا اور اسکو ڈانٹا کہ او پتلے تو باتین بناتا ہے یہ نہین کرتا کہ جلد ہماری خبر جاکر اپنے بادشاہ سے کرے یہ وقت باتین بنانیکا نہین پتلے نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر زمین مین سما کر غائب ہو گیا یہ تو ادھر گیا یہان برق پھر شیاطین کے قریب آیا وہ خنجر کھینچکر سر مہرخ جدا کیا چاہتا تھا کہ اسنے آتے ہی کہا ہان ہان یہ کیا غضب آپ کرتے ہین اسنے کہا کیون غضب کیسا اسنے کہا کہ مین تو آپکے سامنے کا بچہ ہون مجکو مذہب خداوند راشد الشیاطین کے مسائل کہان اتنے یاد ہین جسقدر کہ آپکو یاد ہونگے بھلا کتاب ابلیسی مین دیکھیے تو خداوند کیا لکھ گئے ہین اسنے یہ تقریر سنکر کہا مجکو اسوقت یاد نہین آتا تم بتاؤ کہ کیا لکھا ہے اسنے کہا خداوند نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان کو قتل کرنیکا ارادہ کرے تو پہلے اسکو بہت کچھ سمجھائے اور دین خداوندی کی ترغیب دلائے جب نہ مانے تو قتل کرے مگر اس طرح سے کہ اسکا خون اپنے مقام مسکن اور جائے حکومت پر نہ گرنے دے اس لیے کہ جس زمین پر خون گریگا وہ جگہ کبھی آباد نہ ہوگی اور نہ سبزہ کبھی اوگیگا باران رحمت خداوندی نہ برسیگا اور رحمت خداوندی کبھی وہان نازل نہوگی ساحر نے کہا پھر کیا کرون اسنے کہا پہلے تو اسکو سمجھائے جب نہ مانے تو مجکو اسے دیجیے کہ جا کے ویران مین لیجا کر قتل کرون ساحر مذکور نے کہا اے بھائی اس نمکحرامہ کو شہنشاہ ساحران نے بہت کچھ سمجھایا مگر اسنے نمانا اگر منظور کرتی تو اسکا وہ مرتبہ ہوتا اور تھا کہ ہم سب اسکے غلامونکی بھی برابری نہ کر سکتے تو اب سمجھانا اسکو بیکار ہے مگر ہان الگ لیجا کر قتل کرنا چاہیے عیار نے کہا اچھا مجھے اجازت دیجیے کہ ایک مرتبہ مین بھی سمجھا کر اپنے دل کا حوصلہ نکال لون اسنے کہا کیا مضائقہ ہے عیار قریب ملکہ مجرمہ بہر پند و فہمائش آیا اور ساحر اپنی معشوقہ پاس جا کر بیٹھا عیار موصوف نے یہ تدبیر اسلیے کی ہے کہ دیر ہو اور پتلا کوکب پاس پہنچ جائے غرض انکو تو اب اس کیفیت مین چھوڑیے اور حال اس پتلے کا سنیے کہ وہ پتلا کیا ہے سراسر جادو ہے بادشاہ کوکب کا بس جہان بادشاہ تھا وہین آیا بادشاہ موصوف کے طلسم مین ایک بیابان نگار رخسانیند نام ہے کہ اسکی مالکہ ملکہ حنائے گلگون پوش نام معشوقہ شاہ ذی احترام ہے اسی کی سیر کے لیے اس جنگل کو رشک باغ خلد بادشاہ نے بنوایا ہے اور ایک محل بھی اس نازنین کو دیا ہے بادشاہ اس گلبدن کو ایسا چاہتا ہے کہ اپنی بی بی ملکہ مروارید صدف چشم اور تیران سے بھی

رغبت ترک کردی ہے اور وہ ملکہ بھی بادشاہ سے لڑ کر اپنے باپ کے یہان چلی گئی ہے فی الجملہ اس بیابان کی جسکا نگارستان نام ہے عجب بہار دلفزا اور فرحت بخش ہے ہر سمت مہندی کی روشین ہین جسکی شوخی خوبان عالم کے دلپر نقش ہے معشوقہ بادشاہ کی جو سیرگاہ ہے تو صحرا بھی مثل محبوبان دہر خوبصورت اور آراستہ ہے جو شجر ہے وہ قامت سرو قدان نوخط ہے اس صحرا کی بہار کے روبرو نام لینا بہار باغ شداد کا زبان خامہ سے القط ہے گل ایسے رنگا رنگ و متلون ہین کہ رنگ نیرنگی ایام و تلون طبع دہر نافرجام بھی اس رنگ پر نہین تہے درختون کے ہرے ہرے جنکے سامنے بہار گلشن جو آئے تو یہی سمجھے کہ ہم ہرے ہرے پھلون کے رخسار بھرے بھرے غدار نو بادگان السنے کیا ہمسری کرے غنچون کے غرور سے منہ پھولے ہوئے گلون کے گالون مین جا نول بھرے صحن چمن مین سنبل تر رشک فرمائے گیسوے معبر گلعذاران تختہ لالہ سینہ داغدار مشتاقان نہین نہین یہ تشبیہ بیجا ہے صحرا مثل فلک اخضر ہے داغ لالہ داغ سینہ مہرو ماہ منور ہے سوسن نہ گل کی بہت منہ چڑہی تھی معشوقون کے وہان مسی آلودہ کو شرماتی غنچہ چٹک کر اگر ایک کہے تو وہ دس سنانے کو موجود ہو جاتی نرگس کی ہرچند کہ نگاہ بیباک تھی مگر معشوقان باحیا و پرشرم کی آنکھ کو شرم سکھاتی یعنی ایک طرف دیکھنے کے سوا کسی طرف نگاہ فرماتی نافرمان کا فرمان مثل بادشاہان جاری بلبلون کو سوائے زمزمہ عشرت کے نفرت از نالہ و زاری مرغان خوش الحان کو دماغ باغبان غیرت بخش سبد گل ہر ایک کا آشیان کوچہ باغ بزنگ جادہ کہکشان دماغ بہار پہونچا ہوا تا آسمان نہرین ہر سمت جاری خلاصہ یہ کہ بڑی تیاری باد بہاری کا حکم جاری کہ ابیات

تھا قہقہہ کبک کا دوچند ان
تھی عید غدیر اسکے گھر مین
نزہت کی تھی خاک مین یہ تاثیر
ہو گل کی چھڑی عصائے زاہد

طاؤس روش روش پہ رقصان
تھالے مین درخت کا یہ احوال
ہے گرد چمن فضائے کشمیر
ہر ایک چمن مین عالم نور

بو اور حباب جو کے سر مین
پہنے ہوے نوعروس خلخال
گلشن مین کبھی جو آئے زاہد
ہر نخل پہ اک تجلی طور

اس دشت رشک گلزار مین شاہ کوکب اپنی معشوقہ کا ہاتھ پکڑے گلگشت کر رہا تھا عکس رخسار رنگین سے بس گل خوبی کے گلون مین رنگت دونی پیدا تھی زلف پرپیچ جو اسکی سنبلستان پر سایہ ڈالے تھی تو ہر شجر کی بلا دفع ہوئی تھی شامت سیہ بختی سر شاہد بہار سے دفع ہوئی تھی کلیون نے اسی کا مسکرانا یاد کیا تھا غنچہ لاکھ اسکے دہن کا طرز ادا کر منہ بناتا مگر منہ کی کھاتا زبان برگ سے یہی سنتا کہ جا اپنا منہ بنوا سیب اسکے زنخدان کو دیکھ کر آسیب مین گھرا تھا انار اسکے پستان کو دیکھ کر دانت حسرت سے نکالے تھا نار حسد مین جلکر سرخ انگارا تھا یہی کو اسکے گلت کی ایسی فربہی کہان نصیب وہ گدرایا گول بدن دل عالم کا جیب نافرمانی جوڑا اسکے گلے مین پڑا جوڑا بالون کا بندھا جسکو یہ کہنا زیبا کا فردن نے فوج کا لام باندھا یا یہ کہ خوشنویس نے دائرہ لام کا لکھا پائیچے کلائی پر ناز سے ڈالے تھی آگے پیڑو کا ابھار اپنا ناف کے اوپر شکم صاف کا عجب جوبن تھا الماس کی تختی پر ہاے ہوز کاتب قدرت نے لکھی تھی یا پیٹ کے نیچے ناف کی گنڈلی تھی ناف کے بعد وہ مقام نازک تر تھا جس کے بیان سے خامہ بھی بسان شرمناکان سر جھکائے ہے بری بال کھوے بہر پرواز تھی رگ جان خواہش کی دمساز تھی برج حوت کا سب انداز نہین نہین اس چیز سے کہاں

ماہ و ماہی کو بھی آگاہی نہین منجم کہتے ہین کہ ستارہ دنبالہ دار ہے یا شکل دو ہلال آشکار ہے فی الجملہ وہ رنگ افزاے
باغ نشاط ہمراہ بادشاہ خرامان ہر سمت روان تھی اور بادشاہ اسکے لب لعلین اور رخسار رنگین کو بوسون سے نیلم
اور سوسن بناتا وہ کبھی شرماتی اور کبھی سر دوش پر رکھکر اٹھلاتی چلنے مین شور خلخال بلند ہوتا ہر ایک گھنگرو مسیحائی کا دم
بھرتا اسی ہنگامہ گرم بازاری حسن و ہوس مین تیلا آکر پہونچا اور بادشاہ کے روبرو جملہ کیفیت ملکہ مہرخ و برق
معرض بیان مین لایا بادشاہ نے حال سنکر قصد کیا کہ نامہ بران کو لکھکر اس حال سے آگاہ کرے اور کسی کو لڑنے بھجوائے
لیکن معشوقہ شاہ نے کہا آپ نامہ نہ لکھیے مجکو رخصت دیجیے کہ مین جاکر مہرخ کو رہا کرون شاہ نے فرمایا اچھا جاؤ اور
شیاطین کو سزاے مقول دو یہ حکم سنکر اس رونق گلشن خوبی نے کچھ سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی موسم برسات کی
ایسی چلنے لگی فلک پر کالی گھٹا چھائی اور گلابی جوڑے پہنے ہوے کئی سو کنیزین زیور یاقوت و زمرد مین لدی حاضر
ہوئین اور چار پریزادین تخت جواہر نگار کاندھے پر لیے آئین کہ وہ تخت مثل مسہری کے کٹہرے دار تھا مسند اسپر لگی تھی اور
چار کونون پر اسکے چار زنانڈے یاقوت کے رکھے تھے اور انمین مہندی کے درخت لگے تھے اس رنگین ادا نے اس تخت
پر جلوہ گستری فرمائی اور ان درختون مین سے مہندی کی پتیان توڑکر ہاتھ مین ملین ہاتھ مثل خون کے سرخ ہوگئے مہندی
لگاتے ہی یہ عالم پیدا ہوا کہ ہر سمت موسم برسات کا نظر آتا تھا ساون کا وہ زمانہ تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

وحشت کا پیام سیر گلزار
شبنم کے نکل پڑے تھے آنسو
زیبا ہے نسیم مست اگر ہے
آئے ہوے تھے چمن مین میخوار

کوئل کہین کوکتی تھی ہر بار
ہر سینے مین سوز الفت باغ
کرتا ہے سحاب بارش سے

قمری کی چمن مین سسکنے کو کو
لالے کا جگر تھا خود وہان داغ
بدلی تھی گھری ہوئی دھوان دھار

اسی عالم مین ہوا کی طرح تخت اس بہار باغ عشرت کا سن سن روانہ ہوا
گھٹا بھی اسکے ساتھ چلی بہار عالم مین ہر جگہ آتی اور چلی جاتی یہ تو اس طرف سے روانہ ہوئی ادھر بران نے اپنے مقام
پر سحر سے دریافت کیا کہ ملکہ مہرخ اپنے لشکر مین پہونچی یا نہین سحر نے خبر دی کہ وہ بطر مسحور ہوگئی یہ معلوم کرکے آج اسنے خوجہ
سے کہا کہ مین اس طرح مہرخ کو بیابان سحر سے چھڑا آئی تھی اب کی پھر اسی ساحر نے اسکو مسحور کیا ہے اور جو کچھ حال
برق پر گزرا تھا بیان کیا عمرو ماجرا سنکر بیقرار ہوا بران نے کہا آپ گھبرایئے نہین میرے باپ نے اپنی معشوقہ
کو بھیجا ہے وہ جاکر آپکے شاگرد کی اعانت کریگی عمرو نے کہا اے ملکہ اب تو آنا جانا اس جگہ سے طلسم ہوشربا مین سہل
ہے مجکو آپ اجازت دین کہ اپنے لشکر سے جاکر ملون اور جلد چلا آؤنگا ملکہ نے کہا بہتر ہے لیکن ایک رات سے زیادہ
نہ رہنا یہ کہکر ایک طاؤس سحر کا بناکر خواجہ کو سوار کیا اور اس طاؤس سے حکم دیا کہ قریب لشکر مہرخ انکو پہونچا دے
طاؤس خواجہ کو لیکر اڑا آنکھ انکی بند ہوگئی لمحہ بھر مین طاؤس زمین پر اترا خواجہ اسپر سے اترے وہ تو اڑکر چلا گیا خواجہ
اپنے لشکر کی طرف چلے لیکن راہ مین سوچے کہ پہلے مہرخ جہان ہے اسطرف چلنا چاہیئے یہ سوچکر قلعہ ابلیسیہ کی طرف روانہ
ہوے اور وہان برق اجازت شیاطین سے لیکر قریب مہرخ گیا اور سمجھانے لگا جب عرصہ زیادہ گذرا اسنے چپکے سے
کہا اے ملکہ مین برق عیار ہون جو مین کہون آپ اسکو منظور فرمائین تاکہ یہ ساحر آپکو رہا کرے پھر سمجھ لیجیے گا ملکہ مجکو

یہ کلام سُنکر خوش ہوئی اور اشارہ کیا کہ مین ابلیس پرست ہوتی ہون عیار نے ساحر مذکور سے کہا وہ بھی خوش ہوا اور چاہتا تھا کہ ملکہ کو رہا کرے اُسوقت زمین شق ہوئی اور وہی پتلی جو پہلے نکلی تھی اب بھی نکلی شیاطین اُس کو دیکھکر پکارا کہ اے ملکہ مہر جادو آئیے نہ وہ پتلی باہر نکل آئی اور عورت کی صورت بنکر گویا ہوئی کہ کیا خاک آؤن تم تو قریب مین اس عیار کے آکر اپنی جان دیا چاہتے ہو یہ کلمہ اسکی زبان سے جیسے ہی نکلا برق سمجھا کہ اب تم بھی پھنسے بس اسنے نیمچہ کھینچکر شیاطین پر جھپٹ کر وار کیا وہ تو باتون مین اس ساحرہ کی مصروف تھا کچھ اسکا اُسنے تو خیال نہ کیا مگر اسی ساحرہ نے جو تلوار کی چمک دیکھی ہان ہان کرکے بیچ مین آگئی برق کا ہاتھ پورا اسپر پڑا کہ وہ وار کر چکا تھا بس سر اس ساحرہ کا کٹ گیا غل وار وگیر برپا ہوا کہ مارا مہر جادو کو اس مقام پر بعض داستان گو نے بیان کیا ہے کہ ملکہ خمار حتیم معشوقہ شیاطین بیچ مین آجاتی ہے اور اُس کے دو ٹکڑے ہو جاتے ہین بہر صورت بعد قتل ساحرہ شیاطین گھبراکر اُٹھا اور افسا سحر پڑھا کہ برق بیحس وحرکت ہوگیا اسنے اُسکو بھی قریب مہرخ بٹھایا اور تیغہ کھینچکر دونون کا سر جدا کرنا چاہا اُسوقت عیار اور ملکہ نے برجوع قلب احکم الحاکمین کو پکارا کہ اے رحمت فرمائے برحال بیچارگان کر ابیات

کس سے کہین کون ہے ہمارا
ہے ہمکو فقط ترا سہارا
اک مرد غریب ہون مین غمناک
آزردۂ دست جور افلاک
ہرچند ہم آج ہین گرفتار
راحم ہے تو اے خدائے غفار
تو چاہے تو قید غم سے چھوٹین
دشمن یہ فلک ستم کے ٹوٹین

یہ دعا انکی درگاہ خدا مین مستجاب ہوئی اس دشت مین ہوائے سرد وزان ہوئی اور گھٹا چھاگئی کچھ منہدی کی پتیان خاک کی طرف سے گرین شیاطین جو تیغہ کھینچکر چلا تھا ہوائے سرد کا جھونکا منھ پر کھاتے ہی حیران و ششدر ہوکر سمت صحرا دیکھنے لگا تیغہ ہاتھ سے پھینکدیا یہ عالم اسوقت نظر آیا کہ کالی گھٹا مین پہاڑون سے اُٹھ کر بسقدر نیچی ہوئی تھین کہ سبزہ پر لوٹ رہی ہین صحرا مین درخت ساونی کا لگا ہے ساونی کے پھولنے سے جنگل گلابی پوش ہوا ہے منہدی کی روشین آراستہ ہین اُسپر بیلین گلدار درختون کی چڑھی ہین پھولون سے چمن پیراستہ ہین برق دمبدم گھٹا مین چمکتی ہے ہوا دوش ابر پر گنگا جل لاتی ہے بادل جو ادھر سے اودھر جاتے ہین متھرا سے کاشی مین آتے ہین درختان دشت اس طرح جوبن دکھاتے ہین کہ سرو قدان گوکل جیسے اشنان کو جمنا پہ جاتے ہین جہان سے یہ خبر اُڑتی ہوئی آتی ہے کہ تیرتھ کو ہنود سحاب کی بدوش ہوا سواری جاتی ہے اُس گھٹا مین بارش پیدا ہوئی اور کوئل کے کوکنے کی صدا آنے لگی پپیہا پی کہان پی کہان سُنانے لگا گوپیون کا دل سرکیش کے دشنون کو ترسنے لگا درختون مین جھولے پڑے نظر آئے معشوقان برق صورت اسپر ملار گا رہے تھے درختون سے پانی ہوا کے جھکورے سے جھڑتا پیڑ ہر ایک دولھن کی طرح جھکا جاتا فلک پر بدلی زمین پر آتش گل کا دھوان اُٹھتا نظر آتا شب دیجور مین ابر کے بھیس مین دن کو عالم مین قدم رکھا تھا بربھی مشکل سے چلتا تھا وہ اندھیرا گھپ ہو رہا تھا رعد برق کی مشعل جلائے تھا بجلی جدھر جاتی ادھر ہی رہ جاتی قلعہ ابر مین بھول بھلیان بنی تھی اسی برسات مین درختون کے نیچے مدھا دوکانین

ساقنوں کی لگی تھیں گلابیاں مئے سرخ سے بھری دھری تھیں ساقنیں بنی ٹھنی بیٹھی تھیں پیمانہ بھر بھر کے چھلک رہا تھا ہر شیشہ کو چشم تر کی طرح ڈھلکا لگا تھا کہ نظم

چھائی جو گھٹا گھٹا غم و درد
جس طرح سے جنگ کو دل اُمڈے
بجلی کی کڑک ہوا کا وہ زور
شاخ گل تر پہ جھولتی تھی
میخوار پکارتے تھے ہر سو
دور ساغر چلے دَما دَم
بحر صہبا میں رِند پیر ہیں

تخمیر بڑھی ہوا چلی سرد
کوئل کی صدا پپیہوں کا شور
کوندے کی لپک ہوا کا وہ شور
طاؤس ملار گا رہے تھے
ساقی دُنیا ہو اور ہو تو
اودی اودی گھٹائیں آئیں
دیکھیں کشتی پہ چڑھ کے سیریں

مانند سرشک بادل اُمڈے
رقصاں تھیں چکوریں بلبلیں مور
بلبل گلشن میں جھولتی تھی
طوطے تانیں اوڑا رہے تھے
ساقی برسات کا ہے موسم
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آئیں

اس عالم پر تشگال کا ظاہر ہونا تھا کہ تمام ملازمان شیاطین خوش فعلیاں کرتے اور ساون گاتے تالیاں بجاتے اُن مہندی کی روشوں میں پھرنے لگے کنیزان گل پیرہن جھولوں پر جا بیٹھیں بعضی مینھ میں نہانے لگیں خمار چشم اور شیاطین بھی نہر میں اُتر کو جھینٹے لڑانے لگے اس اثنا میں روبروے ہوا سے ایک تخت اُترا اور اسپر ایک معشوقہ گلابی پوش سوار تھی ہیرے کا تاج سر پہ تھا جس پر بجلی کی تڑپ نثار تھی چار درخت مہندی کے کاسوں میں یاقوت کے لگے سامنے رکھے تھے ہاتھوں میں بھی مہندی رچی تھی شوخی مزاج گل رخان عالم انھیں ہاتھوں کی بلائیں لیتی تھی غنچہ مرجان مرجانے پر رشک سے تیار صدقہ اُن ہاتھوں کے غنچہ چنار اور عالم حسن اسکا اول بیان ہو چکا مگر یہ لکھنا طول سمجھا گیا ساحروں اور شیاطین نے جو اسکا حسن زیبا دیکھا بیتابانہ شعر عاشقانہ پڑھتے اسکی جانب چلے گریبان اپنے چاک کیے اور یہ کہتے تھے غزل

شہید ناز و ادا کا بڑے زمانہ ہوا
اودھر تو آنکھ پھری دم اودھر روانہ ہوا
دکھا دے زاہد مغرور کو صنم تو آنکھ
ہمیں تو گوشۂ صحرا بھی قید خانہ ہوا
ہوا جو وہ تو ہوا اُسکو پاس رسوائی

اُڑا یا مہندی نے دل چور کا بہانہ ہوا
حنائی ہاتھوں سے چٹکی کو کھولتا ہی یار
جمال حور کا حد سے سوا فسانہ ہوا
خدا کیواسطے کر یار چین ابرو دور
جو رات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

غرور عشق زیادہ غرور حسن سے ہے
کہاں سے غنچہ مرجان حریف شانہ ہوا
دکھائے چشم غزالان نے حلقۂ زنجیر
بڑا ہی عیب لگا جس کماں میں خانہ ہوا
جب دیوانہ وار یہ سب دوڑے

اسوقت اس بہارستان حسن کی کنیزوں نے پکار کر کہا کہ اے عاشقو ملکۂ عالم فرماتی ہیں کہ ہمارے لیے مہندی توڑو اور پھول چنکر گہنا بناؤ ہم تم سے خود شنود ہوں گے یہ حکم سنکر ہر ایک مہندی توڑنے میں اور پھول چننے میں مصروف ہوا بعد لمحہ کے ایک کنیز پکاری کہ اے عاشقان ملکہ یہ جو شیاطین پھول چن رہا ہے نہایت کام میں سستی کرتا ہے ملکہ فرماتی ہیں کہ اسکی مشکیں باندھ کر میرے سامنے لاؤ یہ ارشاد سنکر جملہ ملازم ساحر مذکور کے لپٹ گئے اور اُسکو باندھ کر سامنے لائے ملکہ حنا نے قتل کرنا چاہا تھا کہ دو ساحر اڑتے ہوئے آئے اور دو نامہ ملکہ مذکور کو اُنھوں نے دیے حنا نے ایک نامہ کو وا کر کے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ آئینہ میں ہمنے سب سحر کرنا تمھارا دیکھا ماشاء اللہ کیا کہنا اب اس

شیاطین کو مسحور سحر کرو اور موسم برسات کا سحر موقوف کرکے اسکو یہ دوسرا نامہ دو کہ افراسیاب کے پاس لیجائیے مگر سحر اس سے جو اسنے کہ لشکر مہرخ پر کیا ہے دفع کرا لینا اے جان من یہ زیادہ تر حریف کی ذلت ہے کہ اسکا سحر وہ آپ اُتارے اور اپنے شاہ سے جاکر اپنا حال بیان کرے یہ مضمون حنا نے دریافت کرکے شیاطین تو بندھا سامنے کھڑا تھا اسکی زبان میں سوزن دیا اور سب دیوانہ محبت ہو رہے تھے انکو اپنی کنیزون سے گرفتار کرا کر سحر اپنا برطرف کیا کہ وہ عالم برسات کا اور وہ لطف سبزہ زار سب چشم زدن مین مٹ گیا پانی کھلا ابر پھٹا مطلع صاف نظر آیا ہر شخص اپنے ہوش مین آیا لیکن اپنے تئین مقید پایا اور حنا نے خطاب فرمایا کہ اے شیاطین قسم ہے اپنے ایمان کی کہ بڑے عذاب الیم سے تجکو قتل کرونگی نہین تو سحر اپنا لشکر پر سے مہرخ کے دفع کردے اسنے دیکھا کہ اب سوائے ہلاکت کے کچھ چارہ نہین اور یہ بھی غور کیا کہ اگر لشکر اپنا طلب کرکے بعد رہائی اس سے مقابلہ کرتا ہون تو یہ سحر برسات کا سوائے شاہ طلسم کے اور کوئی رد نہ کر سکے گا سب لشکر بھی تباہ ہو جائیگا پس یہ سوچ کر اشارہ کیا کہ مجکو رہا کرو ملکہ نے سوزن اسکی زبان سے نکال لیا اور ملکہ مہرخ اور برق کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا خاک جمشیدی جسم مین لگائی کہ مہرخ کے پیر جو قابو مین نرہے تھے وہ پھر قبضہ مین آئے اور شیاطین نے ایک نارنج سحر پڑھ کر اسی طرف مارا کہ جدھر وہ دیوار تھی وہان سب لشکر مصروف نالہ و بکا تھا کہ یکایک دیوار دھوان ہو کر جاتی رہی دریا مین بھی تلاطم ہوا اور روغن کیطرح سے پانی اُڑ گیا راستہ کھلگیا شیاطین نے عرض کیا کہ راستہ مین نے کھول دیا حنا نے فرمایا کہ تو بھی میرے ساتھ چل مین دیکھ لون کہ راستہ کھلا ہے تو رہائی تجکو دون اور یہ نامہ اسی وقت سامنے اپنے بادشاہ کے لیجا اسنے یہ حکم سنکر بناچاری ہمراہی اختیار کی حنا نے مہرخ کو تخت پر برابر اپنے بٹھا لیا برق نے کہا مین پیدل چلونگا کیونکہ مین عیار ہون عیار کسی مقام صعب گذار مین سوار ہوتے ہین ورنہ کچھ ضرر نہین غرضکہ شیاطین ان سب کو لیکر اُس غار سے باہر آیا دل سے کہتا تھا کہ جان بھی بچی اور ملک و مال بھی باقی رہا غرضکہ جب غار سے باہر نکلے عمرو جو اسطرف آتا تھا اس سے ملاقات ہوئی اور بڑے تپاک سے حنا اس سے ملی اور انکو بھی ہمراہ لیکر مقام فرودگاہ لشکر پر آئی یہان دیکھا تو واقعی راستہ کھلا ہوا تھا لشکری آنے سے اپنی مالکہ کے خوش ہو کر رسم استقبال بجالائے زیور و گلزار بھی حنا سے بغلگیر ہوئین مہرخ نے حکم دیا کہ طبل سفر پر چوب پڑے سب نے قصد چلنے کا کیا خیمہ اور بارگاہ لدنے لگے اسوقت مہتر قران جو اسباب ترک و جلوس لیکر چلا تھا بسبب دیوار سحر کے آنہ سکتا تھا صحرا مین ٹھہرا ہوا تھا دیوار موقوف ہونیسے مع جلوس حاضر ہوا جو سردار کہ برائے استقبال آئے تھے حنا سے ملے یہ سب ماجرا دیکھ کر شیاطین چلا مگر کیا کر سکتا تھا نامہ لیکر جانب افراسیاب روانہ ہوا اور حنا بھی ملکہ سے رخصت ہوئی کہ شاہ کوکب میرے منتظر ہون گے مین ٹھہر نہین سکتی کیونکہ میرے ہی گھر مین بادشاہ تشریف رکھتے ہین ہر چند مہرخ نے دعوت کھانے کے لیے اصرار کیا مگر وہ نہ ٹھہری اور روانہ ہوئی بعد اسکی روانگی کے ڈنکے پر چوب پڑی صدائے طرقوا بلند ہوئی ملکہ مہرخ پھر سوار ہوئی پلٹنین اور رسالے جلو مین ہمراہ ہوئے ساحرون کے غول طائران و جانوران سحر پر چڑھ کر ابر سحر سرون پر سایہ فگن لشکر کی شان و آن بان ہر ایک جوان قلعہ شکن جب ملکہ مہرخ

سوار ہوئی عمرو نے کہا اے ملکہ آپ تشریف لے چلیے مین پیدل سیر کرتا آتا ہون اسلیے کہ میرے آنے کا علغلہ نہ ہو مجکو ابھی شاہ کوکب نے رخصت نہین کیا ہے آپ چلا آیا ہون ایسا نہ ہو کہ بادشاہ کے خلاف ہو کہ میری کسر شان ہوئی مین بڑی شان وشوکت سے رخصت کرتا یہ کہکر ملکہ کو چھوڑکر روانہ ہوا اُسکے ساتھ قرآن وبرق بھی چلے کہ ہم بھی اُستاد کے ہمراہ آتے ہین آپ چلیے ملکہ موصوف یہ سنکر اسی کروفر سے روانہ ہوئی کہ رفعت مرتبت پر چرخ بریں بھی چکر آیا تھا قرنا اور نقارون کی صدا نے زمین طلسم کو سر پہ اُٹھا یا تھا سوارون کے پرے ہاتھیون کے غول رسالون کے جوان سجے سجائے جلو مین کوتل ہزار ہا گھوڑے خاص بردار خدمتگار بان بردار برچھی بردار غول کے غول ہمراہ کئی فیل زنجیر بند کسے ہوئے اپر تخت ملکہ ذیجاہ آگے آگے سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرتے راستہ صاف ہوتا جاتا سڑک بنتی جاتی جریب ہلتی جاتی کوس بجتا چلتا جال ادب کا چارسمت حلقہ نقیبون کی اور چاؤشان کی للکار اور دورباش سے خورشید فلک پر تھراتا تھا خوف سے بخار چڑھ آتا تھا اور ترک فلک بھی ادب سے پشت جھکائے رفعت وجاہ کا قدم بڑھ آیا تھا زمانہ ایسا دشمن سخت یار صادق اور محب واثق تھا ایسا موافق تھا عنقا نے اس مرتبہ کا حال سنکر شرم سے ایسا منھ چھپایا تھا کہ اپنے تئین مفقود الخبر بنایا تھا ہما نے آوارگی اختیار کی تھی بال بال کو اس کے ہوس مگس پرانی مین سرگردانی تھی خلاصہ یہ کہ سواری نہ تھی گویا آمد نوجوانی تھی نظم

خیل خدم اور کروفر سے
موجود درند صف بصف تھے
آمد آمد کا مچ گیا غل

شاہانہ چلی وہ دشت ودر سے
اقبال تھا ساتھ دست بستہ
شادان ہوئے دوست سب جزو کل

اُڑتے جو پرند اک طرف تھے
مانند کمان کمر شکستہ
باین تجمل وشوکت وہ صاحب

تمکنت وحشمت جب قریب لشکر فیروزی اثر کے پہونچی طبل داخلہ کے نبجے جملہ سرداران پیشوائی کو کنارے لشکر کے آئے ملکہ حیرت کو بھی خبر طائر سحر نے آمد ملکہ مذکور کی پہونچائی اسنے بھی باہر بارگاہ کے آکر سامان سواری دیکھا اور رحلہ کیفیت لکھکر شاہ طلسم کو نامہ بھیجا یہان ملکہ مہرخ اتر کر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی لشکر ہمراہی اُترا بارگاہین زلیور وگلزاری نصب ہوئین ملکہ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئی سرداروں کی نذرین گذرین حکم جشن ہونے کا ہوا ساقی ورقاص حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا جام بادۂ ناب گردش مین آیا یہ حال ہوا نظم

دور قدح شراب آیا
یا گردش چشم جادو وا نہ
چھیڑے رقاصون نے ادھر ساز

جیسکہ مین آفتاب آیا
مست مئے ناب جھومتے تھے
میٹھی وہ دھنین سریلی آواز

تھا دور کہ گردش زمانہ
ہنسکر لب جام چومتے تھے
یہ تو سب مصروف عیش وعشرت

ہین مگر طرفہ حال سُنیے کہ ضرغام عیار نے جو صرصر عیارہ کو بیہوش کرکے غار مین ڈالدیا تھا اور آپ اسکی صورت بنکر ریحانہ کو قتل کرنے گیا تھا چنانچہ اُس دن جنگ موقوف رہی تھی اور حال مہرخ کا جو کچھ لکھا گیا اُسی روز گذرا یہان لشکر کے چند لڑکے کھیلتے ہوئے صحرا مین نکل گئے ازبسکہ وہ غار جسمین عیارہ پڑی ہوئی تھی لشکر کے قریب تر ہے لڑکے سب وہان پہونچکر دوڑ دھوپ مین مصروف ہوئے اور کھیلنے لگے انمین سے ایک لڑکا قصاب کا کہ پندرہ برس کا

سن رکھتا تھا اور سب لڑکون سے بڑا تھا مگر پاجیپن کے لڑکون کی طرح قد چھوٹا حقیر صورت اور کم رو لیکن سن بڑا
تو مڑی سا بنا ہوا مگر بموجب ع اصل بد از خطا خطا نکند + شیطان مجسم بنا ہوا آفت کا پرکالہ تھا وہ کھیلنے مین چور بنا
لڑکون کو ڈھونڈھتا ہوا غار مین اُترا وہان ایک عورت کو اُسنے پڑے ہوے دیکھا کہ سینہ سے لگاکر رانون تک ایک
کپڑا اسکے بندھا ہے اور باقی بالکل برہنہ ہے کیسلیے کہ عیاران مسلمان کو حکم صاحب قران ہے کہ عورت کو بیہوش کرکے
ستر پوشی اُسکی کردینا اور اُسکی ستر کو ہرگز نہ دیکھنا عیار ایسا ہی کرتے ہین کہ ایک پرانا کپڑا باندھ دیتے ہین پس اس
عیارہ کو اس سبب سے اور زیادہ پردہ کردیا تھا کہ معشوقہ اُستاد ہے فی الجملہ اس طفلک نطفہ حرام نے دیکھتے ہی عیارہ
کو غار سے باہر نکالا اور پانی چشمہ سے لاکر منھ پر چھڑکا عیارہ کو ہوش آیا چاہا کہ اُٹھی اپنے تئین برہنہ دیکھکر چاہا کہ نکل
جاؤن لڑکون نے چار طرف سے آکر گھیر لیا عیارہ نے کہا تم ٹھہر جاؤ مین تم سے باتین کرونگی مگر کپڑے پہن لون لڑکون
نے کہا اچھا اسنے کسوت عیاری سے کپڑے اور نکالے کیونکہ ضرغام نے کسوت عیاری اسکی نہ لی تھی صرف پیراہن
برائے ضرورت لے لیا تھا اور یہی قاعدہ ہی کہ عیار کو عیار ہزار مرتبہ بیہوش کرتے ہین مگر کسوت عیاری نہین لیتے
کسوت جب لیتے ہین کہ جب باہم شرط ہو جاتی ہے کہ ہم تم مقابلہ کرتے ہین جو جسکو زیر کرے وہ اُسکی کسوت چھین لے
فی المرام جب عیارہ نے کپڑے پہنے چاہا کہ اپنا راستہ لون لڑکون نے کہا جان جہان کہان جاتی ہو ذرا ادھر تو دیکھو
یہ کہکر ایک تو پس پشت آگیا اور ایک گلے سے لپٹا ایک نے آگے کی طرف دست درازی کی اور دست گستاخ سے
کچھ کام لینا چاہا عیارہ نے ایک حقہ داغکر مارا کہ وہ کھٹا جو لڑکے کہ قریب آگئے تھے بیہوش ہوکر گر پڑے اس حال کو
دیکھکر وہ لڑکا پسر قصاب کا کہ اب باپ اسکا سحر سیکھ کر فوج مین حیرت کی بھرتی ہوا ہی اور زہر جادو اپنا نام رکھا
ہے قصاب جادو کہنے سے برا مانتا ہے پس یہ لڑکا دو ایک سحر بھی جانتا ہے اسنے سحر پڑھا کہ صرصر کے پانون زمین نے پکڑ لیے
جس طرح درخت ہوتا ہے یہ سرو خرامان بھی جم گئی اب اس قصاب زادے نے بھی لپٹنے کا قصد کیا اور جیسے ہی ہاتھ پھیلا کر
قریب آیا صرصر نے ایک بیضۂ بیہوشی منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گرا اور لونڈون نے جو یہ ماجرا دیکھا دامنونکی جھولی
بناکر خاک سحر بھری اور اُسکے منھ پر مٹھے مارنے شروع کیے وہ بیچاری اس شیطانی لشکر مین گرفتار اور سخت ناچار
کیا کرے نہ روئے رفتن نہ پائے ماندن آنکھین ملتی تھی مگر بھاگ نہ سکتی تھی اور لونڈے قصائی زادے کے ساتھ جو
رہتے تھے تو باتین بھی ویسی ہی کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ ؎ ادھر دیکھ تو کسکو اب تک رہی ہو + کلیجی ترے عشق
مین پک رہی ہے + کوئی یہ مضحک شعر پڑھتا تھا ؎ میا اپنا ہی دل گردہ ہے تو نے جانا + کہ راس آیا ہم کو
محبت جتانا + ایک لونڈے نے کہا پھر اب راستہ کس کا تکتے ہو اُسکو اُٹھا کر گو وہین وہ جو ارہر کا کھیت ہے وہان
لیچلو اور اپنا مزا کرو دوسرا بولا ابھی وہان لیجانا کیا ضرور ہے ایک ہمکو تھپیا رہے ہم سب پہرہ پر کھڑے ہین بادشاہ
بھی آئیگا تو نہ آنے دینگے بس اسی طرح باری باری سے ہم سب سمجھ لینگے صرصر یہ باتین ان شیطانون کی سن کر
گالیان دیتی ہی کہ ایسے گئے تیسو کیون مجھے بے بس کرکے ستاتے ہو اور ناحق کو دق کرتے ہو اور اگر چھوٹ گئی اور تم
سبکو مین نے جان سے نہ مارا تو میرا نام بدل ڈالنا اور مجکو صرصر عیارہ نہ کہنا لونڈے یہ سنتے تھے تو اور زیادہ خوش ہوتے تھے

تالیان بجاتے تھے منہ چڑھاتے تھے کوئی پاس آکر چٹکی لیتا تھا اور کوئی بھاگ کر دور کھڑا ہوتا تھا اور پیچھے سے
چپت مارتا اور کود کر الگ کھڑا ہو جاتا صرصر اپنا ہاتھ بڑھا کر لپکتی ہو مگر وہ بجلی کی طرح کوندتے ہین اور جب کسی
لونڈے کو پکڑ پاتی ہے تو سب ملکر اُسکی آنکھون مین خاک جھونکتے ہین کہ یہ دونون ہاتھون سے آنکھین ملتی ہے وہ
لونڈا بھی چھوٹ کر ستاتا ہے اور بھاگ جاتا ہے یہ بیچاری کبھی تو گالیان دیتی ہے کبھی کوستی ہے کہ سامری تمکو غارت
کرین اتنے ہی سے ناشاد و نامراد مرو تمکو اگلا سال دیکھنا نصیب نہ ہو تمھاری امان ہائے ہائے کرکے روئے تمھاری ارتھی
نکلے تمکو بھوکی بھوانی کھائے اس کوسنے کی بھی لونڈے سماعت نہین کرتے ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہے بندر کی آشنائی
مشہور ہے لونڈون کے ہاتھ عنقا چیز ہاتھ آئی بوزنہ نے آئینہ پایا ہے کیا خوب اس حسینہ کے حسن کی قدر کی ہے کہ آئینۂ
رخسار کو خاک سے صیقل کیا ہے اس کدورت پر صفائی کی تمنا ہو سر پر خاک اسکے پڑتی ہو کر زلف سیاہ پر بلا آئی ہے
چہرہ وہ غبار آلودہ ہو کہ نقشہ کا خاکہ بگڑا ہوا ہو گویا غبار مین آفتاب دھندھلا ہے بھبھوت ملے جنگل مین جوگن
کا گذر ہوا ہے انگیا اور کرتی جھٹکا جھٹکی مین ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئی ہو گھٹنا چست عیارہ پہنتی ہین اُسپر ہاتھ لونڈون کے پڑ کر مسل
گئے ہین ورنہ وہ بھی ٹکڑے اڑ جاتا لیکن خاک مین اٹ گیا ہو دھول دھپڑ مچا دی ہو ہولی کے ہڑدنگی قطع صرصر کی
بنا دی ہے جب کوئی لونڈا ادھر سے آیا اُسنے ہپک کر ہاتھ مارا کہ موئے تیری ایسی تیسی کی تو ناشاد مرے وہ لونڈا اُچک
کر دوسری طرف نکل گیا ادھر سے پھر ایک نے حملہ کیا اسنے پھر ہپک کر ہاتھ مارا وہ پشت پر جا رہا ایک دھما چوکڑی مچا دی
صرصر نے ناچار ہو کر کمند نکالکر جو ماری ایک لونڈے کی گردن پھنسی اسنے کھینچ لیا سب لڑکون نے کہا بھئی غضب ہوا
ایک گئیّان ہمارا پھنس گیا آؤ اب دھاوا کرو یہ کہکر یکبارگی سبنے خاک عیارہ کی آنکھون مین جھونکی اور سب ملکر لپٹ
گئے کمند بھی چھین لی اور نیمچہ بھی کمر سے کھول لیا اور زور کرکے پچھاڑنے لگے اسوقت صرصر نے رجوع قلب سے دعا کی کہ اے عمرو کے
خدا میری مدد فرما مین جانتی ہون کہ جب مسلمان تجکو پکارتے ہین تو انکی مدد کرتا ہے یہ دعا کر رہی تھی اتفاقاً عمرو قران جو پیدل
روانہ ہوئے تھے اس طرف آنکلے اس ارادہ سے کہ چلو لشکر حیرت کو دیکھتے ہوئے اپنے لشکر مین جائین فی الجملہ اُنھون نے
جو یہ ماجرا دیکھا کہ لڑکے ایک عورت سے لپٹے ہین للکارے کہ ہان ہان کیا کرتے ہو لونڈے عیارہ کو چھوڑ کر الگ ہوئے
اُنھون نے پہلے تو بسبب گرد و غبار کے عیارہ کو پہچانا نہ تھا اب قریب آکر پہچانا اور از بسکہ یہ ساحرہ بنے ہوئے تھے تو
صرصر نے نہ پہچانا تھا اب جو اُنھون نے کلام کیا تو اسنے بھی پہچانا اور فرط ندامت سے عرق عرق ہو گئی گردن جھکا لی
کٹ کٹ گئی کہ ہائے بڑا غضب ہوا اپنے ہم پیشہ نے اس ذلت و خواری مین تجکو مبتلا دیکھا علی الخصوص عمرو ایسے عیار
کے سامنے یہ ذلت کہ جو تجکو اپنی معشوقہ کہتا ہے غرض قہر درویش بجان درویش چارہ ہی کیا تھا سر جھکائے کھڑی ادھر
عیارون نے لونڈون سے پوچھا کہ ارے میان یہ کیا ماجرا ہے وہ بولے سنیئے صاحب ایک ہمارے ساتھ کا گیّان
اس عورت کو گڈھے سے نکال کر لایا اور عاشق ہوا اسنے اسکو بیہوش کر دیا اور دو تین ہمارے ساتھ کے جوان اس نے
توڑ دیے وہ دیکھیے بیہوش پڑے ہین اب ہم اسکو اپنی جورو بنائین گے آپ اس مقدمہ مین نہ بولیگا اس جان جہان کو جو کچھ ہو
ہم چھوڑینگے نہین عمرو نے کہا بھئی ہم بھی ذرا اسکی صورت دیکھین یہ کہکر پاس عیارہ کے گیا اور لونڈون سے کہا

ارے میان یہ تو لونگ چڑے والے کی لونڈیا ہے تمنے نہین دیکھا تھا لشکر مین لونگ چڑے کباب بیچا کرتی پھرتی تھی ابھی
کچھ دن ہوے ہین کہ یہ اپنے میان کو زہر دیکر بھاگ گئی تھی آج تمھارے ہاتھ کیونکر لگ گئی صرصر یا تو گردن جھکائے کھڑی
تھی یہ باتین سُنکر تاب نہ رہی بولی کہ مونڈی کاٹے ستیاناس گئے وہ تیری ہی جورو ہین لونگ چڑے بیچتی ہونگی لو موا
آیا ہے شیخی بگھارنے مجھ سے جلی کٹی کرتا ہی عمرو نے چپکے سے کہا پیاری لونڈون کو پسند کیا تمسے یہ چہ بانگی یہ کہکر
لونڈون سے کہا بھائیو یہ بڑی چرب زبان عورت ہے انکے فقرون پر نہ آنا ہم بھی تمھارے شریک ہین چھوڑنا نہین ایسے
لونڈون نے پھر ستانا شروع کیا عیارہ پھر لگی گالیان دینے قران نے کہا ارے لڑکو تمنے اسے ستایا ناحق وگرنہ یہ
لڑکون کی اُستانی ہی تمکو خود اپنے ساتھ لیجائیگی لونگ چڑے خوب کھلائیگی عیارہ نے کہا اسی کی جورو لونگ چڑے
بیچتی ہے یہ جو تمسے کہتا ہے قران نے کہا دیکھو مین راضی کیے دیتا ہون اچھا تم سب ہٹ جاؤ لونڈے دور
چلے گئے قران نے پاس آکر کہا کیون استانی یہ لونڈون سے بے حرمتی کراتی ہو ہو شرط کہ ناک کاٹ لون یہ ہمارے
اُستاد کے سامنے لونڈے تمھارے لپٹے ہوے تھے صرصر نے کہا تیرے اُستاد کی اور تیری ایسی تیسی نگوڑے تجکو غیرت نہین
آتی کہ مین اسطرح بے آبرو ہوتی ہون اور تیرے اُستاد کی بھی غیرت اُڑ گئی ہو کہ لونڈون سے ہنسواتا ہو تو کیا منھ لگا
تجکو اُستانی کہتا ہی یہ باتین جو عمرو نے سنین آگے بڑھکر گویا ہوا کہ کیون پیاری اپنے وقت پر کیسا ہمکو ابھارتی ہو اور غیرت
دلاتی ہو اچھا وعدہ کر دو کہ بعد رہائی آج جو ہم کہوینگے وہ مان لیگی صرصر نے مصلحتاً انکار مناسب نہ جانا زبان سے تو اقرار نہ کیا
مگر گردن ہلائی کہ ہان مانونگی عمرو نے کہا تو جھوٹی ہی یہ کہکر لونڈون کو پکارا کہ ارے میان آؤ یہ راضی نہین ہوتی اب تم
جانو تمھارا کام جانے لونڈے پھر دوڑ آئے اور عیار وہان سے آگے بڑھے صرصر نے بڑی حسرت سے منھ عمرو کا دیکھا مگر
عمرو نے قران سے کہا آؤ بھی آؤ چلین وہ بھی ساتھ ہوا اور یہ دونون کچھ دور جاکر پوشیدہ ہوے اور عمرو نے ایک گلدستہ
گلہائے بیہوشی آمیز کا زنبیل سے نکالکر صورت اپنی مثل باغبانون کے بنائی جھولی کمر سے باندھ کر بہت سے پھول بھر لیے
اور ٹوکری کمر مین کھونس لی اور راہ کترا کر ادھری سے نکلا کہ جدھر لونڈے تھے اُنھون نے جو گلدستہ گلہائے نایاب خوشرنگ
دیکھا بیچین ہوگئے اور دوڑکر قریب آئے کہا میان باغبان یہ گلدستہ کس کے لیئے بنایا ہی ذرا ہم بھی دیکھین اسنے کہا لو
لیکن خراب نہ کرنا ایک امیر نے بنوایا ہی یہ کہکر گلدستہ ایک لڑکے کو دیا اور تھوڑے تھوڑے پھول سب کو دیے کہ لو اس سے
کھیلو وہ پھول لیکر سب نے سونگھے اور بیہوش ہوگئے عمرو قریب صرصر آیا اور بے اختیار صرصر عیارہ کو گلے سے لگایا
اور صرصر نے ہاتھ پکڑ لیئے خواجہ کے جب ہاتھ دونون رنگ گئے خواجہ نے زور کرکے ہاتھ چھڑائے اور بوسے لیے اور کہا
اے گل باغ کامرانی یہ رسوائیان کرتی ہو میری چھاتی پر کودون دلتی ہو مین نے ہزار مرتبہ کہا کہ صاحب گھر مین
بیٹھو جو مجکو میسر ہے وہ کھاؤ اُڑاؤ مگر تم نہین مانتی ہو آج مین ناک کاٹے لیتا ہون صرصر نے کہا اے عمرو تجکو واسطہ
اپنے دین و مذہب کا کہ پہلے تو مجکو رہا کر دے پھر تیرا جو جی چاہے وہ کر لینا ایسا کہ کوئی اور سردار طلسم مین سے آکر میرا حال
دیکھے عمرو نے کہا ہاتھ مارو کہ چھوٹ کر بے اعتنائی نہ کرین گے تمھارے ساتھ ہی رہینگے اور مطلب دلی بر لائین گے صرصر
نے یہ سُنکر منھ چڑھا دیا اور انگوٹھا دکھا دیا کہ موے تو اسی تمنا مین رہے گا خواجہ نے کہا کیون ابھی سے یہ

باتین صرصر نے کہا ارے او مرچیا جن میرا مردہ دیکھے جو دیر لگائے ہمین کو روئے جو جلدی نہ چھڑائے خواجہ کو ان قسمون کے سننے سے تاب نہ آئی فوراً اس لیبر قصاب کو مار ڈالا عیارہ پر سے سحر دفع ہو گیا طاقت رفتار آئی خواجہ نے کہا اب کہہ کیا ارادہ ہے عیارہ نے کہا ٹھہر جاؤ مین وعدہ وفا کرون گی خواجہ سمجھے آج یہ مسلمان ہو گی اس وجہ سے الگ کھڑے ہوے اور عیارہ نے سب لڑکون کا زیور جو کچھ کہ کڑے بالے وغیرہ وہ پہنے تھے اُتار کر خواجہ کو دیے اور راز لیبک ایسی اُسنے رنجیدہ تھی کہ خنجر پکڑ کر سر کاٹنے ہر ایک کا چلی خواجہ نے فرمایا کہ ارے مین نے تو تجھے سمجھ کر چھوڑ دیا تھا لیکن تو رحم نہین کرتی اس عیارہ نے ایک نہ سُنا اور سب کو ذبح کر ڈالا بعد اُسکے جست کر کے چلی خواجہ نے پکار کر کہا اری او بیوفا وعدہ وفا کرتی جا اُسنے پلٹ کر جواب دیا کہ جا دو رہی ہو موے یہ منھ اور رملیدہ تو اپنی صورت تو جیتی مین بیتاب کر کے دیکھ موا جیسے بن مانس یہ کہہ کر یہ جادہ جا مثل برق چمک کر نکل گئی ادھر خواجہ اور قران اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے اور کچھ دیر کے بعد لشکر مین آکر شریک جلسہ مسرت و انبساط ہوے اور صرصر نے جا کر سارا حال اپنا ملکہ حیرت سے بیان کیا ملکہ مذکور نے فرمایا کہ اب یہ تو نہ کہہ کہ مین نے لڑکون کو مارا ہے کس لیے کہ جنکے لڑکے قتل ہوے ہین وہ سب تیرے دشمن ہو جاوین گے یہ کہکر ایک نامہ ان سب کیفیتون کا تحریر کر کے شاہ جادوان کے پاس بھیجا ادھر لشکریون نے جب اپنے اپنے لڑکون کو تلاش کیا صحرا مین انکی لاشین ملین بصد گریہ و بکا اٹھائین اور حیرت سے آکر استغاثہ کیا کہ آپ حاکم ہین ہماری داد دیجیے ملکہ مذکور نے حکم تحقیق کرنے کا دیا کہ قاتل تلاش کیا جاے یہان تو یہ ہنگامہ ہے لیکن افراسیاب نکمیت انتساب باغ سیب مین تخت رفعت مآب پر جلوہ گستر تھا کہ خبیث الشیاطین علیہ اللعن والعذاب نامہ شاہ کوکب عالی جناب لیے حاضر خدمت ہوا اسوقت خدمت شاہ طلسم مین سترہ ہزار کنیز بعہدہ خدمتگزاری موجود تھین اور حاضر ساحر نامی و نامور کرسیون پر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا جام شراب گردش مین تھا کہ شیاطین نے سامنے آکر رونا شروع کیا بادشاہ نے فرمایا کہ کیون خیر تو ہے اسنے پایۂ تخت کو بوسہ دیکر سر اپنا بادشاہ کے پانون پر رکھدیا اور رو رو کر عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہ مجھ سے بڑی خطا سرزد ہوئی کہ خوف جان سے قیدیون کو آپ مین نے رہا کر دیا اے بادشاہ آپنے سچ ارشاد فرمایا تھا کہ جمشید نے ایک سے ایک گوز بدست بنایا ہے اس طرح کوکب کی طرف سے ملکہ حنا دست آئی اور برسات کا عالم ظاہر کر کے مجکو گرفتار کیا اور نامہ اسکے بادشاہ کا آیا کہ اسکو مار و نہین بس اسنے مجھ سے میرا سحر رد کرایا اور نامہ دیا کہ اپنے بادشاہ پاس لیجا وہ نامہ لیکر آیا ہون نہایت شرمندہ ہون فالک نکاستا یا ہون بادشاہ نے جب تمام ماجرا سنا کاخ دماغ مین دود غضب پیچ و تاب کھانے لگا اور ساحر مذکور سے نامہ لیکر لفافہ اسکا چاک کر کے کاغذ کو وا کیا کچھ اسمین لکھا نہ دیکھا ایک پُتلا صندل سے اس قرطاس پر کھنچا تھا بادشاہ حیران ہو کر کاغذ کو دیکھنے لگا کہ یہ تصویر کس لیے مجکو بھیجی ہے یہ تو متحیر تھا کہ وہ تصویر صندلین گویا ہوئی کہ اے بادشاہ مجکو کیا دیکھتے ہین اور ہاتھ مین لیے بیٹھے ہین اگر زمین پر یہ کاغذ رکھدیجیے تو مین آپسے باتین کرون بادشاہ اس تصویر کی گفتگو سنکر زیادہ تر حیرت مین آیا کہ نگارخانہ آذری مین مصور قدرت نے جان ڈالدی ہے بڑی کاریگری دکھائی ہے لوگ مثل کہتے ہین کہ تصویر ایسی بنائی ہے جو منھ سے بولا چاہتی ہے یہان واقعی

یہ تصویر بولتی ہے غرضکہ حیرت مند ہوکر کاغذ ہاتھ سے رکھدیا وہ تصویر قہقہہ مارکر ہنسی اور گویا ہوئی کہ سُن اے
بادشاہ میرے مالک شاہون کے شاہ جناب کوکب والاخطاب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ہم کو دوست بنانا چاہتے
ہو تو مناسب ہے کہ شاہزادہ اسد کا عقد ہمراہ خجستہ جبین کرکے بصد ادب و عزت ہمارے پاس بھیجدو اور تم بھی طلسم کا
خراج لیکر ہمراہ آؤ کہ مین تم کو آستانۂ سلطان گردون سریر شہنشاہ با توقیر خدیو گیہان خداوند جہان چراغ لشکر
اسلام و مومنان ذوالکرام یادگار نسل کیان شاہ فریدون فر عدل گستر سعد بن قباد والا نژاد پر لیجلون اور خطا
تمہاری معاف کراؤن اور اگر یہ امر تم نے منظور نہ کیا تو سزا اپنی اپنے کنار مین دیکھوگے بہت پچھتاؤگے جان اپنی
مفت گنواؤگے یہ کلمات اس تصویر سے سنکر افراسیاب خود قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا اے پیکر بیجان اپنے بادشاہ سے جاکر
کہدینا کہ اگر تجکو ملک و مال اپنا بچانا ہو تو یہ بیدینی چھوڑدے اور اُس وزد مکار عمرو عیار کو باندھکر میرے پاس
بھیجدے ورنہ بپاس دین جمشیدی اُسپر لشکرکشی کرکے صفحۂ روزگار سے نام اسکا بسان حرف غلط مٹادونگا اس کی
عمارت خاک مین ملادونگا کہدینا خبردار ہو رہ یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا ان باتون کو جب اُس شبیہ نے سُنا تو وہ ہنسی
اور وقت خندہ زنی ایک آواز مہیب اسکے منھ سے پیدا ہوئی اور وہ کاغذ جسپر تصویر بنی ہوئی تھی جلکر دھوان ہوگیا
اور وہ دود سمٹ کر مثل لکۂ ابر کے ایک طرف چلا گیا بعد اسکے جانے کے نامۂ حیرت کا بادشاہ کے پاس آیا اور اُس سے
حال آمد مہرخ وغیرہ معلوم کرکے جواب لکھا کہ اے ملکہ اب تمکو لازم ہے کہ اندر طلسم کے چلی آؤ کس لیے کہ عیارون کے
ضرر سے بھی محفوظ رہوگی و نیز جب کوئی سردار لڑنے کو میری طرف آئیگا اُسکو بھی آسائش ملیگی اور تم بغیر کسی
سردار کے آئے لڑتی نہین ہو پھر کیا ضرور ہو کہ سامنے حریف کے خیمہ زن رہو اب سامنا اس مرد صحرائی سے برا ہے
بیٹی اسکی قریب ہو کر لشکر لیکر آئے چنانچہ میدان مین ٹھہرنا مناسب نہین جیسا مین نے لکھا ہے ویسا ہی کرنا
خلاف اس کے عمل مین نہ لانا یہ لکھکر بیلہ کو دیا کہ وہ حیرت پاس لایا ملکہ نے بنابر حکم شاہی سرداران لشکر کو ہمراہ
لیکر جانب دریائے خون روان چلی اسکے جانے سے کل لشکر کمر باندھکر ہمراہ ہوا اور ملکہ نے دریا پر آکر ایک چھڑی
ماری کہ پانی ادھر اُدھر ہٹ گیا بیچ مین دروازہ پیدا ہوا ملکہ اُس دروازہ مین داخل ہوئی اور اسی مقام پر پہونچی
کہ جیسا سابق ہنگام آمد مختار جادو حال طلسم بیان کیا گیا تھا چنانچہ ظاہر مین تو شہر ناپرسان بہت دور نظر آتا
ہے لیکن براہ طلسم و نیرنگ بہت قریب ہے ملکہ اسی شہر مین آکر گنبد نور پر ساکن ہوئی اور فوج کی چھاؤنی زیر دیوار
شہر مذکور پڑی اب دریائے خون رواں کے ادھر ایک دیوار سبز لون تک کھنچی نظر آتی تھی اور اُس دیوار پر کاخ
و عمارت بنی تھی لوگ پھرتے چلتے نظر آتے تھے غرضکہ اس لشکر کے جانے سے غلغلہ جو ہوا لشکر مہرخ مین بھی خبر پہونچی
عیار اور سرداران نے جو آکر دیکھا تو دریا کے اس طرف دیوار کو دیکھا لشکر حیرت کا پتہ نہ پایا
ناچار سب جاکر اپنے مقام پر فروکش ہوے ادھر افراسیاب کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ تونے نامے
جتنے بھیجے سب ایلچی کے ہاتھ بھیجے اور شاہ کوکب نے بجائے نامہ صندل کی تصویر بھیجی جو تقریر بہتر از
تحریر کرتی تھی بس یہ اپنی شوکت اُس جھنگی نے تجکو دکھائی ہے اب لازم ہے کہ تو بھی اسی طرح ایک نامہ

اسکو بھیجکر اپنی اولوالعزمی دکھایہ سوچکر اپنے مقام سے بزور سحر غائب ہوگیا اور باغ سیب سے کچھ دور جاکر ظاہر ہوا اور پران پران سرحد طلسم کی طرف چلا اس ارادہ پر کہ دیوار نور افشان اور دریا جو عمل مین کوکب کے ہے اسکو خشک کردے اور دیوار کو ڈھادے اور ملکہ حنا دست کو اپنے قبضے مین لائے تا ایسا سحر کرکر وہ اپنا گلا کاٹ کر آپ مرجائے چنانچہ کوکب کو اپنی دیوار طلسم کی خبر نہین ہے اور یہ جانتا ہے اور لوح طلسم نور افشان ہزار برج مین ہے اور بادشاہ طلسم ہزار برج مطیع و منقاد افراسیاب جادو ہے حال اسکا بیان کیا جائیگا فی الجملہ افراسیاب بحالت غضب و بجان اپتیاب و پیچیاب کھاتا ہوا قریب سرحد طلسم پہونچا اور ایک پہاڑ پر آکر اترا وہان ہزارون پتھر سنگ شب و سماق کے پڑے تھے شاہ کے پہاڑ پر پہونچتے ہی زمین لپشت کوہ شق ہوئی اور ایک پتلی پتھر کی نکلی صورت اس پتلی کی تیاری کی ایسی تھی بس وہ پتلی آکر بیٹھ گئی بادشاہ اسپر بیٹھا اور سحر پڑھا کر اس پتلی کی پیٹھ سے ایک پتلا بالشت بھر کا پتھر کا باہر نکلا اسکے ماتھے پر کچھ لکھا تھا بادشاہ نے اسکو پڑھا معلوم ہوا کہ پیشانی اس پتلے کی جمشیدی تختی ہے بادشاہ نے یہ نیت کی کہ مین سرحد طلسم نور افشان برباد و غارت کرنے جاؤن میرے حق مین بہتر ہے اس نیت کرنے سے پتلے کی پیشانی پر حرف ظاہر ہوئے کہ بیوقوف ہے بغیر لوح اور بغیر طلسم کشا کہین مرحلہ طلسم باطل ہوا ہے جو تو یہ حملہ کرتا ہے خبردار اپنی حد سے قدم آگے نہ بڑھانا ورنہ خطا پائیگا بہت پچھتائیگا یہ ارادہ اگر رکھتا ہے تو لوح طلسم نور افشان بہم پہونچا اور نسل حمزہ سے کوئی شہزادہ پیدا کر اس سے طلسم کوکب فتح کروا یہ حال معلوم کرکے بادشاہ نے ایک پتھر اس پہاڑ کا تجویز کرکے ایک تصویر اسپر نیل کے قلم سے کھینچی اور ایک دانہ ماش سحر پڑھکر مارا کہ وہ سل جسپر تصویر کھینچی تھی اُڑکر سامنے آئی اس کو حکم دیا کہ اے شبیہ سحر تو جا طلسم نور افشان مین شاہ کوکب کے پاس اور اس سے پیام دے کہ خبردار رہنا کہ مین ہوشیار نہ تھا تمھارے طلسم کو اب مین غارت کرتا ہون کیونکہ لوح طلسم مجکو معلوم ہے کہ جہان ہے اور سوائے اسکے مین مالک جھرۂ ہفت بلا ہون اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو اس ناعیار کو میرے پاس قید کرکے بھیجدو وہ بیکر بیجان یہ حکم بادشاہ ذیجاہ سنکر اس طرح روانہ ہوئی کہ وہ سل جسپر تصویر کشیدہ تھی پر روے ہوا اُڑکر نظر سے غائب ہوگئی اودھر ملکہ حنا بعد رہائی مہرخ جو مراجعت فرما ہوئی اپنے مقام پر کہ جسکا ذکر اول بیان ہوا پھر ناچ ہونے لگا ساغر بادۂ ارغوان کا دور شروع ہوا اس عرصہ مین وہ پتلا جو صندل کا دھوان بنکر چلا تھا آکر پہونچا اور حال اپنی پیام گذاری کا عرض کرکے غائب ہوگیا بعد کچھ عرصہ کے یہ سل اوڑتی ہوئی اس جا پہونچی اور سامنے تخت بادشاہ کے جاکر بصورت راست استادہ ہوئی اسمین جو تصویر کھینچی تھی وہ پکاری کہ اے بادشاہ میری بھی تسلیم پہونچے اور لونڈی جو کچھ عرض کرے وہ بادشاہ بدل مخاطب ہوکر سُنے شاہ نے فرمایا کہ بیان کر اسنے کہا کہ مالک ساحران شاہ جادوان عالیجناب والاخطاب بقیۂ نسل سامری چراغ دودمان ساحری و افسون گری مصباح انجمن فسون سازی مشعل پرضیا خانۂ عربدہ و نیرنگ پردازی حضرت مستطاب شہنشاہ افراسیاب نے آپ کو آگاہ کیا ہے اور طلسم کی بربادی کا آپکے زمانہ قریب آیا ہے ایسا کچھ بادشاہ نے فرمایا ہے شاہ کوکب جملہ بیان اس تصویر کی زبانی سُنکر ہنس پڑا اور گویا ہوا کہ اے شبیہ میری طرف سے کہہ دینا کہ اے بادشاہ واقعی تم ہر طرح مجھ سے زبردست ہو اور ملک

خزانہ وفوج سحر ونیرنگ ہم سے دونا رکھتے ہو اور جانتے ہو ہم کبھی تمہارا مقابلہ نہ کرتے مگر کیا کرین مجبور ہین اس لیئے کہ ایک شخص ہمارے پاس منزلین طے کرکے بمصیبت تمام آیا اور اب ہمارے دامن مین چھپا ہے کیونکر ہوسکتا ہے کہ اُسکو نکال دین کسی مذہب وملت مین یہ جائز نہین اور آدمیت سے بھی بعید ہی لہذا اب تمسے کہا جاتا ہے کہ ہرچہ بادا باد جو کچھ تم چاہو کرو ہم نہایت ہوشیار ہین خدائے ما بزرگ است بموجب مصرع ع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است یہ فرماکر جانب زمین اشارہ کیا کہ ایک پتلا زمین سے موتیون کا مالا لیئے ہوے نکلا اور پایمائے بادشاہ اہرسل کو وہ مالا پہنا دیا ایک دہگدگی اس مالے مین گندھی تھی وہ سینہ پر تصویر کے آگئی اور سل وہان سے اُڑکر جانب کوہ مذکور چلی اور سامنے شاہ جادوان کے آکر گری اور تصویر نے پیام شاہ کوکب حرف بحرف عرض کیا اور سل پر سے غائب ہوگئی بادشاہ لوح طلسم کوکب ملنے کی فکر مین روانہ ہوا یہ تو تلاش لوح طلسم نور افشان مین جاتا ہے اور ملکہ حیرت داخل طلسم ہے خواجہ عمرو ایک شب کے لیے مہرخ پاس آئے تھے ہر ایک سے ملکر طاؤس سحر طلب فرماکر پھر ان کے پاس چلے گئے ادھر باغبان وزیر تلاش مین عمرو کے گیا ہے اس مقام پر صاحب دفتر نے یہ ایما کیا ہو کہ باغبان ایسا زبردست ساحر وزیر بادشاہ کا شریک عیاران ہوا و شہزادہ اسد قید رہین یہ امر خلاف عظمت وزیر مذکور ہی پس بدین سبب داستان گو وزیر موصوف کو قریب رہائی شہزادہ اسد شریک مسلمانان کرتے ہین اور انہین کی تبع یہ احقر خادم داستان گویان جاہ مؤلف فسانۂ ہذا بھی کرتا ہے ونیز یہ بھی اس کمترین نے اس قصّہ کے لکھنے مین جابجا خلاف دفتر کی ہی کہ داستان جو ٹکڑے ٹکڑے تھی اُسکو ایک ہی جگہ جمع کرکے لکھدیا چنانچہ داستان ریحان ونگار کی اسی طرح دفتر مین تھی کہ کچھ حال لشکر امیر کا اور کچھ حال طلسم ہزار برج کا اور کچھ کیفیت ان دونون جادوگرنیون کی تھی قس علی ہذا اکثر مقامات پر یہی صورت تھی اُسکو بہ نظر تسلسل افسانہ ایک ہی مقام پر لکھا ہی تاکہ ناظرین با تمکین کتاب ہذا حظ وافی اور لطف کافی اُٹھائین اور ماہران فن داستان گوئی پس وپیش ہوجانے سے داستان کے انگشت اعتراض صفحۂ حال اس سراپا تقصیر پر نہ رکھین اور میری محنت کی داد دین آمدم بر سر مطلب یعنی حال افراسیاب اسی مقام پر کہ جیسا اوپر بیان ہوا ترک کرکے اب شمہ کیفیت لشکر ظفر پیکر امیر با اقبال وشہزادہ تورج وغیرہ مع کوائف لقائے بدخصال لکھی جاتی ہے وباللہ التوفیق

داستان دلستان آنا بہرمدو زمرد شاہ باختری آفت کوہی عنصر گوہی کے بھانجے کا اور عاشق ہونا اُسپر صبا کے جادو کا اور مقابلہ کرنا لشکر امیر سے اور اسیر ہونا سرداران اسلام کا اور عیاریان کرنا عیارونکی اور حال طلسم ہزار برج فتح کرنا مرحلات طلسم تورج کا پھر ساحران نامی بہرمد دلقا افراسیاب کا بھیجنا اور شہزادہ ایرج کا آکر اُنکو قتل کرنا پھر آنا سیماب بدن کا لقا کی مدد کو اور اُسکو آکر قتل کرنا شہزادہ تورج کا پھر حال شہزادہ قاسم

یعنی جانا شہزادۂ مذکور کا برائے فتح طلسم گوہر کوہ لمؤلفہ

اے مرے ساقی مرے پیر مغان
وقت ہی اب عیش کے اجلاس کا
فوج کے سب مست سپاہی ہوے
تکیہ خم بادۂ گلنار رہے
شیش محل بن گئے جام شراب
مہرے ناب کے ہے نام کی
نقلین ہین شیشہ صہباے ناب
حجلہ مین سامان جلوس شہی
جسمین طبیعت کی روانی دکھاؤن
جادو نیرنگ ہے القصہ ہو

نشہ صفت کیون ہے نظر سے نہان
کشتی مے تخت شہی آج ہے
خم جو بجے نقارۂ شاہی ہوے
فضل خدا ہے مے گلفام پر
نقل بنے سکۂ نام شراب
جام کا خط غیرت شمشیر ہے
گولیان صندوق کی ہین یا گباب
مجکو بنچا ور ملے اس عہد کی
جوہر اعجاز بیانی دکھاؤن
جاہ بیا قصہ نادر نویس

عہد کیا وسوسہ و یاس کا
قیف نہین بادشہی تاج ہے
صافی مے مسند زرکار ہے
قبضہ ہوا سلطنت جام پہ
بوند جو ہے بادۂ گلفام کی
سیخ جسے کہتے ہین وہ تیر ہے
بجتا ہے مینخانہ مین کوس شہی
مے کا رنگ مجھے شہد کی
حال کہون وہ جو مرا حصہ ہو
آنکہ بود خوب و فصیح و سلیس

بلبلان نغمہ پرداز گلشن شجر و نیرنگ و قمریان سرودستان کلام ہاے رنگارنگ و طوطیان شیوا زبان شکرستان شیرین زبانی و زمزمہ پیرایان حدیقۂ جادو طرازی و سحر زبانی + شاخ رنگین و بر بہار خامہ تحریر سے مضمون بیچ قلمون کی گلفشانی اس طرح فرماتے ہین اور باغ پُر بہار اسمار کی سیر یون دکھاتے ہین کہ بعد قتل مہتاب جادو و ماہ جادو ساحران بے ایمان یعنی صہباے جادو و بلاے جادو نے بمشورۂ بختیارک بے آبرو نامہ بنا بر طلب امداد بجانب افراسیاب بدنہاد روانہ کیا تھا چنانچہ اس ثانی شداد نے نامہ پڑھکر زہر چشم کو بھیجا تھا حال اسکا طلسم ہزار برج مین بیان ہو چکا فی الجملہ اب مقابلہ و مجادلہ ساحران مذکور نے لشکر اسلام سے موقوف رکھا ہے اور انتظار آمد کمک کر رہے ہین چنانچہ ایک روز لقا راندۂ درگاہ کبریا تخت نکبت پر بارگاہ مین بصد عظم و شان بیٹھا تھا کوہی اور باختری سرداران لشکر دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے تھے جام شراب ناب کا دور تھا ہر ایک مست و مخمور تھا کہ ہرکارے مجرا گاہ پر آکر حاضر ہوے اور بعد اداے دعا و ثنا عرض پیرا ہوے کہ عنصر کوہی کے بھانجے آفت کوہی ایک لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے حضور کی امداد کو آتے ہین اور قریب پہونچ چکے ہین داخل لشکر خداوندی ہوا چاہتے ہین یہ خبر سنکر بختیارک مع چند سردار کے براے استقبال روانہ ہوا واضح ہو کہ پیشتر بھی حال آفت کوہی بیان ہو چکا ہے چنانچہ یہ وہ آفت نہین یہ بھانجا عنصر کوہی جو سپہ سالار سلیمان عنبر مو سے ہے اسکا ہو اور ازبسکہ یہ سرزمین کوہستان ہے تو ہزار کوہی قلعجات متعدد کا مالک یہان رہتا ہے اسوجہ سے نام مین توارد واقع ہوتا ہو اور صاحب فقیر نے یہ سلسلہ رکھا ہے کہ جب تک طلسم ہوشربا فتح ہوا اس کوہستان اور اسکے اطراف کے طلسمات بھی فتح ہو جائین غرضکہ شیطان خداوند نے جاکر استقبال کوہی مذکور کیا

اور لشکر اسکا ملحق لشکر خداوند اُتروایا بارگاہ اسکے لیئے استادہ ہوئے مگر وہ پہلے بارگاہ مین سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا خداوند کو نذر دی خلعت پایا پھر اپنے ماموں سے ملا اور دنگل زرین پر بیٹھ احال لشکر امیر پوچھا بختیارک نے خوب نمک مرچ لگا کر بیان کیا کہ اس طرح فرزندان حمزہ خداوند کی بیٹیوں کو نکال لے گئے اس کلام پر لقا خفا ہونے لگا اسی گفتگو مین صبائے جادو بھی دربار مین آئی اور اُسنے اس کوہی کو دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل دیو صورت قامت مین تاڑ جسامت مین پہاڑ پر غضب اور شہوت پرست مزاج مین حرص و آز کا مسکن خود پسندی پسند باتون مین بدچلنی کا چلن مونچھین کھڑی کھڑی ڈاڑھی ساحرون کی ایسی نشہ نخوت سے آنکھین لال بجیا لکمال زود رنج نہفتہ دوست شرارت سے پر رگ و پوست دنگل پر بیٹھا تن رہا ہو آپ ہی آپ بن رہا ہی یہ لگا تہ دیکھتے ہی ایسے جوان قوی کو فریفتہ ہوئی اور دنگل پہ اسی کے پہلو مین آکر بیٹھی اور از بسکہ یہ سحر سے صورت اپنی حسینہ بنائے ہوئے تھی اس کوہی نے بھی اسکی بلیع گری پر نظر کی دیکھا کہ ایک زن جمیلہ سانولا رنگ گول بدن آنکھین غیرت بخش دیدۂ ہرن سینہ پر اُبھار سے نیا جوبن معشوق عاشق حقیال عربدہ سازی مین جسکو حاصل کمال بقا ہر اسبت خوبرو بہ باطن سیہ چہرہ وتند خو بیر زال فرہاد کش جان شیرین کی دشمن پر عیب مکار دزانیہ دبدچلن یہ بھی اسپر مائل ہوا اور ساحرہ نے جام شراب اپنے ہاتھ سے اُسکو دیا اسنے بھی شعر مستی مین عاشقانہ پڑھے بختیارک نے یہ رنگ جو دیکھا چپکے سے کان مین صبائے کہا کہ اے ملکہ اپنے بھائی بلا رجادو کو کیا جواب دیتی اس نے کہا وہ لنگوٹا کیا میرا کم ہے میرا جی چاہتا ہو وہ مین کرتی ہون یہ کہکر آفت سے کہا اے جان ہم آج تیری بارگاہ مین آئینگے اسنے کہا مین جب تک ان خداپرستون کو قتل نہ کرلونگا عیش و راحت مجھے حرام ہے ساحرہ نے کہا اچھا تم طبل جنگ بجواؤ ہم بھی تمھاری اعانت کرین گے اسنے کہا پہلے تو اپنے زور کے بھروسے لڑونگا پھر آگے سمجھ لونگا جب مین مغلوب ہوجاؤن اسوقت تم مدد کرنا یہ کہکر بختیارک سے کہا ملک جی طبل جنگ بجواؤ اسنے کہا اتنی جلدی نہ کرو موت کا ٹلنا اچھا نہین پر شتابی بیتابی روا نہین کوہی اسکی باتون پر ہنس پڑا انھین باتون مین آخر وہ وقت آیا کہ کوہی کوہ خاور سے منازل کر کے بارگاہ مغرب مین آیا اور ساحرہ لیل نے ضیائے ماہ کا غازہ چہرہ پر مل کر

دہر پر آفت کو بھیجا یا کہ نظم
شب مہتاب نے جوبن دکھایا
چھپا جب اشہب گردون کا سوار
عروج ماہ کا پھر وقت آیا
پیادے بن گئے سب انجم و سیار
سر شام با صرار آفت نا کام

لقا نے نقارۂ رزمی بجوایا یہ خبر جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کر کے اپنے شین بارگاہ سلطانی مین پہونچایا اور زبان ادب سے صفت و ثنائے شاہ اسلام ادا کر کے خبر آمد کوہی اور بجوانا طبل جنگ کا عرض کیا بادشاہ جم پناہ نے خبر لشکر جانب امیر نظر کی امیر نے حسب ایمائے بادشاہ حکم نواخت کوس حرب دیا جراردون نے تعمیل حکم مین ذرا دیر نہ کی نقارۂ سلیمانی مین طبل سکندری پر چوب پڑی دنیا دہل گئی مریخ کا بالائے چرخ کلیجہ کانپا طاس فلک مین چھناٹا پیدا ہوا گنبد عالم مین صدا گونج گئی دلاور اور بہادر آگاہ اور ہوشیار ہوئے دربار شاہی برخاست ہوا ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آکر درستی اسباب رزم کرنے لگے تلوارین نیام سے نکلیں خنجرون کے نیام جو کچھ دل مین

رکھتے تھے وہ اُگلنے لگے رشتۂ جان اور رشتہ تیغ سے رشتہ محبت ٹوٹنے کا زمانہ آیا سلسلۂ دشمنی مستحکم ہوا شمشیر
بران نے گلے ملکر گردن کاٹنا چاہی زبان تیر نے سوکھی سنائی حلقۂ خنجر طوق گلوگیر اجل تھے نخل تمنائے مردان
مین تلوارون کے پھل تھے دونون جانب کے لشکرون مین غلغلۂ عظیم برپا تھا تیغون کی جھنکار اور خنجرون کی دھار
سے پانی کی لہر اور شور بحر کا رنگ نظر آتا دل سینہ مین خوف سے پانی پانی ہوا جاتا قلزم زخار جدال و قتال مین
طوفان عظیم تھا کفار کا جہاز خشکی مین ڈوبتا تھا کہان تک عرض کرون رات بھر یہی شورش و ہنگامہ برپا رہا
تلوارین سان پر چڑھین دلاور رن پر چڑھے سوار توسن پر چڑھے اجل سر دشمن پر چڑھی شجاعت منچلون کے
من پر چڑھی تیر زہر آبدار ہوتے نیزے بہرپیکار تیز و تیار ہوتے گھوڑون کا ساز و یراق درست ہوتا ہر بہادر چاق و
چست ہوتا شور کرنا اور بوق سے گوش روزگار مین پنبۂ ابر دیا تھا دشت عالم گونج رہا تھا ذرہ ذرہ لبیان شیر غراتا تھا
اسی ہنگامہ مین آخر شب کی رحلت کا وقت آیا شہسوار آسمانی بقصد جانستانی فروغ افروز ماہ سلاح شعاع

مسلح و مکمل میدان فلک پر آیا کہ نظم

پئے جنگ آمد ز لشکر خروش	چو خورشید تابندہ بنمود چہر	جہان کرد از چہرہ خود پر ز مہر
	زمین آمد از بانگ اسپان بجوش	وقت سحر دو طرف سے لشکر وارد

میدان قتال ہوا امیر مسجد کر پاس سے بعد فراغ طاعت باری سلاح سنجوگ سے آراستہ ہوکر دولت شاہی مین
آئے سرداران ذیوقار بھی باامیداد اسے آداب حاضر آستانۂ شہنشاہی تھے کہ یکایک نور افزائے چشم ایمان مسلمانان
حضرت قدرت فخر الملوک السلاطین خدیو گیہان سعد بن قباد والاشان برآمد ہوئے صدائے بسم اللہ کا شور
از فرش تا لب عرش پہونچا امیر اور سب سرداران کا مجرا و سلام ہوا سواری ظل اللہ کی طرف جنگاہ کے اس
عظم و شان سے روانہ ہوئی کہ ہزارہا رسالے اور فیل و اسپ اور پلٹنین و شاہان روئے زمین مثل ملازمان ہمراہ
تھے جان نثار و خیر خواہ تھے اسی شوکت و شہامت سے چلکر وارد دشت کارزار ہوئے اس طرح سے آمد لشکر حریف
گمراہ ہوئی گیتی گرد و غبار سے سیاہ ہوئی دل دہر پر بیم چشم زمانہ پر آشوب تھی خیریت گریزان آفت پر رعب نظم

یکے ابر بست از پئے گرد سم	برآمد خروشیدن گاو دم	شدہ جمع چندان سپاہ فام پیل
کہ روئے زمین شد بکردار نیل	درفش و سنان را خود اندازہ نیست	خور از گرد بر آسمان تازہ نیست
اگر بشمری نیست اندازہ مر	ہمی از ستیزہ شدہ گوش کر	حاصل مرام بعد درود موکب ہر دو

از ما ترتیب صف محاربہ ہر دو سو ہوئی نقیب نقابت کرکے کنارے ہوئے آفت پر فتنہ اجازت حرب لقا سے لیکر
وسط میدان مین آیا اور سلاح شوری دکھا کر نعرہ زن ہوا کہ ہان کون زندگی سے بیزار ہے جو میرے سامنے آنا چاہتا
ہے اس ہنیب کو سنکر لشکر اسلام سے شہزادہ صفدر و صف شکن خورشید بن ہاشم تیغ زن نے گھوڑے کی باگ لی
کل صف دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے سردار پاپیادہ ہوکر رکاب مین چلے شہزادہ نے ہر ایک کو تسکین دیکر
رخصت کیا اور آپ بادشاہ سے خلعت اجازت لیکر مرکب اُڑاتا سامنے حریف کے آیا وہ تھپیڑ لگا کر گینڈا اپر چڑھا کر
چلا باہم نگاور زنی ہونی سات قدم گینڈا اسکا اور پانچ قدم گھوڑا شہزادہ کا گھٹ بڑھ رہا دونون نے مرکبو کو روتین

مسلمکر سامنا کیا نیزہ زنی آغاز ہوئی سنان بر سنان اور بنان بر بنان بجنے لگی بعد رد و بدل ہونے چند طعن کے شہزادہ
نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالا اسنے غصہ مین آکر تیغہ آبدار نیام سے لیا اور خبردار خبردار کہکر سر پر شہزادہ کے لگایا
شہزادہ نے اپنی تلوار کی پشت پر تیغہ کو روکا کہ تیغہ اسکا چھنا کر دو ٹکڑے ہوا اور پس شمشیر زن نے ہوشیار باش کہکر
ہاتھ مارا اس روسیاہ نے سپر فراخ دامن کو چہرہ پر پناہ کیا لیکن اس تیغ کی روانی سے پناہ پانی مشکل ہوئی سپر کو
کاٹ کر تلوار خود پر آئی اُسوقت صبائے جادو برمے ہوا اُڑ رہی تھی اور زند در سحر پوشیدہ تھی سمجھی کہ یہ تلوار
سپر کو کاٹ چکی ہے اب خود پر کاٹے کر یگی پسران حمزہ بڑے شہ زور ہین جلد خبر لینا چاہیے ورنہ یہ بیچارہ کوہی ہلاک ہو جائیگا
یہ سوچکر بہت جلد اسنے سحر پڑھکر تلوار کی دھار باندھی شمشیر شہزادہ خود و دو ملغفر زرہ ٹوپ حرق جین کاٹ کر تا بہ کاسہ
سر پہونچی تھی کہ کند ہوئی اور سا جت گئی چالاک اور ابو الفتح سیر جنگ دیکھنے کو آگے بڑھ آئے تھے یہ کیفیت
دیکھکر گویا ہوئے کہ شاید یہ کوہی ساحرہ ہے غرضکہ شہزادے کے عیار نے اطلاع کی کہ ذرا خبردار رہنا یہ ساحر معلوم
ہوتا ہے اور ادھر شاہزادے نے دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا کوہی جست کرکے کفل کر گردن پر جا تار ہا تلوار نے گینڈ سیکا
سر قلم کیا کوہی جست کرکے زمین پر آیا اور شہزادے کے گھوڑے کو بے کرنا چاہا شہزادہ بھی زمین پر کود ا دہ دوڑ
کر لپیٹ گیا باہم سرگرم کشتی دونون ہوئے دو پہر تک خوب کشمکش ریلا پیلی کے زور رہے جب خفل ہوئے صبا نے دیکھا کہ
اب معشوق تیر الخلخانے لنگادم اسکا آگیا قریب ہے کہ چیت ہو جائے بس یہ دیکھکر اسنے سحر پڑھا کہ شہزادے کے جسم سے
طاقت جاتی رہی کوہی نے باندھ لیا اور اپنے لشکر کے حوالہ کیا اور پھر نہیب دی کہ اے مسلمانان اور کسی کو بھیجو میرے مقابلہ
مین اُسوقت سرداران دست جیب نے لشکر اسلام سے نکلنا شروع کیا لیکن جو گیا اسنے باعانت سحر ساحرہ گرفتار کر لیا شام
تک تینتیس چالیس اسیر ہوئے شام کو جب ساحر روز زرد پوش ہوا اور عالم سیہ پوش کہ سو بزین گونہ تا تیرہ شد جا بے بول
ہمیکو نہ بر نشست ہر گونہ شور + شام کو طبل آسائش پر چوب پڑی لشکر خیمہ گاہ مین آکر آسودہ ہوئے لقا اپنی بارگاہ
مین شادان و فرحان آکر بیٹھا کوہی بھی آیا ساحرہ مذکورہ بھی آئی اور سرداران اسلام کو سحر کی قید مین مبتلا
کرکے اپنے ساحرون کے سپرد کیا کہ اُنھون نے مقید کیا اور آپ یار کے ساتھ بیٹھکر شراب خواری کرنے لگی ادھر امیر بارگاہ
مین رنجیدہ خاطر بیٹھے چالاک نے آپکو غمگین خاطر دیکھکر عرض کیا کہ اے آقائے نامدار یہ کوہی نابکار ساحر غدار معلوم
ہوتا ہے یہ غلام جان نثار خبر اسکی لیتا ہے امیر نے ارشاد فرمایا کہ اے رفیق شفیق تم دو ایک روز سے کچھ کبیدہ خاطر
رہتے ہو اول اسکا سبب بتاؤ پھر جہان مزاج مین آئے جانا عیار زند کو رنے پائے امیر پر سر جھکا کر عرض کیا اب
میرا دل یہان رہنے سے گھبراتا ہے بے اختیار جی چاہتا ہے کہ شہنشاہ عیاران والد بزرگوار کی خدمت مین جاؤن
امیر نے یہ عرض سُن کر فرمایا کہ اے فرزند قسم ہے مجھکو یزدان پاک کی کہ خواجہ کو اپنے سے بہتر مین جانتا ہون میرا بھی دل اُنکی
خیریت سننے کو چاہتا ہے مین موقع و محل دیکھکر تمکو جانب طلسم رخصت کرونگا ابھی توقف کرو عیار یہ کلمات عنایت آیات
امیر سے سنکر باہر بارگاہ کے آیا وہان ابو الفتح موجود تھا اُسکو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور بصورت سیدال لشکر لقا مین دونون
آئے بارگاہ پر اُس گبر کے خادم خدمتگار وغیرہ استادہ تھے انھون نے بفطرت جیسا اکثر بیان ہوا ہے دو خدمتگارونکو

الگ لیجا کر بیہوش کر کے غار مین چھپایا اور انکا لباس لیکر انھین کی ایسی صورت بنکر اندر بارگاہ کے داخلہ کیا یہان ناچ ہو رہا تھا شراب کا پیالہ چلتا تھا اور اتفاق سے بلائے جادو بھی بارگاہ مین آیا ہوا تھا صبا بخاطر اپنے برادر آشنائے دیرینہ کے کوہی سے ہٹ کر بیٹھی تھی مگر اشارے ہو رہے تھے صحبت عیش برپا تھی یہ دونون عیار بھی ایک سمت کھڑے ہو کر سیر دیکھنے لگے لیکن صبا بہت دنون سے یہان آئی ہے حال عیاران کا جانتی ہے اسنے باحتیاط اسکے کہ عیار آکر صحبت برہم کرین سحر پڑھا کہ حال انکا معلوم ہوتا ہے چنانچہ سحر نے اسکو باخبر کیا کہ دو عیار یہان آئے ہین وہ حیران ہو کر ادھر اودھر دیکھنے لگی چالاک اسکی نگاہ متفکر دیکھ کر جہان کھڑا تھا وہان سے ٹہلکر بختیارک کے پیچھے جا کھڑا ہوا اور ابوالفتح سے اشارہ کیا کہ وہ باہر بارگاہ کے چلا گیا اس اثنا مین ساحرہ نے بغور ہر سمت نگاہ کی چالاک کو قریب شیطان استادہ دیکھا اور پہچانا اور شیطان سے کہا ملک جی مجکو تم سے کچھ کان مین کہنا ہے یہ کہکر باتین کرنے کے حیلے سے قریب آئی اور کلام کرنے کیلیے جانب شیطان جھکی بس جھکتے ہی چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا اس نے جست کر کے ایک لات اس زور سے ماری کہ یہ تخت لقا پر جا گری اس سبب سے کہ عیار بیل ہاتھ مین رکھتے ہین جب کوئی ہاتھ انکا پکڑتا ہے وہ ہاتھ کو سطرح کن دیتے ہین کہ وہ بیل ہاتھ مین ہاتھ پکڑنے والے کے آجاتا ہے اور انکا ہاتھ چھوٹ جاتا ہے گرفتار کرنے والا حیران ہو کر گنبد کو دیکھنے لگتا ہے کہ یہ کیا ہاتھ مین آگیا وہ عیار نکل جاتے ہین غرضکہ اسوقت عیار مذکور نے بیلا عیاری کا تو ہاتھ مین ساحرہ کے دیا اور لات مار کر آپ بھاگا لوگ سب حیران کہ یہ کیا معاملہ گذرا ہر سمت آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے چالاک باہر بارگاہ کے نکل آیا ساحرہ کے چوٹ بہت لگی لوگون نے دوڑ کر اسکو اٹھایا بختیارک ناچتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا اور قریب ساحرہ تمسخر کرنے لگا کہ آج تو آپ بھی نظر کردہ ہوئین لات اعلیٰ نے یہ رتبہ دیا کہ لات کھائی خیر یہ تو ان کی عنایت تھی کہ خنجر نہین مارا ورنہ سر اڑ جاتا اب انکی تعریف کے سوا کچھ اور کسی طرح کا کلام زبان سے نہ نکالنا کیونکہ وہ مرشد زادہ برحق ہین جتنے کام اُن کے ناحق ہین وہ سب حق ہین اور وہ یہان مقرر تشریف رکھتے ہونگے ایکی جو برا کہتے سُنین گے تو ناک کاٹ لین گے صبا نے اسکے کہنے سے کچھ برا بھلا عیارون کو نہ کہا جب سکوت مین آکر بیٹھی اور لقا نے حکم دیا کہ یہان اب تخلیہ کیا جائے خدمتگار فراش سب باہر جائین اور پہرا بیٹھ جائے کہ کوئی اندر آنے نہ پائے حسب الحکم انتظام ہو گیا اور صبا نے بزور سحر خوب دریافت کر لیا کہ عیار اب بارگاہ مین نہین ہین فی الجملہ باطمینان تمام صحبت آرا ہوئی لیکن اتفاق سے ابوالفتح جو پہلے باہر بارگاہ کے آیا تھا اسنے دور سے کچھ کشتیان کہاریون کو لاتے دیکھین دیکھکر آگے بڑھا اور دیکھا کہ آگے آگے ایک کوہی لباس پرزر پہنے کلاہ مروارید سر پہ دیے ہاتھ مین گلابی شراب کی لیے کمر مین جام زرنگین رکھے آتا ہے اور پیچھے بہت سی خمین شراب کی چھکڑون پہ بار ہین اور بہت سی کشتیان جنپر تورہ پوش پڑے ہین۔ کہاریان سر پہ رکھے ہین کشتیون مین قابین کباب کی اور میوہ مٹھائی بھر کر رکھا ہے اور شیشہ بادہ ارغوانی کے چنے ہین جنکے منھ سوہے سے بندھے ہین وہ شخص جو آگے آگے آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ داروغہ میخانہ ہے عیار مذکور یہ سامان دیکھ کر صورت کو بدلے ہی تھا قریب اس داروغہ کے گیا اور سلام کر کے

ہنسکر بولا کہ اخاہ آج دار وغہ صاحب کہان اسنے کہا بھائی یہ میخانہ میرے مالک سلیمان عنبر مو نے حداوند کے لیے بھیجا ہے مین پہونچانے آیا ہون اسنے جب سب حقیقت دریافت کرلی اس سے کہا اے برادر آپ وہان جاتے ہین تو مین کیا کہون خیر جانے آپ معلوم ہو جائیگا مین نہ کہونگا دار وغہ کو خلجان ہوا اور قریب آکر ہاتھ پکڑ کر منت کرنے لگا کہ تمکو قسم ہے خداوند کے سر کی جو کچھ حال ہو ضرور بیان کرو کس لیئے کہ دربار سرکار کا مقدمہ ہو شاید کچھ میرے لیے قباحت ہو اسنے کہا خیر خاطر ہے آپ ادھر تشریف لایئے مین بتا دون واقعی مین آپکے فائدے کی بات ہے یہ کہکر اسکو الگ تنہائی مین لایا اور کہنا سننا کیا تھا آتے ہی بیضہ منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اسنے اسکو خوب بیہوش کر کے گڈھے مین ڈالدیا اور اسکے کپڑے لیکر بہت جلد اسکی ایسی صورت بنکر قریب میخانہ آیا ملازمین کو ٹھہرا کر کشتیان سب ایک جگہ رکھوالین لوگون سے کہا تم ہٹ جاؤ مجکو ایک خبر معلوم ہوئی ہے ایک ترکیب ایسی کرنا ہو کہ شراب عمدہ ہو جائے نوکر ماتحت دار وغہ کے تھے حسب الحکم ہٹ گئے اسنے سب مین بیہوشی ملادی اور ایک خم مین بھی بیہوشی نہ ملائی پھر وہان سے میخانہ لیکر دربار گاہ پر آیا یہان اتنے عرصہ مین صبا نے بختیارک سے کہا کہ ملک جی مین ایک پہلوان پہلے لڑوا چکی ہون ابکی اور ایک پہلوان بلواتی ہون کہ نہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر ایک بیتک دی کہ ایک پہلوان زمین سے نکلا قامت مین عوج بن عنق عقل مین احمق تھا سحر بند کیا ہوا تھا کہ کوئی حربہ اسپر اثر نہ کرتا اور نہ کسی پہلوان زبردست سے زیر ہوتا واضح ہو کہ وہ ایک لڑائیان اس پہلوان کی بھی داستان گو بیان کرتے ہین لیکن اس احقر کو بے سود داستان لکھنا طوالت فسانہ نظر آیا اس سبب سے مختصر حال اسکے مرنے کا بیان کیا جاتا ہو کہ اس پہلوان نے بھی مقابلہ کر کے کئی سو سردار اسلامیان مثل آفت کے گرفتار کیے آخر اب جو غور کیا گیا کہ عیار بارگاہ مین آئے اور ساحرہ کو ایک تو باہر بارگاہ کے نکلگیا اور دوسرے نے دار وغہ کو میخانہ کے بیہوش کر کے دربار گاہ پر اپنے تئین پہونچایا فی الجملہ اس پہلوان کی لڑائی جو بیان کی جاتی ہے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ پہلوان بھی مثل اور ون کے دنگل پر بیٹھا مصروف سیحواری تھا اور جو لڑائی اسکی نہ بیان کی جائے تو اسوقت ساحرہ نے اسکو بلایا اور دنگل پر بٹھایا غرضکہ خبر پہونچی کہ سلیمان کے یہان سے میخانہ لیکر دار وغہ آیا ہے لقا نے حکم دیا کہ میخانہ حاضر کرو ملازم کشتیان وغیرہ بارگاہ مین لائے ابو الفتح دربار گاہ پر ٹھہرا رہا اس لیے اندر بارگاہ کے نہ گیا کہ ساحرہ پہچان جائیگی اور واقعی ایسا ہی ہوا کہ کہاریون وغیرہ کو جو کہ کشتیان لیکر اندر گیئن ساحرہ نے سحر سے دریافت کیا کہ انمین کوئی عیار تو نہین چنانچہ معلوم ہوا کہ کوئی عیار نہین پس ساقیون کو حکم دیا کہ اسی شراب کو پلاؤ جو دو ایک ساقی کہ وہان حاضر تھے انھون نے انھین گلابیون سے شراب ناب ساغر مین بھر بھر کر اہل انجمن کو دینا شروع کی از بسکہ تخلیہ تو پہلے ہی سے تھا مقرب سردار کئی سو حاضر دربار تھے لیکن خادم خدمتگار فراش وغیرہ کوئی نہ تھا عیارون کے خوف سے دو ایک ساقی اور گویے رکھ لیے تھے اور سب باہر تھے پس خم سے شراب نکالنے کی نوبت بھی نہ آئی گلابیون ہی کی شراب کا دور چلنا کافی ہو گیا یکایک بیہوشی نے تاثیر کی لقا تخت پر سے اٹھا اور کہا خداوند نے اسوقت تقدیر ناچنے کی فرمائی ما بدولت بھی ناچتے ہین تم بھی سب ناچو یہ کہکر بھاؤ بتاتا ہوا اٹھا سردار حاضران دربار بھی

مست ولا یعقل ہو چکے تھے کسی نے کسی کے ڈھول الٹ دی تھی کسی کے مونچھ پر ہاتھ ڈالا تھا کہ میان رات کا وقت ہے کوا بسیرا لیتا ہے غرضکہ اسی ڈھول جھکڑ مین خداوند جو ناچتے ہوئے اٹھے ہر ایک اہاہا کرتا اور مٹکتا ہوا اٹھا اور گت بھرنے لگا اس عرصہ مین ساقیون نے بھی اہل محفل کو خوشحال شراب کو عمدہ سمجھ کر آپ بھی دو جام پیئے اور رقاصون کو بھی دیے پھر تو ایسی بری گت ہوئی کہ سازندون نے سارنگی الٹی کر کے رتینا شروع کیا اس طرح جیسے گلے پر چھری پھیرتے ہین اور رقاصہ نے پیشواز الٹ کر سر پر اوڑھ لی اور ہر ایک ساحرہ سردار چوتڑ پٹیتے اور اچکتے بکر کو دکرتے تھے یہان تک کہ جب دماغ ماؤف ہوا بیہوش ہو کر ہر ایک گرا اور جب عرصہ کچھ گذرا عیار جو داروغہ بنا ہوا باہر کھڑا تھا سمجھا کہ اندر سب بیہوش ہو گئے ہون گے پس اندر جانیکا قصد کیا دربانون نے کہا داروغہ صاحب آپ تو ناحق اندر نہین جاتے آپ کیلئے ممانعت تھوڑی ہے اسنے کہا ابھی مین احتیاط کرتا ہون خیر تمہارے کہنے سے مین جاتا ہون خداوند کو سلام کر لونگا یہ کہکر کہاریون اور اپنے ہمراہیون کو باہر چھوڑ کر آپ اندر بارگاہ کے آیا ادھر چالاک بھی ایک معزز کوہی کی صورت بنکر آیا اُسکو بھی کسی نے منع نہ کیا اب یہ دونون جب اندر پہونچے ہر ایک کو بیہوش پایا پس داروغہ مصنوعی پھر کر دروازے پر پھر آیا اور کہا خداوند فرماتے ہین کہ بارگاہ کے در پر بھی تنہائی کر دو سب اپنے اپنے بستر پر جاؤ نوکری اسوقت کی معاف کی حاجب دربان یہ حکم سُنکر وہان سے چلے گئے اب بالکل تنہائی ہوئی چالاک نے پہلے بختیارک کو ہوشیار کیا جب اسکو ہوش آیا عیار کو خنجر بکف سر پر دیکھ کر جلد کھڑا ہو گیا اور کہا اے مرشد برحق کے یادگار مجھکو تو اپنا غلام ہی آپ سمجھیے گا بلکہ غلامون کا آپکے مین غلام ہون اور خود ہمیشہ چاہتا ہون کہ اس لقا بے ایمان کو آپ جوتیان لگائین لے آیئے بسم اللہ کیجیے چالاک نے کہا ملک جی اگر ہمارے تم دوست ہو تو یہ استرہ اور خداوند کی داڑھی مونڈو اب تو شیطان گھبرایا اور عیار مذکور نے ڈانٹا کہ باش اے دورنگی منافق اب ہم تجکو عورت بنا کر عنصر کوہی کی بغل مین سلائین گے وہ یہ سنکر منت کرنے لگا کہ نہین مرشد زادے ایسا نہ کیجیے لیکن عیار نے نہ مانا اور ایک خرما بیہوشی آلود نکالکر کمر سے اسکو دیا کہ کھا اسکو جلدی ناچار اسنے کھایا اور بیہوش ہوا چالاک نے اسکو بہت خوبصورت بنایا اور پیرہن بھی عمدہ پہنایا مسی مہندی کنگھی چوٹی سے درست کر کے پھر اسکو ہوشیار کیا اور آئینہ ہاتھ مین دیا اسنے صورت اپنی آئینہ مین جو دیکھی خوب ہنسا اور اپنے دل سے کہتا تھا کہ کیا بلا کے یہ عیار ہین مجھ مین اور عورت مین کیا کچھ فرق نہین رکھا ہے خوب بنایا ہے کبھی سینہ پر ہاتھ پھیرتا اور کہتا کہ واہ واہ کیا خوب سینہ بنایا ہے غرضکہ جتنی دیر مین اسکو چالاک نے عورت بنایا ابوالفتح نے مع لقا سب کی داڑھیان مونچھین بھوین مونڈ مین چار ابرو کا صفایا کر کے پیرہن ہر ایک کا اُتارا اور منھ نصف سیاہ نصف سرخ ان پر سفیدی کے ٹیکے اور گلے مین جوتیان ہار کی طرح ڈور مین باندھ کر پہنادین ہاتھ مین بھی جوتی پہنا دی منھ سب کے کالے کر دیے اور بعض کو قنات سے بارگاہ کی تکیہ دیکر بٹھا دیا اور انکو ایک ڈفلی ہاتھ مین دیدی اور ماتھے پر شعر لکھ دیے کہ وہ فحش کے سبب لکھے نہین گئے پھر عنصر کوہی کی بغل مین ملک بختیارک کو لیجا کر لٹا دیا اور لقا کے ہاتھ مین ڈگڈگی دیکر آفت کوہی کو خرس کی صورت بنا کر پٹا گلے مین ڈال کر رسی اُس مین باندھ کر

لقا کے ہاتھ مین دیدی اور لقا کی ڈاڑھی مین دو بال چھوڑ دیے تھے اُسمین گھنگرو باندھ دیے اور ایک رقعہ
بھی باندھ دیا جسمین یہ لکھا تھا کہ اے خرس بادیۂ ضلالت یہ کام مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو کا ہے جب یہ
حالت سب کی کر چکے خنجر کھینچکر بلا صبا ساحرون کا سر کاٹنا چاہا مگر صبا نے دو پتلے سحر کے بنائے ہین کہ وہ
اسکی حفاظت کرتے ہین اسوقت بھی کھڑے ہوا سے دو پتلے پچکاری ہاتھ مین لیے اُترے عیار دونون انکو دیکھتے ہی
بارگاہ سے نکل گئے اور پتلون نے پچکاری کہ جسمین آب سحر بھرا تھا ساحرہ کے منھ پر ماری کہ وہ ہوشیار ہوئی اور
بارگاہ کا حال دیکھکر کچھ سحر پڑھا کہ ہوا سرد چلی لکہ ابر برستا ہوا نکلگیا اسکی تاثیر سے ہر ایک ہوشیار ہوا اور اُٹھنے کا
جو ارادہ کیا تو گردن مین ایسا جھٹکا لگا کہ آہ کر کے پھر لیٹ گیا اور جس نے گھبرا کر منھ پر ہاتھ پھیرا جوتی منھ پر لگی ادھر
لقا جو اُٹھا اور اُٹھنے سے اسکے ہاتھ کو جنبش ہوئی ڈگڈگی بجنے لگی اسنے جھنجھلا کر دوسرے ہاتھ سے ڈگڈگی کو دور
کرنا چاہا رسی اسی ہاتھ مین بندھی تھی وہ کھنچی اس کے ساتھ آفت بھی کھنچتا چلا کیونکہ پٹا اسکے گلے مین تھا ایک طرف
عنصر کوہی کو جو ہوش آیا رنڈی جوان قبول صورت کو پہلو مین پایا سمجھا کہ خداوند لقا نے مجکو جورو عنایت فرمائی
ہے بس یہ سمجھ کر بختیارک سے لپٹا اور رجان جہان کہہ کر پستان پر ہاتھ ڈالا اور شیطان بھی ووئی کہہ کے ہی ہے
لپٹا اور پھر یکا یک اُسکو چھوڑ کر بھاگا وہ اُٹھ کر برہنہ اسکے پیچھے دوڑا شیطان دوڑ کے لقا پاس آیا کہ
یا خداوند مجکو عورت سے مرد بنادے ہرچند کہ لقا اس مضحکہ مین گرفتار تھا مگر شیطان کی یہ صورت دیکھ کر ہنسا
اور کہا ابکی نوروز کو تجھے مرد بناؤنگا اسنے کہا تو میری آبرو اس کوہی کے ہاتھ سے بچا لقا نے عنصر کو گھرکا کہ کہان
ننگا دوڑتا پھرتا ہے اسنے خداوند کی آواز پہچانی اور بالکل اسکو شناخت نہ کیا اور کہا اگر تو لقا ہے تو مجکو
کیا ڈانٹتا ہے خود تو آپ ننگا کھڑا ہے اور عجیب اسوقت تیری برزخ اور قطع ہے یہ سنکر خداوند شرمایا اور
ڈاڑھی کو جو ہاتھ سے دیکھا رقعہ بال مین بندھا تھا اسکو نوچ لیا ساحرہ نے مشعل سحر تو پہلے سے جلائی تھی روشنی
بہت تھی اس رقعہ کو پڑھکر معلوم کیا کہ یہ ذلت ہمکو عیارون نے دی ہے بس ہر شخص کو لعنت کے پھندون سے
رہا کیا اور ہر ایک علیحدہ اُٹھ کر گیا تبدیل لباس کیا لقا نے بھی پوشاک عمدہ زیب بر کر کے تخت پر جلوس کیا
منھ پر ڈھاٹا باندھ لیا غرضکہ سب پرستار اسکے کپڑے بدل کر منھ چھپا کر دربار مین آئے بختیارک اسی طرح
عورت بنا ہوا ہر ایک کو چھیڑنے لگا اور خداوند سے کہتا تھا کہ آپ مجکو پہچانتے ہین مین کون ہون وہ خرس بے تمیزی
کی راہ سے ہنسا آخر پکارا کہ منم وزیر اعظم درگاہ خداوند دیکھ مجھ مین یہ صفت ہے کبھی عورت بنتا ہون کبھی مرد بنتا
ہون یہ کہہ کر پانی منگا کر منھ ہاتھ دھویا رنگ روغن چھوٹ گیا یا تو صاحب حسن و جمال تھا اب پھر وہی شیطان
مجسم بن گیا اور اسی طرح ہر شخص کا منھ آب گرم سے دھلوایا کہ وہ روسیاہی ظاہر کی دفع ہوئی اُسوقت
لقا نے ہر ایک سے کہا کہ قدرت نے یہ تقدیر کئی دن پیشتر سے کر رکھی تھی کہ بندگان مغضوب آجکی شب قدرت سے
دل لگی آکر کرینگے اُسوقت خداوند کو بھائے یہ جہل سوجھی تھی سب نے کہا برحق اگر تو نہ چاہتا تو عیار ہمارا یہ حال
نہ کرتے اسنے کہا دیکھو میری رحمت کہ تم سب کے ساتھ اپنا بھی حال ایسا بنوا لیا یہ اسلیے کہ تم لوگونکی دلشکنی نہو

غرضکہ ایسی کچھ باتین بنا کر چاہا کہ رات زیادہ آئی ہے دربار برخاست کرے بختیارک نے کہا اس رات کو جاگ کر بسر کرنا صلاح ہے عیار ذکر مین ہین ضرور دو ایک کے ماتھے جائیگی صبا نے کہا ملکہ جی مین پہرہ دونگی ہوشیاری کرونگی خداوند کو آرام کرنے دو یہ کہکر آفت کو ہی اور اپنے پہلوان سحر بند کو بارگاہ مین اپنے لائی لقا عیش خانہ مین جا کر آرام پذیر ہوا ہر سردار دربار سے ڈاڑھی مونچھ نذر کرکے اپنے اپنے مقام پر گیا ادھر عیار جوان سب کی یہ گت بنا کر بھاگ گئے تھے لشکر کے باہر نہ گئے اور باہم صلاح کی کہ بغیر قتل کیے ایک دو ساحر کے جانا نہ چاہیے پس ابوالفتح نے ایک مقام تنہا تجویز کرکے غار کو دیکھ کر خنجر سے اس غار کو گہرا کرکے صحرا سے لکڑیان جمع کرکے اسمین بھرین اور آگ دہکائی اور آپ چھپ رہا اور چالاک ایک مہیب ساحر کی شکل بنا ماتھے پر نگینہ الماس کا جڑا کہ ستارے کی طرح چمکتا تھا اور ایک تاج یاقوت احمر کا سر پر رکھا تھا جسمین چار پھرے جور کے بنے تھے ایک اژدر کمر مین لپیٹی ایک تھالی ہاتھ مین لی کہ اسمین چومکھ جلتی تھی اور دو رقعہ بخط طلسم لکھے ہوئے اسمین رکھے تھے اور کان آنکھ منھ ناک سے شعلے آگ کے نکلتے معلوم ہوتے تھے پس اس صورت پر درست ہو کر قریب پشت بارگاہ صبا پر آیا اور جانتا تھا کہ رات زیادہ آئی ہے ہر شخص دربار سے اپنی جگہ پر آیا ہوگا چنانچہ پشت کی طرف سے پہلوے بارگاہ پر آکر ایسی جست کی کہ جیسے کوئی اڑتا ہوا آتا ہے بیچ بارگاہ کے صحن مین یہ اترا صبا اسکو دیکھ کر کھڑی ہوگئی اسنے سلام کیا اور نامہ تھالی مین سے اٹھا کر ہاتھ مین دیا اسنے وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ آج خداوند سامری نے اپنی قدرت سے بچا لیا ورنہ عیار کام تمام کر چکے تھے اب ذرا سمجھ کے مسلمانون سے مقابلہ کرنا اور ایک ہار ہمنے بھیجا ہے وہ ہار اپنے پہلوان کو پہنا دینا وہ سب کو گرفتار کردیگا اور دوسرا نامہ ہمنے پہلوان کو لکھا ہے اسکو تم نہ پڑھنا انھین کو دینا کہ وہ آپ پڑھین صبا نے یہ حال پڑھ کر دوسرا نامہ اور ہار طلب کیا عیار نے آگے بڑھ کر ایک ہار پہلوان کے گلے مین پہنا دیا اور اسی کے ہاتھ مین نامہ دیا اور آپ جست کرکے سرابچہ پر آکر باہر بارگاہ کے پہونچا صبا سمجھی کہ نامہ لیکر یہ ساحر جانب طلسم گیا بیشک یہ فرستادہ شاہ جادوان تھا ادھر پہلوان نے جو لفافہ پر نامہ کی نظر کی لکھا دیکھا کہ اس نامہ کو ایسے مقام پر پڑھنا کہ جہان آدمی کے نام سے تمہاری پرچھائین بھی نہو پس یہ دیکھ کر وہ اٹھا صبا نے کہا کہان جاتے ہو کہا ابھی حاضر ہوتا ہون یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا ساحرہ سمجھی کہ رفع احتیاج کو گیا فی الجملہ یہ تو آفت سے اختلاط کرنے لگی وہان پہلوان نے نامہ وا کیا ایک الائچی اسمین سے نکلی اور عبارت یہ لکھی تھی کہ اے پہلوان اس الائچی کو کھا کر جانب مشرق سو قدم گن کر اٹھانا ایک نور تم کو اس طرف روشن نظر آئیگا بصدق عبادت قدم عقیدت جلد جلد بڑھاتے اس نور کی طرف آنا ایک غار پر پہونچو گے کہ اسمین سے مثل آتش کے نور شعلہ فگن ہے بس اپنی آنکھین بند کرکے کنارے غار کھڑے ہونا ہم آکر تمکو اپنا نظر کردہ کرین گے اور بڑی دولت تمکو نصیب ہوگی کہ آج تک نہ کسی کو ملی ہے نہ ملے گی یہ مضمون پڑھ کر پہلوان نے الائچی کھائی اور سو قدم گن کر آگے بڑھا وہ غار جو ابوالفتح نے روشن کر رکھا ہے اسکی روشنی دکھائی دی نہایت اعتقاد سے تعریف سامری پڑھتا ہوا سر غار پر آیا اور آنکھین بند کرکے کھڑا ہوا ابوالفتح تو وہان چھپا ہوا تھا آہستہ آہستہ قریب اسکے آیا اسنے آہٹ جو قدم کی سنی سمجھا کہ

شاہ جادوان نظر کردہ کرنے آئے اسی طرح آنکھین بند کئے کھڑا رہا عیار نے پشت پر پہونچکر ہاتھ جوتڑون مین دیکر اس زور سے ڈھکیلا کہ منہ کے بھل وہ اُس غار مین گرا گویا قعر جہنم مین زندہ پہونچگیا گرتے ہی جلکر خاکستر ہوا اور شور اُسکے جلنے کا بلند ہوا اُدھر بختیارک کو تو خوف عیارونکا لگا ہوا تھا ہی اپنے خیمہ سے اُٹھکر بارگاہ مین آیا اور صبا سے پوچھا پہلوان کہان گئے ہین اُسنے حال نامہ آنے کا بیان کیا اور کہا وہ باہر گئے ہین اس شیطان نے حال سنکر کہا ہائے مارڈالا ارے تم غافل بیٹھی ہو جلد خبر لو وہ پہلوان ملک عدم کو پہونچے ہونگے ساحرہ یہ سنکر گھبرائی اور ہمراہ شیطان باہر آئی دربان جو دروازے پر تھے انسے پوچھا کہ پہلوان کدھر گئے اُنھون نے کہا یہان سے سو قدم گن کر آگے بڑھے تھے پھر ہمین نہین معلوم کدھر گئے بختیارک یہ سُن کر ناک پر اُنگلی رکھکر ناچنے لگا اور ساحرہ مع آفت کے پہلے بارگاہ لقا مین آئی شیطان نے اُس گبر کو بیدار کیا اور ساحرہ نے رو رو کر کہا خداوند بتلایئے پہلوان میرا کدھر گیا مارا گیا یا زندہ ہے لقا نے جواب دیا کہ یون ہے یا دون ہے قدرت تو سو رہے تھے تقدیرین بھی سو رہی تھین اسوقت قدرت بتائینگے نہین ہر چند کہ جانتے ہین مگر موقع نہین ساحرہ وہان سے ناچار ہمراہ بختیارک و آفت اسی طرف ڈھونڈھتی ہوئی چلی کہ جدھر پہلوان گیا تھا اُسکو بھی روشنی دکھائی دی پس سر غار یہ بھی آئی وہان پر غل مچا رہے تھے اُسکو یقین ہوا کہ پہلوان اسی گڑھے مین گرا دیا گیا ہے بس رونے لگی اور عیار جو بطور مخفی وہان حاضر تھے اُنھون نے اسکی صدا سُن کر دور سے نعرہ کئے کہ باش او لکانہ ہمنے اس تیرے پہلوان کو واصل جہنم کیا اور انشاء اللہ جبتک سرداران لشکر اسلام قید مین ہین یہ آکر ہم تجکو زک دین گے اور بن پڑے گا تو تجھے بھی تیرے پہلوان کے پاس بھیجدین گے یہ نعرہ سُن کر بختیارک نے کہا کہ یہان نہ ٹھہرو ورنہ جان کی خیر نہین ہے وہان سے واپس ہو کر بارگاہ مین آئی بختیارک نے کہا مین تو جاتا ہون تم عیارون سے خبردار رہنا مقرر وہ اپنے سردارون کی رہائی کو آئینگے اسنے یہ باتین سُنکر بظاہر تو کہا ملک جی ان مونڈھی کاٹون کی کیا مجال ہے جو میری جانب بنگاہ کج دیکھ سکین شیطان تو ایسے کلمات سُنکر چلا گیا اور ساحرہ نے بظاہر تو لاف زنی کی تھی مگر بباطن عیارون کا خوف پیدا ہوا کیونکہ عیار کہہ بھی گئے تھے کہ ہم برائے رہائی سرداران آئینگے چنانچہ اسنے فرط خوف سے زندان خانہ مین جاکر جتنے سردار کہ اپنی قید مین رکھے تھے اور پہلوان پکڑ لایا تھا اُنکو قید سے رہا کر دیا وہ سب رہا ہو کر اپنے لشکر کی طرف چلے اس عرصہ مین شعلۂ آفتاب نے غار مشرق سے سربلندی کی اور جسم ساحر کو جلا کر ظلمت عالم کو مٹایا بیت کہ بعد از شب ہوئی جب صبح روشن : زمین آئی نظر پاکیزہ دامن صبح کو بادشاہ لشکر اسلام تخت سلیمانی پر جلوہ گستر ہوئے دربارگاہ پر نقارہ بجا مجرائی آنے لگے سرداران بہمتن بھی زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے اسوقت سرداران رہا شدہ بھی آکر بارگاہ مین پہونچے بادشاہ کو مجرا کیا امیر بھی مسجد سے تشریف لائے انکے قدم سب نے آنکھون سے لگائے اس اثنا مین عیارون نے آکر حال کیفیت قتل پہلوان اور ریش لقا خدمت امیر مین عرض کی سب یہ حال دشمن سُنکر خندہ زن ہوئے اور آنے سے سرداران مقید کے بزم عیش ترتیب دی اس طرف لقا بھی اپنی بارگاہ مین سریر آرا ہوا جملہ کفاران

حاضر دربار ہوئے مگر آفت کا اعتقاد عیارون کی ڈاڑھی مونڈنے سے خداوند کی طرف سے جاتا رہا یہ جو سوار ہوا دربار لقا مین نہ گیا اپنے افسران لشکر سے کہا کہ مین خدمت بادشاہ اسلام مین جاتا ہون جسکو آنا ہو میرے ہمراہ آئے بہت سردار اور کئی ہزار کوہی مسلح و مکمل ہوکر جانب لشکر اسلام چلے جب قریب لشکر مذکور پہونچے ہرکارون نے خبر امیر کو پہونچائی کہ آفت کوہی بارادہ اطاعت آتا ہے امیر نے کچھ سردار بہر استقبال روانہ کیے کہ وہ پیشوائی کرکے اسکو لائے لشکر اسکا اُترا اُسنے آکر امیر کے قدم کو بوسہ دیا بادشاہ کے گرد پھر اندروہی امیر نے سر اسکا چھاتی سے لگایا ذگل سردارون مین عنایت فرمایا خطاب و خلعت سے سرفراز ہوا پھر حکم جشن ہونے کا دیا ساقی و مطرب حاضر ہوے رقاصون نے بزم کو بزم کیقبادی بنا دیا راجہ اندر کا جلسہ نظر سے پریون کے گر گیا محفل جمشیدی کا رنگ بگڑ گیا یہان تو یہ سامان ہے اودھر ہرکارون نے یہ خبر لقا سے جاکر عرض کی اسنے کہا وہ بد اعتقاد جب سے آیا تھا قدرت کو عیار ستاتے تھے خوب ہوا جو چلا گیا اسنے تو یہ کہا مگر صبا کا رنگ رخ زرد ہو گیا کیونکہ یہ کوہی مذکور کو پیار کرتی تھی آخر بصلاح بختیارک نے پھر نامہ افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شاہ جادوان یہان کمک بھیجیے کہ مسلمانون نے ہم کو پریشان کیا ہے یہ نامہ حسب دستور پہاڑ پر رکھ کر نقارہ بجوا دیا پنجہ اُٹھا کر لے گیا حال اسکا بیان کیا جائیگا اب امیر کشورگیر مصروف راحت ہین لقا کو انتظار کمک آنے کا ہے ساحرہ وغیرہ فکر اسم اعظم بند کرنے کے لیے کرتی ہین ان کو اس حال مین چھوڑ کر اور حال سنیئے

حال شاہزادہ توریج و طلسم ہزار برج و تتمہ کیفیت شاہزادہ ایرج اور بند ہونا اسم اعظم امیر کا اور آنا ایرج کا مولفہ

آب انگور ہے ہر شیخ و برہمن کو غونہ
دل مرا گو بیون کی طرح ہے ساقی بیکل
مے رنگین سے مجھے جلد چھکا دے ساقی
آئین نیرنگی مضمون سے کھڑ کر بادل

آب زمزم یہ سمجھتے ہین تو وہ گنگا جل
میکدہ مین مجھے آتا ہے بڑا ہی تیرتھ
لائی آنکھو مین مرے نشہ کی ہوے کا جل
جاہ مضمون کو ندو طول لکھو افسانہ

مجکو بھی آج دکھا دختر رز کا درشن
جس طرح شیخ کا دل چاہی کہ کعبہ کو چل
کس لیے دیکھنا ہی مجکو طلسمات کی سیر
ہے طلسمات کی دیکھوا بھی منزل اول

نظارگیان نیرنگ طلسمات و سیاران منازل دشت عجائبات میدان قرطاس کو یون مضامین افسونگری و نیرنگ سے غیرت بخش طلسمات بناتے ہین اور لوح خامۂ تحریر سے طلسم بیان کو اس طرح فتح فرماتے ہین کہ وہ جہان شجاعت کا سو برج یعنی شہزادہ توریج ایک ایسے مقام پر طلسم ہزار برج مین وارد ہوا تھا کہ دن بھر بیابان جھرتا بان طے منازل دشت طلسم فرماتا اور شام کو پھر جہان سے چلتا وہین پہونچ جاتا رجوع بطرف صانع طلسم عالم کرکے بشارت یاب ہوا کہ یکہ و تنہا جانب مشرق روانہ ہوا چنانچہ حسب ہدایت ہاتف غیب وہ مہر سپہر صاحبقرانی اپنے رفقا کو چھوڑ کر رہگرا ے منزل مقصود ہوا اور تین شبانہ روز برابر رہرو جادہ پر آفات طلسمات رہا کہین صحرا ے پرخار نظر آیا اور کسی مقام کو سبزہ زار بیا نہ گلزار پایا کبھی دریا ے زخار پر گذر ہوا کبھی درہ کوہ بلند اس مسافر کا گھر ہوا اسی طرح صحرا و

بیابان ہو بار نے کے مکان طے کرتا ہوا چھ تھے روز جب مسافر دشت چرخ چہارم فلک اخضر کے میدان مین آیا اسکا بھی گذر ایک بشیۂ فرحناک و وادی خس و خاشاک مین ہوا لطافت چشمہائے آب پاکیزہ دامنون کو تر دامن بناتی تھی نزہت و تراوت گیاہ جناب خضرؑ کا دل لبھاتی تھی جو پھول تھا وہ اپنی سرسبزی پر پھولا تھا جو درخت تھا وہ اکڑ کر شاہ بہار کے بھروسہ پر پھولا ہوا تھا مختصر یہ کہ ایسا اس صفحۂ دشت رشک بہشت کا نقشہ تھا کہ نظم

تھی ساری زمین بہشت تزئین
گلزار ہو جسکو دیکھکر دنگ
سرسبز درخت لہلہے تھے

ہو دامن یار جیسے رنگین
بوباس گلونکی وحشت انگیز
مرغان چمن کے چہچہے تھے

پھولے ہوئے پھول مختلف رنگ
اور سبزۂ دشت سب جنون خیز

اس دشت رنگین مین ایک خیمہ سرخ بصد عظم و شان استادہ تھا بارگاہ فلک کو اپنے روبرو شرماتا تھا سر ایچے اس خیمہ کے ہر طرف سے اٹھے تھے اندر شیشہ آلات سجا تھا مسند زر نگار آراستہ تھی صحن خیمہ مین کرسی و وننگل لگے تھے شہزادہ مسافرت کشیدہ تھا عازم ہوا کہ اس خیمہ مین چلکر آرام پذیر ہون اسی فکر مین چند قدم بڑھا تھا کہ ایک جھونکا ہوائے تند کا آیا اسنے پھر کر جو دیکھا قریب خیمہ اژدرِ دمان ایک بیٹھے پایا اور کوہ وار کو دیکھکر دم کھینچا اسنے لنگر مارا اور بہت جلد قریب اس موذی کے پہونچکر اس زور سے تیغہ مارا کہ اسکو دو ٹکڑے کیا اور چند تلوارین مار کر پانچ چار ٹکڑے اسکے کیے مگر منہ کی طرف کا ٹکڑا نہ کٹا جیسا تھا ویسا ہی رہا شہزادہ اسکو مار کر خیمہ کی طرف پھرا کہ معلوم ہوتا ہے مقدمہ سحر و افسون ہے اندر جانا زبون ہے غرضکہ یہ وہان سے پھر کر قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا تھا کہ خیمہ کی طرف سے ایک زن حسینہ لباس و زیور سے درست نہایت چاق و چست پیدا ہوئی اور شہزادہ کو سلام کیا اور یون آہستہ سے گویا ہوئی کہ اے شکنندۂ طلسم اس بیابان کی مالکہ ملکہ ابلق جادو سامنے خیمہ زن ہے اور آپکی طالب وہ پر فن ہے حضور خیمہ مین قدم زن ہون اور ساحرہ مذکورہ سے ہم سخن ہون شہزادہ کو تو جانا منظور ہی تھا اسکے ہمراہ اندر خیمہ کے آیا یہان راجہ اندر کا اکھاڑا جمع پایا کوئی سونا زنینان یکسن خورشید مثال حور تمثال جنکا مثل ہونا ناممکن عہدے ہاتھون مین لیے استادہ تھین نا زود لبری پر آمادہ تھین ہر ایک شوخ دیدہ پردۂ ناموس ان سے دریدہ نہایت گرما گرم چنچل اور بے شرم زلف سیاہ انکی چشم مشتاق کی روشنی مانگ عشاق کی باعث خاطر شکنی ابرو کا رخ خوبی کی طاق بلکہ دلبری مین طاق جٹی بھوین خوبی سے جفت دل لینے پر چڑھی ہوئین چہرہ بے نظیر خورشید تنویر چشم فتان مین سرمہ کی تحریر یا غبار عاشق سیہ بخت و دلگیر انھین سنگدلان کافر کیش کے بیچ مین ایک سیمتن غنچہ دہن نازک بدن کبک رفتار شیرین گفتار مسند ناز پر بصد تمکین و انداز جلوہ فرما تھی ہزار دا اسکی دلربا تھی جو طلعتان مہر وش اس کے ہر ناخن پا پر نثار بلائین تمام عالم کی اسکی زلف چلیپا کی فرمانبردار چشم سرگمین کی گردش پر تصدق لیل و نہار چہرۂ تابندہ کی چمک سے زمین کے منھ کو چار چاند لگے تھے دونون رخسار کے دو عکس اس طرح پڑتے تھے نظم

آئے جو نظر وہ روئے انور
جو وصف کرین ہم اسکا کم ہے

ہو دیدۂ آفتاب بھی تر
جو حلقہ ہے دیدۂ پری ہے

گیسوے سیہ جو خم بخم ہے
زنجیر فسون سامری ہے

ہے مارسیہ سے بڑھ کے کاکل	یہ زہر کہان سے لائے سنبل	کیونکر کوئی مرغ دل ہو آزاد
یہ دام بلا ہے حسن صیاد	چسپان دل عاشقان پر غم	سنبل پہ پڑی ہو جیسے شبنم
دے موج ہوا ذرا جو جنبش	اس بر سے ہو دلون کی بارش	شہزادہ اُس غارتگر جان و دل کو

دیکھکر حیران رہ گیا اور اُس دلفریب نے اُٹھکر تعظیم دی اور ایک کرسی زرین پر بٹھایا سامنے آپ بیٹھی اور درج دہن سے گہرفشان ہوئی کہ اے طلسم کشا زہے نصیب تیرے جو مقام تک تیرا گذر ہوا یہ وہ جگہ ہے کہ پریون کا گذرنا مشکل ہے پر جلتے ہین جنون کا سایہ بھی یہان نہین پڑ سکتا دیوون کی جان ہوا ہوتی ہے یہان آتے ڈرتے ہین اب اس طلسم کی جو سرحد لپسند وہ تو قبضے مین کر اور طلسم شکنی سے ہاتھ اُٹھا اور اگر جمشید کو سجدہ کرے تو مجھ ایسی معشوقہ تیری ہمیشہ صحبت مین رہے شہزادہ نے فرمایا کہ مین جمشید پر لاکھ بار لعنت کرتا ہون اور اُسکے پرستارون پر کرور کرور اور ایک سرحد لپسند کو تیری کیا احتیاج ہے بحول و قوت آلہی سارا طلسم قبضہ مین لاؤنگا اور تم ساحرون کو راہ ملک فنا دکھاؤنگا یہ کلمات سُنتے ہی اس شعبدہ گر نے لبون کو جنبش دی یہ سمجھا کہ اُسنے سحر آغاز کیا ہے جلد اسکا کام تمام کر اسکے حسن و جمال پر نظر کرکے فریفتہ نہو بس یہ سوچتے ہی تلوار کھینچکر ایک ہاتھ اسکو مارا لیکن تلوار اسکے سر پر پڑکر اُچٹ گئی اور اُسنے قہقہہ مارا اور کرسی پر سے اُٹھکر کمر مین شہزادہ کے ہاتھ دیکر اوٹھا لیا اور چرخ دیکر وہ اژدر جو در خیمہ پر بیٹھا تھا اور شہزادے نے اسکے ٹکڑے کیے تھے پس اسکے منھ مین ڈال دیا اور از بسکہ یہ واقف نہ تھی کہ اس اژدر کے شہزادہ ٹکڑے کر چکا ہے اس باعث سے شہزادہ کو خیمہ کے اندر ہی سے چرخ دیکر پھینکا اور بنا بر آئین طلسم شہزادہ دہن اژدر طلسمی مین پہونچا اور وہ شہزادہ کو پھینک کر سحر خوان ہوئی کہ آندھی آئی خیمہ وغیرہ سب غائب ہوگیا اور یہ ساحرہ خدمت طلسم بادشاہ مین گئی اور شاہ مذکور کو مبارکباد دی کہ مین نے اسطرح فتاح طلسم کو اژدر طلسمی کے منھ مین ڈال دیا بادشاہ نے اسکو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور ازانجا کہ وہ حسن و جمال ساحرہ بیان ہو چکا ہے یہ بادشاہ اسپر مائل ہے آج اپنے پہلو مین اسکو بٹھایا اور شراب خواری مین مصروف ہوا ادھر برکت اسمائے آلہی سے شہزادہ اژدر کے ٹکڑے کر ہی چکا تھا منھ مین اسکے گرتے ہی پیش قبض سے سینہ اسکا چاک کرکے باہر نکلا مگر تمام پوشاک اور سر و منھ آلائش مین بھر گیا اس فکر مین تھا کہ کوئی چشمہ ملے تو کپڑے پاک کرون وہان یا تو صحرائے سبزہ زار تھا نہر اور نہر اور چشمہ جاری تھے اب سوائے خارستان و بیابان وحشتناک کے اور کچھ نہ تھا یہ صاحب آبرو تلاش آب مین ایک سمت چلا جب کئی کوس راستہ طے کیا ایک جھیل میدان مین لہراتی نظر آئی کہ کنارے اسکے سبزہ لگا تھا اور سلین کنول کے تھے اور کوکابیلی کی اسمین بڑی بھیین شہزادے نے کنارے اس جھیل کے ہاتھ منھ دھو کر لباس اپنا پاک کیا اسوقت ایک پھول کوکابیلی کا بہتا ہوا قریب آیا اور سامنے آکر کھلگیا اسمین سے ایک چہرہ پری کا پیدا ہوا اور کھل کھلا کر ہنسا اور گویا ہوا کہ اے شہزادہ تو سمجھ دنیا بھی مثل طلسم کے ہے بس ہر چیز کا یہ حال سمجھنا چاہیے کہ ع اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند یہ کہکر وہ پھول اور چہرہ غائب ہوگیا اور شہزادہ جھک کر کلی کرنے لگا ہاتھ مین سوار دریا کی لپٹ گئی اور کسی نے ایسا جھٹکا مارا کہ شہزادہ جھیل مین گر کر ڈوب گیا اور ہر چند چاہا کہ سنبھلون لیکن نہو اور غلطان پیچان تہ کی طرف

چلا بعد کچھ دیر کے جو پاؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا کہ نہ وہ میدان ہے نہ جھیل ہی اور ایک سرحد ہی کہ جس کے سامنے ایک قلعہ نظر آتا ہے شہزادہ بے اختیار ڈرتا ہوا اس قلعہ کی طرف چلا اب جو غور کر کے دیکھا تو ایک رسی بہت باریک میرے ہاتھ مین لپٹی ہے اور کوئی قلعہ کی طرف اس رسن کو کھینچ رہا ہے غرضکہ یہ کھنچتا ہوا جب اس قلعہ کے قریب پہونچا آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک برج تنگ و تاریک مین کھڑا ہون کہ اس برج مین پانچ چار درزین پڑی ہین انھین درازون سے روشنی کچھ نظر آتی ہی ورنہ بالکل اندھیرا ہے شہزادہ کا دم اُس تاریکی مین خفا ہوا اور دعا پڑھنے لگا ہوقت وہ برج پھٹا اور نیچے سے برج کے چار زنگیان سیہ رو آدم وخوار پیدا ہوے کہ ہر ایک قوی ہیکل اور درشت چنگال صورت مین کریہ و بدخصال تھا پس اُن زنگیون نے آتے ہی ہاتھ پانون شہزادے کے پکڑے اور اُٹھا کر جانب نشیب چلے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس برج کے نیچے تہ خانہ ہے آنکھین شہزادے کی پھر بند ہوگئین بعد کچھ عرصہ کے جو دیدۂ طلسم مین وا ہوا ایک باغ پربہار مین اپنے تئین پایا کہ روش اور پٹری سے آراستہ کنوین بختہ چار دن کونون پر بنے ہر یوسف حسن کا دل جنکی چاہ مین پاؤ لا رہے لب گردان چاہ یاقوت فام کملی کے لال بریتے تیل گاؤ گاڈیر مین جتے باغبانیان لہنگے کمر سے نگر سے گاتیان باندھے پانی کے بردھے درختون کے چمنون مین بناتین اپنے جوبن کے پھلنے پھولنے پر اترا ایتن درخت سب سر سبز و شاداب تھاون مین بھرا ہوا بجاے آب وگلاب پھل ہر ایک اُس باغ مین لطیف شریفون سے زیادہ کون شریف کہ بموجب نظم

پانی سے بھرا ہر ایک تھالا
ہر سمت کھلا چمن مین لالا
ہر ایک روش پر ایک مہوش
بیٹھین بادائے خوب دلکش
کرتین چمنون مین باغبانی
تھا جوش مین نشۂ جوانی
ہر ایک روش کا اور ہی ڈھنگ
پھل پھول لطیف اور خوشرنگ
اس باغ کے بیچ مین بنی تھی
بارہ دری ایک مختصر سی

وہ بارہ دری عجیب دلچسپ عمارت تھی در و دیوار مصفا آئینہ مین نصب تمام مکان مثل قلب روشنضمیران جگمگا تا پردے مخمل کاشانی کے پڑے تھے لیکن بندھے ہوے بیچ دالان مین تخت طلائی گسترده تھا اس پر ایک زنگن نوجوان زنگ رخسارہ سیاہ مگر با حسن و جوبن حسن اسکا سانولا نمکین پیچ در پیچ موے مشکین چہرے کا رنگ ہمرنگ گل اور سینہ پر ابھار اُٹھتا جوبن سامنے اُسکے ناچ ہو رہا تھا کئی سو نازنینان حور طلعت کا گرد و پیش مجمع تھا زنگیون نے شاہزادہ کو سامنے اس تخت نشین کے پہونچایا اسنے شہزادہ سے خطاب کیا کہ اے تونے یہ جسارت کی کہ جھیل پر چلا آیا منم ظلمانہ جادو میرے ہاتھ سے بچنا مشکل ہے شہزادہ نے فرمایا کہ ہم جھیل پر کیا آئے تمام طلسم مین پھرتے ہین خدا ہمارا مددگار ہے دشمن کیا نا بکار ہے ساحرہ نے کہا اے تو سچ یہ زبردستی کسی کی ہر جگہ چلی نہین اور یہ وہ مقام ہے کہ آجتک جہان سے کوئی زندہ بچ کر نہین گیا اب تجکو لازم ہے کہ طلسم سے نکلجا اور یا سجدہ خداوند جمشید کو کر ورنہ بُرے حال سے ہلاک ہوگا شہزادے نے جمشید کو تو بُرا بھلا کہا ساحرہ نے کہا تو نے تجکو بھی بہن ظلمات جادو بنایا کہ اُنکو تو نے اپنا کرلیا اور اس گیسو بریدہ اخگر جادو نے کچھ پاس و لحاظ ہم لوگون کا نہ کیا انگوٹھی دیکے تجکو یہانتک پہونچایا خیر اب بھی ہماری اطاعت تو

کرے تو اسکا نکاح تیرے ساتھ ہو جاے ورنہ اسکو اور تجکو بڑے عذاب سے مارونگی یہ کہکر شہزادے کو ایک ستون سے بزور سحر چپکا دیا اور چند پنجے سحر کے بھیجے کہ شہزادے کے رفیق بیابان مین سرگردان ہین انکو اٹھالائین چنانچہ پنجہ اخگر و نجم و گلزار و غیرہ کو اٹھالاے جب پنجون نے انکو اٹھایا بسبب اثر طلسمات کے سب بیہوش ہوگئے کیونکہ اسی صحرا مین یہ سب تھے جہان دن بھر انسان چلے اور شام کو وہین آجاے کہ جس جگہ سے صبح چلا تھا غرضکہ سامنے ظلمانہ کے پہونچکر سب کو ہوش آیا اور اخگر نے جو اسکو دیکھا خالہ جان کہہ کر سلام کر کے گلے سے دوڑ کر لپٹ گئی اسلیے کہ یہ شعلہ سان کی بے پالک بیٹی تھی اور ظلمانہ اسکو بہن کہتی تھی حاصل مطلب یہ کہ جب اخگر گلے سے لپٹی اسنے بھی بلائین لین پاس بٹھا کر سمجھایا کہ اری تو نے یہ کیا غضب کیا جو اس مسلمان پر فریفتہ ہو کر شعلہ کو قتل کرایا اب یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ دربدر خاک اڑاتی پھرتی ہے اخگر نے کہا خالہ جان آپنے کیا آئین طلسم کی کتاب مین نہین دیکھا کہ طلسم کشا کا نام نورہ ہوگا پھر جیسے تو ویسے تو سچ یہ بیشک فاتح طلسم ہے آپ بھی اسکی شریک ہو جائیے اسنے یہ باتین سنکر دل سے خیال کیا کہ یہ سچ کہتی ہے اور خوف پیدا ہوا مگر بادشاہ طلسم کے ڈر سے بظاہر تو شریک نہوئی باطن مین شراکت قبول کی اور اخگر سے کہا اسکو علیحدہ ایک مکان مین لے جاؤ وہان پند و نصائح کر کے دین جمشیدی قبول کراناکہ تیرا نکاح اسکے ساتھ کردون یہ کہہ کر شہزادے پر سے سحر دفع کر کے اسکے حوالے کیا اور سب رفیقان شہزادہ کو اسی باغ مین ایک مکان رہنے کو دیا دس بیس لونڈیان خدمت کو مقرر کردین سامان راحت و آرام مہیا کردیا ہر ایک کو یقین کامل ہوا کہ یہ مطیع ہوگئی سب باطمینان تمام سکونت پذیر ہوے ادھر بہت کنیزین ہمراہ اخگر کے ایک صحرا مین شہزادہ کو بھیجدیا کہ اس جنگل مین ایک بارہ دری یاقوت کی بنی تھی سراسر وہ طلسمی تھی سامنے اس بارہ دری کے کوسون تک صحراے پر بہار تھا رنگ رنگ کے گل کھلے تھے جو غنچہ خاطر کو شگفتہ فرماتے تھے روح کو ریحان سے تازگی حاصل پہاڑون کی دانگ سیر کے قابل پانی کا آبشار گھاٹیون سے ہو تا دامن کوہ مین ہزارہا جانور چرند پرند پھرتا خوش فعلیان اور کلیل کرتا کہ ابیات

موزونی سایہ دار اشجار	ایسی کہ ہو نظم گرانبار	جاری چمنون مین نہر ہر سو
ریبا لب نہر سرو دلجو	نسرین و سمن گل و شقائق	ایک ایک سے نازکی مین فائق
تھا شیشہ عطر ہر گل تر	ہو جس سے دماغ جان معطر	بارہ دری رشک قصر گردون
تھی ایسی سجی کہ دل ہو مفتون	بیٹھی وہ پری اسی مین جاکر	اور ساری کنیزون کو بلاکر
فرمایا کہ ناچ کا ہو آغاز	موجود ہو سب سرود کا ساز	حسب الحکم اخگر سامان عشرت مہیا

ہوا شہزادہ کو وہ سرمایہ ناز پہلو مین لیکر بصد عیش وہان بزم آرا ہوئی اور کہا اے شہریار یہ ساحرہ ضرور ہماری شریک ہوئی ہے اب چندے اس مقام پہ رہ کر آرام کیجیے پھر سمجھ لیجیے گا شہزادے نے فرمایا کہ مجکو یہ قرار کہان جو بیٹھا رہون اگر آرام کرتا تو گھر سے نہ نکلتا یہ میدان جو سامنے نظر آتا ہے مین وہان جاکر تلاش منزل مقصد کرتا ہون اخگر نے کہا یہ میدان سحر بند کیا ہوا ہے جبتک ظلمانہ اجازت نہ دے گی راہ نہ ملے گی شہزادہ یہ سنکر

خاموش ہورہا اور ناچ ہونے لگا جام بادۂ ارغوانی کا دور شروع ہوا یہ تو یہان مصروف عیش وعشرت ہین لیکن حال افراسیاب اس مقام پر لکھنا ضرور ہے وہ یہ کہ شاہ مذکور جو تلاش لوح طلسم نور افشان مین روانہ ہوا تھا اپنے طلسم کے ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرا اور وہان کچھ افسون ورد زبان کیا کہ آندھی آئی اور بعد آندھی پانی کے کئی سو پریزادین قامت انکے باغ دلبری کے شمشاد لباس جواہر و زیور زیب تن کیے جواہر کے دریا مین گویا غوطہ مارے گھتے مین لدی حسن پر ازماہ و مشتری سامنے شاہ کے آکر استادہ ہوئین پھر چار پریزادین ایک تخت زمردنگار لیکر حاضر ہوئین اور دو پریان صندوق جسمین پیرہن خسروانی بند تھا لیکر آئین بادشاہ نے تاج یاقوت کا سر پر رکھا قبائے زراندوز زیب بر کیا نورتن بازو پر باندھے مالے گوہر آبدار کے گلے مین پہنے اور تخت پر سوار ہوا وہ پریان دونون پہلو کی طرف آکھڑی ہوئین انکے کاندھے پر ہاتھ دھر دیے کئی سو پریان آگے پیچھے ہوکر ہمراہ چلین اب تو گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے ابر کے لکہ سر پر آکر چھا گئے اور موتی برسانے لگے درخت صحرائی جھومنے لگے جانوران صحرا یا افراسیاب جادو یا افراسیاب جادو پکارنے لگے تخت بادشاہ بروے ہوا بدوش پریزادان روانہ ہوا آفتاب تابان بھی پریزادون کے رخسار سے شرمندہ تھا فلک پر ایک خورشید بروے ہوا سیکڑون سورج چمکتا تھا لباس انکے برنگہاے مختلف یہ پتہ دیتے تھے کہ نیرنگی روزگار کے ایسے آثار ہوتے ہین صداے طرقوا ہر سمت بلند تھی پریزادین سپہ بادشاہ کے مروحہ جنبانی کرتین اور دو پریان جو دلبری مین طاق حسن دیگانہ دہر و شہرۂ آفاق تھین وہ جام مے گلفام بادشاہ کو دیتین اور بادشاہ سرخوش اور مست ہوکر ان کے لب شیرین کو گزک بناتا بوسۂ نقل دہن کے لیکر کام جان کو شیرین فرماتا فی الجملہ اسی جاہ و تجمل سے بصد عیش و سرور روانہ تھا نظم

چلا اس طرح شاہ آسمان جاہ
وہ مہ پارہ کہ جنکا نام ساحر
اسی صورت سے وہ شاہ طلسمات

لیے خیل پریزادان کو ہمراہ
بصد آن و ادا خدمت مین حاضر
بڑھائے تخت جاتا تھا خوش وقت

ہر اک ایا شرر انداز خاطر
زبان ہے وصف مین اُن سب کے قاصر
یہانتک کر بعد قطع مسافت راہ طلسم ہزار

برج مین پہونچا بادشاہ طلسم مذکور ایک برج مین اپنے قلعے کے بیٹھا تھا دربار جمع تھا کہ یکایک ہوا سرد چلنے لگی پھول سونے کے برسنے لگے گھنٹون کی آواز سنائی دیتی تھی درخت جھومنے لگے یہ بادشاہ جلد اُٹھ کھڑا ہوا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین پس تمام ارکان سلطنت کے سوار ہوکر بڑھا اور راہ مین آکر استقبال کیا بہر تسلیم سر جھکایا اور کہتا ہوا کہ زہے فخر میرے لیے کہ تجھ ایسا بادشاہ گردون بارگاہ میرے گھر مین تشریف فرما ہوا کہ بموجب نظم

زیبائش افسر حکومت
اے شاہ جہان و شاہ شاہان
خاطر ہے تجھے بہت ہماری
یہ تخت رہے یہ افسر آباد

پیرائش مسند ریاست
کیا کہئے جو افتخار پایا
ہمکو بھی ہے قصد جان نثاری

سلطان ستارہ فوج ذیشان
توقیر علی و قار پایا
یہ ملک رہے یہ کشور آباد

شاہ جادوان اس کلمات سے بہت خوش ہوا اور اسکے ہمراہ سواری سے اُتر کر برج مین آکر مسند پر بیٹھا طلسم ہزار برج کے بادشاہ نے طائفے بلوائے ناچ ہونے لگا شراب کا جام

اپنے ہاتھ سے شاہ جادوان کو دیا بعد کچھ عرصہ کے جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا افراسیاب نے کہا کہ لوح طلسم کوکب تمھارے طلسم مین ہے اور مین اُسکو لینے آیا ہون تمھین مناسب ہے کہ اس لوح کو جلد منگادو تاجدار نے عرض کیا کہ فرمان قضا جریان شہنشاہ ذیشان کا ٹالنا بندگان احقر کی مجال نہین لیکن میرے طلسم مین فی الحال طلسم کشا آیا ہوا ہے کئی مرحلے ٹوٹ چکے ہین مین نہایت متردد ہون اس باعث سے لوح مذکور نہین منگا سکتا ورنہ حاضر کرتا اور علاوہ برین بانیان طلسم نورافشان سے اور میرے بزرگون سے ایسا ہی رسم تھا کہ اس طلسم کی لوح یہان رکھی گئی وہ لوح دینا مجکو مناسب نہین افراسیاب نے کہا اب تجکو کوکب کا ذرا بھی پاس کرنا نہ چاہیے کیونکہ وہ بیدین ہوگیا ہے یہ کہہ کر سارا قصہ کوکب اور عمرو کا بیان کیا اور پوچھا کہ تیرے طلسم مین جو فاتح طلسم آیا ہے اُسکا کیا نام ہے اُسنے بیان کیا کہ شہزادہ نورالدہر فرزند شہزادہ بدیع بن حمزہ ہے یہ سنکر پھر بتاکید برائے احضار لوح حکم دیا تاجدار نے پھر بہت کچھ عذر کیا اور بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ لوح طلسم نورافشان لیکر کیا کیجیے گا کیونکہ بغیر طلسم کشا لوح بیکار ہے اور طلسم کشا بغیر نسل پیغمبران ہو نہین سکتا پس وہ خاندان صاحبقران ہے جنسے آپ سے مقابلہ ہو رہا ہے طلسم نورافشان کا توڑنا بہت مشکل ہے کیونکہ پسران حمزہ شراکت کوکب کرینگے نہ کہ اُسکے طلسم کو برباد کرنا چاہین گے شاہ جادوان نے یہ باتین سنکر بغضب تمام خطاب کیا کہ تو مجکو کیا سمجھتا ہے کیا مین یہ امر سب نہین جانتا ہون مین نے تجھسے ایک چیز طلب کی تو نے اسمین یہ تقریر بیہودہ کرنا شروع کی پس معلوم ہوا کہ تو بھی باغی ہے خیر فہمیدہ خواہد شد یہ کہکر منغص ہوکر اُٹھا تاجدار گنبد نشین پانون پر گر پڑا کہ حضور ناراض نہون مین منگائے دیتا ہون یہ کہکر بادشاہ کو بمنت تمام بٹھایا اور کچھ منتر پڑھکر دستک دی کہ ایک پنجہ گلاب کے پھولون کا ایک گلدستہ لیے ہوئے آسمان سے اوتر کر سامنے آیا وہ گلدستہ اُس سے لیکر شاہ مذکور نے سامنے رکھا اور ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر پنجہ کو دی کہ عقاب بہزاد کے منہ مین دیدینا اور عقاب سے لوح طلسم نورافشان لیکر حاضر ہونا پنجہ وہ انگوٹھی لیکر روانہ ہوا یہ تو اودھر سے چلا اودھر شاہ کوکب جو سنگھاسن پر بیٹھا تھا اُسکو یکایک یہ خیال آیا کہ افراسیاب نے تصویر مسل پر کھینچکر مجکو بھیجی تھی کہ مین تمھارے طلسم مین دیوار اور دریائے زخار تیار کیے دیتا ہون ہوشیار ہو چکو پس اُسکو عرصہ ہوگیا پھر کسی نے کچھ نہ پوچھا کیا اسکو چاہیے تھا دشمن سے غافل نہ رہتا نہ کہ اسنے خبر بھی نہ لی اور وہ غافل بیٹھا ہے اس غفلت مین دشمن اپنا کام کر جائے تو کیا ہو سکے سوائے پشیمانی کے اور نہ کچھ حاصل ہو بس یہ سوچکر اپنے جوڑ سے ایک پتلا بلور کا نکالا اور اپنی اُنگلی کاٹکر خون اُسکے منھ مین لگایا وہ پتلا گویا ہوا کہ اے بادشاہ آپ کیا چاہتے ہین اُسنے یہ کہا کہ بتا کہ افراسیاب کس فکر مین ہے اور کہان گیا ہے اسنے کہا کہ آپ غافل بیٹھے ہین اور دشمن طلسم ہزار برج مین آپکے طلسم کی لوح مانگ رہا ہے یہ سنتا تھا کہ بادشاہ نے پتلا اُٹھاکر تو جوڑے مین رکھا اور آپ غلطک مارکر بصورت آفتاب باآن بنا اور روانہ ہوا اور پہلے قریب قلعہ ہفت رنگ ہو نکلکر چمکا اور پکار کر کہا کہ اے فرزند ملکہ برآن مین جانب طلسم ہزار برج جاتا ہون تم ہوشیار رہنا یہ کہکر آپ روانہ ہوا یہ آواز ملکہ مذکور نے جو سنی رقعہ جمشیدی نکالکر ملاحظہ کیا اسمین حال لوح طلسم پر آفت آنے کا معلوم کرکے خواجہ سے کہا کہ اسطرح ہمارے طلسم کی لوح افراسیاب نے حاصل کرنا چاہی ہی بدر بزرگوار

لڑنے گئے ہیں میں بھی جاتی ہوں خواجہ نے کہا اے ملکہ مجکو بھی آپ ہمراہ لیتے چلیئے سرحد طلسم مذکور میں پہونچکر تخت سحر سے اُتار دیجیئے گا میں بھی بہت کام آؤنگا ملکہ نے کہا بہتر ہے اور بہت جلد تخت سحر تیار کر کے خواجہ کو سوار کر کے روانہ ہوئی اسکے روانہ ہونے سے کنیزین بھی اس کی آگاہ ہوئیں اور نسترن اور شگوفہ سحر وغیرہ بھی بعجلت چلین چنانچہ یہ تو یکے بعد دیگرے جاتی ہیں اور شاہ کوکب پہلے چلا ہے لیکن اتفاق زمانہ کی کیفیت سنیئے کہ شہزادہ تورج جو اپنی معشوقہ کو لیے اس بارہ دری میں بیٹھا تھا تو گھبرایا تھا اور کنیزین اسکا دل بہلا رہی تھیں یہ بھی اُنسے کہہ رہا تھا کہ تمنے ہماری خدمت بہت کی ہے تمہارا اس طلسم میں بڑا رتبہ ہوگا قلعہ جات طلسم متعدد میں ایک ایک کو حاکم کرونگا کنیزین یہ مژدہ سن کر بہت خوش ہوئیں اور طرح طرح کی باتین طلسم کی بیان کرنے لگین اور اٹھلا اٹھلا کر اپنی ادائیں دکھاتی تھیں اسی کیفیت میں ایک کنیز نے کہا قربان جاؤں اے شہزادے مجھ نگوڑی کو تو کچھ حال طلسم معلوم نہیں لیکن اتنا جانتی ہوں کہ اس بارہ دری کے پہلو میں ایک تہ خانہ ہے اس میں کچھ تحفہ طلسم رکھا ہے شہزادہ یہ کلام سنتے ہی اُٹھا اور ہمراہ کنیز اس تہ خانہ کے پاس آیا دیکھا کہ پہلوئے بارہ دری میں ایک حجرہ بنا ہے قفل آہنین برابر ران شتر کے لگا تھا شہزادہ نے قفل بزور نسل صاحبقرانی وا کیا یعنی توڑ ڈالا اور دروازہ کھولکر اندر گیا تو ایک پتھر زمین میں نصب دیکھا اسنے بقوت تمام اُس پتھر کو بھی اُٹھایا تہ خانہ ظاہر ہوا سیڑھیاں پختہ بنی تھیں اور تاریکی تھی اس کنیز نے سحر سے روشنی کی اور سر تہ خانہ پر ٹھہری رہی شہزادہ بلند ہمت پستی کی طرف متوجہ ہوا تہ خانہ میں اُترا وہاں ایک پرچھائیں عورت کے جسم کی دیکھی اور اُس پرچھائیں نے اس عکس فتح و نصرت کو سلام کیا اور کہا اے شہزادے فلک جاہ میں آپکی منتظر اس نشیب میں پڑی تھی اپنی امانت لیجیے اب میرا وقت بھی آخر ہو چکا ہے یہ کہکر زمین پر لوٹ کر عورت کا جسم پیدا کیا اور شہزادے سے کہا مجھپر اپنا سایہ نہ ڈالیے گا بچتے ہوئے جدھر میں چلوں آپ بھی آئیے گا یہ کہکر آگے بڑھی شہزادہ اپنا سایہ اُسپر سے بچاتا ہوا اُسکے پیچھے چلا اُس تہ خانہ میں ایک چھتا پٹا ہوا تھا اُسکو طے کر کے ایک ایسے مقام پر پہونچے کہ باغ لگا ہوا تھا آسمان نظر آتا تھا اس باغ کی بہار اور وصف سرسبزی اگر بیان ہو طول داستان ہو مختصر یہ کہ اس بوستان کی بارہ دری میں ایک صندوق رکھا تھا اس عورت نے اُسکو وا کیا شہزادہ اس اشتیاق میں کہ دیکھوں اسمین کیا رکھا ہے قریب اُسکے آیا عکس تن انور شہزادہ والا گہر جو اُسپر پڑا اسپر سے اُس عورت کے ایک شعلہ آگ کا نکلا اور وہ دھڑ دھڑ جلکر خاک ہو گئی آواز آئی کہ اے شہزادے مارِ خیال جادو کو شہزادہ کو اسکے مرنیکا صدمہ ہوا مگر خاموش ہو رہا اور اُسمین دیکھا تو ایک کمان اور تین تیر رکھے تھے اُس کمان کو اُٹھا کر دیکھا تو قبضہ اسکا جواہر کا تھا اُسکی خوبی دیکھکر برج قوس تصدق اور نثار تھا فلک نے خم ہو کر اسکی صورت بننا چاہا مگر بن نہ آیا گوشہ کمان بیت الشرف مریخ با مسکن مشتری تھا ابرو کمانونکی بھوؤں کو خم اسکا داغ بتاتا لب سوفار قوس حاجب کو باتین سناتا چلہ اسکا عاشقان شاہ شجاعت کو اپنے عشق میں جلتے بٹھاتا زاغ کمان گلستان جرات کا بلبل تھا یا قمری باغ جلادت لیے بازو تھا گوشہ کمان پر لکھا تھا کہ جو اس اسم کو پڑھے اُس سے یہ کمان جھکیگی شہزادہ نے وہ اسم پڑھکر جو گوشہ پر لکھا تھا کمان پر قبضہ کیا

اور تیرون کو بھی لیا تیرون مین گانسیان تین پہلو کی لگی تھین سریان جواہر نگار تھین پر عقاب کے جڑے تھے موتی بھی
جڑے تھے اور ایک طرف قبضہ پر لکھا تھا کہ یہ اسم جو قبضہ کے دوسری جانب لکھا ہی اگر تیر پر دم کر کے لگائے تو عقاب
پریزاد کو نشانہ بنائے شہزادہ حیران ہوا کہ یہ عقاب پریزاد کون ہی مگر اُس کمان کو لیکر اسی راہ سے تہ خانہ کے باہر
آیا اور میدان مین بارہ دری سے نکلکر بیٹھا اُدھر وہ پنجۂ انگشتر تاجدار لیکر بڑے ہوا پہونچا بیچ طلسم مین ایک
عقاب اُڑ رہا ہی کہ ہما کی خصلت رکھتا ہی نیچے کا دھڑ بالکل بصورت عقاب ہی چہرہ بسان پری ہی سینہ اُبھرا ہوا
ہے شانون پر دو پر ہین گلے مین بجائے ہیکل لوح طلسم نور افشان پڑی ہی پنجہ نے آتے ہی انگوٹھی اس پری کے منھ مین
دی اور آواز پیدا ہوئی کہ اے عقاب پریزاد بادشاہ پاس مع لوح جلد جا کر حاضر ہو پریزاد یہ سن کر اُڑتی ہوئی
جانب بادشاہ مذکور روانہ ہوئی اور کمند اجل اُسکو کھینچتی ہوئی نشانہ تیر قضا بنانے کو اسی طرف لائی کہ جدھر
شاہزادہ تورج تیر و کمان سے لیس بیٹھا تھا اُسنے سناٹا جو بال عقاب کا سُنا دیکھا کہ ایک پری جسکا نصف جسم
عقاب کا ہی اُڑی جاتی ہی پس یہ دیکھکر سمجھا کہ عقاب پریزاد جسکا حال قبضۂ کمان پر لکھا ہی شاید یہی ہی پس اُسکو
مارنا چاہیے یہ سمجھکر تیر بہر کمان پیوستہ کیا لیکن وہ گلدستہ جو پنجہ سے لیکر تاجدار نے سامنے رکھ لیا تھا وہ اسواسطے
بانیان طلسم نور افشان نے بنایا ہی کہ عقاب پریزاد جب کوئی آفت آنیکا موقع ہو تو یہ گلدستہ مرجھا جائے اور
جب پریزاد مر جائے تو گلدستہ مین فوراً آگ لگے اور جل جائے چنانچہ جب شہزادہ نے کمان تہ خانہ سے پائی وہ گلدستہ
مرجھا گیا تاجدار نے کف افسوس ملکر افراسیاب سے کہا کہ اے بادشاہ ضرور عقاب پریزاد پر کوئی آفت آئی افراسیاب نے
کہا مین خود اسکی حفاظت اور خبرگیری کو جاتا ہون یہ کہکر بزور سحر معلوم کر کے کہ پریزاد مذکور کہان ہے سناٹا بھرے اسی جگہ
آیا کہ جہان شہزادہ مذکور تیر لگایا چاہتا تھا چنانچہ ادھر تو یہ اس جگہ پہونچا اُدھر سے شہنشاہ کوکب آفتاب بنا ہوا آگیا
اور اسنے افراسیاب کو للکارا کہ با تنس او خیرہ روزگار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب یہ نعرہ سنکر ڈانٹتا ہوا
اسکی طرف چلا اس عرصہ مین شہزادہ تورج نے بسم اللہ کہکر تیر مارا از بسکہ وہ تیر اور کمان اسکی قضا بانیان طلسم نے بنائی
ہے تیر بقدرت قادر توانا ہدف مراد پر پڑا یعنی سینۂ پریزاد مذکور پر لگ کر پشت کے پار نکلگیا اور جسم پریزاد مین
آگ لگی کہ جلکر راکھ زمین پر گر پڑی اور لوح بھی پیچ کھاتی ہوئی جانب نشیب چلی افراسیاب نے جو لوح کو چکر کھاتے
جاتے دیکھا از بسکہ مصروف جنگ کوکب سے تھا اتنی مہلت نہ پائی جو لوح کو روک لیتا پس اس جلدی مین ایک
سحر پڑھا کہ ایک شیطان منجملہ اُن شیطانون کے جو اسکے قابو مین ہین فوراً سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ روک
لوح کو وہ شیطان چونکہ کفاران جن مین سے ہے ہاتھ تو لوح پر نہ ڈال سکا مگر ایک تختہ سنگ صاف بنکر زیر لوح
آگیا کہ لوح اُسپر آکر جمگئی واضح ہو کہ لوح طلسم باطل کنندۂ سحر ہے اسوجہ سے افراسیاب بزور سحر پنجہ وغیرہ سے
اُسکو نہ رکوا سکا اور جن کی قسم سے شیطان ہین گو ببرکت اسمائے الٰہی اسپر ہاتھ نہین ڈال سکتے مگر مثل اسکے کہ
جیسے ساحر ہاتھ سے لوح اُٹھا سکتا ہے ویسے ہی شیطان بھی اُٹھا سکتے ہین ہان سحر لوح پر کسی کا البتہ
نہین چل سکتا فی الجملہ جب لوح سطح سنگ پر جمگئی کوکب نے چاہا مین لیلون اور افراسیاب نے چاہا مین لیلون

دونون نے دو طرف سے حملہ کیا بیچ مین اُس تختہ سنگ کو رکھ لیا اور ایک دوسرے کو روکنے لگا آپس مین سحر چلنے لگے جب افراسیاب نے ہاتھ بڑھایا کہ لوح اُٹھا لون کوکب نے سحر کیا کہ ہاتھ کو پنجہ نے پیدا ہو کر روک لیا اسنے سحر کیا کہ پنجہ جلگیا اور اُسنے جب ہاتھ بڑھایا افراسیاب نے سحر کیا کہ پرچھائین ظاہر ہو کر ہاتھ مین لپٹ گئی اسنے افسون دم کرکے پرچھائین کو مٹا دیا اور ایسا سحر پڑھا کہ آندھی بڑی زور سے پیدا ہو کر اشجار روئے زمین کو اُکھاڑنے لگی افراسیاب نے جادو کیا کہ کوہستان سے ایک لکہ ابر کا سیاہ اُٹھتا ہوا آیا اور تمام عالم پر محیط ہو کر وہ کالی گھٹا بن کر چھایا کہ دُنیا تاریک ہو گئی اور گھٹا سے سیاہی برسنے لگی یعنے کا جل جھڑنے لگا جسنے یہ تاثیر الٹی بخشی کہ چشم جہان یعنے دیدۂ آفتاب کو کالا کر دیا بالکل نور مردمک جاتا رہا ہر سمت اندھیر الغیب ہو گیا اس اندھیرے مین نئی نئی شعبدہ بازی اور سحر سامری دونون بادشاہون مین آغاز ہوئی کبھی کبھی دونون کے نعرون کی آواز آجاتی تھی ورنہ کچھ نظر نہ آتا تھا خدا کی پناہ تمام دُنیا تاریک تھی اور اُس اندھیرے مین صدا ہائے مہیب کا آنا شعلو نکا چمک جانا عالم کا دل آب آب کیے دیتا تھا افراسیاب کبھی مار سیاہ بنکر اس سے لپٹتا وہ بھی افعی دو زبان بنتا باہم کفچہ چلاتا پھنکارتا سے چراغ ہستی اہل دُنیا بجھنے کا گمان تھا کبھی شیر و پلنگ بنکر دونون مقابلہ کرتے ڈھکارون سے اسد چرخ اولا فوج فلک دونون ڈرتے برج اسد برج حمل کا اسلیے دہشت بنا تھا کہ مریخ یعنی ترک فلک کے بیتون مین خوف سے چھپتا تھا افتاب ہندوئے چرخ یعنی زحل سے کہتا کہ تو سحر کرکے مجکو بچا لینا افراسیاب یا شیر بنا تھا یکایک بجلی بنکر سر کوکب پر چمکا وہ جلد اپنی صورت کا پتلا چھوڑ کر بزور سحر نظر سے غائب ہو گیا یہ برق بنا ہوا اُسی پتلی پر جو گرا اُسکو پھر بصورت اصلی ظاہر ہوا اُسوقت کوکب بجلی بنکر اسکے سر پر پہونچا اُسنے بھی اپنا ہم شبیہ چھوڑ کر اور آپ نگاہ سے پنہان ہوا تا ویسا اس طرح بجلیان گرا کین خرمن جہان و دہر کو جلنے کی دہشت تھی ساکنان بحر و بر کو وحشت تھی جب بجلی کڑکتی لگا دزمین کی چھاتی تہ ارض دڑگتی اسی آفت مین افراسیاب نے اپنے گلے سے موتیون کا مالا توڑ کر کھینچ مارا کہ وہ کمند بنکر سر و گردن کمر مین کوکب کے پیچیدہ ہوا اسنے فوراً سحر پڑھا کہ ایک پتلا مقراض سحر لیئے پیدا ہوا اور کمند کے حلقون کو اسنے کاٹ دیا ابکی کوکب نے اپنے سر کے بال نوچکر جو پھینکے وہ ہزار ہا مار سیاہ زہریلے سانپ جنکے کاٹے کا منتر نہین خدا کی پناہ بنکر جانب افراسیاب گمراہ چلے اسنے جلد سحر دم کیا کہ بردے ہوا سے چند طاؤسون نے پیدا ہو کر اُن سانپون کو کھا لیا اسی طرح تا دیر لڑائی رہی سحر آزمائی رہی کہ

نظم

تہ جادوان بنکے مار سیاہ
ہوا تھا عدو کبھی کینہ خواہ
کبھی بنکے بجلی چمکتا تھا وہ
کبھی رعد آسا گرجتا تھا وہ
اسی طرح سے کوکب خوش صفات
لڑائی مین تنہا سو چلتا اپنی گھات
کبھی بنکے سورج لصد آب و تاب
مٹا دیتا ظلمات افراسیاب
بہم نور و ظلمت تھے یون بھڑ گئے
یہ کہئیے کہ ہین روز و شب لڑ رہے

فی الجملہ یہ تو دونون باہم لڑ رہے ہین لیکن بران جو عمرو کو لیکر چلی تھی قریب اس مقام کے آکر اُسنے تخت زمین پر اُتار کر عمرو کو اُتار دیا اور آپ برائے اعانت پدر روانہ ہوئی اور آتے ہی اختر سحر کو جوڑے سے نکالکر ہاتھ پر رکھکر لوہن کاٹنے لگی اور وہ لوہن تیر شہاب بن کر جانب افراسیاب چلین اسنے جلد سحر دم کیا

کہ چند پُتلے قرولی ہاتھون مین لیے پیدا ہوے اور تیرون کو کاٹنے لگے اور افراسیاب نے پہلے سحر کرکے اندھیرا کر دیا تھا
اسکو کوکب نے سورج بنکر دفع کیا تھا اب پھر اُسنے سحر کرکے برڑے ہوا دیکھا لگا ابر پیدا ہوکر کاجل چھوڑنے لگا تبران نے چاہا
کہ اس بادل کو مین ٹکڑے ٹکڑے کرکے سر عدو پر گرادون چنانچہ پر پرواز پیدا کرکے جانب ابر چلی لیکن عمرو کو جو اسنے
تخت سے آتار دیا تھا وہ بھی قریب اُس لڑائی کے آکر تماشا دیکھ رہا تھا کہ برڑے ہوا ایک سل معلق جمی ہے اور اس پر
ایک لوح چمک رہی ہے گرد اس سل کے لڑائی ہو رہی ہے پس یہ دیکھکر سوچا کہ لوح طلسم کوکب یہی ہے اور اسی
کے لیے یہ لڑائی ہو رہی ہے اُسکو لینا چاہیے چنانچہ اسی فکر مین فرغول اور بادمہرے حضرت جبریل کے دیلے ہوے نکالکر
پانون مین باندھے صفت انکی یہ ہے کہ زمین سے جسقدر چاہے انکو باندھکر انسان اونچا ہو جاے غرضکہ خواجہ
اپنی تدبیر سے درست ہوکر گھات مین تھے کہ یکایک سحر افراسیاب سے اندھیرا ہوا اور تبران اسکے دفع کرنے کو
چلی مگر ہنوز وہ ابر تک نہ پہونچنے پائی تھی کہ خواجہ نے اس اندھیرے مین جست کی اور باعجاز بادمہرہ اونچے
ہوکر قریب تختۂ سنگ پہونچکر جال الیاسی مارا کہ مع اُس شیطان کے جو سل بنا ہوا تھا لوح کو کھینچ لیا وہ
شیطان بہت حیران کہ مین کس بلا کے پھندے مین پھنسا اور جال مین آتے ہی سل کی طرح تو نہ رہا بصورت
اصل ہو گیا اور تڑپا کہ اس پھندے سے نکل جاؤن عمرو نے کہا بس خیریت اسی مین ہے کہ چپکے پھنسے رہو وہ
بنظر حسرت خواجہ کی صورت دیکھنے لگا آپنے فرمایا کہ بھئی کیسا مزاج ہے خوب چپکے پتھر بنے ٹھہرے ہوے تھے اُسنے
کہا اجی حضرت لوح آپ لے لیجیے لیکن مجکو تو چھوڑ دیجیے خواجہ نے کہا بھئی مین کیا جانتا تھا کہ تم پتھر بنے ہوے ہو
اور خیر پھنس گئے ہو تو کچھ قباحت نہین ہے سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر جلد تر زنبیل مین اُسکو ڈالکر زمین پر اُتر آئے اول
الگ جاکر کھڑے ہوے اس عرصہ مین برّان اُس ابر کے قریب پہونچی اور اختر مروارید اُسپر مارا کہ وہ ابر
پھٹکر ٹکڑے ہوکر افراسیاب کی طرف چلا اور آواز مثل صور اسرافیل کے پیدا ہوئی قیامت تازہ برپا ہوئی
شہ جادوان گھبراکر زمین پر اُتر آیا اور غائب ہوگیا وہ ابر کوہ پر جاکر گرا اُجالا ہوگیا دامن سحاب سحر کے چاک
چاک ہونے سے شمع نور مہر فانوس ظلمت سے باہر نکلی افراسیاب پھر ظاہر ہوا شاہ کوکب بھی زمین پر اُتر آیا
اور ایک طرف سے بران اور ایک جانب سے اسنے افراسیاب پر حملہ کیا اس عرصہ مین شاہ طلسم ہزار برج لڑائی کی
خبر سنکر فوج اپنی لیکر براے مدد افراسیاب کئی ہزار ساحرون کی جمعیت سے آپہونچا ادھر بران کی خواصین
جو چلی تھین آکر داخل ہوئین اور دونون طرف سے جنگ عظیم ہونا آغاز ہوئی یہ معاملہ جو شہزادہ تورج نے دیکھا
تیغہ کھینچکر یہ بھی چلا اور اخگر وغیرہ بھی لڑنے لگین اور اتفاق سے ملکہ حیرت جو داخل طلسم ہوئی تھی تو اسنے
اپنے رفیقون سے کہا میرا دم گھبراتا ہے جی مین آتا ہے کہ شہنشاہ پاس جاؤن رفقا نے عرض کی کہ دریافت
تو فرمائیے شہنشاہ کہان ہین اُسنے رقعہ دیکھا معلوم ہوا کہ طلسم ہزار برج مین لڑ رہے ہین یہ معلوم کرکے اپنی
انیسون سے کہا اے بی میرے مردوے کو بھی انتہا کا غصہ ہے آگ ہی کا بنا ہوا ہے سامری نہ کرین جو انکو بھی
غصہ آئے اب یہ دل تو دیکھو اکیلے طلسم ہزار برج مین گئے ہین اور دشمنون نے انکو گھیرا ہے جب ہی مین کہتی ہون

کہ میرا دل کیون گھبراتا ہے یہ کیا جانتی تھی کہ میرے وارث پر ایسی کچھ بنی ہے خوب جانتی ہون کہ وہ آفت مین اسی طرح گھسکر ایک دن مجکو بے آبرو بنا مین گے انسون نے کہانی بی سامری نہ کرے تم کیا اپنے منہ سے فال بد نکالتی ہو شہنشاہ سب کو مارین گے انکا رونا یان بھی میلانہ ہوگا دشمن نگوڑے غارت ہون گے اسنے کہا یہ تو سب کچھ ہے مگر مجکو جانا چاہیے یہ کہہ کر کئی ہزار ساحر تیار کرا کر طاؤس سحر پر بیٹھ کر بعجلت تمام تر روانہ ہوئی مگر جبتک یہ پہونچے پہونچے وہان افراسیاب نے روشنی ہونے سے دیکھا کہ لوح مع تختہ سنگ ندارد ہے حیران ہوا کہ لوح اگر کوئی لیتا تو ہو سکتا ہی لیکن وہ تختہ سنگ تو اصل مین شیطان ہے اسکو کس نے لیا اور اگر یہ کہیے کہ وہ خود لوح لے گیا تو وہ لیجا نہ سکتا تھا پس جس کسی نے اس شیطان کو قید کیا کاسے کردہ خیر دریافت ہو جائیگا اب لڑنا بیکار ہے یہ سوچ کر اپنے بازو پر سے آنکھ کھولکر کوکب کو دکھایا کوکب نے اسکو آنکھ کھولتے دیکھ کر سحر پڑھا کہ ایک پریزاد آئینہ لیکر آئی ادھر اسنے آنکھ دکھایا پری نے آئینہ دکھایا ادھر اسکو غش آیا ادھر اُسکو غش طاری ہوا اور دونون زمین پر گرے نگاہ یک ایسی ہوا سے سواران زرین پوش پیدا ہوے اور زمین سے ایک مچھلی نے کہ زمرد رنگ تھی سر نکالا سوارون نے اگر شاہ کو کوکب کو اٹھایا اور تخت پر ڈال کر جانب طلسم چلے ادھر ماہی زمرد رنگ نے اژدر کی طرح دم کھینچکر افراسیاب کو نگلا اور زمین مین غائب ہو کر اندر ہی اندر روانہ ہوئی جب شاہ افراسیاب اور کوکب جا چکے اخگر سمجھی کہ اب تاجدار اور تورج سے سامنا ہوگا پس وہ بادشاہ طلسم ہے یہ شہزادہ لوح نہیں رکھتا ہے گرفتار ہو جاویگا یہ سوچ کر چاہا کہ تورج کو جنگ سے منع کرون مگر یہ فرزندان حمزہ ہین جنگ سے پھرنا نہین جانتے چنانچہ اخگر نے ایسا سحر پڑھا کہ شہزادہ بیہوش ہو گیا یہ عقاب بنکر چوگری پنجہ مین داب کر اُٹھا لیگئی اور درہ کوہ مین جا کر ٹھہری اب بران نے بھی پھرنا چاہا مگر اسوقت حیرت جو روانہ ہوئی تھی آ کر پہونچی اور فوجون کو جمع دیکھ کر بے اختیار حملہ آور ہوئی ملکہ بہار نے اس سے مقابلہ کیا سحر کی چوٹین چلنے لگین دوبارہ زمین و زمانہ مین تزلزل آشکار ہوا کئی ہزار کنیزان بران لشکریان حیرت پر جا پڑین سحر و نیرنگ کا آغاز ہوا نارنج و ترنج کی بوچھار تھی دنیا دھوان دھار تھی کبھی آگ برستی خلقت جان بچانے کو ترستی کبھی پتھرون کی بارش ہوتی گیتی گرانباری سے رو رو دیتی مینھ موسلا دھار برستا قیامت کبری برپا دونون شاہزادیان آستین گھیتی ہوئی کبھی وہ اختر مروارید کی لوین کاٹہی اسکی روشنی ایسی پھیلتی کہ حیرت اندھی ہو جاتی جلد سرمۂ سحر آنکھون مین لگاتی اور اپنے گیسوے مشکین کو پراگندہ کرتی کہ تاریکی چھا جاتی بلا سر دشمن پر لاتی بران پھر اختر چمکاتی کہ دھوپ نکل آتی فروغ مہ عید مٹاتی اور ایسا سحر کرتی کہ حیرت دیوانہ وار بکنے لگتی پھر حواس درست کرکے کمند سحر اسیر لگاتی وہ منھ سے اُف کرکے کمند جلاتی ادھر لشکر مین ہنگامہ بپا کوس و بوق کی صدا سے سپہر دوار کا سر پھرتا لاشین میدان مین گرتی جاتین بیرون کے غل سے آندھیان آتین حیرت زوجۂ شاہ جادوان ہی آجتک اپنا ہمسر کسی کو نہ سمجھ کر اچھی طرح نہ لڑی اسوقت بران کو اپنے برابر کا سمجھ کر کائنات کے سحر کرنے لگی بران بھی جان لڑا رہی تھی دونون مین کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا کہ یکایک آندھی چلی اور برفباری اور سنگباری ہونے لگی بعد اس آفت کے ایک ساحرہ تخت پر سوار نظر آئی کہ نہایت پیر و کہن سال تھی سر پہ جوڑا اتنا بڑا تھا کہ جیسے مٹکا اوندھا لیا تھا وہ جوڑا مٹی سے لوپا ہوا کچھ

جٹین خاکستری زمین پر لٹکتی تھین رخساروں پر جھریان پڑی تھین سر پر نیا نقابہ بندھا تھا چادر محمودی اوڑھے تھی صورت ایسی ڈراونی دکھتی تھی کہ واقعی بلا ہے دردان تھی کان آنکھ ناک سے شعلے نکلتے تھے آنکھین سرخ جیسے دو طاؤس پر خون دست و پا بدقوی نہایت زبون چار پتلیان سونیکی تخت اسکا اٹھائے ہوئے اور بہت سی پتلیان سونے کی گرد و پیش تخت کے عہدے ہاتھون مین لیے ناقوس بجتا سر پر اس ضعیفہ کے چتر ہوتا جارہا تھا اسکے دو دراز اولاد دو ہاتھ مثل انسانون کے لبس جیسے ہی وہ لگا تہ آئی آمد سے اسکی یہ اثر ظاہر ہوا کہ ہر سحر بھول گیا اور ملکہ حیرت نے دو کر تسلیم کی اور عرض کیا دادی جان دیکھیے یہ چھوکری میرے منہ چڑھتی ہے وہ ساحرہ کہ نام اسکا آفات جہار دست جادو تھا افراسیاب کی دادی ہے حیرت کی یہ فریاد سنکر بیرا ان کی طرف مخاطب ہوئی ملکہ مذکور نے بھی جھک کر سلام کیا اسنے دعا دی کہ بچی جیو سلامت رہو نصیب کھلے سونے کا سہرہ بندھے بیاہ ہو کھو میرے بچے کو کب کا مزاج کیسا ہے اسنے کہا جی دعا کرتے ہین اچھی طرح ہین اسنے کہا اے چھوکری ادھر آ ذرا میری چھاتی سے لگ جا بیٹا تو بڑی بے مروت ہے بیرا ان سر جھکا کر قریب گئی اسنے سر سینے سے لگایا اور کہا کیون رہی اب تو بڑی لڑاکا ہو گئی ہے اے فرزند تو میرے آگے کی پڑا اری تجکو سحر کسنے بتایا تجکو کرتے سے اپنا ناک پوچھنا یاد نہ رہا تیرا زچہ خانہ کیا تیرے باپ کے زچہ خانہ مین جاگی ہون اور قسم ہے سامری کی جو بہت دن تجکو نہین دیکھتی ہون تو میرا دل لگا رہتا ہے بیٹا کوئی آپس مین فساد کرتا ہے میرے نزدیک جیسے افراسیاب ویسے تیرا باپ یہ کہکر حیرت کو قریب بلا کر بلائین لین اور دعا دی کہ بیٹی پھلو پھولو اپنی جوانی کا سکھ دیکھو بانک کو ٹھنڈی رہو تجکو بھی آپس کا پاس چاہیے لڑائی موقوف کرو یہ مین چاہتی ہون کہ سمجھ ایسے لوگ آگئے ہین کہ باہم صفائی ہونا مشکل ہے لیکن جہانتک ہو سکے فساد نہو تو بہتر ہے بس جاؤ اپنے اپنے مقام پر آرام کرو دونون کو رخصت کیا حیرت فوج لیکر اپنے طلسم کی طرف چلی اور آفات بھی سمجھا کر سحر خان ہوئی کہ تخت یکا یک قندیل فلک ہو گیا بیران نے چاہا کہ ڈانڈے پر طلسم کے شہزادہ ایرج ہے اس سے ملاقات کرتی چلون لیکن خواجہ عمرو ساتھ آئے تھے انکو تنہا جانب طلسم روانہ کرنا مناسب نہ سمجھی اور نہ سامنے انکے ملاقات کرنا بہتر جانا بس خواجہ کو کہ لوح لیکر مخفی ہو گئے تھے تلاش کرکے تخت پر سوار کیا اور اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوئی مگر خواجہ نے مطلق لوح لینے کا ذکر ملکہ سے نہ کیا ملکہ نے ہر چند پوچھا کہ لوح کا حال کچھ آپکو معلوم ہوا انھون نے جواب دیا کہ مین نہین جانتا غرضکہ یہ تو اپنے مقام پر پہنچکر مصروف عشرت ہوئے کو کب بھی ہوشیار ہو کر اپنے قلعہ کوکبیہ مین آئے ادھر ماہی لے ظلمات طلسم ہوشربا مین پہونچکر افراسیاب کو اگلا جب وہ ہوشیار ہوا بہت کچھ اسکو سمجھایا آخر شاہ جادوان اس سے رخصت ہو کر اس فکر مین چلا کہ جس طرح ہو سکے کوئی طلسم کشا ہم پہونچا کر طلسم نورافشان توڑ ڈالون فی الجملہ اسی فکر مین جانب کوہ نیلم روانہ ہوا اور صبح ہوکر یہان سے حال جہانگیر ابن امیر حمزہ کہ حالت کفر مین ہے بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ جادوان انکو لا کر طلسم نورافشان کے توڑنے کو بھیجتا ہے مگر یہ احقر مقرر رقم پہلے عرض کر چکا ہے کہ تسلسل فسانہ کا مین خیال رکھتا ہون پس حال تو لوح ہے یہان مین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا بدین سبب اول طلسم ہزار برج کی داستان بیان کیجاتی ہے پھر انشاء اللہ کیفیت جہانگیر بیان کرونگا

کنون باز گویم ہما داستان	شنیدید و گشتید مشتاق آن

افسانہ خوانان جرائد طلسمات نیرنگی تحریر اس طرح دکھاتے ہین کہ جب سب امیر و لشکر اس بادیہ طلسم سے لڑ بھڑ کر چلے گئے تاجدار بھی اپنے مقام پر آیا اور اپنے طلسم کے بچانے کی فکر کرنے لگا مگر اخگر جو شہزادہ تورج کو لے کر پوشیدہ ہو گئی تھی بعد میدان صاف ہونے کے ظاہر ہوئی اور شہزادہ کو ہوشیار کیا اور سب حقیقت عرض بیان مین لائی شہزادہ نے فرمایا کہ اب مین یہان نہین بیٹھون گا بہارے فتح طلسم جاؤنگا اخگر نے عرض کیا اچھا آپ ادھر تشریف لے جائیے مین فقیرنی بنکر پھرونگی جب خدا تعالی آپکو امیر اس طلسم کا کریگا مین بھی مل رہونگی بہزاران ہزار گریہ و زاری اس سیاح دشت محبت کو رخصت کرکے آپ فقیرانہ لباس کیا چہرۂ انور کو خاک آلودہ کرکے گویا چاند پر خاک ڈالی مطلب کی فقیری اختیار کی لباس گیروا رنگا کنیزون کو بالکیان مقرر کیا بال بھی مٹی سے بھر لیے کفنی گلے مین پہنی جھولی گلے مین ڈالی بستر کے لیے مرگ چھالا لیا اور صحرا پھرنا آغاز کیا ادھر شہزادہ جو روانہ ہوا طے منازل طلسم فرمانے لگا کس لیے کہ یا تو یہ صحرا طلسم بند تھا مگر مرنے سے عقاب پری کے راستہ کھل گیا شاید اسکی حفاظت کے لیے صحرا کو باندھا تھا غرضکہ یہ رہرو بادیۂ طلسمات کوہ و بیابان طے کرتا ایک کوہ زمرد نگار کے قریب پہونچا دیکھا کہ اس جگہ طرفہ بہار ہے پہاڑ کا رنگ بھی سبز اور دامن کوہ مین سبزہ زار درختون کا لباس اور سر کوہ پر آسمان اخضر سایہ فگن دور تک رحمت خدا جوش زن پہاڑ نہ تھا ایوان بہار تھا جو گل تھا شمع شبستان بہار تھا فلک زمردی اسیر تصدق ہر بار تھا عکس کوہ سے افتخار ارض وغیرہ جو چند سبزہ خفتہ کا بخت بیدار و بلند جو کوئی اس جگہ آتا پھر اسکے عشق مین زہر کھاتا ہر درخت سبز زنگان باغ عالم کا نصیب تھا ہر برگ شاہ بہار کا رفیق و حبیب تھا زمین سب اطلس سبز کا لباس پہنے درخت ہر سمت سایہ دار گھنے گھنے ایک طرف اس پہاڑ کے دامن مین جھیل جیسے بہشت مین نہر سلسبیل گلہائے سرخ سے یاقوت زمرد پر مینا یا شاہد بہار سبز پوش کا یاقوت نگار گہنا سبزہ جوش بہار سے اس طرح زمین سے اُگ رہا تھا کہ صفحۂ دشت رخسار نوخطان سبزہ آغاز بنا تھا کہ نظم

گل تازہ چمن نیا نیا رنگ	ایام پھرے بدل گیا رنگ	صحرا مین وہ جوش گل تھا ہر سو
پھولون کی چھڑی تھی شاخ آہو	خاطر تھی جہان کی عشرت اندوز	تھی صبح بلند صبح نوروز

یہ سر سبزی اس کوہ کی ملاحظہ فرماتا شہزادہ ایک طرف بڑھا تھا کہ ایک مکان دامن کوہ مین بنا ہوا نظر پڑا ایک ڈال زمرد کو تراش کر گویا بنا تھا اس طرح زمرد آسمین بچی کیا ہوا تھا شہزادہ جب اندر اس قصر کے گیا طاق والیوان و صحن و در و اق ہر ایک کو زمرد کا پایا لیکن کوئی ساکن اسمین نظر نہ آیا ہان یہ دیکھا کہ صحن مکان مین چار سو اسی گھوڑا زمرد سبز کا ترشا ہوا بندھا ہے تھان انکے درست ہین گھاس کے گٹھے سامنے کھلے ہین دہانے انکے منھ سے اترے ہوے ہین وہ گھاس کھا رہے ہین پشت پر انکے زین زمرد رنگ اور زمرد دوز کسے ہین رکابین بھی زمرد کی ہین پٹھو نیر با گھرین زمردین پڑی ہین اور ہر ایک کی پشت پر ایک ایک سوار زمرد کا پتلا بیٹھا ہو واقعی اس اصطبل مین وہ وہ سبزہ ہے کہ سبزۂ فلک جسکے سامنے شرمندہ اور سر فگندہ ہے سم انکے

بدر سے کہین بہتر خورشید فلک سے ہزار درجہ منور و مہ وشون کو دیکھ کر ہر چشم حیران رہے پیش نظر تیلیون کا تماشا ہو
نیرنگ نمایان رہے دُم انکی طرہ گیسوے پری ذو ذنب کی صورت مگر خاصیت مین سعد اکبر مثل مشتری کفیل بر
نگاہ پھسلتی دو کوہ بلند نظر آئے نگاہ مردم پھسلجاتی اُسکا ماتھا آئینہ بحر گردن ہلال سپہر جلد کی باریکی مثل برگ گل تر
گویا جسکو حرکت صرصر کان خوشنویس کے بنائے ہوے قلم یا آبدار سنان نہین نہین مثل پیکان یہ بھی نہین بلکہ
سنان مژگان معشوقان وہانہ ایسا چھوٹا کہ دہان معشوق تنگ دہان یا غنچہ بوستان آنکھین چشم غزالان ختن
واقعی چیتے کی کمر اور آنکھین مثل دیدۂ ہرن کہ قطعہ

طاؤس کی طرح دم تھی رنگین
تھے جام شراب حسن مین سم
کنگھی چوٹی بلا غضب کی

زرّرینہ بھتی مہر کی طرح زمین
ہے مشک پہ بال سب کے طرّا
جس طرح عروس پہلی شب کی

شیشہ کا گلا کہ پرچسم دم
خجلت دہ گیسوے چلیپا

شہزادہ یہ کیفیت دیکھ کر متحیر تھا کہ یہین سے ایک پتلا بولا اے طلسم کشا ہم سب آپ کے نوکر ہین مگر ابھی نہین جب آپ لوح طلسم پایئے گا اسوقت ہمین اپنے حلقہ مین در ڈالیے گا شہزادہ یہ کلام سنکر سمجھا کہ پتلا سچ کہتا ہے مقدمہ طلسم کا ہے تم بھی خبر ہوا اور یہان سے آگے بڑھو یہ سمجھ کر عنان عزم کو اس طرف سے منعطف کرکے اُس قصر کے دوسرے دروازے سے باہر نکلا یہان دیکھا تو ادھر ماجرا نظر آیا یعنے ایک پہاڑ یاقوت احمر کا سُرخ بالکل دیکھا زمین بھی سُرخ درخت بھی سُرخ عکس کوہ سے روے ہوا سرخ آفتاب کی تمازت اور دھوپ جو عکس کوہ مین شامل ہوئی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین سے فلک تک آگ بھری ہے گلہاے سُرخ سے تمام درخت ہمدوش شاہد بہار کا تمام گلرو درخت ہر ایک لالون کے لال یاقوت اور زر سرخ سے مالامال تھا لا ہر درخت کا کان یاقوت و طلا عکس کوہ سے ہر چشمہ آب مطلع آہوان دشت تک اس جگہ سرخ فام سنگریزے زمین کے ماہ تمام زمین و زمان سب سرخ رو زلف سنبل ہین حنا مو بو خلاصہ کہ حمزہ کا لال یہ حال دیکھتا وہان سے چند قدم آگے بڑھا تھا کہ ایک بنگلہ یاقوت رُمانی کا بنا ہوا نظر پڑا وصف مین اس بنگلہ کے زبان لال ہے واقعی بے مثال ہے شہزادہ جب اس بنگلہ مین آیا میز کرسی ذنگل شیشہ آلات سے اُسکو سجا ہوا پایا لیکن ہر چیز سرخ رنگ دیکھی عقل اپنی دنگ تھی کہ یہ کیا اسرار ہے یہان کا مالک کون ہے کسکا دربار ہے سوچ مین تھا کہ ایک طرف صحن مین بنگلہ کے درخت لالہ کے مگر جواہر یاقوت کا سرخ رنگ کا اُسکے نیچے صندلی بچھی اسپر ایک بجلی تڑپ رہی تھی شہزادہ کس سے پوچھتا کہ یہ کیا ماجرا ہے چپکا کھڑا دیکھتا رہا آخر دل مین آیا کہ لاؤ وہ انگوٹھی جو اخگر نے دی تھی دیکھون اُسمین شاید اسکا کچھ حال لکھا ہو یہ سوچ کر انگوٹھی کے نگینہ پر نگاہ کی لکھا دیکھا کہ یہ سب مقام طلسم کشا کے لیے ہے وہ جہان چاہے بیٹھے شہزادہ یہ دیکھ کر ایک کرسی یاقوت نگار پر اس بنگلہ مین بیٹھا بیٹھتے ہی بنگلہ کی چھت چرچرائی اور تڑاقا ہوا ستون بنگلے کے پھٹے یہ گھبرا کر اُٹھا تھا کہ بنگلہ سر پر آیا شہزادہ نے ہاتھون پر روک کر بازو اپنے ستون بنائے لنگر مار کر پانون قائم کرکے بنگلہ کو ایک طرف پھینکا بنگلہ تو ایک طرف گر گیا مگر لنگر مارنے سے پانون زمین مین دھنس گئے شہزادہ فلک وقار بزور صاحبقرانی پانون زمین سے نکال کر الگ استادہ ہوا اسوقت ایک

آواز آئی کہ ہائے مارے ڈالتا ہے اور کوئی نہین سنتا ہے ساکنان طلسم ہماری فریاد کو پہونچو یہ آواز آتے ہی از خود ہر گوشہ دشت و در سے شور و غوغا بلند ہوا کہ لیجیو گھیریو پکڑ لینا مارنا یہ غل سنکر شہزادہ گھبرایا اور انگشتری پر نگاہ کی اسمین لکھا پایا کہ اے شکنندۂ طلسم یہ جو سامنے کرسی بچھی ہے اسکو اُٹھا اسکے نیچے ایک تختہ سنگ ہے اسکو ہٹا ناد ہانہ نقب کا ظاہر ہوگا اسمین چلے جانا اگر اس کام مین ذرا بھی تامل ہوا تو مورد صد آفات و بلا ہوگا اجل کا سامنا ہوگا شہزادہ نے فوراً کرسی کو اُٹھا تختہ سنگ کو سرکایا پھر تو وہ غلغلہ قیامت انگیز برپا ہوا کہ رستم بھی ہوتا تو زہرہ فرط خوف سے آب آب ہوجاتا خاکدان عالم بالکل ظلمت سرا تھا چار سمت اندھیرا تھا شہزادہ نے کچھ خوف و خطر نہ کیا بے تامل اندر نقب کے قدم رکھا یہ معلوم دیا کہ آتشکدہ مین کسی نے ڈال دیا سارے جسم مین آگ لگی اور تڑاقا ہوا شہزادہ تاب لا سکا بیہوش ہوگیا پھر جو آنکھ کھلی تو ایک دریاے ذخار مین اپنے تئین پایا کہ بہتا ہوا جاتا ہون اس ماجرے سے بہت حیران تھا کہ مین کہان تھا اور کہان آگیا غرض دریا مین ہاتھ پاؤن مارتا شناوری کرتا چلا مگر دم چڑھ گیا دست و پا شل ہوے اسوقت یقین ہوا کہ زندگی حباب آسا ہے یہ خراب آباد دہر سراب آسا ہے کشتی حیات تباہ ہوا چاہتی ہے ساحل نجات کو سون کیا منزلون دور اب مرنا ضرور ہے بس آبدیدہ ہوکر یہ شعر زبان پر لایا کہ بیت

اتنا تو پوچھا ہوتا بس اے ساحل نجات	کشتی یہ کس کی تھی جو تباہی مین رہ گئی

غرض نظر بفضل مالک بر و بحر کرکے کہ تو ہی بیڑا پار لگانے والا ہے چند قدم آگے بہا تھا کہ ایک ٹیکرا نظر آیا اور اسپر ایک ملاح کو بیٹھے پایا کہ ڈور دریا مین پھینک کر مچھلی کا شکار کرنا چاہتا ہے شہزادہ غوطہ مار کر اس ٹیکرے کے قریب گیا اور جب غوطہ سے اُبھرا ملاح پکارا کہ اے نوجوان اگر تو ڈوبتا ہے تو یہ ڈور تھام لے کس لیے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے شہزادہ نے ڈور تو نہ تھامی مگر انگشتری دیکھنا چاہی فوراً تلاطم آب ہوا اور موجون کے طمانچے منھ پر پڑنے لگے پانی کے چھینٹے آنکھین بند کیے دیے تھے ناچار بموجب کہنے ملاح کے اس ڈور کو پکڑا اور ملاح نے کھینچا یہ نہنگ بحر شجاعت اسکے سہارے سے باہر نکلا ملاح نے کہا کہ تم ڈوب جاتے اگر مین نہ نکالتا یہ احسان میرا مانو اور جو مین کہون وہ کرو سنو ارادۂ طلسم شکنی سے باز آؤ طلسم مین کچھ مال و متاع نہین صرف بندگان سامری و جمشید رہتے ہین اور انھین غریبون کی انہین روٹی ہے تم مسلمانون کے لیے سارا عالم چھوڑ دیا ہے یہ کونا بندگان سامری و جمشید نے لیا ہے انکو ستانا اچھا نہین شہزادے نے فرمایا کہ او بیہودہ تو کیا جھک مارتا ہے مین سامری پرستون کا نام تو دفتر عالم مین رکھونگا نہین سب کو غرق قلزم فنا کرونگا ملاح یہ سنکر بہت خفا ہوا اور کہا او خیرہ سر طلسم ہزار برج ہے کوئی ایسا ویسا مقام نہین تو کیا توڑ سکے گا اچھا اب اس دریا سے دیکھون تو کیونکر نکلجاتا ہے یہ کہکر اُٹھا اور ایک طرف چلا اور پھر کر کہا کہ اب بھی میرا کہنا مان اور میرے ساتھ آ شہزادے نے اُسوقت انگشتری کو دیکھا معلوم ہوا کہ ہر چند زبردستی نہ چلے گی اسکے ساتھ تمکو جانا ہوگا شہزادہ یہ دیکھ کر کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ وہ ملاح زمین پر گرا اور تڑپ کر شیر غران بنا اور اس اسد بیشۂ شجاعت پر حملہ آور ہوا یہ اسکے ہمہمہ کو روک نہ سکا گر پڑا اپنے منھ مین داب کر جو

اچھالا یہ پشت پر اُسکی پہونچا وہ بیٹھ پر لاد کر اس دریا مین کودا اور شناوری کر کے آن واحد مین پار پہونچا دیکھا اس پار دریا کے صحرا ہے ویران و ہول خیز ہے نہایت وحشت انگیز ہے غول بیابانی شعلہ فگن ہین اندرون کے غار ہین شیرون کے مسکن ہین جناب عبداللہ بیابانی جو وہان آئین لقین ہے کہ خوف کھائین اور خوف و دہشت سے قدم نہ رکھین حضرت خضرؑ دعائے حفظ و صحت دم کرین جو درخت تھا مثل مرد مفلس پریشان جو برگ تھا رنگ دیوانگان آئینہ وار حیران وحشت کی گھٹا چھائی غیرت و آفت در بستی آفتاب و دیدہ وحشت ناک کی طرح آنکھ پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہر بگولا دیو سیاہ نظر آتا مختصر یہ کہ اُس صحرا مین ایک منڈھی سرکی کی پڑی ہوئی وہ بھی نر سرکی نہ بیر کی مثل عاشق شوریدہ سر کا جھاڑ پڑا اسمین ایک جوگی بیٹھا ہوا لیکن سر جھاڑ منہ پہاڑ موٹا خنگا نہایت دبنگا از سر تا پا ننگا بال جٹا دھاری زمین پر گھسٹتے چلتے توند نکلی ہوئی ہاتھ مین دو لکڑ جلتے لیئے ماتھے پر صندل سے ایک سور بنا ہوا پنجہ ترسول چھاتی پر سیندور سے چھپا ہوا اکھڑا اون پہننے کی آگے دھرین سُرخ سُرخ آنکھین حدقہ چشم سے باہر نکلی پڑتین بیراگی ٹیڑھی بغل کے نیچے تکیہ کئے بیٹھا تھا شہزادہ کو اس شیر نے سامنے اسکے لا کر ڈالدیا اور آپ مثل انسان بنکر پکارا کہ اُستاد یہ مقید طلسم حاضر ہے جوگی یہ سُن کر شہزادہ سے گویا ہوا کہ لے تو سچ مجکو یہانتک آنا مناسب نہ تھا یہ طلسم ٹوٹنا نہایت محال ہو تجکو لازم ہے کہ اُٹھ اور خداوند سامری کو سجدہ کر شہزادہ کو اس گفتگو سے بہت غصہ آیا اور کہا اے تیرہ روزگار تم مین سے ایک کو بھی مین انشاءاللہ زندہ نہ چھوڑون گا سنگ طلسم سے سر توڑونگا جوگی نے کہا اب تیری قضا ہی آگئی یہ کہکر ایک خنجر بورے کے نیچے سے نکالا اور اُٹھکر جانب شہزادہ چلا شہزادہ نے بھی حملہ کرنے کا ارادہ کیا دیکھا تو وہ ڈور جو دریا مین مین نے پکڑی تھی میرے بازو پر بندھی ہی ہاتھ قابو مین نہین ہین یہ دیکھکر چاہا کہ انگشتری کو دیکھون اس عرصہ مین اُس جوگی نے خنجر مارا شہزادہ انگشتری پہنے تھا اسکی برکت سے خنجر اچٹ گیا اور جسم صحیح و سالم رہا اور اُسنے انگشتری کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ اس اسم کو پڑھکر بازو پر دم کر مشکین کھلجائین گی اسنے اسم ورد زبان کیا اُدھر جوگی نے خیال کیا کہ اسپر خنجر نے اثر نہ کیا شاید یہ بھی ساحر ہی یہ سمجھکر گویا ہوا کہ اے طلسم کشا مسلمانون کو سُنا تھا کہ ساحر نہین ہوتے ہین مگر تو ساحر بھی ہی شہزادہ نے اسم تو بازو پر دم کیا کہ وہ ڈور جلگئی جب اس بند سے رہائی پائی جوگی سے کہا ہم ساحر ہین تو اپنے لئے نہین ہین تو اپنے لیے تو اپنی سزا اپنی کنار مین دیکھ جوگی نے اُسکو ڈور سے چھوٹتے ہی دیکھا تھا سمجھا کہ یہ مقرر طلسم کشا ہی اس سے آشتی کرنا چاہیئے یہ سوچکر کہا اے شہریار معلوم ہوا کہ آپ فتاح طلسم ہین اچھا مین سحر آپ پر سے دفع کیے دیتا ہون آپ بیٹھیے اور جو کچھ مین کہون اُسکا جواب دیجیے یہ عرض کر کے رد سحر پڑھا کہ شہزادہ پر بالکل اثر سحر باقی نہ رہا یہ کیفیت دیکھکر وہ ملاح جو شیر بن کر اس ضیغم نیستان جلاوت کو یہان لایا تھا گھبرایا اور رو بفرار لایا یہان سے کچھ فاصلہ پر ایک اور ساحر رہتا ہی کہ نام اسکا فیلان جادو ہی اُس سے جا کر اُسنے سب کیفیت بیان کی وہ حال سُنکر غضبناک ہوا کہ یہ اس جوگی نے کیا کیا مسلمان سے ملگیا دین و دنیا دونون کو کھو بیٹھا اب مجکو لازم آیا کہ اُسکو سزا دون اور ابھی سویرا ہے وہین قدم کی طرف اسکو بھیجدون یہ کہکر اپنے مقام پر سے اُٹھا اور زمین پر لوٹ کر ایک مست ہاتھی بنا کہ چارون گھنٹیان لٹکتی تھین

کجلی بن خود نظر آتا تھا قد اتنا بڑا تھا کہ کوہ معلوم ہوتا تھا بلکہ فیل فلک اس سے خوفناک ہوا اسد چرخ کو ٹھوکر دن مین
اڑانے کا ارادہ رکھتا تھا دو دانت فیل قامت اوج بن عنق منہ سے باہر نکلے ہوئے گور کن قضا کے معلوم دیتے اس
ہیئت سے بنکر روانہ ہوا اور سامنے جوگی کے پہونچا وہ جوگی تو سیج کو منڈھی مین لیکر بیٹھا تھا اور مناظرہ اپنے دین
کے آئین کا کررہا تھا کہ یہ پہونچا اور للکار کر او بیچیا و بدبین یہ کیا تو نے غضب کیا کہ متاع ایمان کو مع نقد جنس تو
کھو بیٹھا اپنی ایمانداری سے بجرم بے ایمانی مین ہاتھ دھو بیٹھا اب تجکو لازم ہے کہ تجکو سزاے معقول دون اس جوگی نے
کہ نام اسکا بیابانی فیل پیکر جادو تھا یہ گفتگو جو سنی غصہ ناک ہوا کہ یہ نالائق میرے مقابلہ مین آیا ہی اور بے سمجھے مجکو
بے ایمان بناتا ہی اور اپنا تاؤ پیچ دکھاتا ہی حالانکہ مین ابھی شریک طلسم کشا نہین ہوا پس بغضب تمام تر اپنی جگہ
سے اٹھا شہزادہ نے کہا کہ تم تامل کرو مین اس سے سمجھ لیتا ہون اسنے کہا نہین آپ تماشا دیکھیے اس نالائق کی بھی حقیقت
ہو کہ میرے مقابلہ مین آیا ہی یہ کہکر منڈھی سے نکلکر لوٹنے لگا اور ہاتھی مست بنکر اسپر جھپٹا یہ بھی ایسا فیل جہاں بت
شکوہ بنا کہ گاؤ زمین کو بار اٹھانا مشکل ہوا طبقہ زمین مین زلزلہ آیا کشتی ارض ڈگمگانے لگی مالک بر و بحر کو کفیل حال
سمجھ کر دنیا پناہ چاہنے لگی اور یہ اٹھکر اس فیل سے مقابل ہوا باہم دھڑا کا ٹکر کا چلنے لگا زمین و زمان ہلنے لگا۔
خرطوم کے گھونسے پڑنے لگے بھسونڈے سے بھسونڈے لڑنے لگے تا دیر باہم لڑا کیے آخر دونون کے سر پھٹے اور
شرارے نکلے اسکے سر کا شرارہ اسکے سر کا اسکے سر پڑا دونون مثل دیو آتشبازی کے جلنے لگے اور ایک شرارہ آکر اس
ملاح پر بھی پڑا کہ وہ بھی جلنے لگا آخر یہ تینون شیاطین فی النار والسقر ہوے اور جلکر خاکستر ہوے شہزادہ یہ
قدرت خدا تعالی دیکھکر ششدر تھا کہ اس دافع البلیات نے ان بلاؤن کو کیا بطور آسمان دفع فرمایا اور مجکو بچایا
غرض شاداں و فرحاں وہاں سے آگے روانہ ہوا اور اس صحراے وحشتناک کو طے کرکے ایک ایسے بیابان مین پہونچا کہ
سراسر منور و روشن تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارہا آفتاب نکلا ہوا ہی فلک سے نور برستا تھا ابر کے سفید ٹکڑے چھائے
ہو چمک مہر تابان کی رکھتے تھے شاہد روزگار کس خوبصورتی سے لباس نورانی زیب قامت کیے چہرۂ عارفان
لبیان قلب روشن ضمیران زمین و زمان روشن ہر چشمہ آب کی موج برق پر چشمک زن ہر شجر نہال وادی ایمن ہر
شاخ ثعبان شاخ بلور ہر سنگ چکمک مین یہ انداز جسا کہ حور شہزادہ اس وادی نور کو ملاحظہ فرماتا ہوا جب کچھ آگے چلا
سامنے ایک قلعہ سنگ سے بنا ہوا نظر پڑا کہ سنگ مرمر اسکو دیکھ کر غیرت سے مر جاے شیشہ کافوری رشک سے
میر اکھائے ہر دیوار اسکی صفائی مین روے تابان معشوق سے بہتر ہر کنگرہ اسکا رفعت مین فلک کا ہمسر شہزادہ
قریب قلعہ آیا دروازہ بھی سنگ سفید کا پایا کہ مثل چشم جناب یعقوب علیہ السلام انتظار مین کسی یوسف لقا کے کھلا ہوا اور
سفید ہوگیا تھا اور قلعہ پر ہزارہا ساحر معبدہ دربانی بیٹھا تھا شہزادہ بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوا کسی نے منع کیا جب
اندر آیا تو ایک بستی عجیب فرحت افزا بہشت سے بہتر دیکھی وہ مکانات ہر قسم کی اشیا سے معمور ہر شخص فارغ البال و مرفہ حال
بیفکر و بے تردد ہر دکھنے سامان عشرت فراہم کیے ہوئے مجتا ہنگامہ نشاط برپا نہایت گرما گرم بمقتضاے ابیات

بازار مین یون سڑک صفا خیز	جس طرح کہ ہو آب لبریز
اشرحی ہوئی روح کے لیے قوت	

کوٹے ہوئے اُسپہ لعل و یاقوت
تھے جمع کسی طرف فسون گر
مین دار پہ ہون جواب منصور
پوری سے گرسنگی کو دوری
پان جسکے ہوس مین آئے آدم

سرخی سے عجیب عالم نور
بنجاتے تھے دم مین پر کبوتر
تیار کہین جو نان و حلوا
بھوکون کی ہوئی مراد پوری

یا مانگ مین مہوشون کی سیندور
نٹ بالنس پہ کر رکھا تھا مذکور
اُترا تھا فلک سے من و سلویٰ
وہ گرم کچوریون کا عالم

شہزادہ فلک جاہ یہ کیفیت شہر کی دیکھ کر بہت محظوظ ہوا اور ازبسکہ تشنہ و گرسنہ تھا ایک دوکان کے قریب گیا اور جیب سے خست زر و جواہر نکالکر دوکاندار کو دیا اسنے ایک خوان مین مٹھائی طرح طرح کی نکال کر اپنی دوکان کے ایک گوشہ مین بھجوائی اور قالین بچھوادیا شہزادہ وہان جاکر بیٹھا اور مٹھائی کو اُٹھا کر قریب دہن لایا تھا کہ ایسی بوسے بدآئی کہ دماغ پریشان ہوا گھبرا کر مٹھائی کو جو دیکھا بھیجا سڑا ہوا کسی جانور کا نظر آیا اسنے اسکو پھینک کر پھر دوسری ڈلی اُٹھائی ویسی ہی بو آئی اب دیکھا تو گوشت سڑا ہوا ہے شہزادہ نے وہ سب خوان اُٹھا کر قریب حلوائی آکر اُسکے منہہ پر مارا اور کہا او بیحیا ڈھٹ بندی کرکے مٹھائی کے عوض سڑا ہوا گوشت بیچتا ہے حلوائی عذر کرنے لگا اس سے حجت کر رہا تھا کہ اُس حلوائی کا باپ آیا اور اسنے پوچھا کہ یہ کیا تکرار ہے حلوائی نے سارا ماجرا بیان کیا اسنے سب کیفیت سُنکر معلوم کیا کہ یہ شہزادہ شکنندۂ طلسم ہے لبرا اسنے شہزادے کے سامنے ہاتھ باندھے اور روپیہ جو کچھ لسنے لیا تھا وہ سامنے حاضر کیا اور عرض پیرا ہوا کہ آپکے قابل یہ مٹھائی نہین ہے اور کہین سے لیجیے شہزادہ نے دام تو واپس لینا خلاف شان سمجھا اور آگے بڑھا ادھر حلوائی کا باپ اس شہر کے حاکم پاس گیا حاکم کا یہان کے قیصر جادو نام ہے چنانچہ وہ دارالامارۂ شاہی مین اورنگ خلافت پر بیٹھا تھا کہ اسنے اطلاع کرائی کہ یہ احقر آپکے فائدے کی بات تخلیہ مین عرض کریگا شاہ نے اُسکو تخلیہ مین طلب کیا اُسنے عرض کیا کہ اے بادشاہ عالیجاہ آپکا ہم رعایا سے حکم تھا کہ جب کوئی ایسا شخص آئے کہ اُسکے ہاتھ مین مٹھائی یا روٹی یا بوٹی ہو جائے تو اُسکی ہمسے خبر کرنا لیس آج وہ شخص آیا ہے اور یہ ماجرا گذرا ہے بادشاہ نے جب تمام ماجرا سُنا حلوائی کو تو انعام دیکر رخصت کیا اور کوتوال کو شہر کے بلاکر حکم دیا کہ پانچ چار سو پیادے ہمراہ لیجا کر طلسم کشا آیا ہے اسکو پکڑ لا کوتوال حسب ارشاد بادشاہ کوتوالی مین آیا اور پیادون کو حکم سنایا تہی ہی جنگی پیادون نے کمر کسی روند تیار ہوئی تو ٹے شیر ہوے تیر و کمان سے سنبھالے تلوارین پر تلوون مین ڈالین ساز سنیگرہ لگا یا جنگ پر آمادہ ہو کر ہر ایک پیادہ چلا اتنے عرصہ مین شہزادہ تورج نے نانبائی کی دوکان سے کھانا مول لیا اور بدستور اول جب کھانے بیٹھا خون کی بو آئی دیکھا تو روٹی سڑی بوٹی ہے شہزادہ نے وہ پھینک کر حلوائی اور نانبائی سب کو گالیان دینا شروع کین نانبائی کے یہان سے پانچ چار کبرے کفگیر ین پکڑ کر دوکان پر سے کود دے اور پکارے کہ رہ تو جا ہم ابھی ایتر اخمیر بگاڑے دیتے ہین قسم دانیال کی جواب تو نے ہمارے مالک کو کچھ کہا تو مارتے مارتے قیمہ کر دینگے شہزادے کو اُن کے کلمات بیہودہ سُنکر زیادہ غصہ آیا دو ایک کا سر ٹکرا کر بھیجا پھاڑ دیا اور آتش غضب تنور سینہ مین جو زیادہ مشتعل ہوئی دو تین کو جان سے مار ڈالا اور دیکھا کہ چند خوان کھانے کے تیار کسی امیر کے یہان

بھیجے کو نانبائی نے الگ رکھے ہین اُنکو دیکھ کر سمجھا کہ مجکو مسلمان سمجھ کر یہ بھیجا ایسا کچھ کرشمہ کرتے ہین ان خوانون کا کھانا اچھا ہوگا پس یہ سمجھ کر نانبائی کو تو مارکر دُوکان سے بھگا دیا اور وہ خوان اپنے قبضہ مین کیے نانبائی اور ملازم اُس کے آسیائے ظلم سے مثل دانۂ گندم پسے ہوئے دُہائی دیتے جانب کوتوالی روانہ ہوئے کہتے جاتے تھے کہ ایک زبردست ایسا آیا ہے کہ اُسنے مادر شیر مال ہمارا سمجھا ہے اور ہمکو مارکر دل و جگر ہمارا قلیہ کیا ہے عقلیہ یہ ہے کہ وہ طلسم کا توڑنے والا ہے یہ تو سب دوہائی دیتے اُدھر چلے ہین ادھر شہزادہ نے خوان کھول کر کھانا کھانیکا قصد کیا تھا کہ کوتوال پیادے لیے آپہونچا شہزادہ اُنکو دیکھ کر دوکان پر سے مثل شیر غضبناک کے کودا اور تیغ تیز کھینچکر اُنپر جا پڑا شمشیر بران بھی تشنۂ خون و گرسنۂ جان دشمن تھی دانایان ہنر جنگ کے لیے گلخن بھتی جسمین نے سرون کے پڑے تنور مرگ مین لگا دیے پیادے پیادے شطرنج کے بنا دیے لاش پر لاش گرنے لگی شہر مین ہلچل پڑ گئی دوکانین جلدی جلدی دوکاندارون نے بند کین بعض دوکان چھوڑ کر بھاگے دروازے گھرون کے بند ہوئے رعایا بھاگنے لگی بدمعاش اچکون کی بن پڑی جسمین نے تھا راتم نے اسکا گھر لوٹ لیا تمام شہر مین غدر مچ گیا کوتوال اُن پیادون کو اس فیل تن سے کیا لڑا اسکتا آخر زچ ہوکر رد بفرار لایا اسپ ہمت میدان نامردی مین دوڑایا مات ہوکر رخ جانب در دولت بادشاہ پھیرا جنگ کا مہرہ نہ رکھ سکا بادشاہ نے جب یہ حال کوتوال کا دیکھا اپنے بساط مین جسقدر لشکر رکھتا تھا اُسکو تیار ہونیکا حکم دیا دس ہزار سوار اور پانچہزار پیادے تیار ہوکر اُسکے ساتھ چلے قرنائے جنگی پھنکی طبل و بوق کی صدا نے دنیا دہلا دی سپاہی تلوارین چمکاتے ساحر سحر کی نیرنگی دکھانے روانہ ہوئے آگے سب کے بادشاہ مرکب اژدر دمان کو بنائے تاج سر پر ہتھیار جسم پر لگائے اسباب سحر سازی دعربہ جوئی ساتھ لیے بڑے کر و فر سے شہزادہ نامور کے قریب آکر پہونچا شہزادہ بیخوف و خطر اس لشکر پر بھی حملہ آور ہوا اب تو چار طرف سے سحر کی مار اور تیرون کی بوچھار ہونے لگی کسی طرف سے نارنج و ترنج و ناریل وغیرہ برستے تھے کسی جانب سے تیر و تلوار و خنجر و نیزہ پڑتے تھے سحر کے اژدر قلاب آتشین چھوڑتے منہ پھیلا کر دوڑتے ساحر سحر سے آگ و پتھر برساتے لیکن بسبب انگشتری شہزادے کا کچھ نہ کر سکتے اور حربہ ہائے تیر و گرز کو یہ بہادر ہمہ تن چشم بنکر روکتا اور دو ایک کو مار کر مرکب حاصل کرکے سوار ہوتا تھا تیغ دو دم نے اس بہادر کے عدو کا دم بند کیا تھا اس شہر مین تلوار کا راج تھا متاع جان کی گرم بازاری تھی امان کو ہر ایک محتاج تھا شمشیر کا خم محراب دوکان نظر آتا جوہر کا جواہر جسمین بکتا ہر ایک پاتا دلال اجل پیر و جوان کی جان کا ایک ہی نرخ بتاتا کارخ تن سے نکلین یعنی روح فراری مرگ مفاجات کی نسبتی زندگی دیار جسد مین ایمان کے کال ہونے سے عاری شہزادہ نے دم بھر مین سرون کے کنگرے اور دست و پا کے ستون بنا دیے جسد عدو مسمار کرکے سینون کے چبوترے درست کیے لاشون کے ڈھیر لگا دیے کہ نظم

زمین کرد سرخ آن دلاور بجنگ
چو برگ خزان سر فرو ریختے
اگر بر زدی بر سر آن سرفراز

بکیے گرزہ گاؤ پیکر بجنگ
بہ شمشیر بران جو بگذشت دست
بہ و نیمہ گردش با اسپ ساز

بہر سو کہ مرکب بر انگیختے
ببر سرفرازان ہمیگر دبیست
چو شمشیر بر گردن افراختی

جو کوہ از سواران سر انداختی	ز خون دلیران بدشت اندرون
چو دریا زمین موج زن شد بخون	

اور از بسکہ یکہ و تنہا اتنی بہادری سے لڑ رہا تھا تو پلٹنوں رسالوں مین قتل و قمع کرتا ہوا لشکر شقاوت اثر کے
ریلوں کو روکتا قریب بادشاہ پہونچا اس فکر مین کہ جبتک بادشاہ گرفتار یا قتل نہوگا فتح ہونا دشوار ہے تم اکیلے
کہان تک قتل کروگے سو رما چنا بھاڑ نہین پھوڑتا یقین ہے کہ مار ڈالے یا گرفتار ہو جاؤ چنانچہ جب قریب قیصر پہونچا
اسنے ایک سحر کا نارنج سینہ بے رنج شہزادہ پر مارا مگر بوجہ انگشتری کچھ نہ رنج پہونچا نارنج اُچٹ گیا بادشاہ سمجھا کہ طلسم کشا
ہے جنگ مین زیر نہوگا اس سے مکر کرنا چاہیئے اسی اندیشہ مین تھا کہ شہزادے نے گھوڑا اژدر سے اُسکے ملا کر کمر زنجیر
مین اسکی پنجہ بلی اپنا دیکر زور کیا اور ہاتھ پر اُسکو اُٹھا لیا چاہا کہ چرخ دیکر چو رنگ ہوائی کا توڑون لیکن وہ دغا باز
پکارا کہ اے شہریار غلام طالب امان ہے شہزادہ نے اُسکو زمین پر اُتارا اُسنے لشکر کو اپنے جنگ سے منع کیا اور رکاب
ظفر انتساب شہزادہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا حضور میرے کلبۂ احزان کو اپنے قدم سعادت توام سے شبستان عشرت
بنائین مجکو اور تمام ارا کین سلطنت کو مطیع اسلام کر کے سر چشمۂ ہدایت پر پہونچائین کہ آپکا بمقتضائے بیت

آواز قدم دم مسیحا	نقش کف پا چراغ موسے

یہ انکسار جو شہریار عالی تبار نے اُس مکار غدار کا دیکھا چشم مروت جانب پشت پا جھکائین اور عنان مرکب
کو اسکے خانہ پر نیرنگ کی طرف منعطف فرمایا وہ ننگ خاندان لشکر بقیۃ السیف کو جلو مین لیے ڈنکے بجواتا بعظم و شان
تمام اس والا اقتدار کو اپنے گھر لایا اور دار الامارہ مین پہونچکر عرض پیرا ہوا کہ یہ بدبخت و تاج حاضر ہے شہزادہ نے
اُسکو تاج بخشی فرما کر تخت پر بٹھایا ارکان دولت نے نذرین شہزادہ کو دین اور اُسنے اطاعت اسلام کا جب اقرار کیا اُسوقت
اس سیر چشم نے خاصہ طلب فرما کر نوش فرمایا پھر سے حکم ترتیب جلسۂ عشرت دیا ساقیان حور شمائل و طوائفان زہرہ مثال
و پری خصائل حاضر ہو کر داد عیش و مسرت دینے لگین جام خندہ زن ہوئے مسرور اہل انجمن ہوئے **کہ ابیات**

جادو نگہان و سحر کاران	غارتگر ہوش ہوشیاران
گل پیرہنان نازک اندام	لبس لے گئے دل سے چین و آرام

دن بھر اسی طرح ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا ہر ایک فرط شوق سے
بے شرم رہا جب ساحر شب کے قلب مین شمل نور اسلام نور قمر ضیا افروز جلوہ گستر ہوا اور آفتاب نے مطیع الاسلام ہو کر
سر بسجدۂ مغرب رکھا کہ بمقتضائے **نظم**

ہوا مہتاب جب اونچا فلک پر	جو کین خورشید نے طے منزلین چار
زمین پر چاندنی چھٹکی برابر	گیا دن آئی شام روشنی بار

بادشاہ نے ایک قصر عالی رفعت
اس صاحب منزلت کیلیے بہر آرام خالی کرا کر پلنگ کرسی میز فرش سے آراستہ کرایا اور جملہ سامان راحت وہان
مہیا کر کے عرض کی کہ آپ کسل راہ رکھتے ہین جا کر آرام فرمائیے شہزادہ اُسکے کہنے سے مکان مذکور مین بہر آرام
آیا اور وہ اُٹھکر اپنے شبستان مین گیا اس بادشاہ کی ایک دختر ہے کہ نام اُسکا **موے جادو** ہے اتنی بڑی ساحرہ
ہے کہ بال بال مین اُسکے ساحری ہے رگ رگ مین مکاری بھری ہے چنانچہ اسوقت محل مین وہ سحر خوانی کر رہی تھی
سامنے صحن مکان مین چمنستان لگے ہین سیر بھی دیکھی جاتی ہین یہ بادشاہ اُسکے پاس آیا اُسنے براہ تعظیم سر جھکایا

تسلیم پدر بجالائی لیکن صورت باپ کی متفکر اُسنے پائی حال ملال استفسار کیا بادشاہ نے جملہ کیفیت آمد طلسم کشا اور اپنا بمکر اطاعت کرنا بیان کرکے کہا کہ کوئی صورت آئینۂ خیال مین جلوہ گر نہین ہوتی کہ اس مسلمان کو اسیر کرون اُس لکاتہ نے ہنسکر جواب دیا کہ آپ گھبراے نہین مجکو بزور سحر حال اسکا معلوم ہے اس شہزادہ پر ایک ساحرہ کے فریفتہ ہوکر انگوٹھی طلسمی اُسکو دی ہے جس کے باعث سے وہ ہر جگہ غالب ہوتا ہے بس حضور غافل پاکر اُس کے ہاتھ سے وہ انگوٹھی اُتار لین وہ قید ہو جائیگا پھر کچھ زور نہ چلیگا یہ کلام اس دختر نافرجام کا سُنکر بادشاہ شادکام ہوا اور بزور سحر اُڑکر اُسی مقام پر آیا کہ جہان شہزادہ آرام مین تھا یہ قریب پلنگ کے بیٹھ گیا شہزادہ ازبسکہ خستۂ راہ بہت تھا بدینوجہ غافل سورہا تھا اُسنے دست حق پرست سے اُسکی انگوٹھی کو اُتارا ہاتھ تو نکان جہ ہوئی اس ثانی سلیمان کی بھی آنکھ کھلگئی دیکھا تو قیصر عفریت خصال میرے ہاتھ سے کچھ اُتارتا تھا غور جو کیا تو انگوٹھی کو نہ پایا بس فوراً اُٹھ بیٹھا قیصر اسکے اُٹھنے سے ایسا گھبرایا کہ سحر کرنا بھولا اور روبفرار لایا شہزادہ اُسکے پیچھے دوڑا چنانچہ وہ ساحر زبردست تھا اُسنے پرواز کی اور اُڑتا ہوا اندر شبستان کے چلا گیا شہزادہ اُسکے عقب مکان آرامگاہ سے نکلکر تابہ قصر شاہی آیا لیکن جب وہ نظر سے نہان ہوا یہ زیر دیوار قصر ٹھہر گیا اور فکر کرنے لگا کہ اندر ایوان کے جاکر اُس دیو سیرت کو تلاش کرون یہ تو اس سوچ مین ہین اُدھر وہ بدسیر اپنی دختر پاس آیا اور انگشتری دیکر اُس سے کہا کہ اب اس مشتری کو قید کر اس گیسو بریدہ نے انگشتری لیکر اپنے گلے کی ہیکل مین باندھکر ہیکل گلے مین پہن کر انگوٹھی چھوٹے کپڑے مین رکھلی اور ایک تاریخ پر سحر دم کرکے اس مکان کی دیوار پر مارا یہان شہزادہ موصوف جس دیوار کے نیچے کھڑا تھا اُسین سے ایک طوق اور زنجیر آہنی نکلکر گردن و کمر مین پڑ گئی اور چار دیجے روے ہوا سے بسان برق چمک کر گرے اور شہزادہ کو اُٹھا لے گئے اور سامنے اُسی مکارہ کے لاڈالے شہزادہ نے دیکھا کہ ایک رواق بہ ازطاق کسرے و خورنق بہرام تعمیر ہے حسن و خوبی مین سراسر پری کی تصویر ہے سامنے ایوان کے باغ لگا ہے باغ خاطر شاعران سے بھی رنگین زیادہ ہے بیچ مین اُس گلشن کے چبوترہ نادر کا بنا ہے اسپر مجھکو پنجون نے لاکر بٹھا دیا ہے زنجیر کمر مین ہے طوق گلے مین پڑا ہے یہ دیکھ کر خاموش تھا کہ سامنے سے موسے جادو اپنے باپ کو لیے ظاہر ہوئی اور قریب اس شہزادہ پری جمال کے آکر قصد آزار رسانی کیا مگر چہرۂ بے نظیر سراپا تنویر کو اس ماہ منیر کے دیکھکر یقین تھا کہ غش کرجائے اُسپر طرۂ زلف گرہ گیر ہوئی گولا سحر کا مارنا چاہتی تھی عشق کا گولا خود چھاتی پر کھایا لشکر عشق نے ملک دل تاراج کردیا ہجوم غم و ہم نے گھیر لیا سپاہ رنج کے الم برپا نظر آئے الم کے نشان ہویدا ہوے مورچہ صبر و ضبط کا ٹوٹ گیا اس معرکہ مین جی چھوٹ گیا رنگ رخ سفید جینے سے ناامید آنکھین ڈبڈبا آئین ہوش و حواس نے رخصت طلب کی جامۂ شکیبائی پرزے پرزے ہوا آہون نے سربلندیان چاہین اس جوان زیبا شمائل فرشتہ خصائل حور صورت ماہ طلعت کو دیکھا جنکے دیکھنے سے پریون کو عشق ایسے جن کا سایہ ہو جاے بہار باغ رخسار دیکھ کر حورون کا دل گلزار جنان مین رہنے کو نہ چاہے کہ بموجب نظم

گیسوے سیہ جو خم بخم ہے | جو وصف کرین ہم اُسکا کم ہے
جو حلقہ ہے دیدۂ پری ہے

زنجیر فسون سامری ہے
صانع ہے خط جبین سے محظوظ
سوجھا اسے کچھ بھی پھر نہ زنہار
اُڑنے لگے جسم سے شرارے
آنکھیں لگیں زار زار رونے

شہباز نگاہ بے تامل
زیبا ہے کہین جو لوح محفوظ
مژگان نظر آگئے پڑا تیر
آہون کے شرر بنے ستارے

مژگان کو جو دیکھیے تو چنچل
ہرچند خرابیان تھین اظہار
ابرو کی کجی پہ کھائی شمشیر
کچھ درد لگا جو دل مین ہونے

اپنے باپ سے کہا اب آپ تشریف لیجایئے کنیز اُسکا سر کاٹ کر آپکی خدمت مین حاضر ہوگی باپ اُسکا اُسکے چہرہ کو دیکھ کر پہچان گیا کہ یہ اس نوجوان پر فریفتہ ہوئی ہے بس بغور اسکے سراپا کو دیکھنے لگا اس عرصہ مین وہ چبوترے کے اوپر آکر شہزادہ کی صورت دیکھنے مین محو تھی باپ نے اُسکے یہ دیکھ کر کہا کہ ارے چھوکری تو کیون فریب دیتی ہے معلوم ہوا کہ تو اس مسلمان پر عاشق ہوئی ہے خیر جو تو سمجھ وہ کر مگر انگوٹھی میرے حوالے کر یہ کہکر اسکے سینہ پر ہاتھ ڈالا اسلیے کہ انگوٹھی لیلون لیکن قضا کا نیا حیلہ سُنیے وہ ساحرہ بہر قتل شہزادہ ایک سانگ بہت تیز لیکر آئی تھی وہ سانگ اسکی بغل مین دبی تھی باپ نے سینہ پر جو اُسکے ہاتھ ڈالا از بسکہ وہ اُسکی دختر ہے اور سینہ مقام حیا عورت کا مقرر ہے ایک تو بسبب شرم کے اور دوسرے اُسکو انگشتری دینا بھی منظور نہ تھی بس اسکے ہاتھ ڈالتے ہی وہ جھجک کر پیچھے ہٹی یہ اُس سے ورے کر بے تحاشا لپٹا سانگ کچھ بغل مین دبی تھی باقی سب آگے نکلی ہوئی تھی اُسکے لپٹنے سے وہ پیٹ پر جو پڑی توڑ کر پیٹھ کے پار نکلگئی اور وہ تڑپا اور آہ کرکے چبوترے کے نیچے گرا اُس کے گرنے سے جھٹکا ایسا پڑا کہ سانگ تو بغل سے نکلگئی مگر ساحرہ بھی آگے کھنچ گئی اور باپ پر یہ سانحہ گذرنے سے گھبرا کر نیچے چبوترہ کے اُترنا بھی چاہتی تھی بس کھنچنے سے اس اضطرابی مین پانون اُسکا بھی پھسلا اور باپ کے اوپر گری سانگ اُس کے پیٹ سے دار کی طرح نکلی ہوئی استادہ تھی یہ جو پہلو کے بل گری کوکھ مین سانگ در آئی اور دوسری طرف نکلگئی بشوقت یہ پدر اور دختر بصورت برج جوزا نظر آتے تھے خط توام کی شان دکھلاتے تھے عطارد ان دونون پر بھاری تھا قران النحسین اس باغ مین گویا برج سنبلہ مین واقع ہوا تھا غرضکہ دونون تڑپ کر ہلاک ہوے صداے گیر و دار بلند ہوئی آندھی پانی کے بعد صدا آئی کہ مارے گئے رقیصر اور رموے جادو اُنکے جہنم رسیدہ ہونے سے شہزادہ رہا ہوگیا سحر اوپر سے دفع ہوگیا چبوترے پر سے اوتر کر انگشتری قریب ساحرہ پڑی تھی اُٹھائی کیونکہ مرگ کے وقت تڑپی تھی تو انگوٹھی گر پڑی تھی فی الجملہ مرگ ہر دو ساحران سے غل و شور جو برپا ہوا خادمان محل بیتابانہ دوڑے شہزادہ نے تیغ کھینچکر نعرہ شیر آسا بلند کیا کوئی ہیبت سے ہُن ولاور کے آگے نہ بڑھ سکا اور یہ بہادر اُس مکان سے دروازہ تلاش کرکے باہر نکلا اسی اثنا مین وہ وقت آیا کہ شعاع آفتاب کی سانگ نے شکم ساحر شب کا چاک کیا اور فروغ عطارد و ماہ کلیم شب مین لپیٹا نظم

پس ہر شب ہے آیا لشکر صبح
ہوا کاشانہ عالم منور

ضیاؤن سے بھر اٹھا کشور صبح

جو پھر خورشید نکلا آگ ہوکر

شہزادہ دار الامارۃ شاہی مین آکر نعرہ زن ہوا کہ اے گروہ ساحران آگاہ ہو کہ کل بادشاہ یہان کا میرا مطیع ہوا تھا مگر رات کو اُسنے دغا کرنا چاہی آخر اپنے کردار بد کی سزا پائی مع اپنی دختر نحس اختر کے جانب سقر گیا اب تم مین سے اگر کوئی ارادہ فاسد براہ مرتدی رکھتا ہو تو وہ آئے میرے

مقابلے مین افسران لشکر ارکان سلطنت جو حاضر دربار تھے عرض پیرا ہوے کہ ہمنے آپ کی غلامی بدل قبول کی ہے اور بہزار جان سے آپکے تابع فرمان مین شہزادہ نے ایک وزیر کو مالک تخت وتاج کیا اور اب انگوٹھی کو ملاحظہ فرمایا اسمین لکھا پایا کہ اے شکنندۂ طلسم اس قلعۂ سفید کے آگے ملک لوح داران طلسم پڑیگا چنانچہ لوح پاکر ایسی غفلت نہ کرنا کہ جیسے آپ انگوٹھی سے غافل ہوگئے تھے اس انگشتری کا اب یہ حکم آخری ہے آگے اس سے کچھ ظاہر نہوگا تجکو چاہیے کہ اس قلعہ سے باہر نکلکر جانب شمال روانہ ہو ایک میدان مین تیرا گذر ہوگا وہان ٹھہرنا ایک گھوڑا زمردکا باساز ویراق زمرد نگار تیرے پاس آئیگا اسپر سوار ہو تا وہ تجکو جانب منزل مقصد لیجائیگا یہ کیفیت انگشتری سے دریافت کرکے وزیر کو برائے عدل وداد اور رعیت پروری تاکید فرمائی اور قلعہ مین منادی کرادی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نہ کریگا گردن مارا جائیگا غرضکہ سب انتظام مملکت فرماکر وہان سے رخصت ہوکر باہر قلعہ کے آیا وزیر مذکور ہمراہ رکاب پہونچانے آیا تھا اُسکو وداع کرکے پیادہ پا جانب شمال قدم بڑھایا اور بعد قطع چند منازل ایک مرغزار روح پرور جانفزا مین پہونچا ہواے بہارین نے گلہاے بوقلمون کھلاکر روے شاہد دشت رنگین فرمایا تھا دامن صحرا مین سنجاف لگانے دامن ابر سرخ بصد تزئین آیا تھا مختصر یہ کہ عنقاے اوج صاحبقرانی وہان باانتظار مرکب طلسمی استادہ ہوا بعد کچھ دیر کے سامنے سے گرد اُڑی اور ایک سمند بادرفتار گلگون صرصر قدم صبادم پیدا ہوا دہانہ رشک دہ ہلال منہ پر اسکے چڑھا اس دہانے سے وہ کھیلتا ہوا کان دونون قلم کیے دم اپنی علم کیے کلاییان شیر کی طرح مارتا زین جواہر آگین بہزار زیب وتزئین اُسپر آراستہ حلقہ رکاب پر حلقہ مہر وہالۂ ماہ تصدق روبرو اُسکے شرمندہ زہے شبدیز بادپیما وخہے بارگی جہان فرسا کہ تیزروی مین یون تیز دم کہ عرصہ کونین دو قدم سرعت مین صورت نظر جانے مین منزلون بسان خیرہ حد جہان سے ہر گام باہر تعریف مین اُسکی امکان قاصر فی الحقیقت وہ ایسا ہی شاطر کہ نظم

اسوار نہ ہان بھی کہنے پائے
یون آتا ہے جیسے طبع مشتاق
یہ چارون طرف مین آ جائے
تیزی مین بزنگ عقل دانا
یون جاتا ہے جیسے ہوش عشاق
ہمت سے بھی بڑھ کے تھا توانا

شہزادہ نے اس مرکب بینظیر کو چمکارا وہ قریب آکر گردن ڈال کر استادہ ہوا اس شہسوار توسن جلادت نے دامن گردان کو انگشت شہادت سے باعلی گردن مرکب پر لکھ کر حلقۂ رکاب کو مشرق خورشید کف پا بنایا اور خانہ زین کو رشک کاشانہ سپہر برین فرمایا وہ شبدیز بادپیما اپنی پشت کو راکب سے آباد دیکھ شاد ہوا اور رنگبدری کرتا ہوا کی طرح صحراے طلسمات کو طے کرتا ہوا کچھ دیر مین اس بیشہ فرحت آگین سے گذر کر ایک دشت غیرت گلزار بہشت مین پہونچا کہ انواع واقسام کے گل اُسمین کھلے تھے اشجار وہ نونہال جو دایہ بہار کی نازون کے پلے تھے خار مژگان یار کا بنا دیتے تھے کہ ابیات

تیے جو گرے تھے جھڑ کے ہر جا
ہر نخل وہان کا خوان نعمت
ہر گل تھا وہان کا صاحب زر
جنگل مین بچھا تھا فرش دیبا
جان بخش ہوئی ہوا جو آئی
ہر برگ زبان شکر دادر
اثمار کی اسقدر تھی کثرت
ہر پھول نے جان تازہ پائی
ہر پیڑ مین اس وادی نزہت انتمائے

ایک نہال سر سبز زرگل سے مالا مال لگا تھا اس طرح اکیلا تھا جیسے باغ عالم کی ہوا و ہوس سے کوئی آزاد آزاد ہو نہ فریاد بلبل سے کچھ مطلب نہ زمزمہ مرغ خوش الحان سے شاد ہو قامت مین وہ درخت رشک سہی و شمشاد زبان برگ کو نقرے موزون و رنگین بہت سے یاد بہشت طلسم کا وہ طوبیٰ تھا شاخون کی ہوا کا جھونکا دم عیسیٰ تھا نیچے اُس شجر کے چبوترہ مربع ہشت پہل کا زمرد اخضر کو تراش کر بنایا تھا گویا بہر جلوس شاہ بہار اریکہ فیروزہ رنگ و زمردنگار گستردہ تھا لوح چرخ اخضری و زبرجدی کو اپنی رفعت شان کے روبرو شرماتا تھا تخت ایسا کاؤس و جمشید نے کہان پایا بلکہ سریر فلک کے سوا یہ خورشید نے کہان پایا نظم

جھک جھک کے ہے دیکھتا عجب سے
گردون ہے خم اسی سبب سے
عیسیٰ اگر آتے اس زمین پر
پھر جاتے نہ چرخ چار زمین پر

اس چبوترہ عالیشان تخت سبز رنگان جہان پر ایک کٹورا سونے کا پانی سے بھرا ہوا رکھا تھا طرفہ تماشا تھا کہ سبو چہ مہر زرین مین بھی پانی نظر آتا تھا ایک آبخورہ یاقوت احمر کا اُسپر ڈھکا تھا جو ساغر ماہتاب کو شرماتا تھا یہ سامان دیکھ کر شہزادہ متحیر تھا کہ آلہی اس دشت مین کیا خضر نے سبیل رکھی ہے بہر کاروان نئی دلیل رکھی ہے یہ اسی سوچ مین عازم ہوا کہ آگے بڑھون مگر وہ سمند چالاک قریب چبوترہ آکر ٹھہر گیا ہر چند اس سوار عرصہ طلسم نے مہمیز کیا اسنے قدم نہ اٹھایا ناچار اس عالی ہمت نے لبان رحمت خدا زمین پر نزول فرمایا اور جس طرح کسی سبز رنگ پر دل آ لے اس طرح جو چبوترہ پر آیا وہ گلگون خوش قدم مجسم بنگیا اور دیکھا نظر سے کافور ہوا یہ صاحب حشمت چبوترے پر بیٹھا تھا کہ ایک سمت سے اُس دشت کے چند نازنینان گل پیرہن ظاہر ہوئین کہ آن دادا ایئن یگانہ آفت زمانہ تھین انکے ہمراہ بہت سی کنیزان خوش روز یور سے آراستہ مو بمو فرش و پلنگ اسباب راحت لیے بعض کے سرون پر کشتیان نقل و شراب فواکہات کی بعض خوانہاے طعام لذیذ اٹھائے سلفچی آفتابہ لیے ادھر آتی تھین جب وہ قریب تر آئین شہزادہ نے اُن کنیزون کی مالکون کو جو دیکھا وہ صورتین اُنکی پائین کہ کبھی اس مرقع دہر بوقلمون مین ایسی تصویرین اور یہ نقش نگاہ سے نہ گذرے تھے زلف شبگون اُنکی بہت شب دیجور شاگرد جسکی خاطر مکار و پرزور ہر حلقہ سیکڑون پیچ جانتا بلاؤن کو اپنا مطیع فرمان بناتا دلہاے عشاق کو اُلجھن سکھاتا پیشانی پر انکے وہ وفور نور سراسر قدرت رب اکبر کا ظہور چشم فتان فتنہ انگیز عشوہ و کرشمہ انکا غلام گردش بخت سے زیادہ چال باز ابرو خنجر سے زیادہ تیز رخسار تابان آئینہ مہر و ماہ کو اندھا بناتے شعلہ طور کو خجل فرماتے گردش چشم کے اشارے نیرنگی لیل و نہار یہ دکھاتے کہ کسی کو امیر اور کسی کو فقیر بناتے کہ نظم

وہ آئینہ صفا ہویدا
ہر عضو مین عکس چہرہ پیدا
دریاے صفا کی موج آغوش
سانچے مین ڈھلے ہوے بر و دوش
ہے صاف شکم وہ تختہ سیم
گردن کی بیاض صفحہ سیم
وہ آب بقا تو ناف گرداب
دے آئینہ کو صفا مین تعلیم
خورشید و قمر کو لوح تسلیم
کیون اُس سے نہ خضر دل ہو بیتاب

پریزادان طلسم یقین آنکا سراپا کیا لکھا جاے ناحق کلام کو کیون طول دیا جاے اسیقدر کافی ہے چنانچہ اُن شہریاران کشور خوبی نے حسن کی طرح گردن جھکا کر

شہزادہ کو تسلیم کی اور اسباب وغیرہ جو ہمراہ لائین تھین اُسکو علیحدہ رکھکر اُس چبوترہ پر فرش عمدہ و صاف گسترده مسند تکیے لگا دیئے ایک طرف پلنگڑی جواہر کار گسترده کر کے بچھونا نرم و نازک تر اُسپر بچھا دیا پھر ایک چوکی قریب چبوترہ بچھا کر کشتیان شراب ناب کی چن دین اور شہزادہ سے بناز و بتختر ہنسکر کہا اے وارد میدان طلسمات و اے رہرو بیابان پر آفات آج تو بعیش و عشرت بسر کر لے صبح ہم کہان اور تو کہان شہزادہ اُنپر ایسا مائل اور فریفتہ تھا کہ اُنسے کچھ کلام نہ کرتا تھا اُسوقت سمجھا کہ یہ جادو گرنیان نہین ہین کچھ اور ہی اسرار طلسمی ہین اچھا یہ جو نہین وہ ہی کر دو دیکھو کہ پروہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہو یہ سمجھکر چبوترہ پر گیا اور مسند زر پر بیٹھا اسی عرصہ مین چبوترہ فلک پر بھی مسند کمخواب بوٹہ دار انجم کی بچھی اور شبوچہ زرین مہر اُٹھا لیا گیا کہ نظم

مہیا تھا جو دان خلوت کا اسباب | جلائی شام نے بھی شمع مہتاب
ستارون سے لیا دنیا ر کا کام | پھر آئی زرفشان شاہدانہ شام

شام کو اُس صحرائے طلسمی مین ہر گل مثل گوہر شب چراغ فروزان نظر آیا چاندنی نے چھٹک کر کچھ اور ہی لطف دکھایا وہ ہوائے سرد کا چلنا جانورونکا بسیر الینا بزم کواکب کو چبوترہ فلک پر ترتیب پذیر ہوتا صحرا کا سناٹا نہرون کا بہنا ولولہ دل بڑھاتا اسی عالم مین اُن گل اندامون نے شہزادہ کی خاطر کرنا شروع کین سامان رقص و غنا مہیا کیا پھر تو یہ نقشہ ہوا کہ بموجب نظم

گلون سے نکلے سر آواز کیسا تھ
سے خوش رنگ کا چھلکا ہوا جام
بہار عمر ہے معشوق و ساغر
نہ روک اسوقت پیالے اپنے جی کو
چلو لیٹو چھپر کھٹ پر بہ آرام
بشکل حسن جانان پاک او صاف
شراب لالہ گون کے جام چھلکے
بڑھے لذت مذاق گفتگو مین
سحر تک عیش و راحت مین بسر کی
نئی پوشاک پہنی بعد حمام

لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ
ملا لب سے کہا پی اسکو جانی
یہ خالق نے دیئے تجکو برابر
لب گلگون کا بوسہ اک ہمین دے
بتاؤ کس طرف سے آئے کیا نام
بچھایا اسنے کھاتے کھائے باہم
چھلکے شیشے بہا ساغر اُبل کے
لب نازک ملائے سب کے لب سے
رہی صحبت بہم زیر و زبر کی

کہ اتنے مین اُٹھی اک اور گلفام
کہ حاصل کچھ ہو لطف نوجوانی
غنیمت جان لطف زندگی کو
کہ دکھین حوصلے کیسے ہین تیرے
طعام عمدہ او دسترخوان شفاف
پھر اسکے بعد تھا لطف اور ہمدم
ذرا پیدا ہو گرمی آرزو مین
ارادے بڑھ کے آئے اور ڈھب سے
طلوع مہر کا ہونجا جو ہنگام

جسوقت چبوترہ فلک زمردین پہ شہسوار مشرق آیا شہزادہ نے فریضہ نماز سحر بعد غسل ادا فرمایا دیکھا تو وہ جبل پر پریان مع اسباب و سامان غائب ہو گیا اب خواب تھا کہ صبح آنکھ کھلتے ہی کچھ نہ تھا اس رہرو جادہ عجائبات نے کمر باندھکر آگے چلنے کا ارادہ کیا مگر شب کا جلسہ جو آنکھون کے نیچے پھر رہا تھا تو قدم اُس جگہ سے اُٹھانا مشکل ہوا تھا جی آگے جانے کو نہ چاہتا تھا اُسی ارمان و حسرت مین استادہ تھا کہ ایک طرف ایک کنیز نازک اندام پیدا ہو کر قریب آئی اور کہا اگر آپکا جانیکو جی نہ چاہے تو ہمیشہ اُس جگہ تشریف رکھیے آگے نجائیے ہر شب جلسہ گذشتہ سے بہتر جلسہ راحت بڑھے عیش عشرت میسر آئیگا زندگی پھر چین سے گذرے گی۔

فلک بے رحم نہ ستائیگا شہزادہ کو اسکے کہنے سے لالچ آیا ہوس غالب ہوئی حرص و آرزو نے دامن پکڑا چاہا کہ ٹھہر جاؤن پھر خیال آیا کہ نیرنگی طلسم بر نگ نیرنگ بازی دنیا ہے جو اسمین پھنسا تمام عمر قید ہوا ہوس کے زندان مین رہا اور جو اسکو چھوڑ کر آزاد ہوا نعمائے بہشت سے آخر کامیاب ہو کر شاد ہوا یہ سوچکر اس کنیز سے فرمایا کہ او بیہودہ مجکو اپنے گھر کا آرام کم تھا جو یہان بیٹھ رہون مین تیرے بہکانے پر کبھی نہ آؤنگا سیر گلزار طلسم فرماؤنگا اسنے کہا آگے آگے بڑی مصیبتین ہین شہزادہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ بعد اُن مصیبتون کے راحتین ہین یہ فرماکر اُس چبوترے سے نیچے اُترا اور مثل تارک الدنیا ر استہائے فانی دنیا پر لات مار کر براہ مردانگی قدم آگے بڑھایا وہ کنیز جو بصورت مال و متاع دہر سامنے آئی تھی اور نفس امارہ کو قلب باصفا پر غالب کیا چاہتی تھی مثل شیطان رہزن ہوئی تھی جب اُس وقت اور نفس امارہ کو فریب نہ دے سکی غائب ہوگئی اور شہزادہ قید تعلقات ہوس سے آزاد ہو کر جیسے ہی آگے بڑھا یہ اشعار جناب مولانا مقتدانا مفتی میر عباس صاحب دام فیوضہ کے پڑھتا جاتا تھا کہ ثنوی

وا بکن از خواب نوشین چشمکے خواب راحت بر سر پل خوب نیست	خفتہ البسیار نشین اندکے داعی حق چون رسد بودن کجا	بگذار از عالم تا پل خوب بست تہا پب گفہا بہم سودن کجا

غرض چند گام اُس مقام سے آگے بڑھا بوندا گرد کا پیدا ہوا اور وہی اسپ جو جنگل کی منزل مین زیر ران تھا سامنے آیا شہزادہ فلک رفعت نے اُسکو مرکب بنایا وہ لیکر روان ہوا دن بھر مثل قمر سریع السیر منازل دشت طلسم رہا جب وہ زمانہ آیا کہ منازل افلاک کو طلسم کشائے ظلمت طے فرما کر جانب قلعہ مغرب گیا کہ

سیاہی رات کی عالم مین پھیلی	نکل محمل سے بن مین آئی لیلی

سر شام اس سیاح وادی پُر آفات و نیرنگ کو ایک قلعہ یاقوت رنگ نظر آیا اور قریب در اُس قصر کے پہونچکر گھوڑے نے قدم نہ اُٹھایا یہ سمجھ گیا کہ منزل تمام ہوئی فوراً پشت فرس خوش خرام سے اُتر کر جانب قلعہ چلا توسن ایک جانب سن سے نکلکر غائب ہوگیا یہ کمین کاشانہ عجائبات اُس قلعہ کے اندر قدم زن ہوا ہر مکان اُسکا برنگ رخسار خوش مزاجان سُرخ دیکھا ہزار دو ہزار برج اُسمین بنا تھا گویا فلک چہارم طلائے احمر کا تھا یا مسکن مریخ اُسکو کہنا روا تھا وصف مین اُس کی زبان عاجز و خامہ قاصر ہے یہ بیان مختصر ہی کہ نظم

وہ قصر کہ رشک قصر گردون
کہیے اُسے قصر باغ جنت
رفعت سے زمین بھی آسمان ہو
گلدستہ قصر دلکشا ہے
تھی کے مکان وہ چشم بد دور

شمس رہو جو دیکھ لے فریدون
ہے برج قمر ہی ضیا مین
کونین مین ایک یہ مکان ہے
رخشان ہو جو گنبد طلا کار
فرہاد ہے جنکا ایک مزدور

ہے طرفہ بہار و تازہ نزہت
مثل دل عارفان صفا مین
ہے مہر کو ناز اگر بجا ہے
سونے کا پہاڑ ہے نمودار

اندر اُس قصر دلکشا کے کسی کو سان

ربا اگر برج پر جانے کا زینہ نظر آیا اس رفیع المنزلت مسافر دشت حیرت نے خیال کیا کہ دیکھوان برجون مین کیا نظر آتا ہے خالق طلسم ظلمت و نور دیکھیے کیا دکھاتا ہے یہ سوچکر مثل بخت بلند اوج گرائے بام ہوا

برج مکان موصوف پر آکر ہر برج کو بستان عروس نو آراستہ پایا شیشہ آلات سے وہ مقام برج بیت الشرف کوکب نظر آیا پلنگ مرصع کار بچھے مسندین آراستہ فرش مشجر و کمخواب سے زمین زرین پوش میز و کرسی سے پیراستہ ہر طرح کا سامان راحت مہیا چنگیرین پھولون کی دھری طاقون پر گلدستہ چنے قرابے گلاب کیوڑے بید مشک وغیرہ کے ہوا کے رخ پر منھ کھلے ہوے رکھے کشتیان شراب سرخ کی ایک سمت چنی ہوئین خوان الوان نعمت سے پر ایک طرف لگے مگر کوئی مکین اُس کاشانہ غیرت مین نہین یہ غریب الدیار ایسی جاے آرام و دلکش پاکر ایک برج مین لبسان مہر جلوہ فگن ہوا مسند پر بیٹھ کر سیر صحرا دی پر بہار طلسم کرنے لگا وہ سرخی قلعۂ یاقوت کی اور آمد شام کی سیاہی سے اودا ین وہان مسی زیب محبوب سبز رنگ کی کیفیت دکھاتا تھا شاہد عالم نے مسی لگا کر لالی جمائی تھی کہ عکس قلعہ سرخ مین جو شامل ہوئی تھی تو زمین و آسمان سب سرخ تھا پیر فلک نے ڈاڑھی مین منھدی لگائی تھی نہین نہین زوال دنیا سے رنگ بارہے اپنی سرخروی جتانے آئی تھی شہزادہ فلک جاہ صنعت خلاق کون و مکان دیکھ کر دنگ تھا کہ یکایک چھت اس برج کی کہ جسمین متمکن تھا شگافتہ ہوئی اور ایک پریزاد پیدا ہوئی چھت نہ تھی افق خورشید انور تھا جسمین سے یہ مہر فلک حسن طالع ہوا شہزادہ سمجھا کہ آفتاب برج عروج مین آیا وہ مہ لقا چھت سے نکلکر خراماں خراماں قریب آئی اور رنگیلا پھولون کی اُسکے دست نازک مین تھی وہ ازراہ ہوا خواہی جھلنے لگی شہزادہ ہنوز اُس سے کچھ پوچھنے نہ پایا تھا کہ اندر سے قلعہ کے روشن چوکی بجتی ہوئی سُنائی دی اور ایک گروہ حور پیکران وخیل پریزادان خاص لیے بعنوان شائستہ و باآداب شاہانہ اُس برج مین آیا اور بدستور شب گذشتہ ہاتھ منھ اس مسافر کا دھلا کر خاصہ کھلایا اُسنے اُنسے حقیقت استفسار کی کہ تم کون ہو اور یہ مکان کسکا ہے اُنھون نے عرض کیا کہ آپ خاصہ نوش فرمائین صاحب خانہ بھی مشتاق ملاقات ہین خود آئینگی اور جملہ کیفیت بیان فرمائینگی یہ کہکر بعد کھانا کھلانے کے سامان رقص و سرود ہر ایک مہیا کیا اور شراب پلانے لگین اُسوقت قلعہ کے اندر کی سمت سے روشنی ظاہر ہوئی دیکھا تو آگے آگے کچھ کنول بردارنیان فانوسہاے مینا کار روشن کیے اور چپ و راست کنیزان یاسمن بو عہدے ہاتھون مین لیے بیچ مین اُنکے ایک آفتاب محشر جلوہ کنان بصد ناز و ادا جھان اچان اسطرف آتی ہو قیامت دامن سے لپٹی ہو مگر پیچھے رہی جاتی ہو اُسی رفتار فتنہ ساز سے وہ ماہ تمام اُس برج پر آئی اور شہزادہ نے اُسکے حسن یگانہ آفاق سے آنکھ لڑائی مثل کلیم اللہ غش کر گیا قدرت خدا نظر آئی خواصون نے گلاب چھڑک کر ہوشیار کیا پھر جو آنکھ کھلی یہ نقشہ نظر آیا کہ زلف علیبا اُس شہنشاہ خوبان کی تا بہ کمر چھوٹی ہوئی ہے عشاق کو جادۂ ملک عدم کا پتہ دیتی تھی خوبی مین حلقہ حلقہ دیدۂ پری مار سیاہ جادو گری رخسار تابان چرخ حسن کی مہر رشید خال جبین نگاہ امید چہرہ کتابی مصحف کی شان سورۂ نور کے معنی عیان آئینہ قدرت خدا کتاب ناز و حسن کا دفتر کھلا ہوا جبین عنبر مبین فہرست خط و خال خوبی جریدۂ بیمثال

وہ محبوبی کہ بموجب ابیات	ہے مطلع آفتاب صولت	مصداق طلوع صبح دولت
ہے گرچہ مریض چشم جادو	کھنچتی ہے مگر کمان ابرو	وہ ترک کر قابل نظارہ

کھنچے ہوئے خنجر اشارہ
مژگان کو جو دیکھیے تو ترکش
تیغین ہین کھنچی ہوئی برابر

کس دل پہ چڑھا نہین یہ خنجر
ہر تیر پہ جسکے مرغ جان غش
القصہ وہ سر سے لیکے تا پا ؛

فتراک نگاہ خون سے ہے تر
انسان کا دل بچے تو کیونکر
محبوبہ تھی بے نظیر و یکتا

اُس معشوق لاثانی کو دیکھ کر شہزادہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اُسنے آتے ہی دل کی طرح پہلو مین جگہ لی اور سرگرم اختلاط ہوئی کبھی گدگدایا کبھی منھ بنایا کبھی ہنسکر دل بیتاب کو شاد کیا کبھی آزردہ ہو کر خانمان حسرت و امید برباد کیا گاہے تسلی بخش خاطر مضطر تھی گاہے نگاہ ناز سے تیر انداز دل و جگر تھی کہ ؛ نظم

کبھی پہلو مین تھی گاہے بہ آغوش
بھرے کچھ جام کج کرکے سبو کو
ہنسا وہ اور پیے دو جام لبریز
دلون نے حوصلے اپنے نکالے
دفور جوش مستی مین جو آئے
ہوا آخر فلک کو یہ نہ مرغوب
وہ چمکی صبح رخصت ہوتے ہین ہم

نئی شوخی کی گھاتین تھین نئے جوش
ملائے لب سے اور بولی کہ کیون جی
ہوئین آخر نگاہین کیف آمیز
کبھی کرتی تھی آنکھون سے اشارا
کہون کیا جو مزے دل نے اُٹھائے
جگایا اُسکو وہ بولی کہ اے جان
کیا اس چرخ نے آرام برہم

سمجھ کر دل کی اُسنے آرزو کو
نہین اب بھی تمھارا چاہتا جی
گلے مین اُس پری نے ہاتھ ڈالے
کیا اُف اُف کبھی زانو کو پیٹا
غرض دونون ہم سویا کیے خوب
اُٹھو بیٹھو نظر ہے اور سامان

جب آغوش شب سے شاہد ماہ جدا ہوا اور پہلوے سحر مین مثل معشوق آفتاب جلوہ آرا ہوا شہزادہ نے اُٹھ کر بعد طہارت فرض باری تعالیٰ ادا کیا اور قصد روانگی فرمایا اُس زہرہ جبین نے آہ سرد بھر کر یہ سنایا کہ او بیمروت اتنا جلد بار فراق سر پر دھرنا غم ہجر مین دوسرے کو ہلاک کرنا زیبا نہین محبت کا یہ شیوہ نہین شہزادہ نے فرمایا تا وقتیکہ مین کماحقہ تمھارے حال سے آگاہ نہونگا ہرگز قیام نہ کرونگا اُس شاہد پرفن نے یہ کلام سُنکر اُنکو علیحدہ لیجا کر پردۂ اسرار طلسم یون اُٹھایا صندوق دہن کو کلید زبان سے وا کیا کہ اے شہریار یہ مقام ہوا و ہوس بانیان طلسم نے مقرر کیا ہے یہان ہم پریزادین آکر فتاح طلسم کو ذائقہ مواصلت چکھا کر دیوانہ اپنے حسن و جمال کا بناتے ہین اگر وہ ہمپر شیدا ہو کر اس جگہ رہ گیا تو فتح ہونے سے طلسم محفوظ رہا لیکن اسمین شرط یہ بھی ہے کہ کوئی پری طلسم کشا پر فریفتہ نہو اور یہ راز بیان نہ کرے فاتح طلسم آپ ہے یہان رہ جائے اب خلاف آئین طلسم یہ امر وقوع مین آیا کہ میرے دل کو آپنے کمند الفت مین پھنسایا آپ اس جگہ تشریف رکھیے مین خدمت گذاری کرونگی اور رازہائے طلسم سے آگاہی دونگی ہم سب کی حفاظت کے لیے بادشاہ طلسم نے ایک ساحرہ کو مقرر کیا ہے کہ وہ بھی کبھی کبھی اس قلعہ مین آتی ہے کیونکہ ہم پریزادین تو مسلمان مقرر کردہ بانیان طلسم ہین اور بادشاہ ساحر ہے اسوجہ سے ہمکو اپنے قبضہ مین رکھا ہے شہزادہ یہ کلام اُس کے سُنکر ازبسکہ فریفتۂ جمال اُسکا تھا رہنے پر راضی ہوا اور اُسکو آغوش مین لیکر آرامگاہ پر آیا دور شراب آغاز ہوا ایام دلنوازی و وصال ہوا اب اُنکو توچندے مائل عیش و راحت رکھیے کیونکہ راہ طلسم طے کرتے کرتے تھک گئے ہین مگر اب کیفیت لشکر حمزہ صاحبقران جسکے ضمن مین حال شہزادہ ایرج بیان ہوگا سنیے ؎

مضامین حسن معشوقی دکھائیں | زبان پر اس طرح الفاظ آئیں

حاکیان صحف بلاغت و محرران دفتر فصاحت توسن خامہ کو میدان بیان میں یوں جولان فرماتے ہیں کہ شیر بیشہ معرکستان شکنندہ کمان رستم دستان جناب حمزہ صاحبقران اپنے لشکر ظفر پیکر میں جلوہ فرما ہیں اور لقائے بے ایمان کے یہاں بلا و صبا متفکر و پراگندہ ہیں انتظار کمک آنے کا کر رہے ہیں ایک دن جو وہ دونوں بدظن بارگاہ میں خداوندی کی آئے بختیارک نے کلمات طعن و تشنیع سے کلیجے انکے غربال بنائے یعنی کہا کہ اے ساحران جو کچھ آدمی سے ہو سکے وہ کرے پرائے بھروسے پر نرہے جبتک تم انتظار کمک کروگے بندگان خواجی بارگاہ خداوندی میں گھس آئینگے اگر تمکو جان کا اپنی خوف تھا پھر ناحق طلسم سے یہاں آئے بموجب بیت

مجھے نہ یہاں کر ہے کمین گاہ | پوشیدہ ہیں راہزن سر راہ

بیکار اپنی جان معرض ہلاکت میں ڈالی اور اب بھی کچھ نہیں بگڑا ابھی بھاگ کر جانب طلسم چلے جاؤ یہی نہ کہ کوئی نامرد کہیگا پھر بلا سے جان کا رونا تو نہو گا یہ کلمات حسن شیطان نے اسطرح نمک مرچ لگا کر کہے کہ ساحر افروختہ خاطر ہوئے اور انتظار مدد آنیکا بھی نکیا بارگاہ سے اٹھکر جنگل میں آئے لشکر سے کئی کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ تھا اسکے درہ میں آکر ٹھہرے اور بزور سحر ایک مکان وہاں بنایا اور نیچے اس کوہ کے ایک غار عمیق تجویز کرکے بزور افسونگری تہ خانہ غار مذکور کو قرار دیا اور اپنے لشکر سے چند زنگیان آدمخوار تیرہ رو و تیرہ درون قوی ہیکل طلب کرکے اس تہ خانہ کا محافظ بنایا اور کہدیا کہ جس کسی کو ہم تمہارے سپرد کریں اس تہ خانہ میں قید کرنا اور سحر سے یہ مقام پوشیدہ رکھنا اور تم بھی پوشیدہ رہنا کوئی ہرگز تمکو نہ دیکھے وہ زنگی حسب الحکم سر غار پر ایک مکان رہنے کا بنا کر سکونت پذیر ہوئے اور ان دونوں نابکاروں نے ایک نارنج سحر پڑھکر مارا کہ وہ نارنج زمین میں سما گیا اور زمین سے دھواں اسقدر نکلکر پھیلا کہ درہ پہاڑ کا بالکل نظر آنے سے موقوف ہو گیا بلکہ دود رنگ سولئے تاریکی کے اور کچھ نہ دکھائی دیتا تھا جب یہ تدبیر کر چکے اسوقت تھالیاں برنجی اور پھولوں کی سرخ و سفید سامنے رکھے اور لونگ اور کافور و سیندور وغیرہ قدرے قدرے آگ پر ڈالا اور سحر کرنا شروع کیا اگیاری کر کے جوت کھڑی کی اور آرد ماش کا کئی سو پتلا بنایا ہر ایک کے قالب میں اسم سحر کا بٹھایا کہ ہر ایک پتلا اسطرح کا جاندار تیار ہوا کہ جاہے تو پہنچ جائے چاہے نظر سے غائب ہو جائے اور کوئی کیسا ہی حربہ اسپر لگائے کچھ انکو ضرر نہ پہونچا سکے نہ وہ مارے سے مریں نہ کاٹے سے کٹیں نہ جلائے سے جلیں بس ان پتلوں کو بنا کر منتظر وقت ہوئے جب دن تمام ہو کر وہ ہنگام آیا کہ ساحر شب نے پتلہ ہائے بہرام و زحل و ناہید کو

مرقع خانہ افلاک میں صورت پذیر فرمایا کہ بموجب ابیات | زر خورشید کا بھی زرد تھا رنگ

ورگل رو برو تھا اسکے پاسنگ | شفق سے تھا سنہرا شام کا رنگ | ستاروں سے ہوئی شب رشک ارژنگ

امیر کشور گیر سپر حکومت پر بادشاہ خوش تدبیر مع سرداران با توقیر کے بارگاہ دلپذیر میں جمع تھے جبکہ وقت برخاست آیا شاہ عالم پناہ داخل شبستان ہوئے سردار اپنی اپنی جگہ پر آکر آرام کنان ہوئے ایسے وقت میں ان

دونون ساحران یحییٰ یعنی بلا و صبا نے پتلہ ہاے سحر کو حکم دیا کہ یہ تصویرین ہم تمکو دیتے ہین اس صورت کے آدمی ہمارے دشمن ہین جہان تک ہوسکے اُنھین گرفتار کرکے ہمارے پاس لاؤ یہ کہہ کر تصاویر سرداران امیر اُنکے حوالہ کین اور وہ پتلے اُڑ کر اوزنگاہ سے غائب ہوکر روانہ ہوے یہان سرداران موصوف اپنی اپنی بارگاہ مین آکر مسند و پلنگ پر لیٹے بیٹھے ہین منجملہ اُن کے شہزادہ علم شاہ نوجوان زیب و زینت بارگاہ سلیمان خلف الرشید امیر صاحبقران بارگاہ فرنگستانی مین آکر مسند پر بصد عز و شان جلوہ کنان تھے اور گرد بارگاہ کے پکٹ ٹھرا تھا گورون کا گارد اُترا ہوا تھا کرچین اُبی ہوئی ننگی ہاتھون مین گورے لیے ہر سمت ٹہلتے تھے برگیڈیر کرسی پر بیٹھا تھا کوٹ ہتھیارون کا بندھا سیارۂ رومی غول عیارون کا ساتھ لیے بانہ عیاری کے جسم پر لگائے بارگاہ کے چارطرف پھرتا تھا اور علاوہ اسکے لشکر مین جس سردار کا طلایہ تھا وہ ساٹھ ہزار سوار اپنے ساتھ مسلح و مکمل لیے روند پھرتا نرسنگا پھونکتا ڈبے کی چوکیان مقرر چور مشعلین اور ان مہتابین روشن بیدار باش و ناظر باش کی صدا بلند ہوشیار رہو ہر سردار ارجمند ہر خیمہ مین ہنگامہ عشرت برپا کوئی سپاہی بستر پر اپنی رنڈی سے جگت بولتا کوئی گلہ و شکوہ کرتے کرتے لڑنے لگتا کوئی اختلاط مین سرگرم کہین گانے بجانے کا چرچا آراستگی بزم کہین چوسر ہوتی گنجفہ مین خلال دینے کی شدت قہقہے پڑتے ہین داستان ہوتی کوئی شاہنامہ پڑھ رہا کوئی اپنے گھر کا ذکر کرتا کوئی آگے کی فکر کرتا کہ مجکو ایسا کچھ کرنا ہے ایسی ہوشیاری اور زنانہ بیداری مین ایک پتلا بیچ بارگاہ مین شہزادہ علم شاہ کے آکر اُترا اور قریب شہزادہ آکر پنجہ اُسنے دراز کیا شہزادے نے قصد اُٹھنے کا اور اُسکو گرفتار کرنے کا کیا تھا کہ عکس جسم پتلۂ مذکور سے بیہوشی طاری ہوئی اور پتلا شہزادہ کو اُٹھا کر نظر مردم سے پنہان ہوکر اُڑا باہر سب نے دیکھا کہ شہزادۂ علم شاہ اُڑے جاتے ہین سب نے لینا لینا کا غل کیا تیراندازون نے خدنگ بجر کمان مین پیوستہ کیے لیکن نشانہ کس کو بناتے کس پہ کہ سواے شہزادۂ مذکور کے اور کوئی نظر نہ آتا تھا ناچار پیچھے پیچھے دور تک دوڑے مگر پتلا قندیل فلک ہوگیا کچھ دکھائی نہ دیا پھر آئے اسی طرح بارگاہ سے اور سردارون کے بھی غلغلہ بلند ہوا اور اُس رات کو ساٹھ ستر سردار ذی وقار مالک اشتر و لندھور و بہرام و نورالدہر و قاسم و داراب و ہاشم وغیرہ بستر خواب سے اُڑ گئے لشکر اسلام مین چارطرف شور و غل برپا ہوا کوئی کہتا تھا کہ دیو طلسمات مین جو بھاگ کر ساکن ہین اور فسر زندان امیر کے دشمن ہین وہ اُٹھالے گئے ہین کوئی کہتا تھا کہ افراسیاب نے طلسم سے ساحر بھیجکر سردارون کو اُٹھا منگایا ہے کہین حالت ظلم و تعدی ہونے اور گزند پہونچنے پر سردارون کے لوگ تاسف کرتے تھے ایک کہرام برپا تھا رفیق و مونس ملازمان سرداران ڈاڑھین مار مار کر روتے تھے منھ اشکون سے دھوتے تھے غلغلہ شیون و شین سے یہ غمکدۂ دہر بھر گیا دود آہ نے چرخ تک سربلندی کرکے دیدۂ ثوابت کو رلایا تھا اشک شبنم سے فلک روتا تھا لشکر اسلام پہ اوس پڑ گئی تھی جنگل مین غنچہ لبسورتے تھے صحرا مین باد صبا خاک اُڑاتی تھی برگ ہاے خزان رسیدہ زمین پر گر گر کر بچھونا ہوے تھے یا ہوا صف ماتم

بھاتی تھی بازار مین لشکر کی رونق سے بیزار فلک پر قمر کا رنگ سفید سراسر رنج کا رخ سے اظہار خیمون کے پردے اُٹھے ہوئے گریبان چاک وہ بھی نظر آتے تھے تنابین تھامین دکھاتین ضعیف حالون کی صورت کمر جھکاتین ہوا غم کے جھونکے سے ٹیڑھی ہوئی جاتین بہ فرط رنج سے سر ٹکراتین طنابین وابستۂ اندوہ و ملال میخ ہر ایک رنج مین ڈوب کر زمین مین گڑی جاتی چوب کڑی صدمہ کی اُٹھاتی مرکبان لشکر مثل زن سوگوار بال بال کے پریشان کیے تیغین ندامت سے جھکی ہوئین علم مثل مصیبت زدگان سر کھوے نخل ماتم کا نشان بتاتے تھے کمانین چلانے پر آمادہ خدنگ ہر ایک دنگ خانۂ ترکش تنگ غم مین مبتلا ہر سوار و پیادہ عورات محلات سر کشادہ ہر سمت تلاطم ہر ایک اپنی خودی سے گم

نظم

کہین آنکھون کو حیرانی یہ کیا ہے
کبھی طوفان جوش چشم تر تھا
کبھی امڈا ہوا دود جگر تھا
کہان تک اشک تر دامن بنین گے
کہین وحشت کہ اب آتی بلا ہے
کسی کو فکر یہ کیونکر جئین گے
کوئی ممنون احسان مقدر
کسی لب پہ ہجوم آہ و فریاد
کہین نالون کے غل سے خانہ آباد
کہین کچھ خندۂ حسرت فلک پر
امیر جو مصروف طاعت رب قدیر

تھے شور و اویلا سنکر اسم اعظم پڑھتے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ سردار بارگاہ سلیمانی مین چلے آئین لیکن ہر سردار کے ماتحت کئی کئی سو سردار ہے اُنکو مبتلاے آفت و بلا رکھنا اور آپ راحت سے رہنا خلاف شان سرداری ہر بہادر نے سمجھا اور بارگاہ سلیمانی مین جانا گوارا نہ کیا خدمت امیر مین عرض رسا ہوئے کہ جو ہمارے متعلقین و دوستون کا حال ہوگا وہی ہمارا بھی ہم بارگاہ مین نہ جائین گے امیر خاموش ہوکر عبادتگاہ مین آئے اور درگاہ خدائیتعالی مین استغاثہ کرنے لگے کہ اے دافع البلیات و کافی المہمات ہمیر سے یہ بلا دفع کردے غرض اسی غم و اندوہ و الم مین وہ شب بسر ہوئی ہر گل تر باغ عالم مین اشک شبنم سے تر رخسار نظر آیا سحر نے بھی گریبان چاک کیا نسیم آہ سرد بھرنے لگی کہ

نظم

کہ جب آغاز شب آخر ہوا جلد
قدم لینے فلک سے مہر آیا
بسان قصد شاعر اڑ گیا جلد
ظہور صبح نے بستر جمایا

صبحدم بادشاہ عالم پناہ اورنگ شہی پر جلوہ فرما ہوئے امیر اور بقیہ سردار بھی دربار مین آئے اخبار غم آثار شبینہ سنکر بہت متفکر ہوئے عیار بھی اس جگہ حاضر تھے اُنمین سے چالاک بن عمرو نے کہا کہ یہ کام میری دانست مین بلا و صبا نے کیا ہے غلامان جانباز جاتے ہین اور پتا لگاتے ہین یہ عرض کرکے عزم چلنے کا کیا مگر ادھر ساحران مذکور کا حال بیان ہوتا ہے کہ جب پتلے سردارون کو سامنے اُن بجاؤن کے لائے اُنھون نے سحر پڑھا کہ زنگیان بد خصال حاضر ہوئے اور سردارون کو زنجیر سحر مین باندھ کر تہخانہ مین لیگئے اُنھون نے چلتے وقت اُن سے کہہ دیا کہ یک مشت نخود اور ایک کوزۂ آب ہر مسلمان کو دینا اور زندانخانہ نظر سے مخفی رکھنا عیار نہ آنے پائین بہت ہوشیار رہنا غرضکہ تہخانے مین پہونچکر جو ہر سردار کی آنکھ کھلی اپنے تئین لحد تیرہ و تنگ مین جیتے جی پایا کہ بمقتضائے

ابیات

دیکھا تو عجب خراب زندان
کچھ دیو نژاد تھے نگہبان
رخسار سیہ مہیب اشکال
جلاد کی آنکھ سخت ہر بات
جیسے کہ ہمارے زشت اعمال
بیرحم ستم شعار بدذات
قسمت نے سیہ مکان دکھایا

تہ خانہ گور یاد آیا | نہ فرش نہ بیٹھنے کو تھا تخت | چھائی ہوئی تھی سیاہی بخت
جس سمت نگاہ کی اندھیرا | کاجل کی وہ کوٹھڑی تھی گویا

جب بارگاہ مشرق سے شاہ سیارگاں اٹھوا کر زندان فلک مین زنجیر شعاع سے باندھا گیا دونون اژدر سحر پر سوار ہو کر بارگاہ لقا مین آئے لقا کو بھی خبر بربادی اسلامیان پہونچی تھی بہت خوش تھا اور ہر ایک سے کہ رہا تھا کہ اے بندگان قدرت میرے غضب سے ڈرتے رہو دیکھو ان کو بندگان مغضوب کیسا میرے غضب مین مبتلا ہوئے اسی طرح مین جسکو چاہون غارت و برباد کر دون سب کہہ رہے تھے کہ یا خداوند سچ ہے تو ایسی ہی قدرت رکھتا ہے اسی گفت و شنید مین بلا صبا نے آکر سجدہ کیا کہ یا خداوند تیرے غضب کا کہان ٹھکانا ہے تو جسے چاہے غارت کر دے خداوند نے بھی کہا کہ جو طاقت قدرت نے تمکو عنایت فرمائی ہے کب کسی کو وہ مرحمت ہوئی ہے تمہارا درگاہ مین میری بڑا مرتبہ ہے ان ساحرون نے دوبارہ سجدہ کیا اور عرض رسا ہوئے کہ یا خداوند ہمنے کچھ بندگان مغضوب کو گرفتار کیا ہے اگر ارشاد ہو تو قتل کر ڈالین اس گبر نے جواب دیا کہ حمزہ کو لکھ بھیجو کہ آکر سجدہ کرے ورنہ سب لشکر اسی طرح تباہ و برباد کر دونگا یہ حکم سنکر ان ساحرون نے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بندگان مغضوب اب پھر غضب خداوندی نازل ہوا ہے لازم ہے کہ اپنے کردار و سرکشی سے باز آؤ اور خداوند کو سجدہ آکے کرو ورنہ وہ روز دیکھوگے کہ کسی نے نہ دیکھا ہوگا یہ لکھکر وسواس کو دیا کہ وہ خدمت امیر مین لایا امیر نے عیار مذکور کو سامنے طلب کرکے نامہ پڑھا اور چالاک سے فرمایا تم سچ کہتے تھے یہ کام انھین ساحرون کا ہے یہ کہکر جواب نامہ تحریر فرمایا کہ اے ساحران جو کچھ تم سے ہو سکے قصور نہ کو تاہی نکرو خدائے ما بزرگ ست نامہ کا جواب وسواس لیکر روانہ ہوا اور چالاک نے خدمت امیر مین عرض کیا کہ آپ اسم اعظم سے ہوشیار رہیئے گا اور سردار اگر بارگاہ سلیمانی مین نہین ساکن ہوتے ہین تو انکو لشکر ہی مین رہنے دیجیے بلکہ اسم اعظم بھی گرد بارگاہ و لشکر نہ کریئے ہم جاکر تدبیر کرتے ہین اگر ہمسے کچھ نہ ہو سکے تو پھر جو مزاج ہمایون مین آئے کیجیئے گا امیر نے عرض انکی قبول فرمائی اور عیار چالاک و ابو الفتح و تیز رگ خطائی و سر منگ مصری وغیرہ روانہ ہوئے اور بارگاہ لقا مین صورت بدلکر آئے دیکھا کہ ساحر دونون دنگلون پر بیٹھے ہین جلسہ عشرت جمع ہے تذکرہ گرفتاری سرداران اسلام ہو رہا ہے عیار سب کیفیت سنا کیے ساحرون نے اپنا مسکن تو نہ بتایا اور سب حال بیان کیا پھر لقا نے خاصہ طلب کیا اور ہمراہ ساحران کھانا تناول فرمایا بعد ازان ساحر وہان سے اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوئے عیاران اسلام بھی پیچھے انکے روانہ ہوئے لیکن جب قریب دامن کوہ سواری ساحرونکی پہونچی عیارونکی آنکھون مین اندھیرا آیا سوجھنے سے جاتا رہا سوائے سیاہی کے دور تک کچھ اور نہ دکھا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ سواری ساحرونکی کدھر گئی انھون نے بہت کچھ تفحص و جستجو کی کہین پتہ نہ لگا ناچار پھر کر اپنے لشکر مین آئے اس اثنا مین وہ دن بھی آخر ہوا فروغ شمع کا وقت آیا چشم و پہلو کو مائل خواب و راحت پایا کہ بیت

اسی عالم مین تھے جو گم ہوا روز | اگیا گھر اپنے مہر عالم افروز

رات کو امیر نے ہر سردار سے کہا کہ بھائی ہوشیار رہنا یہ کہکر آرام فرما ہوئے لشکر مین روز گذشتہ سے

آج سو حصہ بڑھکر نگاہبانی اور ہوشیاری ہو ہر بارگاہ و خیام کے گرد پھرا کئی کئی سو عیار و سرہنگ کا مقرر
ہے لیکن کیا ہو سکتا ہے بدستور اول پتلے آئے اور سردارون کو اٹھا لیگئے لشکر مین غلغلہ برپا ہوا عیار چار
سمت دوڑتے پھرے رات بھر وہی شیون و شین برپا رہا ہر ایک مترد د بیچین رہا آخر وہ شب بیقرار ہو کر
رو بفرار لائی اور آفتاب لرزتا ہوا دریچہ مشرق سے باہر نکلا بیت | اُٹھے سوئے ہوئے بستر سے اکبار
ہر اک خیمہ سے پیدا غم کے آثار | آج بادشاہ اسلامیان سے ہلکارون نے خبر عرض کی کہ چار ہزار سردار
بستر خواب سے غائب ہو گئے ہین بادشاہ صبر کے کلمات زبان پر لائے امیر نے فرمایا کہ جو مرضی میرے رب اکبر
کی شکر ہے اُسکا یہان تو بے اعتباری دنیا کا افسانہ ورد زبان ہو اُدھر عیارون مین چالاک وغیرہ نے
زمین و آسمان ایک کیا ہے مگر کہین نشان ساحران زشت کردار نہین پایا مگر یہ ذکر کرنا کیا ضرور تین چار
راتون مین جتنے بیٹے پوتے اور رفیق جان نثار حمزہ نامدار کے تھے گرفتار بلا ہوئے صرف امیر اور بادشاہ اور شہزادہ
کرب پر حرب نفر کردہ شاہ ولایت امیر عرب اور چند سردار اور بچ رہے ایکدن جب تیرگی غم سے یہ خاکدان
عالم ظلمت سرا ہوا یعنی شب لباس ماتم زدگان سیہ پوش نظر آئی بیت | گر رفتہ رفتہ دن بڑھکر ہوا کم
ہوا سامان تاریکی فراہم | عیاران اسلام تو بہر تجسس شب و روز پھرتے ہی تھے چنانچہ اس شب صحرا
مین پھر رہے تھے کہ یہ سے ہوا سناٹا ہوا انھون نے دیکھا کہ پتلے اُڑتے ہوئے جاتے ہین سب نے کہا دیکھو یہی
پتلے سردارون کو اُٹھا لیجاتے ہین یہان دکھائی دیے لشکر مین تو نظر بھی نہین آتے ہین اُسوقت چالاک نے
باہم مشورہ کیا کہ بھائیو آخر یہ پتلے تو سردارون کو ہمارے اُٹھا لیگئے ہین اور ساحر ہمسے پوشیدہ ہین پس
ہمکو بھی لازم ہے کہ لشکر لقا مین جاکر جسکو پائین مار ڈالین یہ صلاح سب کو پسند آئی اور چالاک نے صورت
اپنی جمعدار چوکیداران کی ایسی بنائی پگڑی سرخ سر پر باندھکر گھٹنا چست پہنا تیر کمان ہاتھ مین لیکر ہتھیار
جسم پر آراستہ کرکے چلنے پر آمادہ ہوا اور عیار سات آٹھ پاسیون کی قطع پر بنے یعنی گھٹنون تک دھوتی باندھکر
مرزائی پہنکر تیر گٹھے لیکر اُسکے ساتھ ہوئے اور قریب لشکر پہونچکر پہلے تو ایک ایک علیحدہ ہوکے داخل سپاہ عدو کے
گمراہ ہوکر پھر ایک جگہ پر مجتمع ہوکر ہر مسل اور ہر خیمہ و بارگاہ کے گرد جاگو جاگو کہکر پھرنا شروع کیا اسیطرح پھرتے
پھرتے ایک خیمہ کے قریب پہونچے وہان چند سردار لشکر بزم آراستہ کئے بیٹھے تھے اُنکو دیکھکر کہا جمعدار یہ کیسے
یہان کی روند ہے عیار تو یہان کے سب افسرون کو پہچانتے ہین چنانچہ چالاک نے کہا غالب جنگ کے یہان کی افسرون
نے کہا تو آئیے جمعدار صاحب حقہ پیجیے یہ عیار وہان ٹھہرے افسرون نے حقہ ان کر دیا عیارون نے پیکر کہا یہ تو چلگیا
ہمارے پاس تمباکو ہی ہم بھر بھرتے ہین یہ کہکر چلم مین بہت سی بیہوشی شریک تمباکو کرکے بھری اور اُن سب کو
پلائی وہ سب بیہوش ہوئے اُنھون نے سب کے سر کاٹ ڈالے اور رقعہ لکھکر ڈالدیا کہ یہ کام عیاران لشکر اسلام
کا ہے پھر وہان سے آگے بڑھے جس خیمہ مین سناٹا دیکھا کہ سب سو رہے ہین بس کچھ عیار تو اُس خیمہ کے در پر کھڑے رہے اور کچھ
پشت پر سے سراپردہ چاک کرکے اندر خیمہ کے گئے ساکنان خیمہ کو بیہوش کرکے قتل کیا اور رقعہ لکھکر ڈالدیا اور آگے بڑھے

اور متفرق ہو گئے کوئی حلوائی بنا کوئی فقیر بنا کوئی لونگ چڑے والا بنا اسی طرح ہیئت بدلکر پلٹنون رسالون مین پھرنا شروع کیا جو حلوائی بنا تھا تھال ہاتھ مین لیے مونڈھیا بغل مین دابے کمر سے گھڑنیے تھال کے کنارے چراغ جلتا ہر طرف پھرتا پلٹن والے بلاتے مٹھائی چکاتے بہت ارزان قیمت بتاتا لالچ مین آکر لوگ مول لیتے جب کھاتے بیہوش ہو جاتے پھر انکے جدا کرتا جو فقیر بنا تھا وہ کشکول گدائی ہاتھ مین لیے تہمد باندھے رومال جھڑی سنبھالے صدا کہتا جاتا تھا جو کوئی کچھ دینے کو بلاتا یہ وہان کچھ کرامات کی باتین بگھارتا وہ معتقد ہو کر بٹھاتے حقہ تماکو پلاتے یہ بیہوش کر کے مار ڈالتا اسی طرح اور عیار کو ہیونکی شکل بنے پھر رہے تھے جس جگہ دس پانچ آدمیون کو کھانا پکاتے دیکھتے قریب آتے اور کہتے کیون بھائی ہمکو بھی کھلاؤ گے وہ کہتے ہان یہ جواب دیتے کہ ہم منگتے نہین ہین اگر ہمکو بھی کھلاؤ تو لو یہ روغن آج ہمنے خرید کیا ہی بہت عمدہ ہی کھانے مین صرف کرو وہ روغن بعد انکار و اصرار لیکر داخل طعام کرتے اور کھا کر بیہوش ہوتے یہ اُنکو طعمۂ وہان گور بناتے پس اسیطرح لونگ چڑے والے نے خاک روح بہت لوگون کے بسیخ مکاری پر کباب کیئے تھے رات بھر مین کئی سو آدمی رہرو ملک فنا ہوئے آخر وہ رات بھی راہی دیار عدم ہوئی اور برنگ تیرگی جان کافران تیرگی شب مٹی گربت سحر نے خور کا آئینہ دکھایا ہر اک کافر کو بھوچکا بنایا ہنگام سحر عیاران خوش سیر تو لشکر شقاوت اثر سے نکل گئے اور کافر بستر خواب سے اُٹھکر احوال سے ماہر ہوئے ہر ایک کا عزیز و فرزند راحت جان جگر بند خواب مرگ مین مبتلا نظر آیا پھر تو کہرام یہان بھی پڑ گیا دنیا ماتم سرا تھی ہر سمت بلند نالہ و آہ کی صدا اُٹھی لقاے بے لقا تخت پر آکر بیٹھا تھا سردار آتے جاتے تھے کہ یکایک غلغلۂ شیون سُنائی دیا یہ خبر سردارونکی گرفتاری سے بہت خوشنود تھا اور حکم دیا تھا کہ ناچ کا جلسہ مرتب ہو اُسوقت شور گریہ سُنکر گویا ہوا کہ شاید اہل اسلام اسقدر زور سے روتے ہین کہ یہانتک اُنکے رونیکی صدا آتی ہی جو لوگ کہ واقف حال نہ تھے وہ کہتے تھے کہ خداوند ابھی کیا روتے ہین اب آگے وہ بندے تیرے روئینگے یہ ذکر تھا کہ بختیارک جو اپنے خیمہ سے دربار مین آنے لگا راہ مین لشکریون کو گریان و نالہ دیکھا مستفسر حال ہوا لشکریون نے لاشہاے مقتولان دکھائین اور شیطان کے ساتھ بارگاہ خداوند مین آئے پہلے شیطان خچر پر سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا اور لقا کو مجرا کیا رفیدہ سر سے اپنے اُتار کر ناچنے لگا اور کلمہ پڑھتا جاتا تھا اور خداوند کو بُرا کہتا جاتا تھا اور بکتا کہ خداوند وہ جو بہشت آپکی ہی وہ آباد ہوتی جاتی ہی لقا نے کہا آخر کہہ تو کیا ہوا کہا رات کو بہشت خداوندی بندگان خاص سے معمور ہوئی لقا بولا کہ بندگان خرابی بھی میرے ہی بندے ہین اور تم سب کا بھی مین خالق ہون پس مین دونون طرح کے بندونکی طرف ہون کبھی اُنکو غالب کر دیتا ہون کبھی اُنکو بندون کو چاہیے کہ آپس مین سمجھ لین میرے اوپر نہ رہین مین ایسا رحیم ہون کہ آپ بھاگتا پھرتا ہون یہ کہہ رہا تھا کہ کچھ افسر نالان و گریان وہ رقعہ جو عیار لکھکر ڈال گئے تھے لیے ہوے بارگاہ مین آئے شیطان نے وہ کاغذ اُنسے لیکر آنکھون سے لگایا اور سر پر رکھا لقا نے پوچھا کہ یہ کیا ہی شیطان نے جواب دیا کہ وہی ہی اور کیا ہی لقا سمجھا کہ شاید عمرو آگیا اُسنے یہ کاغذ بھیجا ہی یہ سمجھکر گویا ہوا کہ کیا بندۂ خاص طلسم سے آیا شیطان نے کہا اے تیرے منہ بقول شخصے چندین مدت خدائی

کردی ہنوز گاؤ خر ہرا نشناختی اے اوگیدی یہ فرمان واجب الاذعان فرزند شہنشاہ عیاران مرشدزادہ برحق بہترین مہتر جناب چالاک بن عمرو کا ہے یہ کہکر اُس رقعہ کو پڑھا لکھا تھا کہ او شیطان تو نے امیر باتوقیر کے مزاج ہمایون کو ذرا بھی مثل آئینہ مکدر کیا اور سردار اسلام کا ایک بال بھی بیکا ہوا تو ساری خداوندی خاک مین ملاوینگے خیمہ گور مین تجکو سلاوینگے اور او بختیارک یہ سب حرمزدگی تیری ہے اگر اپنی شیطنت سے باز نہ آیا تو ہر یہ تیر اپکا یا جائیگا یہ مضمون پڑھکر شیطان کانپنے لگا کہ ایسا نہو عیار مجکو مار ڈالین اسوقت لقا نے کہا اے شیطان تو گھبرا نہین میری اور تیری موت نہین ہے اس کلمہ سے شیطان کو تسکین کب ہوتی ہے غرضنکہ یہ تو خائف و ترسان قرار نپریر ہوا اور لقا نے لاش مقتولان کو دفن کرنیکا حکم دیا اہل لشکر بصد گریہ و زاری لاشین اُٹھانے مین مشغول ہے دن بھر اسی کاٹنے واپنے مین بسر ہوئی جب ظلمت شب نے مثل تیرگی لحد آغوش کھولی اور آفتاب غار مغرب مین جاکر دفن ہوا کہ بیت

گھٹا جب جلوۂ خورشید روشن		بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن	

رات کو لشکر اسلام وسپاہ کفار دونون فوجون مین حد کی ہوشیاری و بیداری ہوئی ہر جگہ چوکی و پہرا مقرر ہوا لیکن ساحرونکی طرف سے پتلے اور مسلمانونکی طرف سے عیار روانہ ہوے اور آج چالاک نے نسیم بن عمرو و قسیم بن عمرو و سمک بلطاقی و سمک خیبری و قاسم کستوری و قاسم تنک رواحلی و ترک سرہنگ و ابو الفتح و کلباد و گلباد وغیرہ تین سو عیار اپنے ہمراہ لیئے اور لشکر دشمن مین آکر کسی نے کسی سردار کی رنڈی کو بیہوش کیا اور اسکی صورت بن کر گیا اور کام اُس سردار کا تمام کیا اور کسی کے خدمتگار کی ایسی صورت بنا اور اپنا کام اُسنے کیا کسی نے کسی کو راستہ مین مار ڈالا کوئی کسی خیمہ مین کمند مار کر گیا اور قتل کر آیا غرضنکہ اگر فرداً فرداً عیاری ہر ایک کی بیان کیجائے تو بہت طول ہوگا آج چار ہزار سردار ونکے سر کاٹکر یہ عیار اپنے لشکر مین آئے بڑے بڑے سردار کوہی مار گئے جب ناخن بہر سے سحر پُر غم نے چہرہ خراشی کی اور زمانہ مین وہ اندھیر تھا کہ فلک پیر نے چراغ خورشید اپنے جھونپڑے مین جلایا کہ بیت قریب ختم حسن روئے شب ہے ☆ یہ غفلت ہوش والون کو غضب ہے صبحدم وہ شور فریاد و لشکر لقا مین برپا ہوا کہ شور محشر بھی اُسکے سامنے شرمندہ تھا کوئی پسر کے لیے خاک اُڑاتا کوئی برادر پچھاڑین کھاتا ہر جگہ یہ نقشہ تھا کہ نظم

ہر اک خیمہ سے اُٹھا شور فریاد	یہی غل تھا کہ ہم ہوتے ہین برباد	ہر اک نے سر کو دے ٹپکا زمین پر
یقین تھا دم نکل جائے وہین پر	ہر اک نے مثل گل سینہ کیا چاک	ہوا غل ہر طرف اُڑنے لگی خاک
نشکل شوق اُبلے لوگ غم سے	ہوے ممنون گردون کے ستم سے	گذرگاہین ہوئین سونی برابر
اندھیرا چھا گیا ہر بام و در پر		

فی الجملہ لاشین ہر سمت اُٹھنے لگین وہ کاغذ جو آجکی شب عیار ڈال گئے مین اُسمین یہ مضمون ہے کہ آجکی رات جو آتی ہے اس رات کو خداوند لقا مع اپنے شیطان اور پرستش کرنے والون کے بہشت مین اپنی جائین گے وہ کاغذ مردمان لشکر بارگاہ خداوندین نے کر آے شیطان نے جو اُسکو پڑھا لرزنے لگا اور لقا سے کہا اے اوگیدی سحر سے اگر اپنی زندگی چاہتا ہے

تو اپنے اُن ایسے تیسے ساحرون سے کہکر مسلمانون کو چھڑوا دے اور آیندہ ایسی حرکتین کرنیکے لیے اُنکو منع کر لقا
بھی اتنے سرداران لشکر کے مرنے سے گھبرایا تھا شیطان سے کہا تو سچ کہتا ہے اچھا پھر ساحرون کو بلانا چاہیئے شیطان
اُٹھا کہ مین جا کہ کسی طرح اُن کو بُلاؤن مگر آج تیسرا دن تھا اور سرداران اسلام بہت قید ہو چکے تھے ساحرون نے
خود یہ قصد کیا کہ خداوند سے کہہ کر مسلمانون کو قتل کرائین لیں وہ دونون اژدر سحر پر سوار ہو کر خدمت خداوند مین آئے شیطان
نے وہ نامہ اُنکو دکھایا اور کہا جلد سرداران مغضوب کو رہا کرو کیون خداوندی کی جان کے پیچھے پڑے ہو آج مرشد زادہ
لکھتے ہین کہ مع خداوند سب کا خاتمہ ہے بلا و صبا جملہ کیفیت معلوم کر کے گویا ہوے کہ ملک جی تم گھبراؤ نہین آج ہم
لشکر حمزہ کا خاتمہ کیے دیتے ہین یہ کہہ کر اپنے جوڑے سے ایک نارنج نکالا اور کہا دیکھو ملک جی یہ سحر ہم نے تمام محنت
کر کے تیار کیا ہے آج تک ہم نے یہ سحر نہ کیا تھا طرح دیتے چلے آتے تھے ہماری زندگی بھر کی مشقت ہے غرض کہ بہت کچھ
صفت اُس سحر کی کر کے وہ نارنج زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور اُسمین سے دھوان پیدا ہو کر ایک جگہ اکٹھا ہوا اور
ایک پتلا چینی کا بنگیا اُس پتلے نے ساحرون کو سلام کیا اور کہا مجھکو کس لیے یاد فرمایا ہے انھون نے حکم دیا کہ جاؤ
اسم اعظم حمزہ بھلا دو پتلا سلام کر کے رخصت ہوا اور اُسی طرح دھوان بنکر بلند ہو کر نگاہ سے ناپدید ہوا جب وہ پہنچی اور
جناب حمزہ صاحبقران بارگاہ سلیمانی سے اُٹھ کر برائے نماز پیشین جانب مسجد کرپاس روانہ ہوے راہ مین ایک سمت سے
دھوان پیدا ہو کر گرد امیر گردش پذیر ہوا اور بہت دور تک تاریکی ہو گئی اسم اعظم آلہی لوح سینہ سے حک ہو گیا آپکو حالت
غشی طاری ہوئی بیہوش ہو کر گر پڑے ملازمان ہمراہی گھبرائے نالان و گریان اُٹھا کر بارگاہ سلیمانی مین لائے دعا ہاے
صحائف ابراہیمی پڑھکر پھونکی کہ ببرکت کلام ربانی و تاثیر سایہ بارگاہ سلیمانی ہوش تو آ گیا لیکن ربودگی مزاج ہمایون پر
طاری ہوئی عقل و دانش گم صم و بکم ہو گئے چپ اور سن جہان لٹا دیا پڑے ہین انکا تو یہ حال ہے غم سے بادشاہ کا دل
نڈھال ہے ماہ تابان صاحبقرانی کو زوال ہے اُدھر وہ دھوان پھر بارگاہ لقا مین آیا اور مجتمع ہو کر چینی کا پتلا بنکر
ساحران مذکور سے اُسنے عرض کیا کہ مین حسب ارشاد حضور اپنا کام کر آیا ساحرون نے یہ سنکر ایک شیشہ اپنے جھولے سے نکالا
اور اُس پتلے کو دکھایا وہ سحر کا جن دھوان بنکر اُس شیشہ مین اُتر آیا انھون نے منہ شیشے کا سحر پڑھکر موم سے بند کیا اور کہدیا کہ
جبتک یہ شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم حمزہ کا نہ چھوٹے جب یہ تدبیر کر چکے انکی ملازم ایک ساحرہ ہے کہ نام اُسکا مہر جادو ہے اور وہ
طلسم ہزار برج کی رہنے والی ہے لیں اُس ساحرہ کو وہ شیشہ اُنھون نے سپرد کیا کہ لیجا کر طلسم ہزار برج مین اپنے مقام سکونت
پر رکھے یا یہ کہ خدمت افراسیاب مین لے جاے اور وہ اسکو بہت حفاظت سے رکھے غرض ساحرہ مذکورہ وہ شیشہ
لیکر بزور سحر تخت پر بیٹھ کر روانہ ہوئی حال اُسکا معرض بیان مین آئیگا اب ان ساحرون نے بعد جانے ساحرہ کے کچھ سحر پڑھکر
دستک دی کہ چند پتلے دو صندوق سر پر اُٹھائے روے ہوا سے نیچے اُتر آئے یہ صندوق ہین کہ جنپر سوار ہو کر یہ دونون ساحر
طلسم سے یہان آئے تھے حال انکا جلد دوم مین لکھا گیا ہے کہ ان صندوقون کو انھون نے کھولا تھا اور کئی ہزار پتلا بالشت
بالشت بھر کا نکلا تھا اور بڑھکر مثل انسان قد آور ہوا تھا اور ہر پتلا مرکب پر سوار تھا وہ گھوڑا بھی جسیم ہوا تھا
حاصل مرام اسوقت جب پتلے وہ صندوق لائے انھون نے وا کر کے تین ہزار پتلا انمین سے رویئن تن اور فولاد بدن

نکالا کہ وہ نکلتے ہی سب قامت پیدا کرکے سوار ہنگئے اور باہر بارگاہ کے جاکر اُنکا پڑاؤ پڑا اُنھون نے صندوق بند کرکے پتلون سے کہا جہان سے لائے ہو وہین لے جاؤ پتلے صندوقون کو لیکر غائب ہوے اور یہ دونون ساحر بارگاہ سے اُٹھ کر کنارۂ لشکر کے آئے اور ایک ناریل اپنے جوڑے سے اوزکال کر جانب صحرا مارا کہ وہ شق ہوا اور زمین سے شعلہاے آتش نکلنے لگے اور روے ہوا سے بھی آگ برسنے لگی اور اسقدر بحر آتش کی طغیانی ہوئی کہ گرداگرد لشکر نحوست اثر حصار آتشین کھنچ گیا چادرین آگ کی فلک کی طرف سے گر کر حصن حصین آتشین گرد لشکر ہوگئین ان ناریون نے راہ دریافت لشکر کے اندر کی بند کردی اسلیے عیار جو اندر لشکر کے آئے ہون وہ اپنے لشکر مین جا نہ سکین اور اپنے مقام سے یہان قیام گاہ عسکر شقاوت پیکر مین آنہ سکین جب یہ انتظام کر چکے بارگاہ مین آکر بیٹھے اور شراب پینے لگے یہان تک کہ حرارت آتش مہر کم ہوئی اور گرم بازاری رونق گم ہوئی اور زر طلاے احمر خورشید کو زرگر دہر نے بوتۂ مغرب مین رکھا اور کورۂ آہنگر فلک مین اخگر نجم تابندہ ہوے کہ نظم

کہ اُس دن کے قدم اُٹھے وہان سے
ہوا سامان رخصت اس جہان سے
فروغ مہر نے دامن اُٹھایا
ہجوم شام کا اک ابر آیا

سرشام ان ساحران بدانجام نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر لقا مین بھی طبل جنگ پر چوب پڑی فوج کوہیان وساحران ولقا پرستان مین نہایت خوشی ہوئی کہ اب انتقام مسلمانون سے اپنے عزیزان مقتول کا لین گے عیاران لشکر اسلام جو بارادۂ اغلہ سپاہ عدو سے گمراہ کنارۂ لشکر بد اختر پہونچے حصار آتش گرد لشکر پایا بٹھہر کر فکر عیاری کرنے لگے اس اثنا مین شور حرب کوس کوفسر دہو اغلغلہ سپاہ کینہ خواہ سے گوش ردنہ گار کر پایا مضطر بانہ ان عیارون نے خدمت بادشاہ اسلام مین اپنے تئین پہونچایا یہان عجب ہنگامۂ رنج وغم برپا تھا دنگلون پر سردارون کے غاشیہ پڑے تھے بادشاہ اکیلے تخت پر بیٹھے تھے امیر ایک صنچی مین بحالت دیوانگی پڑے تھے وہ لوگ جو مجرے کو بھی بار یاب نہو سکتے تھے آج براے زینت بارگاہ حاضر دربار تھے بادشاہ زانوے غم پر سر جھکائے تھے محلات سے رونے کی عورتون کی صدا آتی تھی فرط قلق سے سینہ شق ہو رنگ رونق بدلی اندوہ کی چھائی تھی کہ بیت

جہان تھا رنج سے آنکھون مین اندھیر
فقط رونے سے دل ہوتا نہ تھا سیر

اسی رنج وملال مین عیار مجرا گاہ پر آکر ٹھہرے اور بہزار ادب تسلیم کرکے دعا وثنا بادشاہ ذیجاہ بجالائے کہ ابیات

سرو قد خسرو خوش انجام
چکر مین ہے بحر مثل گرداب
گردون سے بلند ہے تر ادر
سامان جدال سب ہے تیار
منصور نشان فوج اسلام
آئینہ تیغ برق تمثال
گلدستۂ عرش ہے سر افسر
دیکھی ہے جو تیری تیغ خوش آب
دعواے اجل کا صورت حال
آمادۂ جنگ سب ہین کفار
نقارۂ حرب سپاہ دشمن مین بجا ہے

اور حصار آتش گرد لشکر ساحرون نے سحر سے کھینچا ہے بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر فرمایا کہ یہ کافران بے حیا ایسے ہی وقت مین آمادۂ کارزار ہوتے ہین کہ جب ہم ناچار ہوتے ہین خیر خداوند زمین وزمان ہمارا نگہبان ہے یہ فرما کر جوش شجاعت مین آکر حکم دیا

کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل خدائے قدیر طبل رزمی بر دوال دیجائے بجرد اصدار حکم محکم شہنشاہ عالم پناہ طبل سکندری وحسامی پرچوب پڑی صدائے طبل سے لشکر مین اور زیادہ بدحواسی ہوئی کیونکہ جملہ سردار گرفتار امیر بوجہ فراموشی اسم اعظم مجبور ونا چار لیکن شجاعان روزگار منچلے تیغ وسپر کے سایہ مین پلے جلاوت شعار دم تہوری کا بھرنے لگے تیاری آلات حرب کرنے لگے تیغ بران بار غم سے اس رات کو غم ندامت سے گویا سر در گریبان خنجر گلوگیر حسرت جوہر کیا دکھاتے فرط رنج سے خجل ہو کر دانت نکالتے تیر ہر ایک آہ دل دردمند نیزون مین فکر دور دراز کے بند کمان مین بسان خاطر کبیدہ کشیدہ کیا وہ ایک غبار الم کا تودہ کمندون کو دل عاشق کی طرح الجھن حلقہ حلقہ پریشان برنگ گیسوے جانان پر فن ہر چند کہ آثار غم وہم سے سرہنگان لشکر کا دل خون تھا مگر جان دینے کا سودا لڑنے مرنے کا جنون تھا آب آہن کا قلزم ذخار باڑھ پر تھا تیغ کے گھاٹ جان دیکر اُتار نا بہادر چاہتے کشتی شجاعت مین سلسلۂ رگ جان کا لنگر تھا بادبان حوصلہ شمشیر زنی اڑ رہا تھا ہر سمت شورش بحر دلیری بر پا نقیبون کی صدا سے دل ترک فلک کا ہلتا دوست دوست کے گلے ملتا نصیحت اور وصیت کرتا کرنا کے نعرے ترک بہرام کا دل دہلاتے طبل و بوق ہل من مبارز کی صدا سناتے پلٹنین اور رسالے مسلح و مکمل ہوتے نامرد بیدل ہوتے گھوڑے بغیر سوارون کے تیسے بھرتے دلاور ہمہمے شیرانہ کرتے آمادۂ مرگ مردان نبرد وشر گردون جنگ کے مقابل گرد برودہ مقام اُس شب کو بیشۂ شیران یا شجاعت کا نیستان تھا ہر سمت یہ سامان تھا کہ نظم

ہر بوق کی تھی صدا قیامت
آواز سے شق ہو جب دل کوہ
دیکھو دم تیغ اور جو ہر
روحون کا گذر تھا آئینہ بالکل
کیا شور بپا تھا اللہ اللہ

بیدار تھے مردے زیر تربت
تھا ترک فلک کو بیم اُس شب
تھا ایک تو شعلہ سو سمندر
شہرہ تھا یہ چار حد مین ہر سو
تھا گوش فلک مین پنبۂ ماہ

رہتا ہے کہان عدو کا انبوہ
جوزا کا تھا دل دو نیم اُس شب
تلوارین تھین یا کہ آہنین پل
تیغ ایسی ہو اور ایسے بازو

اسی تردد اور تیاری حرب مین سرہنگ مہر جان پر کھیل گرد اور گاہ فلک مین آیا اور روزگار غدار نے مثل شہریار زرہ طلائی صبائے خورشید کی پہنی کہ نظم

ہوئی جب صبح روشن آشکارا

ہوئی پیدا سحر اتنے مین ناگاہ
فلک پر صبح کا چمکا ستارا

ستارون نے بھی لی سوے عدم راہ

لشکر ساحران گمراہ آراستہ ہو کر جانب جنگاہ چلا بلا وصبا اژدر سحر پر سوار تھے اُنکے جوق جوق ساحران نابکار طائران سحر داژدر افسونگری پر چڑھ کر روانہ ہوئے نہایت بیرحم وبددین وستم شعار تھے کہ ابیات

دیکھو تو یہ کس بلا سے کم ہین
نیش اُنکا روان تھا شکل کژدم
پیاسے کو پلاتے ہین وہ خونریز

مثل دم اژدر اُنکے دم ہین
انسان کی شکل دیو کردار
آب دم تیغ وخنجر تیز

کہتے ہین سیاہ دل یہ مردم
یاجوج کی طرح آدمی خوار

علاوہ اُن ساحران بدطینت کے وہ تین ہزار تپلے روئین تن وفولاد بدن ہتیار جسم پر لگائے حصار آتش سے گذر کر میدان نبرد مین آ رہے

لقا بھی اُسی کرّ و فر و عظمت سے فیلان جنگی کو زنجیرہ بند کرا کے تخت اُن پر کھچوا کر سوار ہوا تھا اور کئی لاکھ کوہی اور باختری ہمراہ لیکر وارد دشت قتال تھا اس طرف بادشاہ دین پناہ نے لباس خسروی دور کر کے زرہ و چار آئینہ و خود جسم پر آراستہ کیے شبستان سے برآمد ہو کر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے جلو مین کمیدان و رسالہ دار ہوئے فوج گروہ گروہ و انبوہ انبوہ موج دریا کی طرح روان ہوئی شجاعت اُنکی ہمت پر آئینہ دار حیران ہوئی لشکر پر برنگ شمع سحری اُداسی چھائی تھی ہوائے خزان نے اُس گلستان کی بربادی چاہی تھی ہر نونہال گلشن ارجمند برنگ گل خزان رسیدہ خمول و پژمردہ بظاہر سرسبز مگر دل مردہ آمد سے لشکر کے گرد اُڑی تھی یا گرد کدورت دلون کی اکٹھا ہوئی تھی زمانے کے دل مین غبار جو کبھی کا بھرا تھا وہ اُسوقت نکلا تھا طبل و بوق کا بھی قلب ہول سے خالی تھا چرخ کج نظری ہونیکا زمانہ آیا تھا گم سامان بجالی تھا گلستان جلادت مین عنادل وار زمزمۂ عشرت کے عوض نالہ و شیون برپا بہادر کو موت کا کھٹکا لگا ہوا صیاد اجل کا مرغ جان کو دھڑکا نسیم سحری مژدۂ مرگ سناتی شمع حیات جھلملاتی گل ہوئی جاتی صحرا مین بسان خانۂ ویران سناٹا زمین مین سائین سائین کی صدا طائر روح قفس تن مین مثل مرغ بسمل و مائل پرواز ہوا مزاج کے مخالف نہایت ناساز اس عالم مین بھی شہنشاہ عالم کا وہی بہادری کا عالم وہی تیور وہی تیکھی چتون شیرانہ نظر کوہ کا اس صاحب حشمت و شکوہ کی حالت بیکسی دیکھ کر سینہ شق ہوتا مگر لعل دل سنگ سے نکال کر اس حمزہ کے لال پر بچھاور کرتا فلک ہر چند کہ مخالف اور دشمن تھا لیکن بہر اطاعت جھکائے گردن تھا زمین ہر چند کہ پانون کے نیچے سے نکلی جاتی تھی مگر رعب و داب بادشاہ ذیجاہ سے دبی ہوئی تھی وہ لشکرون کا بن بن کے چلنا جوانون کا تن تن کے اکڑنا ڈنکون کا بجنا صدائے نصر من اللہ نقیبون کا بلند کرنا ہتیارون کا کڑکنا نظم

کس شمار مین ہے جہاد اصغر	تھا سہل انھین جہاد اکبر	عاجز ہین حساب مین محاسب
اتنا نہین لشکر کو اکتب	دیوار حصار شہریاری	تھا حصن حصین ملک داری
فوج ایسی ہو شہریار ایسا	مغلوب ہون کیونکہ سارے اعدا	اسی رفعت و منزلت کے جب میدان

قتال مین پہونچ پہ سے جم گئے بیلدار زمین ہموار کر کے ہٹے سقے آبپاشی کر کے تھم گئے صفین ترتیب پذیر ہوئین میمنہ نے معین ہونیکا دم بھرا میسرہ کو ارادہ جان نثاری میسر تھا ساقہ نے پائے ہمت گاڑ دیے جناح نے بازو سے سعی کھولے کمینگاہ والے گھات سوچنے لگے جوڑ کھنچین جب آراستہ ہو چکین نقیبون نے نعرے مارے کٹرکیت کرد کا کہار کنارے ہوئے بلا از در بڑھا کر سامنے لقا کے آیا اور اجازت حرب طلب کی اُس بچیانے کہا کہ تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا یہ سنکر وہ ساحر اپنے لشکر مین آ کر ٹھہرا اور اُن تیلہا سے رویین تن سے حکم دیا کہ جاؤ اور لشکر حریف کا کام تمام کرو بمجرد حکم وہ تیلے کہ سواران فولاد بدن ہین مثل اسفندیار تیغین کھینچ کر صف لشکر اسلام پر آ گرے اس طرف سے بھی بہادران روز ہیجا ہزار در ہزار شیرانہ حملہ آور ہوئے شمشیر صاعقہ خصال کھینچی زندگی کا جھگڑا بہت دونون سے پھیلا ہوا تھا دم بھر مین فیصلہ پانے لگا قافلہ ملک عدم کو جانے لگا گوشۂ مرگ مین بعافیت ہر ایک آرام پذیر ہوا ہنگامۂ دار و گیر ہوا ہر سمت سے ابر سیاہ نے بارش آب تیغ و تیر کی یہ تدبیر کی کہ ابیات

ز بس نیزہ و گرز و گوپال و تیغ	تو گفتی ہوا ژالہ بارد ز میغ	برفتند ازان روی کندآوران
ز بہر آب دادہ پرند آوران	ز کشتہ ہمہ دشت آوردگاہ	تن بود دشت و سر بود و ترگ و کلاہ
بلند آسمان چون زمین شد ز خاک	بسے گردن و بر شدہ چاک چاک	چنین گفت لشکر ہمہ ہمگروہ
کہ از کشتگان گشت ہامون چو کوہ		

ہر چند کہ دلاور جانبازی کر رہے تھے مگر وہ پتلے سحر کے تھے کسی کا حربہ اُنپر اثر نہ کرتا
تھا تلواریں اُنکے تن پر اُچٹ جاتی تھیں اور اُنھوں نے زیر شمشیر آبدار رکھ لیا تھا منچلے مر رہے تھے دم محبت اسلام
کا دم بھر رہے تھے جو کوئی مسلمان مرکر گرتا تھا کلمۂ شہادت پڑھتا تھا گرم بازاری مرگ کا ہنگامہ تھا مقام عبرت
و جائے تاسف تھی کہ وہ سر جو دعوئ چتر و افسر رکھتے تھے ٹھوکرین کھاتے تھے وہ جسم جو بازو زرہ بکتر رکھتے تھے بار ہستی سے
سبکدوش نظر آتے تھے پتلوں نے پلہائے انسان خاکی بنیان کے نقشے مٹا دیے تھے لاشوں کے ڈھیر لگا دیے تھے خون
مسلمانان کے دریا بہا دیے تھے زمین ارغوان پوش تھی برات بھر کے جاگے نوشاہ عروس مرگ سے ہم آغوش
خون کی دھاریں چہرے پر سہرے کی لڑیاں جسم پر ضرب اسلحہ کی بدھیاں نظر آتیں دست و پا عوض حنا لے
خون سے رنگین حوصلوں سے برچھیاں تھیں نظم

کچھ بحث نہ گفتگو نہ تقریر	خاموش بہ رنگ بزم تصویر	سوتے تھے منہ اک بھی نہ کھولے
وو لاکھ صدا کوئی نہ بولے	ارمانوں کے بند در برابر	سب خواب میں بنجبر برابر
یوں بلبل و فاختہ کی فریاد	وہ گل ہیں کہاں وہ شمشاد	یہ ماجرائے جنگ جو شہزادہ کرب ولد

امیر عرب نے دیکھا قریب بادشاہ عالیجاہ آکر عرض کیا کہ یا ظل اللہ اسوقت جو غلام عرض کرے وہ حضور پذیرا
فرمائیں بادشاہ نے انگشت قبول دیدہ حق بین پر رکھی شہزادہ مذکور نے عرض کیا کہ سپاہ دشمن سے کوئی مارا نہیں جاتا
اور یقین ہے کہ بنصیب اولیائے دولت قاہرہ خدانکردہ شکست ہو پس ایسے ہنگام میں ناموس صاحبقرانی اور بارگاہ
سلیمانی قبضۂ کفار میں آجائیگی یا نہ صاحبقرانی بھی ہاتھ سے جاینگے بڑی رسوائی ہوگی پس مناسب ہے کہ بقیہ
فوج کو جناب ظفر رکاب ہمراہ لیکر دامن کوہستان میں تشریف لیجائیں اور قلعہ کوہ کو ماوا و ملجا اپنا بنائیں بادشاہ
نے فرمایا کہ اے کرب عرض تمھاری قبول و منظور ہے اب جو کچھ میں کہوں وہ رد نہ کیجیو کرب نے عرض کیا کہ منت بجان لازم جو
ارشاد عالی ہو شاہ نے فرمایا کہ ہمارے سر کی قسم تم ناموس امیر و سرداران و جملہ حرم محترم کو سوار کر کے قلعۂ کوہ پر چلے جاؤ
مجبور ہنے دو میں کبھی اُن کافروں کے مقابلہ سے قدم ہمت نہ ہٹاؤنگا جب اپنی جان دے لونگا اسوقت مصرع بعد از سر من گت
فیکون شد شدہ باشد پس کرب قسم دینے سے اس دلاور کے ناچار ہو گیا اور جنگ گاہ سے پھر کر روانہ بر خاتون معظم
امیر کے آیا ملکہ کر دیا بانوانی ساس کو تسلیم عرض کر بھیجی اور کہا جلد تمام مخدرات عصمت و طہارت کو سوار کرائیے کہ
مقدمۂ جنگ دگرگون ہے ملکہ مذکور نے بہت جلد انتظام کیا اور سکھپال فنس چوپہلے وغیرہ پر تمام بردگیان محترمات
سوار ہو کر ہمراہ کرب دلاور روانہ ہوئیں کئی ہزار سوار محافوں کو گھیرے نواب ناظر خواجہ سرا بیکانے کہاریاں وغیرہ
ساتھ بڑے انتظام سے بتجارت تمام جانب کوہستان چلے شہزادہ کرب نے بارگاہ سلیمانی کو ساتھ نہیں لیا اسر

سبب ہے کہ بارگاہ اٹھارہ سو شتر و قاطر و عرادہ پر بار ہوتی ہے اُسکے لدوانے مین عرصہ بہت ہوتا پس خیال کیا کہ ناموس امیر گھر جائینگی اُنکو پہونچا کر جائے محفوظ پر پھر بارگاہ لیجاؤنگا فی الجملہ امیر کو باہر بارگاہ سے ساتھ لیا ہی اور جب باہر بارگاہ سے نکلے اثر سے جادو کے بیہوش ہو گئے اُنکو ہوادار پر ڈالکر ہر ایک راہی ہوا اور کوہ سفید کے قریب پہونچکر کچھ لوگ درۂ کوہ مین پنہان ہوئے اور کرب نے گھاٹیان کوہ کی طے کر کے قلعۂ کوہ پر تمام عورات کو پہونچایا اور امیر کو سبزہ زار مقام پر کچھ بچھا کر لٹا دیا پھر شہزادہ موصوف کی غیرت مقتضی ہوئی کہ شاہ اسلام کو زغۂ اعدا مین محصور چھوڑ کر آپ تنہا بیٹھے رہے بس محلات کو سپرد خدائے حافظ و نگہبان کر کے آپ پشت مرکب پر بیٹھکر پھر روانہ ہوا یہان اتنے عرصہ مین لشکر اسلام نے شکست پائی تھی بدینوجہ کہ ساحرون نے سحر کر کے دست و پا ہر ایک کے بیحس و حرکت کر دیے تھے تب اپنے قتل کرتے تھے لشکری ہاتھ بھی نہ ہلا سکتے تھے ناچار جنپر سحر کا اثر نہونے پایا تھا وہ رو بفرار لائے اور بادشاہ ذیجاہ اُس جنگ مین بہت زخمی ہوئے تھے عیاران لشکر اُنکو بھی بحالت زخمداری کہ ظل اللہ پر غشی طاری تھا ہوادار پر ڈالکر بھاگے کفاران نابکار و ساحران غدار پڑاو پر آکر گرے اہل اسلام بادشاہ کو لیکر وہان سے بھی بھاگے دشمنون نے تعاقب کیا اُسوقت شہزادہ کرب آکر معین و ناصر ہوا اور لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرکے بادشاہ کو گروہ دشمنان سے نکالکر کوہ سفید کے قریب لایا اور اُس جنگ مین کہ شہزادہ دلاور تنہا تھا زخمی ہو گیا لیکن جرأت کر کے شاہ عالم پناہ کو قلعہ پہاڑ پر پہونچا کر برابر امیر کے لٹایا اپنے زخمون کو باندھکر انتظام مین مصروف ہوا تیر انداز و سنگ انداز گھاٹیون کو روک کر استادہ ہوئے عیار تھپر گوپھن مین رکھکر مرگ پر آمادہ شعاب جبال مین استادہ ہوئے لیکن بعنایت رب العزت لشکریان فوج شقاوت و عداوت جو اہل اسلام کے عقب نوردی و گشت کرتے آتے تھے مسلمانونکے نکلجانے سے اُس لالچ مین آکر پھرے کہ خیامگاہ مسلمانان چلکر لوٹین چنانچہ ایسا ہی کیا کہ بازارین اور خیمہ لوٹنے لگے اُسدم بختیارک نے لقا سے کہا کہ یہ خیمہ و بارگاہ و سراپردہ جو فرزندان حمزہ اور اُسکے سرداران ذیشان نے طلسمات فتح کر کے بہم پہونچائے ہین اس قابل نہین کہ لُٹ جائین یا جلا دیے جائین خداوندان تحفہ اشیا کو اپنے قبضہ مین فرمائین اور لشکریون کو غارت کرنے سے منع کرین لقا نے اُسکے کہنے سے ساحرون کو پاس بلا کر حکم دیا کہ لشکر تاخت و تاراج کرنے سے رد کو ساحرون نے بزور سحر منادی کرائی کہ ہرگز لوٹنے کا مال مسلمانان کے ارادہ نکرے لشکر کے لوگ دست کشیدہ ہوئے اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ سرہنگ شب نے سونا آفتاب کا لوٹنا چاہا وہ متاع جان اور لوٹی اپنی بچا لے گیا اور غار مغرب مین جاکر پوشیدہ ہوا۔ نظم

تاریکی شب تھی ایسی چھائی
چشم اعمٰی نخیل تھا دل
دیتا نہ تھا کچھ بھی وہان دکھائی
تاریکی شب تھی ایسی چھائی

شام کو اُس لشکر ضلالت اثر نے بھی کمر کھولی بارگاہ سلیمانی اور تمام خیام و خرگاہ اہل اسلام قبضۂ دشمن نافرجام مین آئے لقا اُتر کر تخت فیلان سے داخل بارگاہ سلیمانی ہوا مقام سلیمان دیو کو ملا خزانہ پر بیان بیٹھا لیکن بارگاہ مذکور مین ساحر نہین آسکتے ہین اس سبب سے یہ گمراہ بھی اُس جگہ نہ ٹھہرا کہ بغیر ہمنشینون کے لطف صحبت نہ ملے گا پس بارگاہ سامری مین تخت نکہت آثار

بچھوا کر متمکن ہوا ساحران نابکار بھی وہان آکر کرسی و دنگل پر متمکن ہوے اور صندوق ساحری طلب کرکے بلاد صبا نے سوارون کو پتلے بنا کر بند کیا اور ایک عرضی خدمت افراسیاب مین اس مضمون کی لکھکر روانہ کی کہ اے شاہ ساحران ہم نے باقبال شہنشاہی کل مسلمانون کو تباہ و برباد کیا اسم اعظم حمزہ بھلا دیا چند پا شکستہ ہمارے ہاتھ سے بچ کر ایک پہاڑ پر پناہ گزین ہین اور جملہ سردار حمزہ کے ہمارے قید مین ہین اب بہت جلد ہم فتح کامل حاصل کرکے خداوند کو تخت خدائی پر تمام عالم کی قائم کرینگے اور خداوند سے طرۂ پیغمبری لیکر حاضر خدمت بادشاہ جادوگران ہون گے اس عرضی کو حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ اُٹھا کے گیا بعد بھیجنے عرضی کے وہ مسلمان جو اس جنگ مین بجیس و حرکت ہوے تھے انکو اسیر کرکے زندانخانہ مین بھیجا بازارین مسلمانون کی بند تھین رعایا فرار ہو گئی تھی اپنے لشکر کی بازارین وہان کھلوا دین اور حکم دیا کہ رات بھر بازارین کھلی رہین دکانین کھلی رہین ہر سمت ہنگامہ عیش و نشاط برپا رہے یہ انتظام کرکے آپ بھی جشن کیا ارباب نشاط کو بلایا ساقی گلبدن و سیمین حاضر ہوے جلسۂ عشرت جمع ہوا وہ سامان انبساط اُس شب کو مہیا تھا کہ فلک زر آفتاب و سیم طلا کو اُس انجمن پر نثار کرنا تو بجا تھا زر گل گلشن عالم کا گلرخون کے حصہ مین آیا تھا غنچہ خاطر کافران بخیل بھی تنگدست نتھا شگفتہ ہو کر فراخ حوصلگی دکھاتا تھا دولت نشاط سے ہر ایک مالامال گریزان وہان سے رنج و ملال ترنان ہر پیکر کا بناؤ جوبن کی بہار غضب کا نکھار ساقیان مہر دیدار کی پکار کہ ادھر آؤ شراب خرمی پی جاؤ نازک اندام رقاص اُس رعایتی دستعار خوشی کو دیکھ کر یہ شعر حسب حال گاتے تھے شعر

کٹے خوشی سے تو ہے عمر خضرؑ بھی تھوڑی / دگرنہ یکنفس بھی بہت ہے جینے کو

اس جلسہ نشاط بیدینان کی کیا تعریف بیان کی جائے اسیقدر صفت کافی ہے اب کیفیت نامہ پہونچنے کی شاہ جادوان پاس بیان کی جاتی ہے کہ شاہ مذکور طلسم ہزار برج سے جو بغیظ و غضب تمام اس فکر مین روانہ ہوا تھا کہ طلسم نور افشان کسی طلسم کشا کو پیدا کرکے توڑ ڈالون چنانچہ اسی فکر مین کوہ نیلم چلا کوہ مذکور کا راستہ ظلمات طلسم سے ہے پہلے یہ ظلمات مین آیا اور اُس مقام پر ایک صحرائے طلسمی گلون اور درختون سے پر بہار تھا بادشاہ وہان ٹھہر کر سیر کرکے غم دل کو اپنے بہلاتا تھا اُسی اثنا مین پہلے پنجہ نے نامہ لاکر دیا کہ اسمین مضمون مدد مانگنے کا تھا شاہ نے نامہ پڑھکر سحر پڑھا اور دستک دی کہ جنگل کے ایک گوشہ کی طرف سے گرد اُڑی اور زنجیر کی جھنکار سنائی دی اور ایک ساحر بال منھ پر بکھراے لنگوٹ باندھے زنجیر پانون مین پڑی سامنے آیا بالکل دیوانہ مزاج تھا سارا جسم مٹی مین بھرا پایان تھنا ناک کا فراتا یہ اشعار جنون خیز زبان پر لایا کہ بقتضاے نظم

میدان جنون کے مرد کم ہین / ڈھونڈھیگا ہمین غبار صحرا
سجادہ نشین قیس ہم ہین / ہے ہم سے جنون کا گرم بازار
ہم پر ہے فقط مدار صحرا / جب ہم نہوے کہان یہ دربار

غرض اس وحشی صحرائے افسونگری نے بادشاہ کو پانون اُٹھا کر بجائے تسلیم تلوا دکھایا پھر اپنا سر اپنے ہی پیر پر جھکا کر ایک قلقاری ماری اور ہر سمت دوڑتا پھرا جب جوش و خروش کم ہوا اُسوقت سامنے آکر ٹھہرا

بادشاہ نے فرمایا کہ اے مجنون جادو ہم ایسے مقام پر تمھین روانہ کرین کہ تمھاری نجات ہوجاے اُسنے کہا کیا خداوند لقا پاس بھیجیےگا شاہ نے فرمایا کہ ہان اُسنے یہ سنکر ایک چیخ ماری اور خوب ہنسا اور کہا آج رات کو خداوند میرے پاس آے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے ساتھ چل شاہ جادوان یہ تقریر استماع کرکے سمجھا کہ اس نے خواب مین خداوند کی زیارت کی بس اُس دیوانہ کے گرد پھرنے لگا وہ اسکے گھومنے سے آپ بھی چکر لگاتا تھا غرض بعد اس گردش کے ہنوز کچھ اور کلام نہوے تھے کہ نیچہ عرضی مشتمل مضمون فتح لیکر آیا بادشاہ پڑھ کر شادکام ہوا اور دل سے کہا کہ جب اتنا بڑا لشکر حمزہ کا دو ساحرون نے برباد کردیا تو ایک اسد کی کیا حقیقت ہے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند لقا اب تقدیر زبردست کرتے ہین اور اُنکو بربادی بندگان مغضوب کی اب منظور ہے یہ دل سے تجویز کرکے ساحر دیوانہ سے کہا کہ تو تمھارے بھیجنے کی نیت ایسی مبارک ہوئی کہ بلا وصبا نے تمام لشکر مسلمانون کا غارت کردیا چند مسلمان ایک پہاڑ پر چھپے ہین اُنکو جاکر تم گرفتار کرو اور سرداران لشکر اسلام مقید ہین اُن کے سر کاٹو لیکن بلا وصبا سے لڑنا نہین اُنکی اطاعت مین رہنا زیادہ دیوانہ پن نہ کرنا اُسنے عرض کیا کہ غلام جاتا ہے اور جیسا ارشاد ہوا بجالاتا ہے میرا دیوانہ پن بھی خدمت خداوند مین جاتا رہے گا اور نام بھی میرا ہوگا کہ لڑائی فتح کی یہ کہکر ناچتا ہوا اور خاک اُڑاتا اپنے مقام پر آیا اور وہ مقام جہان یہ رہتا ہے ایک درہ ہے اور اُس دامن کوہ مین کئی ہزار دیوانہ اُسکا مطیع ومنقاد رہتا ہے اُسنے آتے ہی ایک چنگھاڑ دیو کی طرح لگائی کہ وہ سب دیوانہ اُسکے سامنے جمع ہوکر آے اُسنے اُن کو حکم روانگی دیا اب تو وہ سب دیوانے بیابان مین چکر لگانے لگے دیوانگی جتانے لگے کوئی ہنستا کوئی روتا کوئی یہ شعر مجنونانہ پڑھکر جنگل سے وداع ہوتا

آوارہ پھرے ہے گرد ہر سو
چھالون کو کرینگے یاد کانٹے
بربادی وسعتِ بیابان
چلائینگے نعرے مارینگے غول

دکھلائین کس کو آنکھین آہو
دیکھے گا اُٹھا کے سر بگولا
ویرانی سایۂ مغیلان

ہوجائین گے نامراد کانٹے
اس دشت کے کیا ہوے وہ شیدا
ہے کون کسے پکارینگے غول

یہ اشعار پڑھ کر کبھی خار دشت سے رخصت ہوے اور کبھی جھاڑیون کے گرد پھرے اسی جوش وخروش مین تھے کہ مجنون جادو نے پھر ایک چیخ ماری اُسکے چیختے ہی گوشۂ صحرا سے ہزار پتلے غولہاے بیابانی کی گردن پر سوار ہاتھون مین جھنڈیان لیے نفیرین منہ سے لگاے پیدا ہوے اُس جگہ پہونچتے ہی نفیرون کو اُنھون نے دم دیا پھر کیا تھا دیوانہ کو ہو بہت ہے نہ کہ نفیر کی آواز بس ہر ایک دیوانہ زمین پہ گر کر لوٹا بعض انمین ناپدید ہوکر غبار زمین بنا اور بگولے کی طرح پیچ وتاب کھاتا اُٹھا اور بعض شعلہ بنکر زمین پر چمکا اور اگیا بیتال ہوکر جابجا روشنی دکھانے لگا اسی طرح کوئی بونڈلا بنکر چکر کھاتا اور کوئی اگیا بیتال بنا ہوا روانہ ہوا پتلے نفیر بجاتے جھنڈیان سرخ ہلاتے آگے بڑھے مجنون نے پھر تیسری چیخ ماری اب کی مرتبہ آندھی سیاہ آئی اُس آندھی مین یہ دیوانہ بھی لپیٹ کر یعنی ایک بلاے سیاہ بنکر روانہ ہوا تو نفیرون کو دم ملنا دیوانون کے قلقاریون کی صدا آندھی کا شور اگیا بیتالون کا بھق بھق آگ روشن کرنا پناہ بخدا عجب طرح کا ہنگامہ آفت خیز برپا تھا کہ چرخ پہ خورشید بھی خوف

ٹھہراتا تھا زمانہ پرازبلیات نظر آتا تھا چرخ سے جتنی بلائین کہ نازل ہونے کو تھین ایکبار اُتر کر اس جگہ اکٹھا ہوئی تھین اور مسلمانون پر چلی تھین خدا تعالی اہل اسلام کا محافظ و نگہبان ہے یہ بلائین اُن پر جاتی ہین دیکھیے کیا آفت لاتی ہین ادھر لقا بارگاہ حشامی مین بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہے اور مسلمان پہاڑ پر پناہ گزین ہین لیکن چالاک اور ابو الفتح کو فرط رنج سے قرار نہین ہے یہ پہاڑ پر سب کو چھوڑ کر اس فکر مین جانب عدو چلے کہ حصار آتشین سے باہر لشکر مسلمانان کے مقام لقا اُترا ہوا ہے بن پڑے تو ساحرون کو مار ڈالیے یا اور کافرون سے جو کوئی ملے اُسکی جان لیجیے غرض اسی فکر مین صورت خدمتگاران دشمن کی ایسی بنا کر بارگاہ حشامی مین داخل ہوے دیکھا تو ہنگامۂ عشرت ہے جلسۂ عیش و مسرت ہے یہ تو ٹھہر کر تدبیر کرنے لگے لیکن سحر بلخی اور کلبا د عراقی اور یزک وغیرہ چند عیار ملکر اسی فکر مین یہان آئے تھے انمین دو تین عیار تو آبدار خانے کے پاس آئے اور ملازم جو صراحیان برف مین جھل رہے تھے پانی کا انتظام کر رہے تھے اُنکو مکر سے پاس اپنے بلایا اور تنہائی مین لیجا کر اُنکو بیہوش کر کے مار ڈالا اور پیراہن اُنکا اُتار کر اُنکی ایسی صورت بنکر آپ آبدار خانہ کا انتظام کرنے لگے اور سرہنگ قریب بارگاہ آکر پھرنے لگا اتفاقاً ایک کنیز صبا کی باہر کسی کام کو آئی حقیقت مین صاحب حسن و جمال تھی کنیز نہ تھی مالک خوبان اور دولت حسن سے مالا مال تھی زلف پُر شکن اُسکی دام دلہاے عشاق چتون اُسکی دلبری مین چاق ابرو اُسکے محبوبی سے جفت خوبی مین طاق چشم فتنہ زا کے اشارے کہ دل عاشقون کے ہم سے ہارے گوشہ چشم مین قیامت نہان شوخی و شرارت سر در گریبان کہ ہم ایسے کہان رخسار پر اُس کے ملاحت قربان نظم

ہر موے مژہ وہ عربدہ ساز | خونریز لبان ناحق باز | وہ ترک کہ وقت ترکتازی
ہے مرگ قتیل تیغ بازی | دانتون کا دہن مین ہے وہ عالم | غنچہ مین ہین قطرہ ہاے شبنم
حسن اُسکا فروغ جاودانی | لیتی تھی بلائین خود جوانی |

عیار مذکور نے جو اُس سراپا حسن کو دیکھا صورت تو بدلے ہی تھا قریب اُسکے گیا اور کہا اے صاحب حسن مین اپنی بی بی کو بھی اپنے ساتھ رکھتا ہون چنانچہ اسوقت وہ خیمہ مین تنہا ہے اور نہین معلوم کہ کیا عارضہ اُسکو ہوا ہے جو اسوقت لوٹ رہی ہے اور کہتی ہے کہ کسی عورت کو بلا دو تا اُس سے اپنا حال بیان کرون مرد سے وہ عارضہ قابل اظہار نہین تو واسطہ سامری کا میرے حال پر آپ رحم فرما کر میرے خیمہ مین تشریف لے چلین بعد لمحہ کے چلی آیئے گا کنیز ترس کھا کر اُسکے ساتھ ہوئی یہ اُسکو راہ کترا کر اکیلے مین لایا اور حباب مار کر بیہوش کیا اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو کسی غار مین چھپا کر کپڑے اُسکے پہن کر بارگاہ مین آیا اور سامنے بلا کے استادہ ہوا اس اثنا مین بلا کو پیاس معلوم ہوئی اُسنے سر بلند کر کے ملازمان کی جانب دیکھا اور کہا کوئی پانی پلاے چالاک جو پہلے سے یہان موجود تھا اُسکے سر اُٹھانے سے وہ ایک ساحرون کی آڑ مین ہو گیا کہ مجھکو شناخت نہ کرے اُدھر آبدار خانہ مین جو عیار منتظم تھے اُنمین سے ایک گلاس بھالی جوڑ مین لگا کر پانی بیہوشی آلود سامنے ساحر مردود کے لایا اُسنے پانی پیا لیکن نگاہ اُسکی کنیز مصنوعی یعنی سرہنگ پر پڑی ایک تو وہ کنیز تھی ہی خوبصورت دوسرے اس عیار کی بناوٹ دیکھتے ہی

طائر دل اسکا اسکے دام زلف مین اسیر ہوا اور اپنی بہن سے کہا کہ اس کنیز سے ہمبستر ہونا چاہتا ہون تم اجازت دو اُسنے کنیز کو بُلا کر حکم دیا کہ بھائی صاحب کے ساتھ جاؤ اور جو کہین بجا لاؤ یہ کہکر برادر کو اشارہ کیا کہ جایئے از بسکہ یہ دڑۂ کوہ مین جا کر مقیم ہوئے اور خیمۂ بارگاہ اُنکا لشکر لقا مین ہے یہان کہان کنیز کو یہ ساحر لیجاتا لپس اُسنے اُٹھ کر آبدار خانہ مین جانے کا قصد کیا پردے چھڑوا دیے اور کنیز کو ہاتھ پکڑ کرکے چلا چونکہ پانی مین بیہوشی پی چکا تھا بیہوش ہونے لگا عیار اُسکو بغلون مین ہاتھ دیکر سنبھالتا ہوا اندر آبدار خانے کے لایا وہان سب عیارون ہی کا انتظام ہے ساحر کو بیہوش ہو جانے دیا اور صلاح کی کہ قتل کر ڈالین لیکن یہ خوف طاری ہوا کہ اُسکے مرنے سے غصہ مین آکر صبا سرداران اسلام کو نہ ضرر پہونچائے پس یہان سے لیجا کر قید کرنا چاہیے یہ صلاح کرکے پشتارے مین باندھا اور کہا نقب دیکر لے چلنا چاہیے یون تمام ساحر جمع ہین لیجانا مشکل ہوگا غرضکہ نقب کھودنا چاہا اسمین ایک عیار نے کہا یہ بارگاہ حشامی ہے خواجہ عمرو اور ہم عیارون نے جابجا کنوئین اور سرنگین کھود رکھی ہین اسی دن کے لیے کہ اگر بارگاہ مین کبھی ہم گھر جائین تو براہ نقب نکلجائین چنانچہ اس مقام پر بھی ایک نقب ہے مین اُسکا دہنہ کھولتا ہون تم سب اُسی راہ سے چلو عیار یہ کلام سُنکر خوش ہوئے اور خنجر سے ایک جگہ زمین کھودی دہنہ نقب ظاہر ہوا یہ سب اُتر کر روانہ ہوئے بلا کا پشتارہ سرہنگ نے لادا اور بہت خوش ہو کر جلد قدم زن ہوئے لیکن بارگاہ مین صبا کا دم گھبرایا اور نجیتا رگ سے کہا مین نے سنا ہے بھیا بڑی دیر سے ہمراہ کنیز گئے ہین ابھی تک آئے نہین شاید وہین سو رہے تو صاحب مین نے کنیز کو اس لیے تو دیا نہین جو ہر وقت اس سے کام لیا کرین اور وہ نیکبخت بندو ڑہ میری سوت بنکر بیٹھے مین نے اسلیے اُسکو دیا ہے کہ خیر بھی اُنکے پسند ہے کبھی کبھی اُسکو بلا لیا کرین کیونکہ اچھی چیز سب ہی کو پسند ہوتی ہے نجیتا رگ نے یہ تقریر سُنکر جواب دیا کہ اے ملکہ اس بھروسے نہ رہنا کہ وہ کنیز کے پاس آرام کرتے ہین ذرا خبر تو لو کہین عیار نہ فقرہ دین اور کام اُنکا تمام کرین ساحرہ یہ سنکر بیتابانہ اُٹھی شیطان بھی ہمراہ ہو لیا کہ ایسا نہو تنہا جانے سے یہ بھی مبتلائے بلا ہو غرضکہ آبدار خانہ مین دونون آئے یہان دو ایک آبدارون کے سر کٹے پڑے تھے گھڑے پانی کے غیرت سے پانی پانی تھے جام ہنسنے کے عوض رونا چاہتے تھے دہنہ نقب کھلا ہوا تھا اور کوئی نہ تھا شیطان نے کہا بڑا غضب ہوا مین نہ کہتا تھا کہ اس کنیز مین کچھ نہ کچھ فتور ہے اب عیار جلے ہوئے ہین بغیر مار ڈالے نہ رہین گے بلا کی جان مفت گئی ساحرہ نے یہ سنکر اُسی وقت اپنے کان پہ ہاتھ ڈالا اور اُس کے کان مین جو بالا پڑا ہے اسمین بجائے جھومر کے ایک مگر جواہر کا لٹکا ہے چنانچہ اس مگر کو اُسنے بالے سے نکال کر زمین پر پھینکا اور سحر پڑھ کر پکاری کہ ہان لینا عیارون کو جہان کہین میرے بھائی کو لے گئے ہین جلد گرفتار وہان جا کر کرنا مگر یہ صدا سنتے ہی لوٹا اور اصلی مگر دریائی بنکر مثل اژدر نقب مین در آیا عیار دوسرے سرے پر نقب کے پہونچے تھے ہنوز باہر نہ نکلے تھے کہ مگر نے جا لیا اور اژدہے کی طرح دم کھینچا کچھ عیار تو کود پھاند کر باہر نقب کے نکل گئے اور بھاگے لیکن سرہنگ جو پشتارہ لیے تھا ہر چند بھاگا مگر بھاگ نہ سکا مگر مع پشتارہ اُسکو اور ایک عیار اور جو اُسکے پیچھے تھا ان دونون کو نگلکر پھرا اور آبدار خانہ مین

آکر نکلا ساحرہ منتظر کھڑی تھی اُسکے پھر آنے سے اپنے مقام پر آئی یہان ساحر کی گرفتاری سے غلغلہ برپا تھا جلسۂ عشرت درہم برہم ہوا تھا لقا کو بڑا تردد تھا کہ اگر ساحر کو عیارون نے مارا تو سردار چھوٹ جائین گے اور یہان آکر آفت ڈھائینگے پھر بھاگنا پڑیگا اسی فکر مین ناچ راگ سب موقوف تھا کہ ساحرہ آئی اور ڈنگل پر بیٹھ کر مگر سے کہا جنکو تو نگلگیا ہے اُگل دے مگر نے دونون عیارون کو مع پشتارے کے اُگل دیا اور آپ اسی طرح چھوٹا ہو کر جواہر کا بنگیا ساحرہ نے اُٹھا کر بالے مین ڈال لیا بختیارک نے یہ سحر دیکھ کر بڑی تعریف کی کہا اے ملکہ سامری بھی کرتے تو اتنا ہی سحر اُن سے ہوتا جیسا تمنے جادو کیا واہ کیا کہنا لقا نے کہا قدرت نے یہ تقدیر ساحرہ اسلیے فرمائی تھی کہ اس بندی قدرت کا مظہر ہو تو ہماری خاص بندی ہے ہمنے بڑا تجکو رتبہ دیا ہے ہاتھی کی طرح تجھکو اپنا زور خود نہین معلوم ہے ساحرہ نے یہ سنکر سجدہ خداوند کو کیا اور پشتارہ سے بلا کو کھول کر ہوشیار کیا عیار بھی دہن مگر مین جا کر بیہوش ہو گئے اُن کو باندہ کر ہوشیار کیا یہ سب کیفیت چالاک و ابوالفتح نے جو یہان موجود تھے دیکھی ازبسکہ ملازم بنے ہوسے تھے مشکین باندھنے کے حیلے سے قریب عیاران آئے اور موقع پا کر اُنکے کان مین کہا کہ یہ بارگاہ ہم لوگون کی سمجھی ہوئی ہے آپ برابر آبریز کے بھی ایک نقب ہے تم جس طرح ہوسکے اُسی مقام پر جا کر بیٹھنا ہم باہر جا کر اندر نقب کے آئینگے اور تم کو کمند مار کر کھینچ لینگے وہان سے بھاگ چلنا یہ سمجھا کر اُنکو باندھ کر کسی حیلے سے آپ باہر بارگاہ کے نکل گئے اور جس جگہ دہنہ نقب باہر بارگاہ کے تھا وہان پہونچکر اُسکا وا کرکے اندر آئے یہان سرہنگ بزرگ جو بندھے کھڑے تھے ساحرہ سے گویا ہوے کہ اری دیوانی تو نے ہمکو ناحق گرفتار کیا ہے ہماری قضا کسی طرح نہین ہے اگر تجکو اعتبار نہو تو برابر آبریز کے سحر اُتار کر ہمکو بٹھوا دے پھر ہمارے کہنے کا امتحان کرلے شیطان نے یہ تقریر سنکر کہا تم تو ایسی باتین کرتے ہو جیسے کہ قید ہی نہین ہو کیا آبریز کے پاس جا کر چلے جاؤ گے عیارون نے کہا کچھ اسمین شک بھی ہے ہمکو روک کون سکتا ہے ہم جب چاہین چلے جائین اسوقت بھی برابر آبریز کے پہونچے اور گئے ساحرہ کو یہ باتین سنکر غصہ آیا اور کہا اچھا اُس مقام پر کہ جہان تمہاری خواہش ہے بٹھلائے دیتی ہون اور سحر بھی اُتارے لیتی ہون دیکھون تو کہ تم کیونکر چلے جاتے ہو عیارون نے کہا ازین چہ بہتر نیکی کا کیا پوچھنا ساحرہ ایسا تیہے مین آئی کہ جادوگرون کو حکم دیا ان عیارون کو جہان یہ کہین بٹھا دو ساحرون نے اُنکو اُٹھا کر اُسی جگہ حسب خواہش عیاران بٹھا دیا عیارون کو جو مقام کہ چالاک بتا گیا معلوم تھا وہی پسند کرکے بیٹھے بختیارک ساحرہ کو بہت مانع آیا کہ یہ عیار جو کہتے ہین سچ ہے بیشک یہ چلے جائینگے اے ملکہ تم کو غصہ دلاتے ہین اور فریب دیتے ہین انکے مکر مین نہ آؤ ساحرہ نے کہنا شیطان کا پذیرانہ کیا غرضکہ جب عیار برابر آبریز کے بیٹھ چکے چالاک نے صدا اُنکی نقب مین سُنی اور طبقہ زمین کو خنجر سے کاٹکر دہنہ نقب پیدا کیا جیسے ہی زمین کھدی عیارون نے کہا اے صبا ہم جاتے ہین اُسنے کہا واہ دیکھا نہین ہنوز یہ کلمہ دہان تھا کہ چالاک نے نقب کے اندر سے کمند ماری عیارون پر سے ساحرہ ازبسکہ سحر اُتار چکی تھی فقط بندھے تھے کمند مین اُلجھا کر اُسنے کھینچ لیا بارگاہ مین غلغلہ ہوا کہ وہ گئے وہ گئے صبا گھبرا کر اُٹھی اور اُسی طرف دوڑی صبا تو گھبرائی ہوئی تھی مگر بختیارک نے کہا کہ اے ملکہ جلدی مگر کو چھوڑ دو اُسنے جلدی کان سے بالا اُتار کر مگر کو نکالا اور زمین پر پھینک کر سحر پڑھا کہ وہ اصلی مگر بنا اسکو حکم دیا کہ اس

نقب مین دشمن ہین اُنکو پکڑ لا مگر تڑپ کر اندر نقب کے چلا چالاک عیارون کو کھینچکر مشکین اُنکی کھول رہا تھا تنے مین مگر اندر نقب کے کود اُسنے سنبھلکر کمند مگر پر بھی لگائی مگر کی کمر مین جو حلقہ کمند کے جال کی طرح لپٹے اُنمین سے نکلنے کے لیے جو تڑپا حلقہ کمند تو ٹوٹ گئے لیکن وہ اس زور سے تڑپا تھا کہ نقب کے باہر نکل آیا دہنہ نقب پر ساحرہ وغیرہ تماشہ دیکھنے کھڑے تھے مگر مین وہ زور سحر کا تھا کہ کمند کو توڑا اور اس طرح پر باہر نکلا کہ چند ساحرون کے سینے توڑ کر دور جا کر گرا وہ ساحر تو فی النار والسقر ہوے شور اُنکے مرنے کا بلند ہوا بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا ساحرہ مگر کے پیچھے دوڑی کہ مبادا اورون کو ضرر پہونچاے اُدھر چالاک نے مشکین عیارون کی کھولدین وہ سب بھاگ کر دوسری طرف سے نقب کے باہر نکلگئے ساحرہ نے جا کر مگر کو پھر اُٹھا کر بدستور سابق بالے مین ڈال لیا لیکن طائر ہوش پران تھا کہ بلا کے عیار ہین کہ میرے سحر کو بھی رد کر دیا شاید وہ بھی ساحر زبردست ہین غرض پھر کر اپنے مقام پر آئی یہان ہنگامہ برپا تھا بیر غل کر رہے تھے اندھیرا تھا ہر شخص بدحواس تھا کہ یہ کیا آفت آئی لقا کا عیش منغص و تلخ تھا رقاص بھاگ کر الگ چھپے مطرب کہین سیاقی کہین تھے جام انجام کے سوچ مین یہ نیرنگی دیکھ کر سرنگون شیشون مین شراب سرخ نہ تھی خوف سے دل خون گویے کھڑا گ مین بم کے پھنسے ہوے رامشگر بھاگ بھاگ کر تتیا ناچ ناچتے شب عشرت کم رہی تھی تو بہاگ گاتے اُدھر بختیارک کھروا ناچ ناچ رہا تھا کہ واہ واہ کیا ہنسی آتی بیچ کی لی ہے اب کوئی دم مین مرلیا باجا چاہتی ہے ہم کہتے تھے کہ عیارون کے کہنے مین نہ آؤ نہ مانا ویسی ہی سزا پائی ساحرہ یہ باتین سنکر خفیف تھی اور گردن جھکائے بیٹھی تھی مختصر یہ کہ بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا لقا نے ساحرون کو مکدر دیکھ کر کہا اے بندگان قدرت تم نے میری نیرنگی قدرت کا تماشا دیکھا یہ میری قدرت کے ادنی کھیل ہین اور بائین ہاتھ کے کرتب ہین کبھی دشمن کو قوت عطا کر کے تماشا دیکھتا ہون کبھی تم بندون کو زور عطا کرتا ہون اب تم گھبراؤ نہین ایکی ایسی تقدیر کرونگا کہ عیار سب گرفتار ہو جائین ساحرون نے یہ عنایت خداوندی دیکھ کر سجدہ کیا اور کہا یا خداوند ہم تیرے بندے گندے ہین تجھکو ہماری فکر نہو گی تو کسے ہوگی ہمکو ان عیارون نے ذلیل بہت کیا ہی ہم صبح کو ان مسلمانون کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دینگے ملک عدم انکی روحون سے بسا دینگے لقا بولا کہ یہ تقدیر مین نوے ہزار برس بیشتر سے کر چکا ہون کہ صبح کو سب مسلمان تمھارے ہاتھ سے مارے جائینگے اچھا اب تم خراب ہو ناچ دیکھو اور داد عیش و نشاط دو یہ کہکر دوبارہ جلسہ عشرت مرتب فرمایا رات گذر چکی تھی کافرون کو دم بھر بھی عشرت نصیب نہوئی کہ نہنگ بحر اخضر فلک سینہ خاور توڑ کر غار مشرق سے باہر آیا اور صبا سحر کو سناٹا ہوا کہ **نظم**

چو خورشید تابان زبرج بره
بیاراست روے زمین یکسرہ
جہان شد برآواے بوق و سیاہ
یلان بر نہادند زہ آہن کلاہ

ہنگام سحر بعد فراغ احتیاجات ضروری ساحران نابکار سوار ہوے تیلہا نے رویین تن اپنے ہمراہ لیے لقا سے گمراہ بھی فیلان زنجیر بند پر تخت نشین بصد فر و تمکین سوار ہوا ساحران کوہی اور سنجانی باختری مشتری حصاری سبائی اور ساسانی گرگانی بیشدادی کیانی شیدادی تمام قومین مثل مور و ملخ کے جانب کوہ برائے قتل مسلمانان روانہ ہوئین ساحرون کے سحر سے آفتاب ہزارون نکلتے اور غروب ہو جاتے اژدرسن اور تسمون کے بنتے زہر اُگلتے مثل ہوا کے سن سناتے جاتے ایک طرف سیاہ عدد سے گمراہ

گھٹا کی طرح اُمڈی ہوئی سواروں کے گھوڑے ہنہناتے اسلحہ کی چقاچاق گنبد سما اور رجوف دنیا مین گو نجتی گیتی تمام لرزتی گرد و غبار کا تتق بلند دل و ہر در دمند **نظم**

ز لشکر ہر آنکس کہ بد پیش رو
درفش سیہ را بر آورد راست
سپہ اندر آمد ہمی فوج فوج
کسی را نہد بر تن خویش مہر

بر انگیختند اسپ و برخاست غو
برفتند شمشیر و تر و مین بکف
بر انسان کہ بر خیزد از آب موج

غو طبل بر کوہ زمین نخاست
کشیدہ سپہ بر سہ فرسنگ صف
بقیر اندر اندودہ چہر سپہر

یہ ساحران بیحیا آمادہ جفا بارادہ قتل و قمع مسلمانان القیار روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑیے اب انکے سرکوب کا حال مبارک فال سنیے بیت کنون من کہن داستان نو کنم یمی در ہمی یاد خسرو کنم سابق مین بیان کیا گیا تھا کہ شہزادہ ایرج۔ تو یج پاس در مہم طلسم ہزار برج پر پہونچے تھے اور تو یج کو بہت کچھ سمجھایا تھا کہ طلسم مین نجائین مگر اُنھون نے آخر کار دا خلہ طلسم مذکور مین کیا اور ایرج نے اُنکی خبر کے لیے عیارونکو بھیجا چنانچہ وہ حال اسب ترقیم ہوگا حاصل مرام جب شاپور و صرصر خانم بھی داخل طلسم ہو چکے اور پھر کر نہ آئے ایرج عالیمقام نے لشکر سلام کی طرف پھر آنا مناسب نہ سمجھا فوج کو میان کو اپنے ہمراہ لیکر آپ بھی جانب طلسم ہزار برج چلا اور راز اسکہ راہ سے نابلد تھا اُسطرف کہ جدھر تو یج طلسم فتح کرتا ہوا گیا ہی بھولکر نکلیا اور سمت کوہ کی طلسم کے رُخ اُدھر گیا یہانتک کہ بعد قطع منازل و مراحل ایک قلعہ کے قریب پہونچا چونکہ طلسم ہزار برج کے گرد کوہستان ہی اور ساحران زبردست اور کوہیان سرکش بستے ہین شہزادہ موصوف خارج از طلسم اُس قلعہ کے نزدیک پہونچا یہ قلعہ جات برائے حفاظت طلسمات ہین اس سبب سے بادشاہان طلسم نے ساحرون کو خارج از طلسم بھی قلعہ عنایت کر کے حاکم بنایا ہی غرضکہ شہزادۂ مذکور نے اس حصن حصین کو بہت مستحکم و استوار پایا خندق گرد قلعہ کے مثل دریائے زخار تھی قلعہ بلند دروازہ کی ہر ایک کیلی پائدار تھی پل پختہ پڑا تھا اور قلعہ وا تھا ہزارہا ساحر اترا ہوا تھا برج ما ہے لنگوریے فصیلین قلعہ کی بہت مضبوطی سے آراستہ تھا کنگیان کٹی زندے نسے بنے ہر برج پر ساحران غدار اترے ہوئے ہجوم کرتے اُس عمارت کا یہ نقشہ تھا

نظم

چو کوہ بلند آن در حصن بود
ز خارا بر آوردہ از قعر آب

بر آوردہ سر تا بچرخ کبود
اگر گر حصن دریا بود جائے او

یکے جائے دار و سر اندر سحاب
کسے نگسلاند رین پائے او

شہزادہ اُس قلعہ کو دیکھکر وہان سے کچھ دور ہٹکر قیام پذیر ہوا لشکر کو اُترنے کا حکم دیا بارگاہ برپا کرائی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا شہزادہ بھی داخل بارگاہ ہو کر آرام فرمانے لگا لیکن اُس قلعہ کے جو اسپیس اس لشکر کے آنیکی خبر مفصل دریافت کر کے مع نام و نشان شہزادہ سامنے حاکم قلعہ کے گئے حاکم اس قلعہ کی ایک ساحرہ ہو کہ نام سکا ملکہ شیدا جادو ہے چنانچہ دارالامارۃ مین وہ سریر فرمانروائی پر جلوہ گستر تھی کہ ہر کارے سامنے آئے دعا اور ثنا زبان پر لائے پھر عرض پیرا ہوئے کہ نبیرۂ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران یعنی شہزادۂ ایرج نوجوان مع لشکر فراوان کے زیر قلعہ آکر اُترا ہی غلامون کو نہین معلوم کہ کیا ارادہ رکھتا ہی اور کسواسطے آیا ہی یہ خبر سُنکر ساحرہ کا طائر رنگ رخ پرواز کر گیا مگر دل مضبوط کر کے اہل دربار کی طرف مخاطب ہوئی اور ایک سردار سے کہا کہ تم دو سو سوار اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور دریافت کرو کہ شہزادہ کسواسطے آیا ہی

سردار حسب ارشاد باہر آکر سوار ہوا اور دو سو سوار اپنے ہمراہ لیکر بڑے کرّ و فر سے لباس پر تکلف پہنے اسلحہ سے آراستہ جانب شہزادہ چلا اور قلعہ سے باہر نکلکر جب قریب لشکر فیروزی اثر شہزادہ نامور پہونچا اسکو بھی اُسکے آنیکی ہرکاروں نے خبر دی اُسنے ایک سردار بھیجکر اپنے پاس باعزاز تمام بلایا اور مقام بہتر و پاکیزہ پر بٹھلایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب یا حسب مبلغ اُس سردار کا بادہ ناب سے گرم ہوا شہزادہ سے باعث تشریف آوری پوچھا شہزادہ نے شبدیز کلام عرصہ بیان مین یون جولان کیا کہ نام و نسب تو ہمارا اظہر من الشمس ہے کچھ اظہار کی اُسکی ضرورت نہین اور آنا ہمارا ابھی ادھر راہ بھولنے کا باعث ہوا تم اپنے ملک سے ہمین جانب طلسم ہزار برج جانیکی راہ دو اور رہبری کرکے راہ پر ہمین لگا دو ہمکو کچھ تمہارے ملک و مال سے مطلب نہین یہ کہکر اُس سردار کو موافق رتبہ کے خلعت عنایت فرماکر رخصت کیا وہ پھر سامنے حاکم قلعہ کے آیا اور اوصاف حمیدہ شہزادہ بیان کرکے درخواست شہزادہ کا اظہار کیا ساحرہ ازلسبکہ بددین اور سیہ قلب تھی تعریف شہزادہ کی سنکر گویا ہوئی کہ مسلمان اسیطرح خلق ظاہر کرکے لوگونکو بندہ بیدرم بناتے ہین یہ کہکر ایک اپنی کنیز سے کہا کہ تو جاکر اُس مسلمان کو میری جانب سے پیام دے کہ ہملوگ جادوگر ہین تم مسلمانونکی پرچھائین سے بھاگتے ہین بہتر یہ ہو کہ یہان سے چلے جاؤ ورنہ ذلت اُٹھاؤ گے اگر شر بڑھاؤ گے تو منہ کی کھاؤ گے کنیز یہ پیام سُن ناکام کا سنکر ازلسبکہ ساحرہ تھی پرواز کرکے بارگاہ شہزادہ عالیمقام مین آئی اور پیام اپنی مالکہ کا حرف بحرف ادا کیا اُس شہزادہ فلک اقتدار کو گفتار ناسزا اُس کنیز بدکردار کی ناگوار معلوم ہوئی اپنے سردارونکو اشارہ کیا کہ یہ ساحرہ ہے کہین نکل جانے نہ پاوے بحیلہ گرفتار کرلو تاکہ اپنے تقریر نالائق کی سزا پاوے سردار اُٹھکر ہر سمت سے یکایک ٹوٹ پڑے اور کسی نے گردن پکڑ لی کسی نے گلا دبایا کہ سحر نہ کرسکے غرضکہ مشکین باندھکر ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور منہ مین کپڑا ٹھونس کر بحکم شہزادہ خوب پاپوش کاری کی اور ناک کاٹکر چھوڑ دیا وہ کنیز بےتمیز باہر بارگاہ کے نکلکر نالان و گریان کپڑا منہ سے نکالکر آمادہ ہوئی کہ سحر سے کچھ عوض اپنا لے مگر مسلمانون سے بغیر اپنی مالکہ کی فساد کرنے سے خائف ہوکر بزور سحر اُڑکر سامنے ہوشیار بدسیر کے آئی اور اپنا حال زار دکھاکر گویا ہوئی کہ بی بی وہ موئے بڑے ہیکڑ ہین کسی کی نہین سنتے آپکو تو گالیان دین اور مجھکو باندھکر ناک کاٹکر جوتیان لگائین یہ کیفیت سنکر مالکہ کو اُسکے کان ہوے کہ معاملہ دگرگون ہے لیکن کنیز کی حالت دیکھکر غضب طاری ہوا اور لشکر کے سردارونکو حکم آراستگی لشکر دیا مگر اسکی ایک شہزادی دختر خواندہ ہے کہ نام اُسکا محبوب نازک اندام جادو ہے وہ شہزادی ملک حسن کی شہنشاہ ہے بہتر از مہر و ماہ ہے کہ حال اُسکے حسن خداداد کا آگے بیان ہوگا اسوقت اُسکے پاس بیٹھی تھی جب حکم تیاری فوج کا دیا اس ترک ستمگر نے منع کیا اور کہا اے والدہ مہربان یہ کنیز ناچیز اُس شہزادہ کی خدمت مین جاکر کچھ کلمات بیہودہ زبان پر لائی ہوگی چونکہ شریف اور نجیب ان باتونکا متحمل نہین ہوتا ہو خواہ کیسا ہی قریب ہوکر بموجب بیت

مستی نہین کبھی گالی کو آشنا ہو کان ۔۔ ذرا بگاڑ کے پھر کیسے مہربان کیا کیا

بس جب بتریت مفلس کا یہ حال ہے تو وہ شہزادہ ہے کوئی پاجی نہین اُسکو تاب نہ آئی آپنے اور مرتبہ سردار کو بھیجا تھا اُسنے گفت گو معقول کی شہزادہ موصوف نے دیکھیے اسکو خلعت دیکر سرفراز فرمایا اور جو ابھی عجز آمیز آپکے کلام کا کہلا بھیجا یا فی الجملہ

مناسب نہین کہ اس لونڈی کی ذلت ہونے پر نبیرہ حمزہ سے فساد کیجیئے یہ لوگ برباد کن خانمان ساحران جہان ہین جہانتک ممکن ہو انسے آشتی ہی کرنا جان بچنے کے سامان ہین ہوشیار اسکے سمجھانے سے تامل پذیر ہوئی اور یہ غارتگر ہوش وخرد خود اُٹھی کہ اے مادر مین جاکر اُس مسلمان صاحب فر کو یہان سے رخصت کرائے دیتی ہون یہ کہکر بصد زیب و زینت مع چند کنیزان ماہ طلعت کے ہوادار پر سوار ہوکر روانہ ہوئی چنانچہ سواری اس گل بوستان رعنائی کی برنگ باد بہاری قریب بارگاہ گلچین باغ حسن وخوبی کے پہونچی شہزادہ مزاجیہ بارگاہ کو اُٹھواے سیر دشت فرمارہا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک آفتاب تابان سپہر حسن بکمین صحرا سے ساطع انوار ہوا جس کے ضیاے رخسار نے دشت و در کو منور و روشن کر دیا صحرا کو وادی ایمن کر دیا تین چار سو عورتین خوبصورت مثل انجم فلک گرد پیش مین وہ ماہ منیر مقابل جسکے مہتاب گرد ہوا اور پر سوار ایک کنیز چتر جواہر نگار سر پہ لگائے ایک چنور سر پہ جھلتی کچھ نازنین جھد سے ہاتھون مین پہلوون مین کسی کے ہاتھ مین گڑگڑی جواہر کی کوئی پنکھیا پھولونکی لیے کسی نے ہوا خواہی ظاہر کی کوئی دور باش سناتی گڑگڑی والی برابر ہوا دار کے حقہ پلاتی وہ گلفام دل عاشق کے دھوین اُڑاتی آتی غرضکہ وہ قمر پیکر در بارگاہ پر آکر ہوا دار پر سے اُتری اور بہزاران ناز و انداز اندر آئی شہزادہ نے قریب سے جو اُسکے حسن زیبا پر نظر کی دل لوٹ ہوا پردہ عشق کا عقل و خرد کیلیے اوٹ ہوا دیکھا کہ زلف چلیپا اُسکی سودا بخش بیدلان وہوشیار کاروان کاروان یوسف دل کو اُسکی خریداری کا ارمان آفتاب تابان کیا دل ہر پیر وجوان اُسکے رخسار پر قربان آفتاب جاروب شعاع سے ہر سحر اُسکے در کی آستانہ روبی اس اُمید پر کر سکے دامن اُسکا عکس رخسار سپہر از نور کرے مجھ ذرہ خاکسار کو عوض حسن خدمت کے نام نہ دھرے شکل قمر کمین داغی کا دھیا نہ لگے فلک نے مہر اسقدر رجو حلیہ لگا رہا ہو اُسکا دل اس پردہ پوش عصمت و شرم کے دیکھنے سے نہین ہوا ہی شمع نے جو اُس شعلہ رخسار سے لو لگائی اسقدر روشنی ہاتھ آئی نہین نہین یہ چرب زبانی لطف نہین دیتی شمع پر روشن اُسکے حسن جہانتاب کا ایک پرتو ہے اور مہر تابان مین اُسکے عارض درخشان کی ضو ہے کیا اُسکا سراپا لکھون کہ بموجب نظم

سراپا حسن وخوبی تھی وہ مہرو
قبائے نور معنی کو ملی ہے
کبھی خندہ بشکل گل وہان پر
دل عاشق کتان کیطرح پارہ

فسان غمزہ پہ تھی تیغ ابرو
وہ چشم مست و مخمور مے تا تر
کبھی لب بستہ جون غنچہ دہان پر
لباس حسن او رہ قد بالا

حبب اُسکی مدح خامہ نے لکھی ہی
لیے صید غزالان ناوک و انداز
جدھر کرتی تھی وہ مہرو اشارہ
غرض خوبی مین وہ سب سے دو بالا

اُس قیامت خیز کو خم کرکے سامنے شہزادہ ذی حشم کو سلام کیا شہزادہ دلدادہ ہو چکا تھا الیقین تھا کہ عشق کر جائے مگر ساحرہ سمجھکر دل قابو مین رہا اور یکارا کہ بیت تم آئے تو زندہ ہو گئے ہم ٭ ہو مژدہ دلو کہ تم مسیحا وہ گلبدن مسکرائی شہزادہ نے ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھا لیا اس بادشاہ حسن نے بھی شہزادہ کے حسن جمال بیمثال اور شوکت و اقبال کو دیکھکر عشق عشق کیا یعنے صورت مین منتظر بسنگ بدر جہرہ نورانی سے آئینہ کو حیرانی زلف عنبرین سے سنبل کو پریشانی گلہاے بوستان عالم کا اُسکے عارض سے شرمنگ کو دیکھکر رنگ اُڑ جائے یہ حسن یہ چمک یہ نمک تازگی کہانسے

پائین آنکھین نرگس شہلا اور آہوے ختن کو جنگلی اور وحشی بتائین نرگس کے پھول کمھلائین اور ہرن اُن کے روبرو چکارہ ہوجائین سر سے پا تک حسن خداداد قامت رشک شمشاد ؎ نظم

نہال گلشن خوبی و آرام
غضب تھی زلف مشکین اُسکے رخ پر
جنون کے واسطے اک سلسلا تھا
غضب تھا گلرخو نمین حیثت چالاک
طلب مین ناقۂ آہو سراسر
وہ رشک مہ پری طلعت گل اندام
دل عشاق کے لیتے ہین بیباک
پریشانون کو سودا زلف کا تھا

وہ نازنین بھی آئینۂ رخ کو دیکھ کر حیران رہ گئی مگر غرور حسن سے آپکو سنبھالا اور درج دہن سے یون گوہر فشان ہوئی کہ اے شہریار عالی آپ زبردستان روزگار سے ہین لونڈی امید رکھتی ہے کہ عرض میری بدرجۂ اجابت پہونچے گی اور وہ التماس کرنا یہ ہے کہ یہان کی مالک سخت بیمروت ہے ہر چند کہ مجکو اپنی دختر اُسنے بنایا ہے مگر بیمہری کا سودا سر مین سمایا ہے آپ یہان سے کوچ کر جایئے سرحد ملک پر ایک کوہ ہے اُسکے دامن مین مقام کیجیے کیا ضرور ہے جو زیادہ طول کھیچیے شہزادہ نے فرمایا کہ تمھارا فرمانا مین بسر و چشم بجالاؤنگا فوراً یہان سے چلا جاؤنگا مگر اے شاہ کشور خوبی مقام غور ہے کہ جو کوئی کسی کے یہان آتا ہے اُسکو اسی طرح نکالتے ہین ہمتو تمھارے نہ کھانے مین نہ پینے مین نہ ملک سے غرض نہ مال سے مطالب رکھتے تھے نہ برسر فساد ہوے اور تمنے بے اعتنائی بھی کی اُسکو بھی مصلحت پر محمول کرکے خاموش ہو رہے اب ایک شب یا دو شب اس سرزمین پر پڑے رہتے پھر آپ ہی چلے جاتے اُسکے لیے تم لوگون نے یہ قیامت برپا کی بلبے تمھاری بیمروتی خیر اچھا صاحب مین کوچ کرتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ طبل سفر کے بجنے کا حکم دے محبوب تو اسکی ادا پر دیوانی ہوچکی تھی ہوش و خرد سے بیگانی ہوچکی تھی یہ کلمات سنکر تاب مہاجرت نہ لاسکی گویا ہوئی کہ آپ تشریف فرما رہیے مین قلعہ مین جاتی ہون اور امی جان کو سمجھاتی ہون اور سامان دعوت ہمراہ لاتی ہون یہ کہکر تجمل سواری بھی اسی جگہ چھوڑا اور تخت سحر پر بیٹھ کر دو کنیزین ساتھ لیکر پاس اپنی مادر کے آئی اور یہ سخن زبان پر لائی کہ اے مادر گرامی قدر اُس شہزادۂ دلاور نے تو ایسی باتین کی ہین کہ مین بہت محجوب ہوئی ہون یہ کہکر جو کچھ شہزادہ نے کہا تھا من و عن بیان کیا اور کہا سچ تو یہ ہے کوئی اُٹھ آئے کتے کو بھی نہین نکالتا دوسرے یہ کہ ؎ بیت بزرگان مسافر بجان پرورند ؎ کہ نام نکو شان بعالم برند ؎ آپکو یہ بے اعتنائی اُس شہزادہ ذیشان کی نسبت زیبا نہین لازم ہے کہ اسکی خاطر مدارات فرمایئے وہ اسوقت جاتا تھا مین روک آئی اس تقریر کو سنکر ہوشدار تو پہلے ہی سے غصہ مین بھری ہوئی تھی اُسکے سمجھانے سے بغضب تمام گویا ہوئی کہ ارے کنواری کنیان ننگ خاندان تو اس مسلمان کو دیکھکر کھسیل پڑی اسیواسطے گئی تھی وہ موے تو ہمسے زیادہ ساحر ہین ایسا با تو نمین موہ لیتے ہین کہ اُنکے پھندے سے انسان تمام عمر نہین نکلتا معلوم ہوا کہ تو اُسپر فریفتہ ہوکر آئی ہے اور دھگڑے کی طرف سے سفارش کرتی ہے مجکو بھی کوئی گنگلی تو نے مقرر کیا ہے جاؤ رہو اس مقدمہ مین دخل نہ دے محبوب نے یہ غصہ دیکھکر کہا اے واہ آپ تو خوب مجکو حب ہوتا ہے جب باتین سنا لیتی ہین ہر ایک کو یار دھگڑا بنا لیتی ہین تو بی بی کیا مین نے برا کہا جو آپ اتنی گرم ہوئین ہوشدار کو اسکے گرم ہونے سے اور زیادہ غصہ آیا اور چوٹی پکڑ کے ایک طمانچہ اُسکے مارا کہا اری او ستیاناس گئی مجھا تان ٹپی تیرے دھگڑے کی مین خاطر داری ہرگز نہ کرونگی اور تجکو زہر دیکر سلا رکھونگی تو اس مقدمہ مین نہ بول نہین مین اپنی

اور تیری جان ایک کرونگی محبوب نے دلمین کہا کہ نہین دھگڑا اتھا تو اب سہی اور وہان سے جپکی اُلٹے پانون پھری باہر دارالعمارۃ کے آکر سحر کر کے شہزادہ ایرج پاس آئی اسوقت فرط رنج سے اور راہ کی تکان سے جسم مین پسینا تھا یہ عالم ہویدا تھا کہ رنگ رد دق ظاہر آثار قلق جوش محبت یار عقل مصلحت سنج سے اور عشق سے خانہ دلمین تکرار شہزادہ نے جو اُسکو اس کیفیت سے دیکھا اُٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے مایۂ ناز تیرے بگڑنے مین بھی لاکھ بناؤ ہین کہ بیت

پسینے مین تمھارے رنگ ہے سونیکے پانی کا	کہ شبنم کا دوپٹہ بنگیا ہے کامدانی کا

اُس صاحب حسن نے یہ سنکر رنج دل کا اظہار کیا کہ میان دھگڑے ہم تمھارے واسطے خوب ذلیل ہوے اب آپ بیٹھے کیا کرتے ہو یہان سے کوچ کر کے سامنے پہاڑ کے دامن مین جا کر قیام کرو اور یہ کنجی مجھ سے لو درۂ کوہ مذکور مین تہخانہ ہے اُسمین تین ہزار تیلا میرے سحر کا بنایا ہوا بند ہے جو کوئی آپ کو وہان سے بھی آکر ٹھہرنے کو منع کرے آپ اس تہخانہ کو کھولدیجیے گا پھر کیفیت ملاحظہ کیجیے گا شہزادہ موصوف کو اُٹھنا مقام قیامگاہ سے ننگ تھا مگر اس مدد غیبی کے ملنے سے خوشنود ہو کر لشکر کو حکم پہاڑ کی طرف کوچ کرنے کا دیا ملکہ محبوب نے کنجی حوالہ کر کے کہا کہ مین قلعہ مین جاتی ہون جو فوج ذاتی میری ملازم ہے اُس کو لے کر بہر مدد آتی ہون یہ کہہ کر جانب قلعہ روانہ ہوئی اور شہزادہ کوچ کر کے دامن کوہ مین آکر مقیم ہوا اور درۂ کوہ مین جا کر دیکھا تو حقیقت مین تہخانہ پایا قفل اُس مین مثل ران شتر کے لگا تھا وہان سے پھر کر بارگاہ مین آکر آرام فرمایا اس اثنا مین وہ وقت آیا کہ ساحر آفتاب نے عزم سفر جہان سے کیا اور کوہ مغرب مین جا کر قیام فرمایا کہ بیت کہ عکس ماہ مثل حسن جانان ہے نگاہ و چشم سے دست گریبان + رات کو محبوب نے اپنے ملازمون کو بلایا اور ہر ایک کو انعام وافر عطا فرما کر سرفراز کیا پھر اپنا راز دل سب سے کہا کہ مین مطیع نبیرہ حمزہ ہون تم لوگ میرا ساتھ دو تو اپنی مادر سے لڑ کر ملک مال اُن سے لون جب مین حاکم ہونگی تو تمھارا بڑا مرتبہ کرونگی افسران لشکر رضامند ہوے اور ہر ایک نے اطاعت کا اقرار کیا اس طرف ہوشدار نے اپنی فوج کے افسران سے کہا کہ یہان جو مسلمان آئے ہین اُنسے ہر چند چلے جانے کو کہا مگر وہ نہ گئے اب لڑنا ہی مناسب ہے کیونکہ خداوند لقا اگر سنین گے کہ ہمارے دشمنون کو چھوڑ دیا اور قتل نہ کیا تو بہت ناراض ہون گے افسرون نے کہا آپکا فرمانا بجا ہے ہم سب جانبازی کو حاضر ہین جو فرمائیے گا اُسمین قصور نہ کرینگے حاصل کلام یہ سب انتظام کر کے آرام پذیر ہوئی جب رخ شمع براداسی آئی اور خاطر شب مین بدحواسی کہ بیت کھلی سرخی کنارون سے فلک کے ۔ اُٹھے ہر آنکھ سے پردے پلک کے ؛ ہنگام سحر ہوشدار بدسیر اسباب سحر سے درست ہو کر اژدر پر سوار ہوئی ہمراہ بارہ ہزار ساحر کی فوج نابکار ہوئی ناقوس کی صدا نے ہندوے فلک کو گھبرا دیا کرنا کے شور نے دل ترک روزگار کا دہلا دیا اژدہون کی پھنکار سے ہوا مسموم ہو گئی گیتی رنجور و مغموم ہو گئی ہواے سحر نے اپنی ہوا باندھی ہر سمت سے سیاہ آئی آندھی شعلہاے افسون و نیرنگ نے خراب آباد دہر کو کورۂ آہنگر بنایا تھا اُس پرانے گھر کو جلانے کا طور رچایا تھا نیزے علم تھے خنجر و تیغ آمادۂ ظلم و ستم تھے کہ

ابیات

چو او بست بر کوہۂ پیل کوس	ہوا گشت از گرد چون آبنوس	تبیرہ زنان پیش پیلان بپاے	

بہر سو خروشیدن کرنائے
سپیر و سپر یافتہ دشت و نراغ
برافروختہ شمع از دو ہزار

سیہ مرد داغ دل شاہ یاہائے ہوئے
ز درخشیدن تیغہا چون چراغ

سوی کوہ ایرج نہاد و ندو دے
جہان سر بسر گشتہ دریائے قار

اُسی کروفر سے قلعہ سے نکلکر جانب شہزادہ نامور چلی مگر محبوب نے رات ہی سے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ فوج کو متفرق کرکے قلعہ کے باہر بھیجدیا تھا وہ سب کوہ و دشت میں اگر بطور مخفی جمع تھی وہ سحر محبوب بادوفا اکیلی سوار ہو کر باہر قلعہ کے آئی اور اپنے لشکر میں جاکر ٹھہری اور اُس وقت کی منتظر ہوئی کہ جب ہوشدار لشکر شہزادہ نامدار سے جاکر بھڑ جائے اور جنگ آغاز ہو اُس وقت عقب لشکر جاکر پشت پر کردن یہ تو اس فکر میں ٹھہری ادھر اسطرح ایرج صبح کی نماز پڑھکر باہر بارگاہ کے کرسی پر بیٹھا سیر دیکھ رہا تھا کہ یکایک قلعہ کیطرف گرد اڑتے دکھائی دی ملکہ ابر سحر بھی نظر آئے گھوڑوں کے ریمھے اور بانگ یلان سے دشت گونجنے لگا شہزادہ لاد سمجھا کہ یہ علامت آمد فوج عدو ہے پس فوراً حکم آراستگی اپنے لشکر کو دیا دلاوروں نے طبل جنگ بجایا اور جلد جلد کمر بندی ہوئی تمام لشکر مسلح و مکمل ہو گیا شہزادہ دوڑ کر اندر کوہ کے درہ میں آیا کلید سے تہ خانہ کا قفل وا کیا دروازہ کھلگیا اندر سے تین ہزار رتیلا مسلح بالشت بالشت بھر کا فولاد بدن گھوڑوں پر سوار باہر نکلا اور بڑھکر مثل قامت انسان قد بید اکر گئے آگے بڑھا اتنے عرصہ میں ہوشدار نامہنجار کا لشکر فوج شہزادہ پر آ پڑا دلاوروں نے تیغ و گرز و خنجر سے کام لیا ساحروں نے نارنج و ترنج ناریل مارنا آغاز کیا مگر سپاہ مسلمانان سے ہنوز کچھ لگ کام ہوئے تھے کہ تیلہائے روئین تن پہاڑ کی طرف سے اگر سپاہ ہوشدار پر گرے اور قیامت کبری برپا ہوئی تلوار کی باڑھ جادہ راہ فنا ہوئی مسلمان جو سحر سے مغلوب اور عاجز تھے وہ بھی بڑھ بڑھکر تلواریں لگانے لگے شجاعت دکھانے لگے ساحران تیلون سے ایسا گھبرائے کہ سحر بھی یاد نہ آئے کلوا کو پکارا تو بھیرون ناچتا نظر آیا پتیا کو طلب کیا تو دم خسینا نے دم دبا کر پھرتی دکھائے لونا چماری تو سب سے تلے پڑی تھی مردار سیر ارجٹی کے خوف سے دور کھڑی تھی اور جنت کی گتھنت پر نہ آتی تھی ایک طرف سے شیران بیشہ جلادت بھرے ہوئے تھے ساحروں کو زیر تیغ رکھ لیا تھا غرضکہ سب گر تھا پڑے بڑے منتروں کے بنتر بگاڑ سے تھے جنتر خوانوں نے سات پشت کے مردے اکھاڑ دیے تھے سحاب شجاعت سے لوہا برس رہا تھا تلواروں میں عدو کے دندانے پڑے تھے یا جوہر تیغ کھسیانی ہنسی ہنس رہا تھا نقشہ تھا کہ نظم

تو گفتی کہ خورشید گم کردہ راہ
بگفت این راز جائے برگرد رخش
زمین فرو رفتے مغفر بسر
بہ نیرو میند اختر نشان زدوست

چنین نعرہ زد ایرج نامدار
بزخمی سواری ہمیکرد و بخش
یکایک ربودی سواران ز زین
سر و گردن و پشت شان می شکست

ز نالیدن بوق و بانگ سپاہ
بگوش یاران در مین کار زار
کمر را گرفتے زدے بر دگر
بسر پنجہ دبر زدی بر زمین

ایک طرف تیلہائے روئین تن نے تہلکہ عظیم برپا کیا تھا کیونکہ اُن پر نہ سحر اثر کرتا تھا نہ حربہ ہتھیار کا کارگر ہوتا تھا ساحرہ سحر سے اپنی جان بچاتے تھے اور بھاگ بھاگ جاتے تھے اسی گیر و دار میں پشت لشکر پر کئی ہزار ساحر اور سوار سحر محبوب طرح جلد آ گری پھر تو یہ حال ہوا کہ کشتی ارض ڈگمگانے لگی موج بحر آہن تا بہ فلک جا پہنچی چمک شمشیر آبدار کی دریائے زخار قلزم فنا تھی رگ جان ساکنان غبرا بے بقا تھی معاذاللہ اسلحہ کی جھنکار

تیروں کی بوچھار نیزہ ہائے ستم ہر لشت کے یار زندگی مستعار بالکل بیکار دم آیا نہ آیا سانس کا شمار یہ عالم اظہار کو نظم

برآمد یکے ابر بریان قیر | سیہ گشت بر چرخ بہرام پیر | دو لشکر برآمد زیک ہر بجاسے
نہ سر بود پیدا سپہ را نہ پاے | سر نوک سنان سنہ ستارہ ببرد | سر تیغ تاب از شرارہ ببرد
زخون خاک میدان کین گشت سیر | ز شمشیر شیران نمیرست شیر

اُسی گرمی جنگ میں ہوشدار نابکار ہر سمت سے گھر گئی کچھ لشکر تو اُسکا کام آیا اور کچھ رو بفرار لایا لیکن وہ ساحرہ غدار بھاگ نہ سکی پہلوانون نے ہر سمت ہر طرف گھیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا لشکر شہزادہ ذیجاہ میں طبل فتح پر چوب پڑی اور جانب قلعہ رخ کیا جب قریب قلعہ پہونچے رعایا برایا اکابرین شہر ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت والانہمت شہزادۂ فلک مرتبت ہوے اور عذر کرنے لگے کہ ہم لوگ بیقصور ہیں رعایائے حضور ہیں ہماری جان بخشی فرمایئے شہزادہ نے سب کو مطیع الاسلام کر کے سرفراز فرمایا پھر مع ملکہ محبوب دار الامارۂ شاہی میں تشریف فرما ہو کر ملکۂ موصوفہ کو سریر حکومت پر بٹھایا شہر میں منادی نے امان کی ندا دی اکابرین شہر نے نذریں دیں جلسۂ عشرت و مسرت شروع ہوا ساقی مطرب رقاص اپنی آن و ادا دکھاتے اہل انجمن کے ہوش و حواس نذرانہ میں لیجاتے محبوب نے پتلہا سے رویین تن کو بھینٹ دیکر درۂ کوہ میں پھر بند کر دیا اور آپ انتظام ملک میں مصروف ہوئی یہان تو ہنگامہ انبساط گرم ہے لیکن ہوشدار کی فوج کہ رو بفرار لائی وہ جانب قلعہ صندلیہ گئی یہ قلعہ بارہ کوس کے فاصلہ پر اس قلعہ سے آباد ہے ملک زرخیز ہے رعایا دلشاد ہے حاکم قلعہ مذکور ایک ساحر صندل بدن رویین تن جادو نام ہے نہایت غیور و شجاع و ذی احترام ہے فی الجملہ افسران فوج ہزیمت خوردہ قریب اس قلعہ کے جب پہونچے حاکم قلعہ مسطور کو خبر ہوئی افسرون کو سامنے اپنے بلوایا اور تمام حال بربادی قلعہ و قتل ہوشدار اور خیراکت محبوب گلعذار سُنکر غصہ میں آیا اور گویا ہوا کہ مجکو قسم ہے جمشید و سامری کی کہ جاکر جبتک اُس مسلمان کے ٹکڑے نہ اڑاؤنگا چین نہ لونگا اور اُس چھوکری محبوب کو وہ روز بد دکھاؤنگا کہ کبھی اُسکے دشمنوں کو بھی وہ دن پیش نہ آیا ہوگا غرضکہ بہت کچھ لاف و گزاف کر کے حکم تیاری اپنے لشکر کو دیا بارہ ہزار ساحران نابکار جہاندیدۂ روزگار مسلح ہو کر طائران سحر پر سوار ہوے جلو میں حاکم مذکور کے بارہ ہزار ساحران آزمودہ کار ہوے شور بوق و دہل تا بہ فلک چہارم گیا مہر تابان لرزنے لگا کہ اب دم گیا دنیا گرد سواران سے گرد برد نظر آئی گرم بازاری مریخ سرد نظر آئی طائران سحر برد سے ہوا پچھائے ساحران خود سر دل دہر میں آگ لگاتے شور مچاتے جاتے تھے سواروں کے نیزے بجلی کی تڑپ دکھاتے تھے صندل تیغ رویین تن شگاف اپنی کمر سے لگائے مرکب پر سوار رواں تھا تیغہ اُسکا چشمۂ سحر سامری میں بجھا ہوا تھا حاصل مرام بعد طے مسافت راہ سامنے قلعہ ہوشدار کے پہونچا اور میدان پر جنگ درمیان میں چھوڑ کر لشکر اُتروایا آپ داخل بارگاہ ہو کر ایک نامہ اس مضمون کا شہزادہ فلک جاہ کو لکھا کہ اے ایرج نوجوان بیقین لائق و لازم ہے کہ بمجرد دیکھنے نامہ کے قلعہ چھوڑ کر اپنے دادا کے لشکر کی طرف چلے جاؤ اور اُس چھوکری محبوب شوخ دیدہ کو باندھ کر میرے پاس بھیجدو کہ اُسکو سزائے معقول دوں اُسنے گھر سارا برباد کر دیا اگر اسکے خلاف تم نے کیا تو یقین جاننا کہ روئے گور دیکھو گے جسم اپنا طعمۂ کرم و مور دیکھو گے یہ لکھکر ایک ساحر زبردست کو دیا کہ وہ لیکر

حد قلعہ پر آیا شہزادہ مجلس عشرت مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے پہلے خبر آمد لشکر بیان کی پھر آمد نامہ دار کی اطلاع دی شہزادہ نے ساحر ایلچی کو روبرو طلب کرکے مضمون کو دریافت فرماکر جواب لکھا کہ اے ساحر نابکار وغدار تو سخت دیوانہ ہے عقل وخرد سے بیگانہ کہ پرائے گھر چڑھ کر آیا ہے اور خیر اگر آیا ہی تو جو کچھ تجھ سے ہوسکے اسمین قصور کرنا سراسر حماقت ہے ہم کو قادر وتوانا کے عنایت کی بڑی قوت ہے یہ لکھکر حوالہ ایلچی بدسیر کیا وہ اپنے مالک کی طرف گیا اور آپ لشکر باہر قلعہ کے تشریف فرما ہوا بارگاہ قلب لشکر مین نصب ہوئی فوج ظفر موج بمقابلہ لشکر دشمن اتری محبوب نے جاکر دہ کوہ مین تنخانہ واکیا تین ہزار تیلاروئین تن نکلکر لشکر مین شہزادہ کے آیا دن بھر آراستگی لشکر رہی جب قشقہ کہکشان پیشانی ہندوے شب پر نظر آیا اور رعنائی سفیدہ سحر کا جسم ترک روزگار سے دور ہوا کہ بیت چو خورشید تابان زگنبد بگشت؁ بکردار آہن تفسید دشت ؁ زرہ آہنی سیاہی شب سرہنگ دہر نے پہنی صندل نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا طائران سحر محبوب خبر لیکر سامنے اپنی مالکہ کے آئے اور حال نواخت نقارۂ رزم معرض بیان مین لائے شہزادہ نے باخبر ہوکر اپنے یہان بھی کوس حرب پر چوب دلوائی ساحر اور دلاور آگاہ ہوے حربہ سحر کے درست ہونے لگے سپاہی چاق وچست ہونے لگے کسی نے آتش جدال وقتال گرم وافروختہ کرنے کو انگیار کی کسی نے تیغ سنگ سے رگڑ کر شعلہ بار کی کسی نے کمان کا چلہ درست کیا کسی نے چلہ بھر کا منترات بھر مین پڑھا کوئی جوت گھڑی کرتا کوئی بیر بلانے کو آہٹ دیتا خنجر کی زبان کلیجہ کاٹ افسون پڑھتی تیغ کی زبان بیچل دوڑ لہو چاٹ جپتی تیر دہن زخم کا منھ کیلنا چاہتے تھے لب سوفار جی لینا مناتے تھے شمشیر دودم کے جوہر الٹی سیفی کا اثر رکھتے نیزے زبان سنان سے جگر توڑنے کی دعا کرتے تیر ہر ایک اسم مین تجنیس بیر اسن سن چلنے مین پون یا آسیب جان گیر نقیب لشکر فتنہ ہائے خفتہ کی طرح اپنا سحر جگاتے یہ منتر زبان پر لاتے کہ کہد رجھے دن چڑھے بھاگ بھاگ مین پت ہو سو رہا غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ دونون جانب برپا رہا جب زاغ شب کو ساحر روز نے بھینٹ چڑھا دیا اور ساحر سحر نے آفتاب کی انگیاری پر اسپند انجم فلک ڈالا کہ نظم

بدانگہ کہ بیدار گردد خروس
شدہ دامن تیرہ شب ناپدید
بکردار کوہ از دو رویہ سپاہ
زنیزہ ہوا جست بجوشن نماند
ستارہ سنان بود وخورشید تیغ
زترک وسنان آسمان آہنین
باسودہ اسپ اندر آوردہ پای

زدرگاہ برخاست آواے کوس
زآواز شیپور وزخم دراے
از آہن بسر برنہادہ کلاہ
از آواز اسپان وگرد سیاہ
از آہن زمین بود وزگرد میغ
سپہدار آن ایرج شیردل
یلان را بہر سو ہمی ساخت جاے

سپیدہ چو از کوہ سر بردمید
تو گفتی برآید ہمی دل زجاے
زگرد سپہ روز روشن نماند
بشد روشنائی زخورشید وماہ
بترقید از آواز گردان زمین
کز آتش ستاند بشمشیر دل
یعنی سپاہ ہر دو سو میدان جنگگاہ

مین ہو یکجا صف کشیدہ ہوئی ساحرون نے روے گیتی آندھی سے سیاہ کردیا مبارزون نے برق تیغ سے زمین وزمان شعلہ بار بنایا صندل اژدر سحر پر سوار ہوکر آمادہ برخاش میدان مین آیا آفت افسون ونیرنگ سے

دھانے لگا بعد اسلحہ ورزی حریف کو بلانے لگا ایرج دلاور نے قدر جنگاہ کیا تھا کہ محبوب پیشقدمی کر کے روبرو اسکے گئی اور گویا ہوئی کہ اے بجیا شہزادہ ہمارا سحر نہیں جانتا ساحر سے ساحر ہی لڑتا ہو مین دیکھون کہ تو میرا کیا کر سکتا ہو اسنے یہ کلمات سنکر ایک نارنج سحر کا اُس ماہ وش پر مارا اسنے پرواز کر کے خالی دیا اور زمین پر آ کر ناریل اُسکے سینہ پر لگایا اسنے بھی رد کیا اور غصہ مین آ کر ایک بھال پر افسون دم کر کے اس سنان غمزہ و ناز پر مارا اُس نے رد سحر پڑھکر دستک دی مگر بھال نہ رکا آخر یہ اڑ گئی اُڑتے مین بھال نے پانون کو زخمی کیا اسنے زخم کھا کر بغضب تمام تر اپنے رویئن تن پہلون کو للکارا کر ہان لینا اس ساحر بجیا کو تیلے نعرہ کا کہ لشکر لیان شد اسکندر چار طرف سے گھر آئے صندل بھی رویئن تن ہو اور تیغہ رویئن شگاف چشمہ سامری کا بجھا ہوا رکھتا ہو بس وہی تیغہ کھینچکر پہلون پر آ گرا اور اُسکی فوج نے بھی حملہ کیا پھر تو شہزادہ ایرج نے بھی گھوڑا اُٹھایا ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا تیغ تیز نے روانی دکھائی خنجر بران نے جانفشانی دکھائی تیر نقش جان کے لیے لکیر ظاہر تعویذ بغض کی تاثیر پیکان چند تک سہ شعبہ بصورت ہندسہ نقش ہستی کا بگڑا ہوا نقشہ بھال مثلث کی تعویذ صورت مربع نشین صدر شجاعت کی بیت بدلنے پر آمادہ طلسم نویس ورق زخیر کلک تیغ شیر اجل دامنگیر سوار و پیادہ سیف کے الف پر گرد و پھیر کا جو آ جانا تعین بندہ کا ہندسہ بنکر نقش جو کا نقشہ دکھاتا تا عناصر آب و خاک و آتش و باو نکو عامل شمشیر بنا تا خاکی نژاد آتش خوئی دکھا کر نقش حیات بباد فنا اُڑاتے آب تیغ میں تعویذ جان ڈوب جاتے سخت آسیب بہر جان مبارزان تھا آفت کا سامنا زیب گلو بسان تعویذ خنجر جانستان **نظم**

چنان تیرہ گون شد ز گرد آفتاب
تو گفتی برآمد ہمے رست و خیز
بہر سو کہ ایرج برافگندہ رخش
عنان ہیونے گسستہ مہار

تو گفتی جہان غرق گشت اندر آب
بپوشید روے ہوا ابر تیر
سران سواران ہمی کرد بخش
ز قلب اندر آمد بکردار گرگ

درخشان بگرد اندرون تیغ تیز
بخورشید گفتی برآمد و تیر
بجنگ اندرون گرزہ گاو سار
پراگندہ کرد آن سپاہ بزرگ

فوج محبوب بہت بھی سپاہ دشمن پر چیرہ دست ہوئی صندل نے ہر چند شعلہائے رویئن تن کو بہ دیتی تھی سے اپنی قتل کرنا چاہا لیکن وہ تین ہزار یہ تمام عرصہ کارزار کہان تک اُنکو دفع کرتا آخر تاب نہ لا سکا اور دل سے مشورہ پذیر ہوا کہ صحرا مین چلکر ایک سحر ایسا تیار کر کے پہلے محبوب کو پھر ایرج کو میرے طرفدار ہو کر پکڑ لاؤن غرضکہ سوچکے گھوڑا اپنا جانب دشت روان کیا یہ جو اسکی فوج نے دیکھا کہ افسر ہمارا بھاگا بس تمام لشکر بھی ہار کر رو بفرار لایا فوج محبوب نے دور تک تعقب کیا پھر خیمہ و بارگاہ و مال و اسباب اُنکا لوٹ لیا لشکر مین طبل فتح و ظفر بر چوب پڑی سب نے خوشنود ہو کر کمر کھولی ملکہ مذکور نے شہزادہ سے کہا اندر قلعہ کے چلیئے اس بہادر نے جواب دیا کہ حریف زندہ بچکے نکل گیا ہی یقین ہو کہ پھر آئیگا اس سے مناسب ہے کہ آجکی شب اسی جلسہ میں یہ فرما کر بارگاہ میں تشریف فرما ہوا لشکر مین بھی باز اربن گئین ہر خیمہ مین ناچ ہونے لگا ہنگامہ عیش و عشرت گرم ہوا اس اثنا مین سوار زرین لگام یعنی نیر فلک عرصہ عالم سے رو بفرار لایا اور محبوبہ شب نے بارگاہ عالم مین مع شہزادہ ماہ منیر داخلہ کیا

چو بنمود شب جعد زلف سیاہ ॥ از اندیشہ خم شدہ پشت ماہ
برائے وبہ اندیشہ نو خدند ॥ خرامان بدرگاہ خسرو شدند

رات کو لشکر مین طلایہ پھرنے لگا یہان تو یہ انتظام تھا مگر صندل جو روبگریز لایا ایک دامن کوہ مین جا کر ٹھہرا اسکے پیچھے جو فوج کہ بھاگی ہوئی آتی تھی وہ بھی اُس سے ملی اسنے حکم دیا کہ اسی جگہ سب جمع ہو کر قیام کرین لوگون نے عرض کیا کہ اے شہریار آپکی طرح دیتے سے بڑی شکست ہوئی اُسنے جواب دیا کہ اُن لوگون کی یہ مجال نہ تھی جو مجکو بھگا دیتے مگر روئین تن تپلے باعث شکست ہوئے خیر اب تم سیر دیکھنا مین آج ایسا سحر تیار کرتا ہون کہ وہ تپلے مطیع ہو کر اپنی مالکہ کو پکڑ لائین یہ کہہ کر لشکر کو قرار دیدیہ کر کے آپ اسباب ساحری ہمراہ لیا یعنی ایک پھول کی تھالی لیکر اُسمین سیندور ماش کا آٹا انڈے لونگین گوگل لوبان کچھ پھول خوشبودار دو تین بکرا دے نارڈے سیاہ مرچین چار پانچ کیلیں لوہے کی رکھ کر چلا اور بطور مخفی اس صحرا مین جہان لشکر ایرج اُترا ہوا ہے آیا اور درہ کوہ مین جا کر اس طرف کوہ کے نکلا ایک چشمہ کے کنارے جگہ معقول تجویز کر کے چبوترہ بنایا اور اُسکو لیپ کر خوب صاف کر کے چشمہ کا پانی لیکر سحر پڑھنے بیٹھا اُس چشمہ کے کنارے ایکطرف کو سلاک کا جنگل لگا تھا اور بانس کی بالسوا اڑی تھی یہ سحر پڑھتا جاتا ہے اور روباہ بازی ضیغم دہر سے بیخبر بیٹھا ہے بموجب بیت ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست ؛ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ؛ اُسکو تو اس حال مین چھوڑے لیکن کیفیت شہزادہ ایرج سنیے کہ یہ جو بارگاہ مین بیٹھے ناچ دیکھنے لگے معشوقہ گلفام کے ساتھ میخواری کرنے لگے کیونکہ وہ محبوبہ اظہار اطاعت کر چکی تھی پہلو مین بیٹھی تھی باہم لذت بوس کنار حاصل تھی زیادہ رات گئی ناچ موقوف کرا کر تخلیہ کرایا تھا سراچہ بارگاہ اُٹھے تھے صحرا مین طرفہ بہار تھی دزان نسیم مشکبار تھی ایسی فرحت مین شہزادہ کو خیال آیا کہ ہم تلاش مین شہزادہ تورج کے چلے تھے نہ اُنکا پتا ملا نہ اپنے لشکر مین جانا ہوا لیس مفارقت اعزا و دوستان یاد کر کے آنسو آنکھون مین بھر لایا اور آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی محبوب عاشق و دلدادہ تھی آئینہ رخسار مطلوب مکدر دیکھ کر سیماب بیقرار ہو گئی اپنے آنچل سے گوہر اشک پاک کیے اور کہا اے دلدار محبوب خوش کردار تیرے دشمنون کو رُلائے کیون اس وقت تونے آنسو بہائے شہزادہ نے فرمایا کہ ایک بھائی ہمارا طلسم ہزار برج مین جا کر مفقود الخبر ہو گیا ہے اسی کو اسوقت مین نے یاد کیا ہے اُسنے کہا اے شہریار طلسم ہزار برج کے اطراف مین یہ قلعے واقع ہین بعد فراغ جنگ مین آپکو جانب طلسم لے چلونگی یہ کہکر دلاسا دیکر چھپر کھٹ مین لا کر لٹایا اور بہت کچھ سمجھایا آخر گلے مین ہاتھ ڈال کر اُس محبوبہ نے آرام فرمایا شہزادہ کو اُسوقت جنون زیادہ تھا اُسکے پہلو سے آہستہ اُٹھکر در بارگاہ پر آیا کچھ عجیب رنگ صحرا کا پایا کہ سوتا سنسار جاگتا پاک پروردگار چاندنی کھلی ہوئی تھی دشت و در چاندی کا پتر شاہد چار کو مشاطہ شب آئینہ ماہ دکھاتی شہزادہ کو وہ صحرائے پر فضا بہت پسند آیا اور چاہا کہ سیر کرتا ہوا دور تک جاؤن لیس کمان دوش سے لٹکا کر چند تیر ترکش مین ڈال کر تیغہ ہاتھ مین لیکر آگے بڑھا اور لشکر سے نکلکر دامن کوہ مین آیا طلایہ دار نے تنہا جاتے دیکھ قصد ہمراہی کیا اُسکو منع فرمایا اور چاندنی کی بہار دیکھتا اور آگے بڑھا دیکھا رات کا سناٹا میدان تمام سفید ہو رہا ہے جانور اپنے اپنے مسکن مین بیٹھے ہوئے کبھی جو ہوا کے جھونکے سے کوئی درخت کھڑکتا ایک آدھ ہرن خرگوش جست کر کے جھاڑی سے نکل آتا ادھر ادھر

دیکھ کر پھر چوکڑی مارجاتا جھاڑیون سے ہرن پاڑھے چیتل نیل گاؤ سر نکالے جھیلون کا یہ عالم کہ جیسے خانہ زین مین آیئنہ جڑے ہوے کنارے کنارے بگلے قازین سرخاب پرون مین منھ ڈالے ایک پانون سے کھڑے ہوے دامن کوہ مین کوڑیالا کھلا ہوا نہ گستان کو اکب کو شرماتا نظم

ساز یک ذرہ نہین فیض چمن سے بیکار
ریزۂ شیشہ مے جوہر تیغ کہسار

سایۂ لالۂ بیداغ سویداے بہار
کوہ صحرا ہمہ معموری شوق بلبل

مستی باد صبا سے ہے بعرض سبزہ
رہ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار

شہزادہ یہ کیفیت دیکھتا درۂ کوہ مین در آیا اور اسطرف نکلکر بانسواڑی کے قریب ٹھہر کر جھیل کی سیر دیکھتا تھا وہان صندل اپنے چبوترہ پر بیٹھا پانی تونبے مین بھرے سحر پڑھتا اور پانی بہاتا جاتا چنانچہ اس تونبے کا پانی ہو گیا یہ چبوترہ پر سے اُٹھ کر جھیل سے پانی لینے آیا دان بھی جھاڑیون سے اندھیرا تھا پیڑ درختون کے پانی پر جھکے تھے جا بے خوفناک تھی یہ تو ساحر ہے بیخوف وخطر وہان سے پانی بھرنے لگا وہان ترائی کے سبب سے شیر غران سو رہا تھا اُسنے جو آہٹ اسکی پائی اُٹھ کھڑا ہوا اور انسان کی بو پاکر جھاڑی سے انگڑائی لیکر باہر نکلا اس اثنا مین یہ بھی پانی بھر کر پھرا جیسے ہی اُس مقام تاریک سے باہر نکلا شیر نے اُسکو اور اُسنے شیر کو دیکھا بدحواس ہو کر سحر بھی یاد نہ رہا اور شیر نے غرا کر اُس پر حملہ کیا آتے ہی دو ہتڑ مار کر اسکو گرا دیا از بسکہ یہ روئین تن تھا اُسکے دو ہتڑ سے ہلاک نہوا کوئی اور ہوتا تو مر جاتا فی الجملہ شیر نے اسکو گرا کر ہمہمہ کیا اور پیٹ پھاڑنا چاہا بانسواڑی کے قریب شہزادہ ایرج بھی تھا اُسنے غرض شیر کی آواز سُنی جھپٹ کر اسی طرف آیا دیکھا ایک آدمی کو شیر ہلاک کیے ڈالتا ہے خیال مین آیا کہ نہین معلوم یہ خدا پرست ہے یا پرستار لقا چھڑانا بیفائدہ پھر سوچا کہ کوئی ہے مگر بندۂ خدا ہی یہ سوچکر ایک تیر جوڑ کر کمان مین ماتھے پر شیر کے مارا جو ہاتھے پر اسکے بڑا اسا غزی توڑ کر پار نکلگیا ٹیک کی چوٹ کھانے سے شیر اُلٹ کر گرا اور تڑپ کر اُچھلا آخر سرد ہو گیا شہزادہ نے صندل کو اُٹھایا وہ بیہوش تھا پانی اُسکے منھ پر چھڑکا دامن کی ہوا دی کہ اُسکو ہوش آیا جب اُسنے آنکھ کھولی دیکھا ایک آدمی سر پر کھڑا ہے شیر مرا پڑا ہے وہ شہریار شیر صولت میرے جسم سے خاک پاک کر رہا ہے یہ دیکھ کر دل سے کہا اسی نے شیر کو مارا ہی سوقت میرے لیے اُسکو خداوند سامری نے فرشتہ بنا دیا ہے بس اُٹھ کر شہزادہ کے پانون پر گر پڑا اور کہا مین تیرا غلام ہون اے شخص خداوند لقا تجکو سلامت رکھین کہ تونے میری جان بچائی شہزادہ نے فرمایا کہ مین لقا گمراہ پر لعنت کرتا ہون خدا تعالی کو وحدہ لا شریک لہ جانتا ہون اے عزیز تجکو شیر مارے ڈالتا تھا مین نے چھڑا دیا خیر آدمی کے آدمی کام آتا ہے اب تو چلا جا ساحر نے جب یہ کلمات سُنے پوچھا کہ اے محسن میرے آپ کون ہین شہزادہ نے فرمایا کہ الحمد للہ مین مسلمان ہون ایرج میرا نام ہے ہوشدار کو مین نے قتل کیا ہے یہ سُنکر عرض کیا کہ اے شہزادۂ ذی تبار مین آپکو ایسا صاحب خلق و مروت نہ جانتا تھا مین آپکا حریف صندل روئین تن ہون یہان سحر کرنے کو آیا تھا کہ اس آفت مین مبتلا ہوا زندگی میری تھی جو خدا نے آپکو بھیجدیا اب مین بندۂ بیدام ہون ادنی آپکا غلام ہون یہ کہکر قدم پر شہزادہ کے سر رکھا اس بہادر نے سر اُسکا چھاتی سے لگایا اُسنے بصدق دل اطاعت اسلام اختیار کی اور جملہ حقیقت اپنے بھاگنے اور سحر تیار کرنے آنا سب کہکر عرض کیا کہ آپ تشریف اپنے لشکر مین لیجائیے مین فوج اپنی لیکر

حاضر خدمت ہونگا شہزادہ یہ سنکر باہر درۂ کوہ کے آیا اور اُسکو رخصت کرکے اپنے لشکر مین تشریف فرما ہوا یہان بعد
جانے شہزادہ کے محبوب کی آنکھ کھلی تھی پہلو خالی از دلدار پاکر بیقرار ہوئی تھی اور بارگاہ سے نکلکر ڈھونڈھتی
پھرتی تھی کہ شہزادہ آکر پہونچا اسنے دوڑکر گردن مین ہاتھ حمائل کر دیے اور کہا اے جان من باعث زندگانی مجھ حرمان
نصیب کو کہان چھوڑ گئے تھے بارے بموجب ع کھلی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم * کہ پھر ملاقات میسر آئی یہ کہکر
بارگاہ مین مطلوب کو لائی سردار خوابگاہون سے بیقراری ملکہ کے سبب نکل آئے تھے وہ بھی حاضر خدمت ہے
شہزادہ نے اس راہ سے کہ ایک شیر کا مارنا کیا ایسا بڑا کام ہو مطلق کچھ ذکر ساحر کے چھڑانے کا نہ کیا وہ باقی رات
عیش و نشاط مین بسر کی آخر مالک برج اسد نے پنجۂ تیز سے سینۂ ساحر شب فگار کیا اور فسونگر نسیم صبح دم
نے صندل سحر کو دہر مین پھیلایا بیت چو از کوہ خاور سپیدہ دمید * فروغ ستارہ شدہ ناپدید * صبح دم
شہزادہ عالم طاعت خلاق دو عالم سے فارغ ہو کر صدر نشین دربار تھا سرداران وغیرہ سے مجمع حضار تھا
کہ یکایک سامنے صحرا کے جو اُٹھے تھے ادھر سے گرد اُڑتی نظر آئی محبوب سمجھی کہ فوج خود سر آئی اسنے حکم تیاری
لشکر دیا جلد جلد کمر بندی ہوئی شہزادہ نے منع بھی کیا کہ تم دخل نہ دو کہ عورت ہو مین سمجھ لونگا مگر اُس نے
نہ مانا لیکن اس عرصہ مین دامن گرد شگافتہ ہوا اور صندل کا مرکب نظر آیا ملکہ گھبرا کر اُٹھی کہ اے شہزادہ وہ حریف آیا
شہزادہ نے فرمایا کہ بیٹھی رہو آتا ہو تو آنے دو یہ گفتگو تھی کہ ساحر گھوڑے پر سے اُتر کر اندر بارگاہ کے آیا شہزادہ
کو تدبر دی اور ملکہ موصوف سے کہا اے بہن میری خطا کو معاف فرما ملکہ نے بھی اُسکو سرفراز فرمایا مگر بہت حیرت
زدہ تھی کہ یہ کیونکر بغیر کچھ کہے سُنے یکایک مطیع ہو گیا غرضکہ اسکے لشکر کو اُترنے کا حکم دیا کہ ملحق لشکر شہزادہ نامور
اُترا رونق بے اندازہ حاصل ہوئی شہزادہ نے ساحر مذکور کو خلعت سرداری سے مخلع فرما کر دست راست مین
بٹھایا پھر ساقی مہ لقا نے جام شراب ہوش ربا بڑھایا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا ملکہ نے ہدایت پانیکا
اُسکے سبب استفسار کیا اُسنے شیر کی کیفیت اور شہزادہ کی شجاعت اپنے حال پر عنایت فرمانیکی حقیقت بیان
کی ملکہ جرأت و جلادت پر شہزادہ یہ صولت کی آفرین خوان ہوئی پھر قلعہ مین سب نے داخلہ کیا دونون ملک
اسلام آباد ہوئے دو ایک دن یہان جلسہ رہا پھر ملکہ کو قلعہ ہوشدار کا حاکم کرکے رخصت طلب کی ملکہ نے
کہا اے شہریار اس قلعہ مین چار کوٹھے مال و خزانہ کے ہین وہ آپ ہمراہ لیجیے اور میرے پتلے رویین تن ساتھ
لیکر کوچ کیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ وہ کوٹھے کس اسباب کے ہین ملکہ نے کہا ایک مین روپیہ ایک مین اشرفی ایک
کوٹھا پُر از جواہر ہے ایک مین ہتھیار اور ہر طرح کا اسباب نادر ہے شہزادہ نے فرمایا کہ یہ گنج و زر تم اپنے قبضہ مین
رکھو کہ تم عورت ہو مین سپاہی ہون میرے ساتھ پتلے البتہ کر دو ملکہ نے سواران سحر کو ہمراہ کیا لیکن عرض پیرا ہوئی
کہ مین غم جدائی مین مر جاؤنگی آپ جہان سے اپنے لشکر مین جائیے اور اپنے دادا سے اجازت لیکر مجکو وہین بلوا لیجیے
پھر آپکو اختیار ہے طلسم ہزار برج مین چاہے جائیے خواہ وہین تشریف رکھیے اسکے کہنے سے شہزادہ نے عزم رفتن
طلسم فسخ کیا اور بخشم و خدم مع پتلہائے رویین تن اور کئی لاکھ سپاہ صف شکن و ساحران فسون ساز فن کے کوچ کیا

اور اول قلعہ صندلیہ میں آیا دو دن وہاں قیام فرمایا صندل نے دعوت و ضیافت کی پھر اپنے نائب کو
اپنی جگہ پر حاکم کر کے شہزادہ کی رفاقت چاہی تیغہ ردمین شگاف زیب کمر کر کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوا
یہ شہریار پر تمکین و وقار بڑے عظم و شان سے روانہ ہوا کہ ابیات

ممکن نہیں کلک سے ہو تحریر
جیسے مہ نو قریب اختر
وہ اسپ کہ صورت پری تھا
حاسد کے لیے گجک ہے یا گرز
ہمراہ تھا سب یہ ساز و سامان

سیم و زر و اسپ و فیل و شمشیر
وہ چاٹتی تھی ہر ایک کا خون
طالع میں بلند اختری تھا
وہ پلٹنیں اور وہ رسالے
شوکت تھی نثار فتح قربان

تھی زیب کمر وہ برق پیکر
ہوگا وہ زمین کہ شیر گردون
وہ فیل کہ مثل کوہ ابر تھا
جنسے کہ عدو کی جان کے لالے

اسی طرح بعد قطع منازل طے مراحل جب لشکر اسلام دو منزل رہگیا تو ایک دامن کوہ میں اس کوہ وقار نے مقام کیا یہ تو اُدھر سے آتے ہین لیکن لشکر اسلام کا حال بیان ہو چکا کہ اہل اسلام پہاڑ پر پناہ گزین ہین ساحر اُنپر چڑھکر جاتے ہین چنانچہ تمام فوجین لقا اور بلا و صبا کی قریب کوہ پہونچین اور کوہ محصور کر کے بتا نے چیلہ ہائے ردمین تن کو للکارا کہ ان پہاڑ پر چڑھ جاؤ اور ہمارے دشمنون کے سر لاؤ چیلے تیغہائے سحر لیکر چلے اور سکھائیون کو طے کرنے لگے پیچھے اُنکے تمام لشکر حملہ آور ہوا اور پہاڑ پر چڑھنے لگا بلا بھی سحر پڑھتا آگے بڑھا اُسوقت عیارون نے سنگباری کرنا شروع کی اور تیر برسانے لگے شہزادہ کرب لبان شیر زبان گھاٹی پر راہ لشکر دشمنان روک کر کھڑا ہوا کہ ادیر پہاڑ کے ناموس امیر ہی اگر یہ کافر چڑھ آئے تو بڑی سحر متی ہوگی بس اپنی جان دیدینا چاہیے اور تا حیات اپنی دشمنون کو آگے بڑھنے دینا نہین لازم ہی شورش سیاہ اور بانگ اسپان سے بادشاہ جو زخمی اور بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہوئے اور جرأت ذاتی سے سنبھلکر اُٹھے قلعۂ کوہ پر آکر کھڑے ہوئے دیکھا تو بازار موت کا گرم پایا ہنگامۂ گیرودار نظر آیا جب تیلے آگے بڑھتے ادھر کے لوگ سینہ سپر کر کے گردن زیر تیغ و خنجر دھرتے پہاڑ سے سر کٹکر نیچے گرتے ایک فریاد او سو میٹھے ایک جان شیرین اور لاکھ اندیشے کلمۂ شہادت مسلمانون کے ورد زبان دامن کوہ خون سے بزنگ ارغوان گھاٹیون سے آبشار کے بدلے خون روان رگ ابر کے لیے نشتر شمشیر خون فشان برق شمشیر آبدار کی چمک موج بحر مرگ و غدہ نغونا مین غرق خرد و دستر گی ایک طرف سے نیلے شورش کنان ایک سمت سے ساحر سحر خوان آندھی سیاہ آئی ہوئی تاریکی چھائی ہوئی لقا حالت تباہ اسلامیان پر قہقہہ ہنستا اور کہتا جاتا کہ اے بندگان قدرت دیکھو میرے غضب کو ان بندگان مقہور کو آج پناہ نہین ملتی بلا جو قتل عام کرتا پہاڑ پر چڑھتا جاتا تھا تو لقا فرط عشرت سے نعرہ مارتا اور کہتا کہ دیکھو میرا شیر جنگی آج بپھرا ہوا ہی الحاصل جب قلعہ کوہ قریب رہگیا مسلمانون میں بھگدڑ پڑی گھاٹیان طے کر کے چاہا کہ نکل جائین مگر راہ ملنا دشوار تھی اسلیے کہ سب طرف سے پہاڑ گھرا ہوا تھا پر جان دینا گوارا کیا مرگر کرنے لگے اوا یہ اجل پرورد گان مہد عصمت کو آغوش میں اُٹھانے لگی خواب مرگ میں سلانے لگی جو پہلوان کہ مثل اطفال مچلکر زمین پر لوٹتا اُسکو تھپک کر گہوارہ لحد میں آرام کراتی دامن تیغ سے پنکھا جھلتی زبان خنجر سے لوری سناتی ناموس امیر و حرم محترم فرزندان امیر بال کھولے

نالان وگریان گرد امیر جمع تھے اور امیر بیہوش پڑے ہوئے بصورت مردگان تھے بادشاہ ذیشان جب جھپٹ کر قلعہ کوہ سے آگے بڑھتے زخم پھٹ جاتے یہ بیہوش ہوتے عورتین پیٹ رہی تھین کوئی کہتی کہ خداوندا میرے وارث کو بچالے کوئی پکارتی کہ یا خدا مجکو دنیا سے اُٹھالے کسی کی فریاد تھی کہ مجکو میرے وارثون کا مردہ نہ دکھانا اے کریم ان کے غم مین نہ رولانا کوئی گود پھیلا کر دعا کرتی ماتھا زمین پر رگڑتی کوئی بالون سے جھاڑو دیتی کسی نے بیڑا یکا ایک سبیہ اُٹھایا کہ ایکا ایک میری مراد آئے کسی نے اہی پیادہ سو سوار کو مانا تھا کہ امیر سے یہ بلا رد ہوئے کوئی ترت پھرت کی نذر مانتی کہ ہماری مدد غیب سے آئے کسی نے سہ ماہی کے روزے اپنے اوپر قبول کیے تھے کسی نے پیر دیدار کے کونڈے مانے تھے کوئی کہتی کہ مین کھڑے پیر کا روزہ رکھونگی اور میری تمنا پوری ہوگی تو کھڑا دونا دونگی وہ وہ نازنینان گل پیرہن جنکے اوپر بلبل دل فریفتہ ہو نالان وگریان لبان عندلیب قفس اسیر پاس وحرمان تھین صاحبان عصمت وشرم موئے مشکین و زلف عنبرین کھولے تھین کہ بہار کو سنبلستان کہنا بجا تھا باد خزان نے اُنکے رخسار رشک گلستان کو برنگ غنچہ کملا دیا تھا رخسار گلرنگ جو رشک قمر تھے وہ خاک پر جانب قبلہ رکھتی تھین مٹی گالون مین بھرنے سے چاند پر خاک پڑی نظر آتی آفتاب حسن کو تیرگی رنج سے گہن لگا تھا نہ وہ رنگ تھا نہ وہ نقشہ تھا لیکن باین رنج واندوہ بھی عجب خوبی ہویدا وہ سراسیمگی سے چہرون کا رنگ فق فق گل یاسمن کو شرماتا وہ اُنکے ناز وانداز کا عالم کہ آشوب دہر بھی تصدق ہوا جاتا کوئی حیران ہو کر ہاتھا کوٹ لیتی تو پنجہ دست نگارین پنجہ آفتاب سپہر حسن پر نظر آتا بال جو رخ پر بکھرے تھے تو پنجہ دست رنگین شب زلف مین ماہتاب کی جھلک دکھاتا کوئی جو چیخ کر بات کرتی تو دوسری انگشت مابین ہر دو لب رکھکر چپ ہونے کا اشارہ فرماتی گویا پیغمبر حسن تھی کہ معجزہ شق القمر دکھاتی نہین سر میم پر الف امید تحریر فرماتی کوئی اس سوچ مین سر در گریبان کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے کسی کا سر آئینہ زانو پر بصد حیرانی رکھا ہوا کہ خدا جانے کیا صورت ہو دیکھین کیا نقشہ یہ فلک پیر دکھاتا ہے آخر ملکہ **مہر گہر تاج دار** سردار حسینان روزگار جو کل بیبیون کے امیر کے افسر تھی بال کھول کر گود پھیلا کر جانب کعبۂ اکرم رخ کر کے مصروف دعا ہوئی سب بیکسون نے پشت پر آمین کہنا شروع کی اور اُسنے یہ استغاثہ کیا کہ اے کارساز حقیقی میرے حال پر رحم فرما کر نظم

جو غم کے مرض مین مبتلا ہے	اُسکو تیرا آسرا دوا ہے	ہوجاتا ہے دور ہو کوئی رنج
مشہور ہے بعد رنج ہے گنج	مفلس ہے بشر کبھی تونگر	جاتے ہین کسی کے دن برابر
جسکو کہ کوئی مرض ہوا ہے	آخر اُسے ایک دن شفا ہے	ہر چند ہم آج ہین دل افگار
راحم ہے تو اے خدائے غفار	کیا راز سے تیرے کوئی آگاہ	کوئی تو نکال دیگا تو راہ
اسوقت مین کون ہے ہمارا	ہے تیرے کرم کا بس سہارا	آخر تیری دعا آماجگاہ قبول پران

مستمندون کا پڑا یعنی لشکر اسلام مین جو بھگدڑ پڑی تھی تو جو عیار کہ زیر کوہ رات ہی سے بہر عیاری تھے وہ وہان سے بھاگ کر صحرا مین اسلیے گئے کہ ہم اپنے لشکر کا تباہ ہونا اور اپنے مانگون کا مارے جانا اپنی آنکھون سے نہ دیکھین چنانچہ کلبا دو عیار تو صحرا مین بھی نہ ٹھہرے بہت دور نکل گئے اور ایک درہ کوہ سے جو اُنھون نے سر بلند کر کے

قدم آگے بڑھایا دامن کوہ مین کئی لاکھ کا لشکر اُترے پایا نشان جو کھلے تھے حمد و نعت خدا و رسول سے مزین نظر آئے عیار خوش ہوکر اندر لشکر کے گئے دیکھا کہ ایک بارگاہ کے سامنے میدان پڑا ہے اُس میدان مین ایک جوان مرکب پر سوار برچھا بلا رہا ہے اُنھون نے پہچانا کہ یہ شہزادہ ایرج والا قدر ہمارا آقا ہے پس دوڑ کر رکاب سے لپٹ گئے اور چلا کر رونے شہزادہ مرکب سے کود پڑا اُنکو گلے سے لگایا اور کہا خیر تو ہے کیا رنج تمکو پہونچا ہے اُنھون نے امیر کا اسم اعظم بھولنا سردارون کا قید ہونا لشکر کی تباہی پہاڑ پر حملہ ساحران کی حقیقت سب کہہ سنائی شہزادہ نے جو یہ خبر وحشت اثر سنی رو دیا اور کہا حال جد والا تبار ہائے افسوس اس مرتبہ تباہ ہوا یہ کہکر اُسی وقت طبل سفر بجوایا اور برسم یلغار ہر ایک کو حکم چلنے کا دیکر آپ سب سے پہلے مسلح و مکمل ہوکر گھوڑا اُڑایا افسران لشکر بھی اتنا جلد چلے کہ پہاڑ پر لوگ دعا کر رہے تھے کہ پہونچ گئے بلا ہنوز بالائے کوہ نہ پہونچا تھا وقت اسیری اسلامیان تھا کہ یکایک از پردہ بیابان گرد بر خاست غبار کا ابر سقف آسمان سے لگا ہوا اور ہا نون زمین سے سیاہ ہوا بسان شعلہ جوالہ ہر ذرہ بیتاب کھا تا چمک دمک کی لشکر کے گواہی دیتا جاتا کہ شعر

پدید آمد از دور گرد سیاه	غو دیدبان آمد از دیده گاه	که آمد ز ایرج سپاهی پدید
ز پر سیه گرد شان بر دمید

دل گردے سے علمہائے بادلہ نگار ہاتھیون پر جلوہ کھاتے دکھائی دیے پھریرے اُنکے جواہر دوز تعریف خدا اور رسول سے بہرہ اندوز بعد اُنکے دمامے شتری فیلی نیچے زمین و زمان لرزتے پھر سامان جلوس سواری پلٹنین اور رسالے وہ جنکی صولت سے بہرام فلک پر خوف طاری ظاہر ہوے بعد ازان بسان خرطائران سحر پر سوار جادوگرنیان سیماب رگاتیان باندھے سُرخ سُرخ جھنڈیان ہاتھون مین لیے طاؤس وش ہمیشہ آرائین سحر کی نیرنگی دکھاتین آئین لشکر کی چمک دمک بر اوج عظم و شان پیدا مہر و سپہر ارجان قربان زیر سایہ علم شیر پیکر شہزادہ ایرج نوجوان کہ بموجب نظم

فرو کوفت بر پیل رویینه خم
زمین را تو گفتی برآمد ز نیل
بجنگ اندرون گرز و دل پر ز کین
بسیچیدهٔ جنگ و شمشیر زبان
رسیدند لشکر گروها گروه

دمیدند شیپور با گاو دم
هوا شد سیاه زمین نیل رنگ
چو دریای جوشان ز گردان زمین
ابا زنگ زرین و گوپال و تیغ
زمین شد ز گردان بکردار کوه

بزد مهره در جام بر پشت پیل
دلیران لشکر بسان پلنگ
دلیران گردش کش اند کوهیان
خروشان بکردار غرنده میغ

جب اس شان و شوکت سے وہ لشکر آتے دیکھا بختیارک خواصی مین فیل پر کھڑے ہوکر پکارا اشہد ان لا الہ الا اللہ دیکھیے وہ ساحرون کے سرکوب آپہونچے لقانے کہا اے شیطان کیون بکتا ہے آج قدرت نے تقدیر اپنی شکست ہونے کی نہین فرمائی شیطان نے کہا تو قدرت کی آج شامت بھی اچھی طرح سے آئی یہ وہ کہہ نہ چکا تھا کہ شہزادہ نامدار رہوار چمکا کر اور تیغہ علم کرکے فوج کفار پر جو زیر کوہ صف کشیدہ تھی آپڑا کئی لاکھ ہاتھ تلوار کا ایک بار جو بلند ہوکر پڑا لاکھون بجلیان دفعتہً رزمگاہ چمک گئین آنکھین جھپک گئین معاذ اللہ تلوار کی آنچ گیا سوکھا سب جلا ہزارون سر دم بھر مین کٹ کر گر پڑا بلا یا تو بالائے کوہ جاتا تھا یہ حال دیکھ کر پھرا اور پتلہائے روئین تن سے حکم مقابلہ دیا وہ لشکر شہزادہ پر گرے

شہزادے کے ساتھ کے تیلے اُسنے بھڑ گئے چوٹ برابر کی چلنے لگی جو یہ اُنکے حربے سے کٹتے ہین تو اُنکے ہاتھ سے وہ بھی مرتے ہین ایک سمت ساحر سے ساحر لڑنے لگا تاریخ اور ترنج اُچھلنے لگا بیر شور کرنے لگے دریا سحر کے بڑھنے لگے شعلہ باری برق باری سے جان عاری گیتی کو زلزلہ فلک تک غبار کدورت خاطر کا اثر پہونچا دود سحر نے سقف سپہر کو دھوان دیا زہر ماران سحر نے چرخ کو سبز رنگ بنا دیا اُسی وقت کا ایک بچھو رینگ کر نکلگیا ہو جو برج عقرب کہلاتا ہو پناہ بخدا کسی ساحر نے اپنا گلا اُلٹی چھری سے کاٹا دشمن کا گلا کٹ گیا کسی نے پان کھا کر سامنے تھوکا خورہ آ حریف نے خون تھوکا بیرنے کلیجہ کا لہو جاتا سوئیونکے گچھے چلتے تھے ملک عدم کے ناکے سوئیون کے ناکے مین نظر آتے تھے ادھر تو یہ گیر و دار کا ہنگامہ تھا اُدھر بہادران روزگار نے عدو کو زیر تیغ رکھ لیا تھا تیر جوشن سین جاتے تھے مژدہ آمد شاہد مرگ کی خبر دشمن کو سناتے تھے نیزے جو نیزون سے ملتے تھے مدت کے بچھڑے بغلگیر ہوتے تھے مگر مجرم سرکار عشق رزم جو ٹھہرائے گئے تھے کہ بند بند باندھے ہوئے تھے زبان سنان طعن ہر مبارز پر گرمی کہ واہ کچھ ننگ نبرد نہین دلمین زخم کا ورد نہین شمشیر کا جوہر حرف دفتر الفت عروس اجل سے گلے ملنے کی جا ہے ہمت جوانمردی دست و بغل تیغ کی جھنکار مبارکباد مرگ نوگانی دہان زخم کی ہنسی پسند آتی سر و تن کی جدائی حیات ابدی کی خوشخبری دیتی شجاعت جان فیج کر نیک نامی مول لیتی کہاں تک یہ ہنگامہ گذارش ہو کہ

ابیات

دہان خشک و غرقہ شدہ تن در آب	پاسبان خنگی سواران جنگ	نگنبہ گشیدند چون سنگ سنگ
یکی ابر بست از بر تیرہ خاک	ز رنج دژ تابیدن آفتاب	ہمہ گرز را بر کشیدند پاک
چو پیلان ہمہ دست بر یکدگر	ہوا سر بسر گشت زنگار گون	زمین شد بگرد اردہائے خون
	فگندہ ز تنہا جدا کردہ سر	

ایک طرف صندل تیلہائے روئین تن پہ گرا ہوا تھا اسکا تیغہ چشمہ سامری مین بجھا ہوا تھا تیلون کے سر قلم کرتا جاتا تھا اُسی گرمی جنگ مین بلا جادو للکارتا ہوا اُسکے مقابلہ مین آیا ہر چند کہ یہ بھی روئین تن ہین لیکن اسکا تیغہ سامری کے چشمہ کی آبداری رکھتا تھا اسکا حربہ رد کر کے اُسنے جو ہاتھ مارا کمر پر پڑا اغیار کی طرح دو ٹکڑے ہوئے غلغلہ برپا ہوا کہ مارا بلا جادو کو یہ معرکہ جو صبا نے دیکھا بیقرار ہو کر رونے لگی مگر خیال آیا کہ جانی بھیا کے مرنے سے سرداران اسلام جو درہ کوہ مین قید ہین رہا ہو جائین اُنکو جا کر روکنا چاہیئے یہ سوچکر بزور سحر اُڑ کر روانہ ہوئی فوج ساحران اسکا جانا دیکھکر سمجھی کہ ہاری بھاگی بس جملہ لشکر رو بفرار لایا اور بلا کے مرنے سے تیلہائے سحر بھی جلگئے شہزادہ ایرج قتل کرتا ہوا جانب فیل لقا چلا لشکر لقا پرستان تو مسلمانو نکا لوہا مانے ہوا تھا ساحرون کے بھاگنے سے ہر ایک لشکری گریزان ہوا بختیار کنے فیلبان کی پگڑی اُچھالی اور پکار اکہ یا خداوند اب جلدی تقدیر گریز کرو نواسا تمہارا بگڑا ہوا ہی لقا نے کہا ہر چند کہ تقدیر فرار قدرت کو منظور نہین مگر نواسے کی خاطر ہو اچھا بھاگو فیلبان نے ہاتھیون کو بہت جلد بھگایا شہزادہ ایرج نے تعاقب کیا زیر تیغ رکھلیا ایکطرف سے کرب حبشی نقیبہ فوج اسلامیان لیکر اُتر آیا تھا ہزارہا ساحر و لقا پرست مارا گیا دشت لاشون سے بھر گیا اہل اسلام

قتل کرتے ہوئے جہان تک کہ حصار آتش کا بلا نے کھینچا تھا آئے وہ حصار بھی بلا کے مرنے سے مٹ گیا تھا لقا اپنے لشکر کے پڑاؤ پر بھی نہ ٹھہرا اندر قلعۂ کوہ عقیق کے چلا گیا اسیوقت شہزادۂ کرب نے کہا اے ایرج بس بھاگنے کا تعاقب کرنا شیوۂ خاندان حمزہ نہیں شہزادۂ موصوف یہ سنکر پھرا میدان سے لاشہائے مسلمانان اٹھنے کا حکم دیا عیارون نے آکر قدم اقدس شہزادہ کو بوسہ دیا شہزادہ نے چالاک ابوالفتح سے کہا کہ تم جاکر بادشاہ اسلام کو اور داداجان کو لشکر اسلام مین لاؤ بارگاہ سلیمانی وحشامی اسباب کافران سے خالی ہے عیاران مذکور خدمت شاہ جمجاہ مین پہاڑ پر آئے اور عرض کی کہ مبارک ہو دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہوا شہزادۂ ایرج انتظام لشکر آرائی مین ہین ورنہ حاضر ہوتے حضور خود بارگاہ سلیمانی مین تشریف فرما ہون بادشاہ ذیشان یہ سنکر ہوادار پر سوار ہوکر چلے شہزادہ کرب سے فرمایا کہ امیر اور خواتین معظمہ کو سوار کرکے لاؤ یہ فرما کر پہاڑ سے اُترے تھے کہ خواجہ بزرجمہر کے بیٹے خواجہ سیاؤش سامنے آئے اور کہا اے بادشاہ عالم پناہ بہتر نہین کہ چند روز آپ یہان سے تشریف لیجائین اسلیے کہ لشکر مسلمانان پر سے ہنوز قران صعب رفع نہین ہوا ہے بڑی مصیبت کا خدا نکردہ سامنا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ مین نہ جاؤنگا تو لشکر تباہ شدہ جمع نہوگا دوسرے یہ کہ ابتو مین روانہ ہوچکا پھر جانا میرا دستور نہین اچھا کچھ عیار رجائین اور شہزادہ کرب سے نسبت لائے ناموس ورامیر کے ممانعت کرین عیار حسب ارشاد گئے اور شہزادۂ موصوف کو روکا ادھر شاہ گردون بارگاہ قریب لشکر پہنچے ایرج نے استقبال کیا اور بارگاہ سلیمانی مین لاکر تخت پر جلوہ گر فرمایا لشکر مین بازارین کھلین رعایا آباد ہونے لگی لشکری جو فرار ہوئے تھے آنے لگے عیارون نے کوتوالی چبوترہ کا بندوبست کیا یہان تو یہ کیفیت ہو مگر صبا جو اُڑکر درہ مین گئی سحر سے سرداران اسلام کو زیادہ تر مسحور کرکے اُس مقام کو بدستور اول سحر سے ناپدید کرکے غم برادر مین نالان وگریان اُڑکر قلعۂ کوہ عقیق مین آئی یہان لقا بدحواس دارالامارہ مین بیٹھا تھا کوہی وغیرہ شکستہ خاطر حاضر دربار تھے کہ یہ مردار پہونچی سب نے دیکھا کہ آنکھون مین آنسو بھرے رنگ چہرہ کا زرد ہے دل غمگین و پر درد ہے غرض اُسنے خداوند کو سجدہ کیا اور رو کر کہا کہ ہائے میرا بازو بھی ٹوٹ گیا اور مانگ بھی اُجڑ گئی یا خداوند یہ کیسی آپنے تقدیر فرمائی لقا نے کہا اے بندی میری تیرے بھائی نے مجکو راضی بہت کیا ہے مین نے خوش ہوکر اُس کو داخل اپنی بہشت مین کردیا ہے اب اگر تجکو اُسکا رنج بہت ہے تو مین بروز نوروز اُسکو زندہ کردونگا بختیارک بولا کہ اے صبا دنیا ہیچ ہے کوئی کسی کا نہین جیتے جی سب رشتہ ناتا ہے مرنے پر کوئی نہین پوچھتا اے جان من اب کیون اپنے جانی بھیا کی عقبیٰ برباد کرنا چاہتی ہو جو کچھ گذرا وہ گذرا اب تم اپنے بھائی کا عوض ان خداپرستون سے لو سب کو قتل کرو بھائی کی روح بھی خوش ہوگی اور ثواب بھی ہوگا خداوند بھی خوش ہونگے تمھاری عاقبت بھی درست ہوگی بہشت مین تمکو بھیا ملینگے ساحرہ کو مرگ آشنا و برادر سے غم وغصہ بہت تھا کہنا شیطان کا منظور کیا اور کہا ملک جی مین جاتی ہون جو سردار اسلامیان میری قید مین ہین اُنکو مارے ڈالتی ہون پھر اور مسلمانون کی بھی تدبیر کرونگی شیطان نے کہا بہت اچھا سوچین تم خود عاقلہ ہو تمھین کوئی کیا سمجھائے اب دیر نکرو جلد جاؤ کار خیر مین تاخیر مناسب نہین مگر اپنے رہنے کا ٹھکانا مجھکو بھی بتلاتی جاؤ کہ مین بھی جب چاہون

وہان چلا آؤن کس لیے کہ مسلمان مرنا جانتے نہین اُنکے قتل کرتے وقت عیار تمکو آکر زک نہ دین ساحرہ تو اسکے قول کو
آزما چکی ہی کہا اچھا مین دو ساحر چھوڑے جاتی ہون جب تم میرے پاس آنا چاہو گے اُنسے کہنا وہ میرے پاس
لے آئینگے یا مجھکو خبر کرینگے مین بلا لونگی یہ کہکر جادوگر بارگاہ مین چھوڑ کر جانب درہ کوہ روانہ ہوئی یہ تو ادھر سے چلی
اُدھر حبیب بادشاہ اسلام بارگاہ مین آچکے اور آبادی لشکر کا سامان ہو چکا عیارون نے باہم مشورہ کیا کہ ایک ساحرہ
صبا جادو جو باقی ہی اُسی کے سبب سے سردار ہمارے بھی قید ہین اور امیر بھی اپنے حواس مین نہین بس چاہیے کہ
اُسکو بھی کسی طرح واصل جہنم کرکے سردارون کو رہا کرین تا لشکر بدستور قدیم آباد ہو غرضکہ یہ مشورہ کرکے چالاک
نے تجویز کیا کہ ساحرہ بہر ملاقات لقا اپنے مقام سے قلعہ مین ضرور جائیگی اور وہان سے پھر کر اپنے مسکن مین آئیگی
چنانچہ اثناء راہ مین اُس سے براہ عیاری ملاقات کرکے اُسی کے ہمراہ اُسکے مقام سکونت پر چلنا چاہیے یون جاتے
ہین تو راستہ نہین ملتا فی الجملہ ایک عیار کوتاہ قامت کو اپنے عیارون مین سے تجویز کرکے طلب کیا اور کہا ایک لڑکے
کی صورت بن آؤ وہ عیار کہ نام اُسکا کجل کوتاہ قامت ہو طفل نابالغ کی صورت بنا ہاتھ پاؤن نازک نازک چہرہ
بھولا بھالا کہ بہتی گرتا گلے مین آستین سے ناک پونچھتا گال پھولے پھولے لیکن سرخی کے سبب سے جابجا سے شق ہوکر نیچے
پڑے ہوئے کرتے کی گھنڈی کھلی ہوئی دامن چاک لبیر اُڑی ہوئی تتلا کر اٹھلا کر باتین کرتا ہاتھ مین کڑے چاندی
کے پتلے پتلے پڑے شوخی و شرارت چتون سے ظاہر اس صورت سے جب بن چکا چالاک ایک بڑھیا کی صورت آپ
بنا چادر گاڑھے کی اوڑھنی سر کے بال سفید سوسی کا پائجامہ پہنے پٹاری پان کی بغل مین دابے بہت پیرانہ
سالی نہین اوسط درجہ کی ضعیفہ بنکر اُس طفل کو ہمراہ لیا اور لشکر سے ایک غریب شخص کو بلا کر کہا کہ تیری لڑکی آٹھ
نو برس کی ہو کچھ دیر کے لیے ہمکو دے ہم دو روز مین لڑکی بھی تجکو دینگے اور یہ مال اُسکے عوض مین اسوقت
تجکو دیتے ہین اُسنے کہا بہتر صاحب قتل ساحران کی تدبیر کرتے ہین ہم اپنے اہل و عیال کے ساتھ حاضر
ہین چاہے لڑکی مار ڈالی جائے خواہ زندہ رہے آپ لے جائیے مال کی احتیاج نہین غرض اُس مرد دیندار
نے اپنی دختر نیک اختر حوالہ عیار خوش سیر کی اسنے مینڈھیان اُسکی گوندھین کچھ کچھ گہنا پہنایا اور یان دونون
کو ساتھ لیکر جانب کوہستان گیا اور راستہ مین ایک مقام پر ٹھہر کر دونون کو گود سے اُتار دیا اور بیٹھکر رونے لگا
وہ عیار جو لڑکا بنا تھا اُس لڑکی کے ساتھ کھیلنے لگا دونون نے بالو سمیٹ کر گھروندا بنایا اور ارتن کھرتن پانون
پھیلا کر کھیلنے لگے اس اثناء مین ساحرہ جو قلعہ سے چلی تھی یہان آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا کہ ایک لڑکی چاند کی ایسی
صورت اُسکے گلے مین آستینون کی کرتی پہنے اور اوڑھنی سر سے ڈھلکی ہوئی چوٹی پیچھے چھوٹی سی پڑی ہوئی۔
مینڈھیان گندھی گورا گورا بدن ایک لڑکے کے ساتھ پانون پھیلائے کھیلتی ہے وہ لڑکا بھی قبولی صورت بھولا
بھولا ہے دور ایک بڑھیا پٹاری سامنے رکھے ٹولی کترتی جاتی ہی اور روتی ہی یہ دیکھکر ساحرہ نے سواری
ٹھہرائی اور ضعیفہ سے پوچھا کہ بڑی بی تم کون ہو اور یہ بچے کس کے ہین اتنا سنتے ہی بڑھیا نے چیخ مار کر رو دی
اور اُٹھکر ساحرہ کی بلائین لین اور کہا مین صدقے مین نثار گئی ان بچون کمبختون کا حال بیان کرون

ماں باپ دونوں مرگئے مجھ بڑھیا نانی کے سوا کوئی باقی نہیں رہا سو میر ابھی کیا بھروسہ بوڑھا دم آیا آیا نہ آیا نہ
آیا کوئی دن کی مہمان ہوں اسی واسطے روتی ہوں کہ ہائے انکا کوئی نہیں صبا کو بھائی کا غم تھا ہاں میں ہاں
ملانے لگی کہ بڑی بی سچ کہتی ہو تم بوڑھی ہو یہاں جوانوں کا بھروسہ نہیں کیا موت کو کہیں لینے جانا ہے ہمارے
جانی بھیا ابھی جوان تھے جو مارے گئے اے ضعیفہ اگر اپنے بچوں کو لیکر ہمارے پاس رہو تو ہم وارثی کرینگے بڑھیا
نے دعائیں دیں اور کہا وارثی تم وارثی نہ کروگی تو اور کون کریگا میرا مزاج خفقانی ہو گھبرا کر جنگل میں نکل آتی
ہوں روتی ہوں دل بہلاتی ہوں پھر اس دلکی نکل جاتی ہو ورنہ رک رک کر مرجاؤں ساحرہ نے کہا تمھیں اختیار ہے
جہاں چاہنا جانا آنا مجکو تو ان بچوں سے مطلب ہو کہ انکی بھولی باتوں سے غم میرا غلط ہوگا عیار رندکور کو تو ساتھ
جانا منظور ہی تھا بعد اقرار و انکار ساحرہ کے ہمراہ ہوئی اُسنے دونوں بچونکو ہوادار کے آگے بٹھالیا اور بڑھیا
کو بھی ایک طاؤس پر سحر کے بٹھا کر داخل درہ کوہ ہوئی درہ کوہ میں گھر بنانے کا حال پہلے بیان ہوچکا ہو جا بجا
اُسی مقام پر ایک صحنچی بزور سحر اور بنادی اور بڑھیا کو اسمیں فروکش کیا بچوں کو اپنے مقام پر لیجا کر رکھا وہ سامنے
کھیلنے لگے چالاک نے اتنے دنوں میں بدقت تمام یہاں رسائی پیدا کی اور قصد کیا کہ اب کام اسکا تمام کردن کیونکہ
یہ غم میں اندھی ہو رہی ہے پہلے جو یہاں آنا چاہتے تھے تو اندھے ہوجاتے تھے غرضکہ یہ تو اس فکر میں ہو اُدھر
بختیارک کی رگ شیطنت پھڑکی دم گھبرایا اُن ساحروں سے کہا میں صبا کے پاس جانا چاہتا ہوں ساحر
وہاں سے اُڑکر ساحرہ کے پاس آئے اور کہا ملکجی یہاں آنا چاہتے ہیں ساحرہ نے چند جادوگر اور بھیجے کہ جاکر
ملکجی کو لے آؤ ساحر شیطان کے پاس آئے اور کہا چلیے آپکو بلایا ہی شیطان نے براہ احتیاط کہ یہ ساحر کوئی عیار ہو
جو میرے ساتھ مقام ساحرہ تک پہونچ جائیں اُنکا منہ گرم پانی سے دھلوایا اور کچھ باتیں امتحاناً پوچھکر سوار ہو
روانہ ہوا راہ میں بھی اُنکے باپ دادے کا نام پوچھتا جاتا تھا جب درہ کوہ میں پہونچا صبا استقبال کرکے لیگئی اور
مقام بہتر پر بٹھایا اور کہا کیونکر تشریف لائے اُسنے کہا میرا دم گھبرایا جی میں آیا کہ قتل مسلمانان کا چلکر تماشہ دیکھوں
ساحرہ نے کہا آپ نے بہت مناسب کیا شیطان بولا کہ پھر دیر کیا ہو جلد بازار موت گرم کرو ساحرہ نے اسیوقت
دستک دی زمین کو زلزلہ ہوا ایک عورت پیدا ہوئی کہ ہر بُن مو سے اُسکے شرارہ آتش نکلتے تھے بس یہ کالرا آتش نے
اس قحبہ کو تسلیم کی اُسنے اُسکی جانب خطاب کیا کہ اے زنار قہرناک آتش بدن تم جاکر تہ خانہ کا دروازہ کھولو اور
قیدیوں کو باہر نکالو ہم بھی آتے ہیں اُس ناریہ نے عرض کیا کہ جب سے آپکے بھائی صاحب خداوند کی بہشت میں گئے
اُسدن سے قیدی میرے سپرد حضور نے کر گئے ہیں کیونکہ وہ زنگی انکے مرتے ہی مرگئے تھے جو کہ محافظ زندان تھے جناب
اب اسیر میرے قبضہ میں تو ہیں مگر اسقدر میرا اختیار نہیں کہ اُنکو تہ خانہ سے باہر نکالوں ہاں آپ اپنا سحر اُنپر سے رد کیجیے
تو بالکل میری قید میں وہ ہوجائیں اس طرح کہ اگر مجکو کوئی ہلاک کرے تو وہ رہا ہوجائیں اور جب تک میں زندہ ہوں
وہ چھوٹ نہ سکیں ساحرہ نے کہا میں تمکو رد سحر کا طریقہ سکھلائے دیتی ہوں یہاں سے رد سحر کی ضرورت نہیں یہ کہکر کچھ
اُسکو تعلیم کیا وہ سحر یاد کرکے روانہ ہوئی کمبخل عیار جو لڑکا بنا ہوا یہاں کھیل رہا تھا اُسنے من وعن تمام ماجرا سُنا

اور دوڑ کر بڑھیا یعنی چالاک پاس بجیلۂ لہو و لعب گیا اور اس سے سب حقیقت بیان کرکے پھر سامنے ساحرہ کے آکر کھیلنے لگا اور چالاک جملہ کیفیت سے آگاہ ہوکر سوچا کہ اس زنار کو مار ڈالون کہ یہی محافظ سرداران ہے پھر خیال کیا کہ اُسکے مارنے سے سردار رہا ہونگے کیونکہ سُن چکے ہو کہ صبا نے رد سحر نہین کیا پس مناسب ہے کہ اس کے ساتھ چلو جب یہ رد سحر کرچکے جب مار ڈالو یہ تجویز کرکے اپنے مقام پر سے اُٹھ کر سامنے صحن مین ٹہلنے لگا زنار جیسے ہی ساحرہ کے پاس سے چلی اسنے اشارہ کیا کہ ادھر آؤ وہ اُسی طرف آئی اسنے کہا تم اسوقت ملکہ کے کام کو جاتی ہو ٹھہرو نہین مین تمھارے ساتھ چلتی ہون راہ مین جو کہنا ہوگا کہونگی یہ سُنکر وہ اسکی خاطر سے غائب ہوکر نہ گئی باتین کرتی پیادہ پا چلی چنانچہ مکان قیدیون کے رہنے کا بیان ہوچکا کہ دوسرا ہی یہ دونون اُس مکان سے باہر نکلین بڑھیا نے باہر آتے ہی کہا کہ بی بی باپ کی محبت بھی بڑی ہوتی ہے تم تو چھوٹی تھین مجکو کیا پہچانو گی مین نے تمھاری مان کو پالا تھا تم اُسی کی نشانی ہو آؤ میرے گلے سے تو لگجاؤ وہ سر جھکا کر سینے سے لگ گئی اسنے بلائین لین کہا اے بچی تو موئی مٹی کی نشانی ہے مین اور تیری مان ایک ہی جگہ رہتی تھی کچھ ایسا تفرقہ ہوا کہ اب تیری صورت دیکھنا دشوار ہوگیا اے بیٹی ایک امانت بھی تمھاری مان کی میرے پاس ہے مین تم کو دونگی اور وہ ایسی چیز ہے کہ تم مالامال ہوجاؤ گی تمھاری بیزار پھر کسی کی نوکری کروگی اور اے فرزند مجکو اب مال و اسباب کیا کرنا ہے آج مری کل دوسرا دن ہان تمھارے کھانے پہننے کے دن ہین ابھی تم میرے دیدون مین خاک ہونہار ہو ساحرہ یہ باتین سنکر سمجھی کہ یہ مقام صبا نے ہر ایک سے پوشیدہ رکھا ہے ایسی ہی معتمد اور قدیمی ہوگی جب تو اسکو یہان رکھا ہے پس جو کچھ یہ کہتی ہے بیشک سچ ہے پس یہ سمجھکر نانی جان کہہ کر باتین کرنے لگی اور مال ملنے کے نام سے زیادہ تر خوشنود ہوکر بعجز تمام ترہم سخن رہی تا اینکہ دونون در زندان پر پہونچین یہان دیکھا تو زمین دوز تہخانہ بنا ہے قفل اسکا ایک شیر زبان منھ مین ڈالے بیٹھا ہے زنار نے وہان پہونچتے ہی سحر پڑھکر دستک دی ایک قفل اور تہخانہ سے نکلا اور ماہتاب کی طرح چمک کر جانب ہوا گیا اور وہان سے جو برق بنکر گرا اس شیر کے منھ کو کاٹ کر زمین مین اُتر گیا دروازہ کھل گیا یہ دونون تہ خانے مین اُترے دیکھا تو زمین مین ایک اور دروازہ لگا تھا اُسکے قریب دو دیو کوڑے پکڑے بیٹھے تھے اسنے چار دانے ماش کے افسون پڑھ کر جو مارے وہ دیو بھی جلگئے وہ دروازہ بھی کھلا اب مکان بنا ہوا ظاہر ہوا اور سرداران اسلام زنجیر آتشین مین بندھے نظر آئے کہ ماران سحر اُنکے جسم پر لپٹے تھے ساحرہ نے اُنکے جسم پر سے بھی وہ قید دور کرکے اپنے سحر سے اُنکو بےحس و حرکت کردیا اس عرصہ مین صبا و نجیارک بھی سامنے سے آتے نظر آئے اسوجہ سے کہ جب وہ شیر اور دیو دفع ہوئے تو تہخانہ بھی مٹ گیا تھا کہ سحر سے ساحرہ کے بنا تھا اور اُسی نے رد سحر اسکو بتایا تھا فی الجملہ چالاک نے جوان دونون کو آتے دیکھا سمجھا کہ اب شیطان تجکو آکر پوچھے گا کہ یہ کون اور تیرا حال سُنکر ضرور پہچان لیگا ساری محنت تیری برباد ہوگی اب جلد اپنا کام کر یہ سوچ کر کمر سے ایک لعل بدخشانی نکالکر پکارا کہ اے زنار اب یہان صبا آتی ہین اُنکے سامنے مین دے نہ سکونگی لو یہ لعل بے بہا تمھاری مان کی امانت ہے جلد لے لو کہ کوئی دیکھے نہین زنار لعل کو دیکھتے ہی ایسا خوش ہوئی کہ چہرہ فرط خوشی سے لال ہوگیا اور دوڑ کر قریب آئی عیار نے وہی لعل منھ پر مارا کہ ناک پر پڑا وہ حیران کہ یہ اس نے کیا کیا اسی حیرت

مین تھی کہ وہ لعل حباب کی طرح ناک پر پڑتے ہی پھوٹ گیا تھا اور بیہوشی دماغ مین پہونچتے ہی یہ بیہوش ہوگئی عیار نے فوراً اُسکا سر جدا تن سے کر ڈالا پھر تو غلغلۂ آفت خیز برپا ہوا دُنیا سیاہ ہوئی آواز آئی کہ مارا زنّار کو وہ مکان کہ اسکی حفاظت مین تھا نابود ہوگیا سرداران اسلام رہا ہوچکے تھے وہ زنجیر وغیرہ بھی رفع ہوچکی تھی چھوٹ کر استادہ ہوگئے ادھر بختیارک پکار اُٹھا کہ اے ملکہ یہ کیا ہوا جلد سحر پڑھو ساحرہ بیتاب ہوکر دوڑی تھی کہ وہ عیار جو لڑکا بنا ہوا تھا اسکے آنے سے وہ بھی پیچھے اسکے آیا تھا چہرہ حلقۂ کمند کے گانٹھ کر جو بات ناہی صبا کی گردن و کمر مین پیچیدہ ہوئے اور اُلجھکر وہ گر پڑی اور میدان تو ہوچکا تھا ہی چالاک نے دوڑ کر بختیارک کا گلا دابا غین غین کرنے لگا اور رعجل نے خنجر نکالکر صبا کو قتل کرنا چاہا مگر وہ نیچۂ سحر محافظ رکھتی تھی جیسے ہی خنجر چاہا کہ مارین وہ نیچۂ مثل برق چمک کر گرے اور انکو اُٹھا لیگئے عیار سمجھے کہ ایسا نہو یہان ٹھہرنے سے کوئی آفت آئے بس بختیارک کو چھوڑ کر اُس لڑکی کو کہ جسے ساتھ لائے تھے ڈھونڈھنے چلے وہ لڑکی جب مکان سکونت صبا خالی رہا تھا تو دروازہ سے باہر نکلکر درۂ کوہ کے ایک غار مین مارے ڈر کے چھپ رہی تھی چالاک نے پکارا کہ بٹیا کہاں ہو وہ اُنکی آواز پہچانکر اُنسے آکر لپٹ گئی یہ اسکو گود مین لیکر بھاگا اُدھر بختیارک بھی فرار ہوکر جانب قلعۂ کوہ عقیق گیا اور جملہ سرداران اسلام رہا ہوکر اپنے لشکر مین آئے عیارون نے اُس دختر کو اُسکے باپ پاس پہونچا دیا اور کئی ہزار روپیہ دیکر کہا کہ اسکی شادی کر دینا فی الجملہ جب سردار بارگاہ سلیمانی مین پہونچے بادشاہ اسلام کو تسلیم کرکے اپنی اپنی جگہ کو رونق بخشی اور حال امیر خوش تدبیر پوچھا شاہ اور ایرج نے سب حقیقت بیان کی ہر ایک نے کہا ہم وہان جا کر قدمبوس ہونگے اور سب جمع ہوکر روانہ ہوئے جب دامن کوہ مین پہونچے شہزادہ کرب نے مستورات حرم سلطانی کو قلعۂ کوہ سے اُتارا خیام وسراپردہ مین بٹھایا تھا اور امیر کو الگ خیمہ مین رکھا تھا امیر مرنے سے بلا کے ہوشیار ہوگئے تھے کیونکہ اُسکا سحر اُنپر سے اُتر چکا تھا صرف اسم اعظم بھولے ہوئے تھے اسوجہ سے خاموش تھے کہ سرداران ذوی تبار خدمت اقدس مین حاضر ہوکر رسم نیاز مندی بجالائے ہر ایک تصدق اور بلاگردان ہوا اور کہا اے شہریار بغیر آپکے ہمارا جی بارگاہ مین نہ لگیگا حضور تشریف لیچلین آپنے فرمایا کہ چلتا ہون اور اُٹھکر خیمہ سے باہر آئے چاہا کہ سوار ہون ہرکارون نے خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ مجاہد راہ خدا آتے ہین بادشاہ نے خواجۂ دریادل کو بلا کر فرمایا کہ دیکھو تو قران صعب رفع ہوا یا نہین خواجہ موصوف نے قرعہ پھینک کر کہا کہ ابھی زمانہ نحوست کا باقی ہی بہتر یہ ہے کہ امیر یہان نہ آئین بادشاہ نے فرمایا کہ آپ خود جا کر امیر کو یہان سے منع کیجیے خواجہ زادہ وہان سے سوار ہوکر دامن کوہ مین آئے قاسم وعلمشاہ سے کہا کہ ہم اور آپ خیر خواہ امیر مین سے ہین بہتر یہ ہی کہ چندے پھر امیر کو قلعۂ کوہ پر لیجا کر رکھیے سردارون نے کہا فرمانا آپکا بدل قبول ہی یہ کہکر امیر سے کہا کہ ہم اسیر رہے ہین اب یہ چاہتے ہین کہ صحرا مین رہکر کیفیت سبزہ زار دیکھین امیر اُنکے کہنے سے رُکے اور اُسی جگہ فروکش ہوئے محافظت مین نذرین نیازین ہونے لگین یہان تو یہ حال ہی لیکن بختیارک جو بھاگ کر قلعہ مین آیا لقا تخت نصب پر بیٹھا تھا اُس سے آکر کہا کہ سب بندے تیرے بہشت مین چلے گئے اُس گبر نے کہا مین نے یہی تقدیر

کی بھتی شیطان نے کہا بندگان مقہور چھوٹ گئے اور عیار رہ گئے ہین کہ ہم لقا کو بانس پر چڑھائین کے ایک ایک
بوٹی کاٹ ڈالین گے پھر ایک بوٹی خداوند کی کٹگئی تو وہ میری کاٹی جائیگی خداوند تو خدا ہین انکو تو کچھ ایذا نہو گی
میری جان تکا بوٹی ہو جائیگی یہ کلمہ سُنکر کوہیون نے کہا ملک جی تم خداوند کو ہمارے سامنے ایسا کچھ بے ادبانہ
کہتے ہو لقا نے کہا جو یہ کہتا ہے اسکے معنے ہم خوب سمجھتے ہین ہماری قدرتون کے راز سے یہ خوب آگاہ ہے یہ
باتین ہو رہی تھین کہ صبا جادو رشے ہوا سے یہان اُتری اور خداوند کو سجدہ کرکے اپنی جگہ پر بیٹھی لقا نے کہا
اے بندی قدرت یہ ہماری رحمت تھی کہ عیارون کے ہاتھ سے بچگئی ہمارے فرشتگان رحمت تیرے محافظ تھے
ورنہ عیار مار ڈالتے ساحرہ نے یہ سنکر پھر سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوئی کہ اب تو ایسی تقدیر کر کہ مین ان مسلمانون کو
غارت کردون یہ کہہ رہی تھی کہ فلک پر بجلی چمکی اور صدائے نفیر پیدا ہوئی لقا نے کہا دیکھ قدرت نے اپنی خاص فوج
طلب کی تیری دعا قبول فرمائی ساحرہ جانب فلک نگران ہوئی دیکھا تو اگیا بیتال اور بگولے آنے لگے تیلے جھنڈیان
ہلاتے ظاہر ہوئے شیطان نے اُٹھ کر دارالامارۃ سے باہر آکر اُس فوج کو ٹھہرایا اندر دارالامارۃ کے ایک ساحر ژولیدہ مو
بدہیئت اور سیہ رو آیا آتے ہی تخت خداوند کے سامنے لوٹ گیا پھر اوندھا ہوا خداوند پکارا کہ اے بندہ رحمت
اختصاص لبس عبادت تیری قبول ہوئی وہ ساحر سیدھا ہو کر قلقاریان مارنے لگا آخر الامر ذوگل پر شیطان نے
بٹھایا اور صبا سے کہا لو تمھاری دگنی آئی اُسنے کہا ملک جی یہ موا دیوانہ ہے شیطان نے مجنون سے کہا کہ یہ عورت
تم کو پسند کرتی ہے ذرا ہوش کی باتین کرو تو جوڑا لگا دیا جائے وہ یہ سنکر کچھ سمجھ کر ہنسا اور صبا سے اختلاط کی باتین کرنے
لگا باتین کرتے کرتے اُٹھا اور ہنسکر گویا ہوا کہ آؤ ملک جی ہم تم گلے ملین شیطان یہ سُنکر اُسکے گلے ملا اُسنے خوب اسکو
دابا اور گال اسکا دانتون سے پکڑ لیا یہ چیخنے لگا کہ او دیوانہ نامعقول کیا کرتا ہے میری جان جاتی ہے چھوڑدے اے
تو نے منھ چومتے ہی گال کاٹا اسکے چیخنے سے صبا نے اُٹھ کر اُس سے کہا کہ اے مجنون یہ وزیر اعظم خداوند شیطان درگاہ
قدرت ہے تم اسکے ساتھ ایسی بے ادبی کرتے ہو ہاتھ جوڑو دیوانے سے اُسکے سمجھانے سے چھوڑا اور کہا کچھ عجب اس حرامزادے
کی قطع ہے ساحرہ نے کہا نہ ایسا نہ کہو شیطان نے کہا ہے اور کسی سے گالی گلوچ کی ہنسی جو ہوتی ہے تو ہم دوست
زیادہ تر اُسکو جانتے ہین تم اسکو منع نہ کرو مین سمجھ لونگا ساحرہ خاموش ہوگئی اور دیوانہ نے کچھ سحر پڑھ کر
قلقاری ماری کہ کئی سو تھیلا روپے ہوا سے اُترے کشتیان زر و گوہر کی بے تھا وہ کشتیان دیوانہ نے خداوند کے نذر کین
خداوند نے خلعت دیا وہ خلعت اُسنے چاہا کہ چاک کرے پُرزے پُرزے اُڑا دے شیطان نے وہ اُسکے ہاتھ سے لے لیا
الحاصل اُسکو کرسی پر بٹھلایا اور شیطان نے اہل اسلام سے لڑوانا چاہا لیکن آئینہ بارگاہ مین قد آدم لگے ہین ایک آئینہ اُس دیوانہ
کو دکھلایا اُسنے اپنی صورت جو آئینہ مین دیکھی شیطان سے کہا یہ میرا بھائی کہان رہتا ہے شیطان نے جواب دیا کہ دیکھتے
نہین اس گھیرے مین یہ قید ہے خدا پرستون نے مقید کیا ہے یہ سنتے ہی دیوانہ چیخ مار کر رویا اور اُسی وقت نفیر کو اُسنے
بجایا لشکر دیوانگان مین خبر ہوئی وہان بھی نفیر بجی دیوانہ دارالامارۃ سے باہر آیا لشکر اسکا تیار ہو کر اسکے ساتھ ہوا اُسوقت
تو صبا جادو بھی اپنے ساحر لیکر چلی پھر تو کوہی وغیرہ خداوند کو اپنے لیکر باہر قلعہ کے آئے اور مقابلہ اسلامیان لشکر

آراستہ کیا خیمہ و بارگاہ نصب ہوے دن بھر اسی سامان مین اوقات بسر ہوئی آخر جوش صفرا مزاج دہر سے کم ہوا اور حرارت مہر گم ہوکر سر بوزمین سودائے سواد شب کا خلل نظر آیا کہ بیت کھلا پھر قلعۂ افلاک کا در ٭ نظر آنے لگا انجم کا لشکر سر شام بحکم لقا ناہنجار طبل رزمی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر کے باہر آنے سے خبر لینے فوج اسلام سے چلے آئے تھے جملہ حقیقت دریافت کرکے سامنے بادشاہ ذوی الاحتشام اسلام کے آئے اور بعد دعا و ثناکے آنا دیوانہ او ر نکلنا لشکر کا قلعہ سے اور بجنا طبل جنگ کا معرض بیان مین لائے شاہ جمجاہ نے ہر چند کہ زخمی ہین لیکن جرائت کو کام فرما کر حکم نواخت طبل جنگ دیا ادھر بھی نقارۂ حربی گڑگڑایا لشکر اسلام تو خستہ و شکستہ تھا لیکن منچلاپن کرکے دلاور آلات جنگی درست کرنے لگے ساحرون مین سحر خوانی ہونے لگی صرف بادخوران شمشیر گلشن جوانی ہونے لگی ایک طرف تیز تیغ و خنجر کی دھار ایک سمت کلو ابھیر دن نارسنگھ کی پکار شجاعون کے سر مین سودائے شجاعت عروس مرگ کے دیوانۂ الفت لیکن ان دیوانون کو نام و ننگ اور کار نامردی سے عار آمادۂ کارزار نہ پروائے مال نہ خواہش زندگی آبرو کے طلبگار تلوارون کی جھنکاران سودا زدون کے حق مین دیوانہ کے لیے ہو وحشت کا جوش نامور ہونے کی جستجو اگر دشت پیمائی کا ارادہ کرتے تو دامن صحرائے کارزار مین بھرتے عوض جامہ دری دامن حیات دشمن کی دھجیان اُڑاتے سر ہر تیر کو نوک خار سیاہ جلادت سمجھ کر پا دل کے آبلے پھوڑتے لباس نامردی پارہ پارہ فرماتے شاہد تہوری کے عشق مین جان گنواتے غرض رات بھر یہی شورش رہی کہ نیزہ لبان دیوانگان صحرائے نبرد سر کھوے تھے تلوارین پیرہن غلاف دنیا م اُتار کر عریانی پسند تیر وحشت مین آکر بھاگنے پر آمادہ خلش مانگی علاج دل دردمند سپر مین برنگ خون سودائیان سیاہ گرزون کو سر پہ پایا ضرب رکھنے کی جاہ لب سوفار چلا کر بڑ مارنا چاہتے گوشۂ کمان سے خدنگ نکلکر دو بفرار لاتے کمندین دل کی الجھن کا پتا دیتین زرہین حلقۂ زنجیر دیوانگان تھین ہر سمت شورش برپا یہ ہنگامہ تھا نظم

مشہور ہے وحشت جوانی
پر کچھ نہین سوجھتا تھا زنہار
دیوانۂ رزم تھا دل زار
دل ہو گیا مثل سبزہ پامال

آفت ہے طبیعت جوانی
مرنے کی ادا پسند خاطر
پروانۂ حرب شمع رخسار
بھایا زخمون کا مسکرانا

ہر چند خرابیان تھین اظہار
جینے سے قضا پسند خاطر
تیغون کی پسند آگئی چال
دم عشق مین حرب کے دوانا

جب جوش سودائے شب خاطر دہر سے کم ہوا اور بیخبری نوم سے ہر غافل چونکا کہ ابیات

وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود
اک نگار آتشین رخ سر کھلا
لاکے ساقی نے صبوحی کے لیے

صبح کو رازمہ و اختر کھلا
تھی نظر بندی کیا جب رو سحر
رکھدیا ہے ایک جام زر کھلا

صبح آیا جانب مشرق نظر
بادۂ گلرنگ کا ساغر کھلا
صبحدم جو سردار کہ امیر نامدار

پاس چلے گئے تھے خبر طبل جنگ سنکر رات سے یہان آئے اور در دولت شہنشاہ پُر صولت پر حاضر ہوے ایک طرف سے ایرج فوج ساحران کو جانب جنگاہ بھیجکر آستان ظل اللہ پر آیا بادشاہ لباس رزمی سے آراستہ برآمد ہوے ہر ایک نے مجرا کیا کہ ابیات

تاج زرین مہر تابان سے سوا
اب فریب طغرل و سنجر کھلا
پہلے دارا کا نکل آیا ہے نام

خسرو آفاق کے منھ پر کھلا
مہر کا پنبا چرخ جسکر کھا گیا
اُسکے سرہنگون کا جب دفتر کھلا

ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے
بادشہ کا رایت لشکر کھلا
ایسے شاہ گردون اساس کو ہر ایک

جرأت شناس قلب لشکر مین رکھکر روانہ ہوا فوج ظفر موج سلطانی سویرے ہی سے گروہ گروہ اور انبوہ انبوہ جانب رزمگاہ روانہ تھی شاہ کے چلنے سے دریاے لشکر موج مارنے لگا اسلحہ کی آواز تا بہ گنبد سما پہونچی نقارون سے آواز نصر من اللہ آئی جب عرصہ کارزار مین شجاعان روزگار پہونچے ترتیب صفوف مین مصروف ہوئے اُس طرف سے نقا فوج کوہیان وغیرہ لیکر فیلان جنگی پر تخت رکھواکر سوار ہوا ایکطرف اُسکے صبار جادو دوسری جانب مجنون جادو اژدہون پر سوار تھے دیوانہ کے ہمراہ سردار فوج دیو افگان شل احمر جادو واستر جادو وغیرہ بیشمار تھے چنانچہ صفوف کارزار جب آراستہ ہوچکین نقیب بول کر ہٹ گئے ساحرون مین نارنج ترنج اچھلنے لگے شور بوق و کوس بلند ہوا استر جادو ذلفقاری مار کر خداوند سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور کچھ دیوانہ بن بنا کر طالب مرد مبارز ہوا اس طرف سے صندل گھوڑا اُڑا کر بادشاہ کے سامنے آیا اور مرکب سے کود کر عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ ساحر سے ساحر ہی اگر لڑے تو بہت موزون و زیبا ہے مجکو رخصت ملے تو بہت اچھا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے یہ بہادر اجازت یاب ہوکر سامنے حریف کے آیا استر نے اُسپر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا اس دلاور نے سحر سے اُسکو رد فرما کر ایک گولا مارا کہ اُس بیچارے نے ہر چند چاہا کہ رد کرے ممکن نہوا سینہ اُسکا گولا توڑ گیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا یہ ماجرا جو مجنون نے دیکھا خود ایک چیخ مار کر صندل پر جھپٹا اور ایک ناریل چرخ دیکر مارا صندل مرکب پر سے پرواز کر گیا ناریل گھوڑے پر پڑا کہ وہ اُڑ گیا دیوانہ نے پھر ایک چیخ ماری جتنے دیوانہ کے ساتھ تھے زمین پر گر کر غائب ہوگئے اور پرچھائیان بنکر صندل کے چار طرف سے لپٹنے لگے اس کے پاس تیغہ آب چشمہ ساحری کا بجھا ہوا تھا وہ اسنے کھینچکر چرخ دینا شروع کیا کہ اُسکے عکس سے پرچھائیان دور ہٹ گئین اُسوقت مجنون اُسکے مقابل آیا اور ایک تصویر اپنی کمر سے نکالکر اُسکو دکھا کر پکارا کہ اے ساحر ذرا اسے دیکھ تو کیسا انسان ہے کہ جو اس شبیہ کو دیکھکر یا اک تصویر کے عشق مین دیوانہ نہین ہوتا عقل و خرد سے بیگانہ نہین ہوتا جلد دشت نورد بادیہ محبت ہو یہ سنتا تھا اور اس پیکر دلفریب غارتگر صبر و شکیب کا دیکھنا تھا کہ صندل گھوڑے پر سے اُترا اور لباس اپنے جسم سے نوچ کر پھینکا پھر شعر عاشقانہ پڑھتا دیوانہ وار بکتا جانب صحرا چلا اُسکے جانے کے بعد سرداران اسلام یکے بعد دیگرے مقابل اُس دیوانہ جاہل کے آنے لگے اور تصویر دیکھکر دیوانہ ہوکر جانب کوہ و دشت جانے لگے عجب طرح کا غلغلہ برپا ہوا صدہا آدمی دیوانہ وار بکتا جنگل کیطرف چلا ہوجب نظم

اے طالع واژگون مبارک
پیغام جنون برابر آئے
کانٹون پہ ہے لوٹ پھر دامان
عقل آئے اگر اُسے نکالو

ہے آمد غم جنون مبارک
پھر ہونے لگی جنون کی تاثیر
پھر چاک ہوا ہر اک گریبان
آمادہ زبان خروش پر ہے

ایام بہار سر پر آئے
پھر موج ہوا ہے شکل زنجیر
پھرتا ہے جنون کہان بلالو
وحشت کی بہار جوش پر ہے

جب لشکر اسلام مین تفرقہ پڑا اصحاب جادو و سحر پڑھکر دستک دی چند پتلے صندوق بلور کاندھے پر رکھے حاضر ہوے اس نے اس صندوق کو واکیا ہزارہا پتلا روئین تن بھرا اسمین سے نکلا اور بڑھکر مثل انسان قد آور ہوا ساحرہ نے انکو حکم دیا کہ جاؤ اور کام دشمن کا تمام کرو وہ پتلے تیغ و خنجر لیکر لشکر اسلام پر چلے ادھر سے ایرج نے اپنے پتلون کو للکارا اب پتلے سے پتلا بھڑ گیا فوج لقا بھی حریف کو مغلوب دیکھکر یورش کرکے چلی مسلمان بھی نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر آگے پتلہائے روئین تن کو سرپنجہ فولادی دراز کرکے پکڑتے اور بقوت تمامتر چیر کر پھینکدیتے تلوار گھمسان کی چلنے لگی مگر مجنون دوڑ دوڑ کر تصویر دکھاتا اور لشکریان اسلام کو دیوانہ بناتا لشکر کم ہوتا جاتا اور یہ کیفیت دیکھکر پلٹنین اور رسالے جی ہارے دیتے پاؤن اکھڑے جاتے لشکر ساحران اور کوہیان غالب آنے لگا جو سردار کہ دیوانہ ہونے سے بچے وہ زخمی ہوگئے آخر یہ ہنگامہ ہوا کہ ہر بہادر چمنستان جنگ مین بشفق بادبہاری تیغ برنگ نخل گلشن گلہائے زخم سے ارغوان پوش نظر آیا آب آہن کی آبیاری نے نورسیدگان باغ جلادت کو مراد بہ بہونچایا نام و ننگ کا ثمرہ حاصل ہوا ہر چند کہ شجر حیات کٹ گیا لیکن پھلنے پھولنے کے قابل ہوا سپاہی جان لڑانے لگے نامرد پیٹھ دکھانے لگے جوہر شجاعت کھلے دلاور ٹوٹ گئے کھاگے بزدلے کھیت پڑے کی کسانی سے میدان رزم عرصۂ جوانی ہی تھوڑ دستگاہ سینہ سپر کرکے داد شجاعت دینے لگے جان دیکر ناموری مول لینے لگے تلوار کا سکہ بڑا جوہر تیغ و خنجر کا مثل سکہ زر چلن ہوا گرم بازار آہن ہوا کاٹ چھانٹ کی وضع رہا یا بے فوج نے اختیار کی شمشیر کی چال ڈھال پسند آئی تراش خراش خنجر و زخم نے نئی نکالی نازک مزاجی ایسی بڑھی کہ نیجانی ہر ایک کے حصہ مین آئی قتل و قمع کا حکم شہنشاہ جلادت کی بارگاہ سے جاری فرط نازکی سے جان سبکو بھاری نیزہ کا جھنڈا گڑا ہوا سرفروشان بازار شجاعت کو جان دینے کا سودا زبان خنجر و سنان لسبان مشتری و خریدار گفتگوے جانستانی کرتی متاع جان نامردان کاسد جاتی نام دھرتی ہر سمت آفت برپا یہ حال تھا کہ قطعہ

بگردار باران از ابر سیاہ
چو ابرے کہ باران او تیر و تیغ
ز بس کشتگان اندران رزمگاہ
برآمد ہمی موج دریائے خون

ببارید تیر اندران رزمگاہ
زمین آہنی گرد اسپان نعل
بریدہ سران شان فگندہ براہ

جہان چون شب تیرہ از تیرہ میغ
ہمہ دست گردان بخون گشتہ لعل
زمین لالہ گون شد ہوا نیلگون

بادشاہ اسلام کے ساتھ داراب خورشید و علمشاہ و قاسم وغیرہ سب سردار جان لڑا رہے تھے فوج بھاگی تھی مگر سردار بھاگنا کیا جانین لڑ رہے تھے اور زخمی ہوتے جاتے تھے اور اس خیال سے کہ ناموس امیر دامن کوہ مین اترے ہوے ہین لشکر دشمن یورش کرکے ادھر نہ جا پڑے پسپا ہوتے جاتے تھے اور جانب کوہستان ہٹتے آتے تھے مجنون نعرہ مارتا تھا کہ ان مسلمانون کو جانے نہ دینا گھیر کر قتل کرنا فوج لقا مثل بحر فنا طغیانی پر تھی بختیارک ہنسکر کہتا تھا کہ اے مجنون بس اب کل سمجھ لینا وہ جواب دیتا تھا کہ مین کل اور آج کیسا جانتا ہون شیطان کہتا تھا کہ زیادہ حد سے نہ بڑھو ورنہ خداوند کو بھاگنے مین تکلیف ہوگی دیوانہ اپنی دھن مین کسی کی نہ سنتا تھا بڑھتا چلا آتا تھا یہانتک کہ لشکر مسلمان قریب دامن کوہ پہونچ گیا اور

قول حکیم زادون کا ظاہر ہوا کہ شاہزادہ کرب کو پھر قلعۂ کوہ پر ناموس شاہی کو لیجانا پڑا لیکن سرداران اسلام نے پائے شجاعت گاڑے وہاں پہونچکر پیچھے ہٹنا ننگ و عار سمجھے گھمسان کی مار ہونے لگی حرم محترم امیر مین پھر وہی قیامت شور و شیون کی برپا ہوئی ان کو اس حال مین مبتلا دیکھکر حال دوسرا انکو رہوتا ہی یعنی شہزادہ تورج طلسم ہزار برج مین اندر قلعۂ یاقوت نگار کے مقیم ہی اور پریزاد طلسم نے بہت اطاعت کی ہی ہر وقت دلجوئی اور خاطرداری مین مصروف رہتی ہی ناچ ہوتا ہی پیمانۂ شراب سُرخ گردش کرتا ہی اسی ہنگامۂ عشرت نشاط مین ایکدن وہ ساحرہ جسکو پریزاد نے محافظ قلعۂ بادشاہ طلسم کی جانب سے بیان کیا تھا آئی اور جہان شہزادہ برج پر مقیم ہی وہان کرسی بچھا کر بیٹھی اور شہزادہ کو سمجھانے لگی کہ اے طلسم کشا یہ پریزاد آپ خدمت مین اپنی رکھیے اور تین ہزار نازنین اس قلعہ مین ہین جسکو آپ پسند فرمایئے وہ حاضر خدمت ہو اور تمام عمر اسی مقام پر بعشرت تمام بسر کیجیے شہزادہ نے ہنوز اسکے کلام نافرجام کا جواب نہ دیا تھا کہ پردے ہوا سناٹا ہوا اور ایک تخت زمین پر اُترا یہ ساحرہ جو شہزادہ سے ہمکلام تھی اُٹھ کھڑی ہوئی اور اس تخت پر بھی ایک جادوگرنی سوار تھی اُسکی تعظیم دی وہ بھی تخت سے اُتر کر بغلگیر ہوئی شاہزادہ نے دیکھا کہ اس جادوگرنی کے گلے مین جھولی بادلہ نگار پڑی ہی ماتھے پر بندلی لگی ہی قشقہ سیندور کا کھیچا ہے ہاتھا فیل کی مستک کی طرح رنگا ہی صندل اور چندان سے تمام جسم رنگین ہی ماران سیاہ سے گردن کو تزئین ہی رنگ رُخ سیاہ نقشہ بھونڈا گدی پر جوڑا اسا بندھا گدنا ٹھڈی پر گدا منھ پھاڑ سا کھلا اس ہیئت سے وہ بدسرشت دوسری کرسی پر آ کر بیٹھی نام اسکا مہر جادو ہی اور وہ جو پہلے سے یہان آئی تھی گاؤسر جادو نام رکھتی ہی خلاصہ یہ کہ گاؤسر نے سبب آنے کا اُس سے استفسار کیا اور کہا آج کیا تھا جو ادھر بھول پڑین اے بہن سامری قسم تم بڑی بیمروت ہو میری آنکھین تمھین دیکھنے کو ترستی ہین اور تم کبھی ادھر جھانکتی بھی نہین مہر جادو نے جواب دیا کہ بوا تمھارا گلا میرے سر آنکھون پر مگر تمنے یہ بھی نہ جانا کہ مین کس حال مین تھی جو تم تک نہ آئی یہ کہکر صبا جادو کا لقا پاس جانا اور حال جنگ مسلمانان اور بند ہونا اسم اعظم کا بیان کر کے کہا اب مین وہ شیشہ جسمین اسم اعظم قید ہی طلسم ہوشربا مین لیے جاتی تھی تمھارے دیکھنے کو اسطرف چلی آئی۔ گاؤسر نے کہا اے بوا ذرا مین تو دیکھون کہ وہ شیشہ کیسا ہی اسنے جھولی سے نکالکر وہ شیشہ دکھایا شہزادہ تورج وہان بیٹھا ہی تھا یہ ماجرا اسنے بھی سُنا اور ساحرہ تو ساحرہ سے باتون مین مشغول تھی اُسکا خیال نہ رکھتی تھی اسنے تیر کمان مین جوڑ کر جیسے ہی شیشہ اُسنے دکھایا سا ہی تیر شہزادہ نے لگایا کہ شیشہ کو توڑ کر تیر مہرۂ پشت ساحرہ سے پار گذرا وہ تڑپ کر کرسی سے نیچے گری اور سرد ہوئی شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا اور آواز آئی کہ مارا مہر جادو کو یہ ماجرا جو گاؤسر نے دیکھا پہلے آئینہ دار حیران رہی پھر برق کیطرح تڑپی اور پنجہ بنکر شہزادہ پر گری اور اُٹھا کرکے اُڑی پکاری کہ اے ظالم تونے بڑا غضب کیا جو میری بہن کو مار ڈالا ادھر تو یہ شہزادہ کو لیکر اُڑی ادھر وہ پریزاد بیقرار ہو مثل سیماب کے اُٹھی اور بروئے ہوا پہونچکر ساحرہ سے لپٹی اُسنی ایک ہاتھ سے تو شہزادہ کو سنبھالا دوسرے ہاتھ سے اُسکے بال پکڑے اسنے اُسکے جھونٹے لیے اور جس ہاتھ سے وہ شہزادہ کو لیے تھی اُسنے اس ہاتھ کو کاٹنا اور نوچنا شروع کیا اور بازوؤں کو اُسکے خوب نوچا وہ ساحرہ سمجھی کہ یہ پری طلسم کی ہے قتل ہو سکیگی بس ہاتھ جو

کاٹنے سے زخمی ہوا شہزادہ کو چھوڑ دیا پری نے شہزادہ کو روکا اور اُسکے بال چھوڑے اُسنے بھی اُسکو چھوڑا اور پرواز کرکے جانب بادشاہ طلسم روانہ ہوئی پری شہزادہ کو چھین کر قلعہ مین لائی اور مصروف راحت و آرام ہوئی لیکن یہ قید سحری تھی کہ جب تک شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم نہ چھوٹے چنانچہ بلائے جادو بھی مرچکا تھا اسوقت جو شیشہ ٹوٹا وہان اسم اعظم امیر کو یاد آگیا لشکر لقا قتل و غارت کرتا جبیا اور پریان ہوا چلا آتا تھا یہانتک کہ قریب خیام فدوی الاحترام پہونچ گیا اور شور دار و گیر قیامت خیز برپا تھا امیر کے اسم اعظم یاد آتے ہی ہوش برجا ہوے اور معلوم کیا کہ ساحرون نے ہنگامہ جدال و آتش قتال کو مشتعل کیا ہے بس یہ جانتے ہی لسبان شیر غضبناک اسم اعظم برلب و عقرب سلیمانی در دست خیمہ سے باہر نکلے اور نعرہ بلند کیا کہ بیت امیر عرب باشیر دل پہلوان :: فتد لرزہ از تیغ من در جہان نعرہ بلند کرتے ہی دشت و کوہ گونج گیا جو سٹھ کوس تک صدا گئی فوج بھاگی ہوئی نعرہ سنکر پھر پڑی چار سمت سے صدائے اللہ اکبر بلند ہوئی مجنون اُس صدا کو امیر کی سنکر دوڑا اور قلقاریان مارتا سامنے آکر تصویر دکھانے لگا امیر نے اسم اعظم پڑھکر جو دم کیا وہ تصویر جلگئی دیوانہ دانت نکالکر دوڑا اور چاہا کہ لپٹ جائے امیر نے سرکو تبلاکر کمر پر جو عقرب کا ہاتھ مارا کھیرے کی طرح دو ٹکڑے کیا شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا فوج دیوانہ امیر پر آپڑی آپ بھی اس دریائے لشکر مین غوطہ مار گئے اُسوقت شمشیر برق کردار کا اُس مجاہد کی یہ حال تھا نظم

چلنے مین وہ تھی زبان طرار
خون ریز برنگ تیغ الفت
اک دم ہو جو اس سے صحبت قیس
قفل در فتح ہفت کشور

کھنچنے مین صاف دامن یار
دیوانون کے دلمین تھا گھر اسکا
لیلی سے ہو قطع الفت قیس

جانسوز لسبان نا رفرقت
فرگان پری تھا جوہر اس کا
وار وزگرے کلید بن کر

بجنتا رک اٹھی یہ کھڑا ناچ رہا تھا اور کہتا تھا قربان اس نعرے کے اور صدقے اس ضرب دست کے یا خداوند بھاگے سپہ سالار کا غصہ بُرا ہے ابھی سب تقدیرین خاک مین ملادیگا قدرت گوگو رمین سلادیگا لقا فوراً دو ہزار لایا اہل اسلام نے زیر تیغ رکھ لیا پڑاؤ پر آکر لشکر لقا ٹھہرا اور طبل امان بجوایا امیر بھی پھرے بادشاہ زرنثار کرتے سر امیر پر سے داخل بارگاہ ہوے سردارون نے کمر کھولی وہ فوج جو تصویر دیوانہ کی دیکھکر سودائی ہوکر صحرا کو گئی تھی مرگ دیوانہ سے ہوش مین آکر داخل لشکر ہوئی لشکر کی آرایش و زیبایش از سر نو ہوئی کربلا اور حرم سلطانی کو سوار کراکے دامن کوہ سے لشکر مین لایا امیر پر سے ہزار ہا روپیہ کا تصدق اُترنے لگا بارگاہ سلیمانی مین سردار اپنی اپنی جگہ پر جلوہ فرما ہوے جام بادۂ ناب گردش پذیر ہوا یہان تو ہنگامہ عشرت ہے مگر لقا جو اپنی بارگاہ مین آیا نہایت رنجور و آزردہ خاطر تھا صبا جادو نعرہ امیر سنکر سب سے پہلے بھاگ گئی تھی اسوقت بارگاہ مین آئی بختیارک نے باعزاز تمام بٹھایا اور کہا ای ملکہ یہ اسم اعظم تمنے اور تمھارے بھائی نے کیسا بند کیا تھا جو چھوٹ گیا ساحرہ نے کہا جب تقدیر بگڑتی ہے ایسا ہی ہوتا ہے لقا بولا کہ ہم یہ تماشا مدت سے دیکھتے چلے آتے ہین کبھی بھاگتے ہین کبھی بھگاتے ہین قدرت کے کھیل بندون کو دکھاتے ہین ساحرہ نے کہا سچ ہے تو چاہتا تو بیشک صبح ہو جاتی یہ کہکر دوسرا نامہ شاہ جادوان کو تحریر کیا جسمین حال قتل مجنون و بلا درج تھا چنانچہ نامہ لشکریان مجنون جو قتل ہونے سے بچ رہے اور بھاگ کر طلسم مین جانے لگے انکو

دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوے افراسیاب بعد روانگی فوج دیونگان جانب کوہ نیلم جانیوالا تھا کہ یکایک صحرا کی طرف سے ایک پریزاد پیدا ہوئی نہایت حسینہ چنبیلہ تھی اُسنے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ اے بادہ خوار بادیہ پیمائے جادو کدھر چلین اُسنے عرض کیا کہ اس کنیز نے خبر تشریف آوری حضور سُنی حاضر ہوئی شہنشاہ براہ نوازش میرے مقام سکونت پر قدم رنجہ فرماکر مجھکو برتبۂ اعلیٰ پہونچائیں تو نہایت کنیز نوازی ہو بادشاہ حسب استدعا اُسکے ہمراہ ہوا اور بعد کچھ دور کے ایک باغ رنگین مین پہونچا درختوں کو سرسبزی سے پرتزئین پایا شہ گل کو تخت چمن پر بصد فروتمکین پایا مختصر یہ کہ وسط گلشن مین چبوترہ پر زیر نگیرۂ زرتار مسند گوہر نگار بچھی تھی بادشاہ نامدار بیٹھا اُس ساحرہ نے اسباب مہیّا کیا مصروف بادہ پیمائی ہوا اور کئی روز تک اُسی مقام پر داد عیش دیتا رہا ہنوز وہان سے روانہ نہوا تھا کہ ملازمان مجنون نامہ لقا لیکر پہونچے اور اُسی باغ مین آکر بادشاہ کو نامہ دیا شاہ مضمون سے واقف ہوکر بہت متردد ہوا اور سوچا کہ ابکی مرتبہ دیوانے کے بیٹے یعنی جنون بن مجنون کو خداوند پاس بھیجنا چاہیے کس لیے کہ اس صحرا مین نزدیک تر اور کوئی ساحر زبردست نہین ہے اور وہ لقصاص پدر خود لڑیگا بھی خوب یہ تجویز کرکے کچھ اسماسحر کے پڑھکر جانب صحرا دم کیے ردے ہوا پر جھنکار زنجیر کی پیدا ہوئی اور ایک دیوانہ نامعقول عقل سے مجہول زمین پر آترا بالکل برہنہ تھا موے زہار لٹکے ہوے دانت منھ مین سیاہ تھے جھولا گلے مین پڑا کان آنکھ ناک منھ سے شعلہ نکلتا دم بدم قلقاری مارتا اور وحشت آمیز کلام کرتا کہ بموجب ابیات

بھیجا ہے بلانے پیک غم کو آئے ہین پیام طوق و زنجیر	زنجیر بلا رہی ہے ہم کو محنت سے یہان کسے خطر ہے	اب دشت کہان کہان یہ دلگیر آتی ہو بلا تو اُسکا گھر ہے

غرضکہ اُس ننگ عقل و نامور جنون نے شاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ اے جنون تم خداوند لقا پاس جاؤ اور اُنکے شریک ہوکر کار خدا پرستان تمام کردو اور تمھارا باپ خداوند کی بہشت مین سیر کررہا ہے یہ سننا تھا کہ دیوانے نے ایک چیخ ماری اور بہت رویا پھر آپ ہی آپ ہنسنے لگا شاہ نے پوچھا کہ کیا ہنسے کہا جاتے ہی مسلمانون کو خداوند کی جہنم مین ڈال دونگا اور اسلیئے اور بھی ہنسا کہ باپ میرا بہشت مین حور قدرت کے ساتھ سیر کرتا ہوگا اگر میرا وہان جانا ہوا تو مین بھی اسی طرح سیر کرونگا بادشاہ اس کلمہ سے بہت ہنسا اور اُسکو تسکین دیکر رخصت کیا دیوانہ اپنے مقام پر آیا اس جنگل مین اسکا باپ رہتا تھا اور اُس کے متصل جو صحرا ہو اسمین یہ ساکن ہے اور اُس مقام غار کھود کر رہنے کی جا بنائی ہے کئی ہزار دیوانہ اسکے ساتھ کا وہان رہتا ہو چنانچہ اسنے آکر ایک چیخ ماری وہ سب دیوانہ اپنے مغاک سے نکلکر سامنے آئے اسنے حکم روانگی ہر ایک کو دیا پھر تو صحرا مین آندھیان آئین بگولون نے سرکشی کی غول لہائے بیابانی شعلے چھوڑنے لگے دیوانہ اژدر پر چڑھکر بافوج گران روانہ ہوا اور بعد چند روز کے قریب کوہ عقیق پہونچا یہان بارگاہ لقا مین صبا محرور آتی اور فکر قتل مسلمانان کرتی ہو شب کو خوف عیاران سے غائب ہو جاتی ہو چنانچہ اکثر دربار لقا گرم تھا کہ آسمان پر شعلہ چمکے علامت سحر پیدا ہوئی لقا نے کہا ہمارا بندۂ خاص آتا ہو یہی کہہ رہا تھا کہ دیوانہ فلک کی طرف سے اُترا اور خداوند کے گرد پھرنے لگا اُس گبرنے شیطان کو اشارہ کیا اُسنے اُٹھکر تسکین دیکر قریب صبا اُسکو بٹھایا اور بارگاہ سے جاکر لشکر

دیوانگان اُترو ایا دیوانہ نے تمام ماجرا جنگ پدر کا اپنے زبان شیطان سے سُنکر گرما کر چاہا کہ نفیر سحر بجاے شیطان نے روکا اور شام ہونیکا انتظار کیا جب بزم عالم مین چراغان انجم ہوا اور نور مشعل مہر گم کہ نظم

سیاہ شب تیرہ بردشت و راغ — یکے فرش افگندہ چون پر زاغ — چو پولاد زنگار خوردہ سپہر
تو گفتی بقیر اندر آمد دو چہر

سر شام طبل جنگ بحکم لقاے نافرجام بجا ہر کا بے لشکر اسلام کے خدمت شاہ عالیمقام مین حاضر ہو کر بعد ادب دعا و ثنا زبان پر لاے اُکر نظم

یہ تخت یہ تاج ہو مبارک — کشور کا خراج ہو مبارک — لائے پے یہ چرخ گردان
خورشید کی اشرفی درخشان — جاری رہے حکم بادشاہی — اجراے اوامر و نواہی

لشکر دشمن مین ایک دیوانہ ساحر اور آیا ہے اُسکے بھروسے پر لقا نے نقارہ حرب بجایا ہے یہ عرض کرکے کنارے ہوے شاہ جہجاہ نے بھی حکم نواخت کوس رزم دیا چالاکون نے حکم کی تعمیل کی طبل اسکندر کی صدا سے دنیا دہلی تیاری طرفین مین شروع ہوئی دربار سے سردار اُٹھ کر اپنے مقام پر آئے سلح خانے کھلے ہتیار لیسند ہونے لگے تلوارین دونون باگین کسنے لگین کمانین ٹیڑھی سیدھی چلا کر سنانے کو اوکسنے لگین خنجرون کی جھنکار سے آواز اقتلوا آئی لب سے فارنے والے نیارے کی سنائی زبان سنان سیدھے مزاج کے آدمی کی صفت دو ٹکڑے بات زبان پر لائی وہان تیغ و تبر نے لگی لپٹی نہ رکھی بہادرون کو جان دینے کی خبر دی نظم

چنین گفت لشکر بہ بانگ بلند — کہ اکنون بہ بیچارگی دست بند — دہیدار بگرز و بزوبین نوید
سران را ز خون تاج بر سر نہید — ندیدہ کسے یال اسپ و عنان — زتنگی بچشم اندر آمد سنان
زجوش تو گفتی بہ بار اندر اند — زمارے بدریاے قار اندر اند

اس طرف ساحرون مین ہوم جلا کر منترون کی جاپ رہی اگیاری لیگئی بیرون کا غل وہان رات بھر بپا شورش اور ہنگامہ تھا جب تیر خطوط شعاع سے ترکش مہر نے سینہ سرسنگ شب غربال کیا اور آتشبازی آہن آفتاب سے روے ہوا لال ہوا کہ نظم

پدید آمد آن خنجر تابناک — بگردار یاقوت شد روے خاک — سپاہ دو لشکر بر آمد بجوش
بچرخ بلند اندر آمد خروش — ہمی لرزلرزان شدہ دشت و کوہ — زمین شد ز نعل ستوران ستوہ
ازان روے لندھور بر میمنہ — پس پشت او ژندہ پیل و بنہ — سوی میسرہ مالک دیوبند
زرہ دار و در جنگ شاہی [?] پرند — بقلب اندرون جاے بہرام ہین — شدہ آسمان تار و جنبان زمین
شہ صف شکن شہ باجاہ و مال — برآمد روان گشت سوے قتال — سپہدار لشکر باقبال و جاہ
شہ نامور حمزۂ دین پناہ — ہمی برخروشید چون پیل مست — یکے گرزۂ گاؤ پیکر بدست

اُسی کروفر سے بادشاہ لشکر اسلام کو حمزۂ ذوی الاحتشام مع سرداران نیک انجام کے لیکر وارد میدان قتال ہوے اُس طرف سے مجنون کا بیٹا ایک اژدہ بزرگ پر سوار فوج ساحران ہمراہ اُس کے بیشمار دشت نبرد مین آیا لقا ہاتھیون پر تخت رکھوا کر چلا خواصی مین بختیارک ہوا کئی لاکھ فوج کا پرا غرضکہ جب لشکر دشت کین مین آچکے دلاوران صفین جما چکے نقیب بولنے لگے جوہر شجاعت میزان سخن مین تولنے لگے اُنکے ہٹنے کے بعد

جنون اژدر اُڑا کر میدان مین آکر قلقاریان مارنے لگا اِس طرف سے بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر شہزادۂ ملک مغرب بسر
خواندۂ امیر فرامرز عاد مغربی اُسکے مقابلہ مین گیا اُسنے اژدر پر سے کود کر سحر پڑھا کہ اژدہا قلابہ آتشین چھوڑنے لگا
شہزادہ نے کمان کو دوش پر سے لیا اور تیر مارنا شروع کیے اژدر نے دم کھینچا یہ بہادر مع مرکب کھنچکر چلا اور جب قریب
اژدر پہونچا چند ہاتھ تلوار کے بھی اژدر پر لگائے مگر کچھ اثر نہوا اور اژدر نگل گیا غریو لشکر اسلام مین برپا ہوا مغربیون کے
لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے اور سرداران شہزادۂ نامور اجازت شاہ سے لیکر یکے بعد دیگرے جانے لگے اور طعمہ اژدر
ہونے لگے آخر دست راست کے سردارون مین لگا لگا اُنمین سے بھی ساٹھ ستر سردارون کو اژدر نے نگلا اب کئی سو سردار
وہین اژدر مین گئے اور دیوانہ مجہول نے کئی سو اژدہے آرد ماش کے بنا کر میدان مین چھوڑے اور پکارا کہ اے بندگان
مغضوب خداوندین سوائے حمزہ کے اور تم سب سے کہتا ہون کہ تم سو سو دو دو سو ملکر ایکبار آؤ اور حملہ کرو دیکھون تو کہ تم کیسے
زبردست ہو یہ نہیب سنکر ہر سمت سے سردار آ آکر اژدہون پر ٹوٹے مگر خدا کی مار اُن موذیون پر کہ مسلمانون کو نگلنے لگے ہرطرف
زہر اُگلنے لگے ہوا مسموم ہوئی فوج اسلام مغموم ہوئی کئی ہزار سوار اژدر کی خوراک ہوا اثر زہر سے زہرۂ ترک روزگار آب
تھا تریاک اسلامی نایاب تھا امیر نے یہ حال ملاحظہ فرما کر قصد کیا کہ مین اِس دیوانہ کے مقابلہ مین جاؤن لیکن اژدر شب
سرہنگ روز کو نگلنے کے لیے منہ کھولے نظر آیا وہ دن آخر ہوا یا کہ بیت ستارہ دران دشت نظارہ بود * کہ این لشکر از جنگ
بیچارہ بود * علاوہ شام ہونے کے بختیارک مدامیر جنگاہ مین دیکھ کر پریشان ہوا کہ اسم اعظم پڑھکر امیر فتح کی شکست
کر دینگے پس اُسنے طبل بازگشت بجوایا بادشاہ لشکر اسلام رنجیدہ خاطر پھر کر بارگاہ مین آئے اسطرف لقا دیوانہ پر سے
زر نثار کراتا ہوا داخل خرگاہ ہوا لشکر والون نے کمر کھولی اور بختیارک نے دیوانہ سے کہا آج کی رات تم عیارون سے
اپنی حفاظت کرو اور اسم اعظم حمزہ بھولانے کی تدبیر کرو ورنہ یہ ہستی تمھاری خاک مین ملجائیگی دیوانہ نے یہ سنکر ایک بارگاہ
اپنے لیے لشکر سے علیحدہ برپا کرائی اور اژدہے جو میدان جنگ مین بنائے تھے اُنکو بلا کر بزور سحر سردارون کو اُگلوایا اور سحر سے
بیحس و حرکت کر کے اُس بارگاہ کے قریب خیمہ استادہ کرا کر قید کیا اور اُن اژدہون کو سحر پڑھکر گرد بارگاہ بٹھایا کہ جو کوئی یہان آئے
اُسکو نگلجائے اور انتظام کر کے آپ اندر بارگاہ کے تنہا جا کر بیٹھا اور مصروف سحر ہوا ادھر عیاران لشکر اسلام اس فکر مین
داخل لشکر لقا ہوئے کہ موقع پائین تو ساحر مذکور کو قتل کر کے سردارون کو چھوڑائین چنانچہ بصورت مبدل ہر سمت پھر کر
پتا لگایا کہ لشکر سے علیحدہ ایک بارگاہ مین دیوانہ ہے اور اسی جگہ خیمہ ہے کہ اُسمین سرداران اسلام مقید ہین یہ حال معلوم کر کے
عیار اُسی طرف آئے اور میدان فطرت مین سب بنے ہیون نکاری دوڑائے لیکن جو قریب بارگاہ و خیمہ گیا اژدہا اُسکو
نگللیا عورت مرد خدمتگار فراش جس صورت پر اُسنے حوصلہ جانیکا کیا حوصلہ خاطر کیطرح قالب اژدر مین سمایا کئی سو
عیار رات بھر مین طعمۂ اژدر سحر ہوا یہان تک کہ کالبد ظلمت سے نور سحر ساطع ہوا کہ بیت کھلا اژدر شب کا
جسد دم دہن * تو پیدا ہوا مہر تابان کا من * صبح کو دیوانہ نے اژدرون سے عیارون کو اُگلوا کر قید سحر پہنائی اور
پہلو مین سرداران اسیر شدہ مین جگہ دی صاحب دفتر کا بیان ہے کہ کئی روز اسنے مقابلہ اہل اسلام سے کیا اُس طور سے
کہ دن کو تو نفیر سحر بجا کر لشکر تیار کرا کر مسلمانون پر چڑھ جاتا ہے اسطرف سے امیر بھی خبر سنکر مقابلہ مین

مع لشکر آتے ہین یہ پکارتا ہے کہ مین امیر سے لڑنا نہین چاہتا ہون سوا اُن کے جسکا جی چاہے سامنے آئے چنانچہ قاعدۂ مسلمانان یہی ہے کہ حسب خواہش دشمن مقابلہ کرتے ہین اور جو بشرط حریف کرتا ہے اُسکو پورا کرتے ہین پس سردار اُسکے کہنے کے بموجب ہر روز لڑنے نکلے اور اژدہون کی خوراک ہوے اور امیر بموجب اسکے منع کرنے کے سامنے نہ آئے تاکہ سحر اسکا باطل کرتے یہ ہر روز فتحیاب ہوا اور شب کو بارگاہ مین تنہا بیٹھا کہ منتر کا چلہ پورا ہو جائے تو اسم اعظم خاطر شریف حمزہ سے بھولا کر اُنکو بھی اسیر کرون اس منتر کے پورا کرنے مین ہر شب عیار اسکے قتل کرنے کو گئے اور اژدہون کے شکم مین سمائے چند روز مین کئی ہزار عیار و سردار اسیر سر پنجہ تقدیر ہوئے مین نے بخیال اختصار و بخوف طوالت قصہ جنگ ہر روزہ نہین لکھی کہ ایک ہی طور کا بیان لڑائی اور عیاری کا تھا خلاصتہ کہ جب سرداران نامی و پہلوانان گرامی لشکر اسلام کے مقید ہوے اور عیاران ذیشان بھی بہت سے گرفتار ہو چکے چالاک عیار سفاک بہت گھبرایا غم یاران و برادران سے کلیجہ منھ کو آیا بحر ناپیدا کنار فطرت مین غوطہ لگا کر گوہر مراد حاصل کیا ایک روز جب دیوانہ بکار خویش ہشیار لڑنے سے فارغ ہو کر بارگاہ مین گیا یعنی وہ وقت تھا کہ سیاہ شام نے ترک روز پر غلبہ پایا فرد فرماندگردون گردان بجاے ٭ شدہ سمت خورشید را دست دپائے ٭ چالاک نے اُس شب کو ایک رقعہ اُس دیوانہ کو لکھا مضمون جسکا یہ تھا کہ اے فخر سامری کیشان والے شرف جمشید بہ شان بیت ستائش ترے سحر کی کیا کرین ٭ یہ تعریف حد کی ہے جو چپ رہین ٭ بعد اس قول کے کہ ع خاموشی از ثناے تو حد ثناے تست ٭ معلوم ہو کہ یہان بڑے بڑے ساحران نامور آئے سحر اپنے ہم پلہ سامری جتائے مگر ہمارے ہاتھ سے جانب ملک عدم گئے تو تم کیا ہو تمھارے باپ ابھی کل کا ذکر ہے کہ واصل جہنم ہوا ہوے سواے تمھارے کسی کو اس طرح کی نصرت میسر نہین ہوئی ہم سمجھے کہ ہمارے لیے ادبار ہے زمانہ آجکل تم سے یار ہے پس اطاعت صاحب تخت کی سب کو لازم ہے مجھکو تم سے باتین تخلیے مین پوچھنا ہین تنہائی مین طلب کرو تو مین آ کر اطاعت کرون اور سمجھا کر امیر کو بھی مطیع کرادون یہ رقعہ ایک ملازم ان تھا مین سے خدمتگار کو دیا کہ دیوانہ پاس لیجائے اور اُسکے صلہ مین بہت کچھ دینے کا وعدہ کیا خدمتگار مذکور نامہ دیوانہ کے پاس لیگیا اُسنے پڑھ کر خوش ہو کر اجازت لکھی اے عیار طرار تم میرے پاس آؤ اور جو کچھ چاہو پوچھو تم سے کوئی اژدر نہ بولیگا یہ جواب خدمتگار نے لا کر عیار موصوف کو دیا اُسنے بانہ عیاری جسم پر لگائے فلاخن سر سے لپٹی ہوئی کمندون کے لچھے بازوؤن پر پڑے ہوے توڑا بھر کا شانہ مین لٹکا ہوا ترکش مثل دم طاؤس کے چتر پہلو پر کیے کمان شانے پر لٹکی ہوئی قمطولے زر بفتی اور بتیا دے سقرلاتی سے آراستہ حقہاے نفتی مکلیون مین دبے توڑے شیر کیے ہوے حباب بیہوشی ہاتھون مین لیے حیلہ ہاے ناحق سے چست ہو کر ایک لٹیا برنجی اس طرح سے تیار کی کہ کنارون پر اُس کے کنڈے لگے اور اُنمین زنجیرین بندھین اور سب طرف سے زنجیرین ملکر ایک زنجیر اوپر گرفت کرنے کی جو بھی اُسمین لگی ہوئین مثل اسکے کہ جیسی انگیٹھی لوہے کی زنجیردار ہوتی ہے اور اہل کشمیر گلے مین فرط سرما سے ڈال لیتے ہین پس اُس لٹیا مین نیچے ایک مخزن ایسا بنایا کہ آگ اُسمین دہکتی تھی اور اوپر اسکے سیماب اور روغن مثل تیزاب کے چرخ کھاتا نظر آتا تھا اُس لٹیا کی زنجیر پکڑ کر گوپن کی طرح جب یہ گھماتا تھا تو سیماب اُسمین سے گرتا نہ تھا ایک شعلہ چرخ کھاتا نظر آتا تھا فی الجملہ اس ہیئت سے درست ہو کر یہ عیار دلاور روانہ ہوا ۔ اودھر دیوانہ نے جب خبر اُس کے

آنے کی جسمی سحر پڑھا کہ کسی اژدہے سے اُسکو ضرر نہ پہونچا اور یہ داخل بارگاہ ہوا دیوانہ نے دیکھا کہ عیار بانون سے آراستہ نہایت چاق و چست ایک شعلۂ آتش کو گردش دیتا آرہا ہے اور اُس شعلہ کو چکر کھاتے دیکھ کر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بانہ عیاری کا ہے یہ سمجھکر خوب قلقاریان مار کر منہسا عیار نے قریب ہوکر نہ کچھ کہا نہ سُنا وہی لٹیا چرخ دیکر اس ترکیب سے اُسکے منہ پر ماری کہ روغن اور سیماب جلتا جلتا منہ پر پڑا اور کان آنکھ منہ ناک سب مخرجون مین بار اسرایت کر گیا منہ بھی جھلس گیا اور براہ دہان و بینی سیماب گلو مین پہونچا بلکہ تا جگر نفوذ کر گیا فوراً وہ چیخ بھی نہ سکا تڑپ کر مر گیا موت آنے کے لیے تک سیماب بیقرار رکھی جہنم کو سدھارا اُسکا ناگوار تھا اور عیار مذکور نے بھی یہی تدبیر سوچی تھی کہ دفعتہً یہ ساحر ہلاک ہو تو بہتر ہے اس لیے کہ حباب ارکر بیہوش کرنا یہ احتمال رکھتا تھا کہ ساحر زبردست ہے نہ بیہوش ہوگا یا یہ کہ پنجہ اُسنے لگا رکھا ہوگا وہ اُٹھا لیجائیگا یا کوئی سحر کر رکھا ہوگا کہ وہ مجکو قتل نہ کرنے دیگا کیونکہ جانتا ہوگا کہ عیار کی ملاقات مین دغا ہے لہذا ایک ہی وار ایسا کیا کہ نہ وہ سحر پڑھ سکا نہ منہ سے بول سکا اور چپکے جانب دوزخ روانہ ہوا شور اُسکے مرجانے کے بعد بیرون نے مچایا کہ افسوس مارا جیحون جادو کو آندھی پانی وغیرہ سے دنیا مین شورش ہوئی اژدہے سحر کے بانی ہو کر بر گئے ساحر جو قریب تر لشکر مین تھے یہ ہنگامہ دیکھکر جانب بارگاہ دوڑے یہان جتنے سردار اور عیار کہ قید تھے چھوٹ گئے اور تیغ پکڑ کر نعرے بلند کرکے آگے بڑھے ساحر اس آفت آنے سے بدحواس ہوے کہ نعرۂ دلاوران سُن کر بھاگ گئے دلاور آگے جاکر لشکر لقا پر گرے بارگاہ لقا مین تعریف دیوانہ کی ہو رہی تھی کہ یکایک نعرۂ شیر بیشگان اسلام کی صدا آئی بختیارک پکارا کہ وہ مارا ہے تیرے دیوانے کی ایسی تیسی صلوٰۃ صلوٰۃ یا خداوند تیرا اور تمھاری تقدیر پر لعنت جلد بھاگو نہین تو آفت آئی لقا نے کہا تقدیر کو ہرگز قدرت نہین کر سکیگے صبا ہماری بندی جاکر مسلمانونکو دیکھے شیطان نے گھیرا اب قدرت اس بندی کی بھی جان کے پیچھے پڑے ہین یہ بندی کیا کریگی حمزہ شور و غوغا سنکر آپڑیگا بچنا اسکا دشوار ہوگا صبا یہ بیان سُنکر گھبرائی اور اُڑکر برہوے ہوا چلی گئی لڑنے نہ آئی یہان شمشیر زنی کرکے تہلکہ مسلمانون نے ڈالدیا اُس شب تار مین شمع حیات لقا پرستان گل کردی مشعل تیغ کی روشنی تیز تھی جادۂ ملک فنا صاف نظر آئی کاروان ارواح کے لیے اسلحہ کی چھاچاق بانگ جرس تھی بند راہ آمد و شد نفس تھی دلیل قافلۂ مرگ کی دلیل جھنکار تیغ و خنجر کی صدا لے رنگ شہر فنا کیطرف لیجانیکو کفیل سر و تن ہین جدائی غضب کی جسم و روح مین لڑائی لقا مع سرداران کے باہر بارگاہ سے نکل آیا تھا ارن ہتا ہین بھنک رہی تھین مشعلین جلتی تھین عیار جو قید سے چھوٹے تھے انھون نے حقہ نفتی مار کر خیام بارگاہ مین آگ لگادی دلاوران نے شعلۂ شمشیر سے خرمن ہستی دشمن جلائی غرض ایک پہر رو رو کر خدمت امیر کشورگیر مین آئے اور خبر قتل دیوانہ معرض بیان مین لائے امیر ازبسکہ شبخون مارنا ننگ و عار جانتے ہین اس باعث سے سوار نہوے ادہر طرف لشکر لقا بھی بے انتہا ہو سرداران اسلام اکجانب سے قتل و غارت کرتے ہوے دوسرے کونے پر لشکر کے نکل گئے اور وہان سے اپنے لشکر ظفر پیکر مین آئے یہان اس ہنگامہ آرائی سے لشکر مین بیداری و ہوشیاری تھی سردار ہر ایک سے ملے اور خیام و بارگاہ مین آسودہ ہوے جب کوہ سیاہ شب سے سفیدۂ سحری آشکار ہوا کہ بیت چو خورشید تابان برآمد ز فرش ✽ درفشان شدہ روے چرخ بنفش ✽ سحر گاہ حمام کرکے

سردار خدمت شہنشاہ ذی تبار مین آئے ہر ایک نے خلعت فاخرہ پائے بزم عشرت آراستہ ہوئی داد عیش و نشاط بصد کامرانی دینے لگے۔ ادھر لقا نے لاشین مقتولان شبنبہ کی اُٹھوائین صبا بھی سحر کو آئی شیطان کی صلاح سے نامہ بھیجہ افراسیاب کو تحریر کیا اور اس خیال سے کہ جلد تر نامہ پہونچے پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوایا بچہ اٹھالے گیا دیوانہ کی فوج بھی بھاگ کر جانب طلسم گئی اُدھر شام کو طلسم بادہ خوار کے باغ سے رخصت ہو کر پھر جانب کوہ نیلم روانہ ہوا تھا اور راستے راہ مین مالکان دربند طلسم کے مقام پر اس لیے ٹھہرتا جاتا تھا کہ شاید کہین کوئی طلسم کشا ملجائے تو اپنے دام مکر مین اُسکو اسیر کر کے بہر شکست طلسم نور افشان روانہ کرون فی الجملہ قریب دربند سیمابیہ پہونچا تھا کہ بچہ نے نامہ خداوند لقا لا دیا اُسمین حال قتل جنون لکھا تھا اور کمک کی طلب خداوند نے کی تھی یہ مضمون پڑھکر شاہ بہت پریشان ہوا اور سوچا کہ ابکی ایسے شخص کو خدمت خداوند مین بھیجون جو نہ مارے سے مرے نہ کاٹے سے کٹے عیار اُسکو بیہوش نہ کر سکین کوئی حربہ اُسکے جسم پر اثر نہ کرے پس یہ سوچکر دربند سیمابیہ کے اندر چلا اور قریب قلعہ پہونچا جو سیماب کا بنا تھا دیوارین قلعہ کی ہوا کے جھونکے سے لہرا کر جھک جاتی تھین اور سیدھی ہوجاتی تھین بروج قلعہ بھی یہی خاصیت رکھتے تھے نیچے قلعہ کے ایک خندق گرداگرد تھی اسمین سیماب جوش مارتا تھا جب بادشاہ وہان پہونچا سحر پڑھا کہ پل تختہ گرا پھاٹک قلعہ کا کھلا بادشاہ اندر نہضت فرما ہوا سحر پڑھا کیا دفعۃً تمام قلعہ مثل دریا کے لہرانے لگا اور جوش و خروش ہر طرف سے پیدا ہوا بعد شور و غل کے ایک بادشاہ پر شوکت و جاہ تاج و قبائے شاہی سے آراستہ ساحر بیعدیل و بینظیر عجیب الخلقت صورت مین ماہ منیر سیاہ قلب پر از مکر و تزویر باہر قلعہ کے بہر استقبال شہنشاہ جادوان آیا سارا جسم اُسکا پارہ کا تھا اور یہ طرفہ ہئیت تھی کہ کبھی پارہ کی طرح سر الگ دھڑ الگ پانون الگ عضا تمام جدا ہوجاتے اور کبھی لہرا کر ملجاتے اور وہ مجسم ہوجاتا غرضکہ اس بیقرار نے اکٹھا ہو کر بادشاہ طلسم کو سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ فر دبر دبوم ما بر تو فرخندہ باد ۔ دل و چشم بدخواہ تو کندہ باد ۔ اے شہنشاہ ذیجاہ اندر قلعہ کے تشریف لے چلیے اور ہما کی طرح ظل عاطفت ہمپر ڈالیے بادشاہ طلسم نے فرمایا کہ مجکو ایک کام ضروری ہے اور جانب کوہ نیلم جانا ہے اور تم سے یہ کہنا ہے کہ جانب کوہ عقیق تم جاؤ وہان مسلمانون نے خداوند لقا کو ستایا ہے تم خداوند کی طرف سے مقابلہ کر کے اُنکے مخالفون کو تباہ و برباد کرو لیکن عیارون کے شر سے بچتے رہنا اور لشکر مسلمانان مین فرزندان حمزہ بڑے طاقتدار ہین اُنسے اپنے تئین بچانا ساحر مذکور کہ نام اُسکا سیماب تن جادو ہے اس تقریر کو سنکر بہت ہنسا اور گویا ہوا کہ عیار میرا کیا بنالین گے اور اہل زور میرا کیا بگاڑینگے جسم میرا تیر و تبر سے اگر پارہ پارہ کر دینگے تو مین خود ٹوٹ جاتا ہون اور پھر بنتا ہون عیار مجکو بیہوش کرینگے تو قتل نہ کر سکین گے مین باقبال شہنشاہ نظم

نہ حمزہ بماند دران دشت کین
سر ایشان ببرم بشمشیر پست
کسے را کہ ہستند از ایشان سران
فرستم بہ نزدیک افراسیاب

نہ ایرج نہ لندھور و خاقان چین
بسوزیم ہم خاک ایشان بباد
کنم پائے آنان بہ بند گران

ز لشکر ہر آنکس کہ آید بدست
نگیرم ازان بوم و بر ہیچ داد
نہ آرام جویم بر ین بر ز خواب

اب شہنشاہ باقبال و جاہ برائے ایک لحظہ قلعہ مین تشریف فرما ہون بعد خلعت حضور اعلےٰ مین کوچ کرونگا شاہ طلسم اسکے منت و اصرار سے ناچار ہو کر اندر قلعہ کے قدم زن ہوا دیکھا نظم

برآن بارهٔ وه ثرنه پر وعقاب
ببالا و پہنائے بر تاب تیر
نه بنید کسے آن بلندی بجواب
یکے گنگ بودش بسان بہشت
بہر گوشه چشمه آب گیر
گلش مشک سارا بدو زو بخشت

بادشاہ عمارات عمدہ و رونق شہر و آبادی رعایا ملاحظہ فرماتا داخل دارالامارہ ہوا اور تخت طلائی پر بیٹھا ارکان دولت نے نذرین دین قدمبوسی حاصل کی سیماب نے سامان دعوت وغیرہ حاضر کیا ناچ گانے کا چرچا ہوا جام مے گلفام کا دور چلنے لگا یہ عالم تھا کہ بموجب

ابیات

کمر بستہ در پیش سالار بار
یکے جام یاقوت پر مے بچنگ
گل و مجلس و رطل و افراسیاب
مے اندر قدح چون عقیق یمن
دل و گوش داده بآوائے چنگ
ہمہ پر نگہ پر ز رنگ و نگار
بہ پیش اندرون دستهٔ نسترن
مے و گلشن و بانگ چنگ و رباب

اس قلعہ میں ایک روز شاہ طلسم بہجت اندوز رہا آخر رخصت ہو کر تلاش طلسم کشا بہر فتح طلسم نور افشان جانب کوہ نیلم روانہ ہوا بعد تشریف بری شاہ سیماب گمراہ نے بارہ ہزار ساحر برائے حفاظت ملک و مال قلعہ میں چھوڑے اور بارہ ہزار جادوگر چیدہ و منتخب ہمراہ لیے ساحرون کو حکم روانگی دیا اور زمین پر گر کر پارے کی طرح بہہ کر نہر کی صورت چلا جوے سیماب روان تھی فوج طائران سحر پر اڑ کر چلی تھی رال و گوگل کے شعلے اڑتے جھانجھ اور نفیر و ناقوس بجتے تھے ہر قین رنگ برنگ کی جلوہ دکھاتی تھین بدلیان چھائی تھین جے جے سامری کی پکار تھی واقع مین کو اٹھا رکھی ساحرونکی صورتین نرالی کالی کالی بعض زرد زرد بعض کے رخ زشت پیکر پر سیندور کی لالی کہ بموجب

نظم

گروے سران چون سر گاؤ میش
یکے سر چو گور و تنش چون نہنگ
ہمہ مردم و موبہا چون کمند
دو دست از پس پشت بد پا بپیش
یکے را سر خوک و تن چون برہ
ہمہ تن پر از پشم چون گوسفند
یکے تن چو ماہی و سر چون پلنگ
ہمہ فوج از ینہا بدی یکسرہ

غرضکہ یہ فوج زبون شعار و ناہنجار بعد قطع راہ طلسم سے باہر نکلی اور لشکر لقاے گمراہ کے نزدیک پہونچی بارگاہ مین لقا تخت پر بیٹھا تھا کہ آتشبازی ہونے لگی شعلہ لسان تیر شہاب روے ہوا سے گرنے لگے معلوم ہوا کہ کوئی شیطان آتا ہے خداوند باطل گویا ہوا کہ ہمارا بندۂ خاص آتا ہے یہ کہہ رہا تھا کہ زمین شق ہوئی اور چشمہ پارہ کا پیدا ہوا اور مجسم بشکل انسان ہو کر خداوند کے سجدہ مین گرا اور اعضا اعضا اسکے جدا ہو گئے پھر مجتمع ہوا اہل بارگاہ کو دیکھ کر تعجب نے گھیرا اور پکارے کہ زہے قدرت خداوند باختر شیطان نے اٹھ ساحر مذکور کو زمین سے اٹھایا اور باعزاز تمام قریب تخت خداوند گل پیر بٹھایا باہر جا کر لشکر کو اتروایا پھر جلسۂ عشرت آغاز ہوا اور دور شراب ناب چلنے لگا ساحر نے تمام ماجرا مسلمانون کا زبانی شیطان سنا اور گرما کر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا شیطان نے کہا جلدی نہ کرو ورنہ مارڈالے جاؤگے ساحر نے ہنسکر ویسا ہی وصف اپنا جیسا شاہ طلسم کے واسطے بیان کیا تھا بیان کیا شیطان نے کہا اچھا آج کا دن توقف کرو کل سمجھ لینا ساحر اسکے کہنے سے رکا اور مصروف عیش و نشاط ہوا یہ تدبیر جنگ جبتک کرے اسوقت تک کرے اسوقت تک حال سعادت اشتمال شہزادہ توریج خوش خصال بیان ہوتا ہے

داستان لوح پانا شہزادہ توریج کا اور شکست کرنا طلسم ہزار برج کا اور مطیع ہونا بادشاہ

طلسم مذکور کا اور قصد کرنا شہزادیکا کہ طلسم ہوش رُبا مین براے رہائی پدر جاؤن اور
بیان کرنا اس عزم کا بادشاہ طلسم سے مانع آنا اُسکا اور حال آمد سیماب ستمگر پھرنا شہزادہ کا
جانب لشکر اسلام یہان سیماب کا لوٹنا اور سرداران اسلام کو کشتۂ سحر کرنا حال لشکر اسلام ابتر
ہونا عین حالت اضطرار مین پہونچنا توریج کا لشکر مین پھر جانا شہزادہ قاسم کا جانب طلسم
گوہر اول بطور تمہید گریۂ مؤلف غم اولاد مین و تعریف جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ
وخطاب لبساقی و آغاز فسانہ لمولفہ

مین اک شب غم و رنج سے بیقرار
سیہ دیو تھا منھ کو کھولے ہوے
ہر اک سو سیاہی تھی اُمڈی ہوئی
نظر آتا تھا صاف کالا پہاڑ
فلک میرا دشمن تھا ایسا ہوا
تو برساتا تھا تیر غم بے گمان
شب تیرہ اور اشکباری مری
بلاؤن کا تھا سامنا دمبدم
اندھیرا نہ کیون آئے مجکو نظر
توانائی و تاب و دلمین کہان
مرے قرۃ العین و لخت جگر
طپان دل تھا سیماب ماہی مثال
مری بعد فرزند و دختر مرے
وہ دل بے سکون جسمین ہی اضطراب
کہان تک لکھون آہ جور فلک
نہین تحمل مین آہ کوئی ثمر
شب آرزو کے مرے دو چراغ
وہ طوطی و مینا کا پڑھنا غضب
تھے القصہ روشن مرے دل کے داغ

پڑا ایک گوشہ مین روتا تھا زار
ہر اک سمت تھا بحر ظلمت کا جوش
بلا جمع ہو کر وہ بنجاتی تھی
نہ آواز انسان نہ شور جرس
کہ بہتا دیدہ نجسم سے گھورتا
غم مرگ اولاد سے بیقرار
لگائی تھی کالی گھٹا نے جھڑی
زیادہ اندھیرے کا یہ تھا سبب
چھوٹے گئے دو ہون نور نظر
مری چشم دل کی گئی روشنی
مرے دل کے آرام تو ہے کدھر
کبھی دل کو رویا جگر کو کبھی
اکیلا مجھے آہ وہ کر گئی
یہی نالہ کش بلبل زار ہے
کہ ہو درد سے دلمین اُٹھتی چمک
جہان میری نظرون مین اندھیر ہے
مجھے ایسے دل ہو گیا داغ داغ
تڑپتا تھا ہجران سے اُنکے کمال
نہ اختر فلک پر نہ گھر مین چراغ

ڈراتا تھا دیو شب غم مجھے
دد و دام و انسان و ماہی خموش
جدھر دیکھتا تھا مین آنکھونکو پھاڑ
فقط نوم مردم سے بانگ نفس
بھٹکتا تھا جو گردون بشکل کمان
مین گریان تھا مانند ابر بہار
شب تار و تاریکی رنج و غم
کہ گھر بیچراغ ہو گیا ہے یہ اب
بجز غم خوشی آب و گل مین کہان
مری آرزو خاک مین ملگئی
یہ اُس شب کو تھا درد کا دلکے حال
کبھی دختر کو پسر کو کبھی
وہ شب تیرہ ہے جب نہو ماہتاب
جہان گل نہین بلغ بیکار ہے
نہین میرے گلشن مین کوئی شجر
مرے اختر بد کا کچھ پھیر ہے
وہ بتلاکے باتون کا کرنا غضب
دکھاتے نہین خواب مین بھی جمال
نہ تھا کوئی اُس شب کو میرا انیس

غم و رنج دونون کا بس تھا جلیس
جو دیکھا تو ہے شاہد خوش جمال
کہ سو جان سے صدقہ ہو مہر فلک
لب نازک اُسکے ہین جون برگ گل
غرض وہ قریب آ کے کہنے لگا
ہوائے طرب سے ہو دل باغ باغ
کہ پھر نام روشن ہو اندر جہان
بتا کون ہے نام کیا ہے ترا
جو ہر وقت مین تیرا مونس رہا
جوان نوجوان بخت و فرخ نہاد
مہر اک ہے مہم اُسکے ایما سے حل
پیو جام مے داد عشرت کی دو
لیا بر مین اُس ماہ تمثال کو
ہوا مست پھر کھلگیا یون ذہن
مرتب ہو پھر عیش کی انجمن
ادھر مہر نشہ کرے پھر طلوع
مجھے یاد آتا ہے سعدی کا قول

یکایک ہوئی اک طرف روشنی
کھوین جسکی دونون ہین رشک ہلال
شب تیرہ ہو اُسکی زلف دراز
لیے دست رنگین مین اک جام مُل
کرے جاہ جانے وہ دو رنج و غم
بجھا دو و نورا داغ دل کے چراغ
کہا مین نے اے یار دمساز من
تو گویا ہوا مجھ سے وہ مہ لقا
نہین جانتا اُسکو اے خوش مقال
بجز نیکی کچھ نہین جسکو یاد
ہے ظل ہما جسکا ظل کرم
بنام مبارک فسانہ لکھے
لیا ہاتھ سے جام مے اور پیا
کیا اس طرح سے شروع سخن
شب غم گئی دے مجھے پھر شراب
اُدھر کو ہو تصنیف تازہ شروع
بدہ ساقیا آب آتش لباس

چمک مثل مہتاب پیدا ہوئی
یہ ہے اُسکے چہرہ مین پیدا چمک
دہن اُسکا پوشیدہ مانند راز
اُسی کے یہ تھی حسن کی بس ضیا
مے جام عشرت پیو دم بدم
کرو شمع روشن اُٹھو میری جان
شب تیرہ مین خلوت راز من
کہ مین فیض ہون تیرے ممدوح کا
وہ ہے مرتبہ دان اہل کمال
نکلجائین گے صاف قسمت کے بل
وہ نام نول اور کشور بہم
سنا جب یہ مژدہ تو خوش حال ہو
مزا فیض ممدوح کا مل گیا
کدھر ہے تو اے ساقی گلبدن
دکھا صبح عشرت کا پھر آفتاب
اُٹھاؤن شب غم مین کب تک ملال
کہ مستی کنند اہل دل التماس

عشرت اندوزان شب خلوت فیض دلدار و خلوت گزینان انجمن عشرت آثار وصال یار۔ فروغ افزایان شمع جمال شاہد کلام۔ و رونق دہندگان محفل بیان فصاحت التیام۔ کاشانہ خاطر غم دیرینہ سے اسطرح خالی فرماتے ہین اور منزل قرطاس مین اولاد مضامین کو آباد کرکے بیان داستان رنگین تلطف سامعین پر یون حالی فرماتے ہین کہ وہ فلک خاندان حمزہ کا سورج یعنی شہزادۂ تورج برج یاقوت نگار قلعہ طلسمی مین ہمراہ پریزاد طلسم کے عیش گزین تھا اور تیر مار کر مہر جادو کو مار رکھا تھا گاو سر جادو کے پنجہ سے چھٹکر اُسی برج مین پھر بعشرت صدر نشین تھا پریزاد ہر چند کہ ساحرہ سے چھین لائی تھی خوفناک ہوئی کہ یہ مقام طلسم ہے گاو سر شاہ طلسم پاس جاکر فریاد کریگی وہ ضرور یہان آئیگا آفت لائے گا یہ سوچ کر شاہزادہ کو بیہوش کرکے کمر مین پنجہ دیکر اُڑی اور ایک بیابان مین آکر اُتری وہ صحرا نہایت سرسبز و شاداب تھا لائق سیر و گلگشت احباب تھا گلہائے زنگار رنگ کھلے درخت ہرے ہرے نہرون مین ملتین کنول کی پتیان نیلوفر اور کوکا بیلی داغ دل عشاق کا پتہ دیتے کنول کے پھول رنگین رخسار معشوق کو چھپا دیتے۔ پریزاد نے ایک نہر کے کنارے فرش سبزہ پر شہزادہ سبزہ رنگ کو لٹا کر ہوشیار کیا اور آپ پانون دبانے لگی اُس نہال حدیقۂ شجاعت کی نرگس نیم مست

جب وا ہوئی اپنے تئین دشت مین دیکھکر پریزاد سے مستفسر حال ہوا اُسنے سر قدم پر رکھکر بمنت و عجز کہا کہ اے یار دلنواز وسراپا ناز اے باعث زندگانی اے میرے دلدار جانی اس طلسم مین تیری جان نازنین کے ہزارہا دشمن ہین بڑے بڑے ساحران پُرفن ہین پس ارادہ طلسم کشائی سے باز آ اور مجھ اسیر پریزاد کو ہمراہ لیکر اپنے دادا کے لشکر مین چل پاؤن پھیلا کر زیادہ نہ چل اپنی جوانی پر رحم فرما میرے حال زار پر ترس کھا ورنہ بہت در پیش ہو ذلت و خرابی مردون سے بھری ہو خاک یان کی + شہزادہ نے بجواب اس نصیحت کے شمشیر زبان سے کام لیا جوہر شجاعت کا اظہار کیا کہ مین باہر جانے کے لیئے اندر طلسم کے نہین آیا ہون بغیر حصول گنج مقصود ہاتھ نہ اُٹھاؤنگا پاؤن سمت راہ کم ہمتی نہ بڑھاؤنگا اور بموجب فرد یہ مرگ ہو عمر جاودانی + حقا ہے یہ موت زندگانی + پریزاد نے کہا طلسم مین مال و دولت ملنے کا جو لالچ تجکو ہے مین باہر طلسم کے سونے اور جواہر کے گھر تجکو بتاونگی بادشاہ ہفت اقلیم کرونگی دولت لازوال دلاونگی۔ اس گفتگو کا سبب بھی سنیئے از بسکہ اثر طلسم کا یہ ہے کہ جو کوئی مقام ہوا و ہوس کے راز سے آگاہ ہو کر پریزاد کا فریب نہ کھائے بلکہ پری خود عاشق ہو جائے تو موافق اُس پری کی آئے اور فاتح طلسم پھر فتح طلسم پر روانہ ہو جانا نتیجہ بتاثیر طلسم یہ ہوا کہ کج بحثی شروع ہوئی شہزادہ نے فرمایا کہ مال و دولت ملے یا نہ ملے مین بغیر فتح طلسم کیسے نجاؤنگا پریزاد کو یہ سنکر غصہ آیا اور کہا اے شہزادہ مین تیرے ساتھ بدنام ہوئی یہی رسوائی میرے لیے کیا کم ہو نہ کہ اس طلسم مین اور میری بہنین رہتی ہین انکو تیرے ہاتھ سے قتل کراؤن چنانچہ ابتک تو تیری مین دوست تھی مگر اب بہت قسم مجکو حضرت سلیمان کی + کہ دشمن ہوئی اب تیری جان کی + یہ کہکر کچھ پڑھکر پھونکا کہ دست و پا کا شہزادہ کے دم نکلگیا شہزادہ بھی جبتک اندر قلعہ طلسم کے تھا اُس پری پر شیفتہ و فریفتہ رہا اب اُسکی صورت سے نفرت ہوئی اسیر ہوتے ہی سوچا کہ کچھ مکر کرنا چاہیئے یہ سوچکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا اے غنچہ دہن ذراسی بات مین تم ہمکو ستانے لگین بیوفائی دکھانے لگین ہم تمھارے بلبل نمط عاشق و شیدا تھے یہ کلام سنکر وہ پری تو عاشق تھی ہی جلد سحر دفع کرکے گویا ہوئی کہ اے جان من اگر میرا کہنا مان تو مین تیری کنیز ناچیز ہون شہزادہ آنسو آنکھون مین بھر لایا وہ آنچل سے ڈوپٹے کے اشک پاک کرنے لگی شہزادہ نے ہاتھ پھیلا دیئے وہ گلے سے لپٹ گئی اُسنے ایک ہاتھ منھ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا دبایا اور ایسا زور کیا کہ مرغ روح قفس تن سے اُسکے پرواز کر گیا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا لاش اُسکی اُڑکر جانب فلک گئی شہزادہ نے اپنی راہ لی اُس صحرائے سبزہ زار کو طے فرماکر جب کئی فرسخ آگے چلا ایک بیابان ریگ کا ملا جہانتک نگاہ کام کرتی ہو ریگ بھری ہو دریا ریگ کے لہراتے ہین دنیا سرابگاہ ہو واقع مین اس بیوفا کا یہی نقشہ ہو جدھر دیکھا ریگ کے ٹیلے اور ٹیکرے بندھے تھے ایک طرف پہاڑون کے پتھر شرر ریز تھے کوسون تک چٹیل میدان تھا نہ انسان تھا نہ وان حیوان تھا فقط اک کف دست میدان تھا + درندے بھوکے پیاسے پھرتے اژدرون کے منھ غار کی طرح کھلے سر سبز شجر کا نام نہین درخت امرت پر طائر عنقا ہے جب جنگل مین سایہ کو وہان کچھ کام نہین اور سایہ کیسا اپنا سایہ خود بھاگتا جن و پری کا سایہ بھی سر پر نہ ہوتا درختونکو مثل دیوانگان عریانی سے عار نہین تعلقات سے آزاد بار برگ بار نہین کہ بمقتضائے ابیات

اس دشت مین لے گیا مقدر	گم خضر جہان ہین ہو کے رہبر	صرصر بھی چلے تو پاؤن بھر جائے

کیا دخل جو وہم بھی گذر جائے
وہ دھوپ وہ گرد و طرفہ عالم
کانٹے کف پا مین اور چھالے

گرمی کی وہ فصل وہ دوپہر ٹھیک
کپڑے ہوئے تر عرق مین یکسر

منزل ہوئی سخت راہ تاریک
رہ دور و دراز کوس کالے

ایک آدھ سوکھے درخت مین ٹنڈ نکلا ہوا اُسپر چیل جو بیٹھ جاتی ہو پانون جلنے لگتا ہے چلچلا کر منڈلا رہی ہے آخر تھک کر گرتی ہے اور ریگ گرم مین بھن جاتی ہے شہزادہ کے حواس گم ہین پیاس سے زبان منھ کے باہر ہے آبلے پانون مین پڑ گئے ہین کانٹے گڑ گئے ہین تلوون کی کھال اُڑ گئی ہے ریت زخمون مین سمائی گرمی ایسی ہے کہ آگ تلوون سے جو لگی ہو سر کو آئی بیتاب ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور دلکو سمجھاتا ہے کہ اے تو بچ تو حمزہ کا پوتا ہو کر گھبراتا ہے ہمت ہارا جاتا ہی چل اس بیابان آفت خیز سے نکل یہ باتین دل سے کر کے پھر روانہ ہوا آخر خدا خدا کر کے اُس وادی گرم کو طے کر کے قریب ایک دروازہ کے پہونچا اور آواز کسی کے نالون کی کان مین آئی یہ بیتابانہ اور آگے گیا کہ شاید پانی بھرا جاتا ہو جب درہ سے سر نکالا تو ایک سمت کنوان پختہ بنا پایا پر اُسمین چلتا تھا جو ڑہی نگاؤ کی جتی تھی کنوئین کے نیچے نالی پانی سے بہتی تھی اور پانی بہکر سامنے ایک باغ پُر فضا لگا ہوا اُسمین جاتا تھا دروازہ باغ کا کھلا تھا نالی کے کنارے کنارے سبزہ نو ساختہ لہلہا رہا ہے شہزادہ اُس سبزہ کو روندنے لگا تاکہ تشنگی کم ہو ہری ہری گھانس آنکھون مین تراوت اور قلب مین خنکی دینے لگی لیکن عجب تاثیر ظاہر ہوئی کہ پیاس بھی بجھ گئی اور گھانس مین پانی نالی سے چھلک کر آگیا تھا اُسمین پانون بھیگے بس سارے زخم اور چھالے وغیرہ سب اچھے ہو گئے کھال نئی پیدا ہو گئی طاقت بھی آگئی بشاش اور فرحناک ہو کر جانب باغ قدم زن ہوا اور بصد بشاشت اندر اُس گلشن کے آیا یہ نقشہ اُسکا پایا کہ لعل مین اُس گلزار کی سُرخی گلہائے خوش رنگ دیکھکر رشک سے ہیرا کھاتا سنگ مرمر گل یاسمن کے عشق مین مرمر جاتا وہ اُس گلبن کی بہار برابر برابر اشجار کی قطار ہوائے سرد کا چلنا اور درختونکا جھومکر مثل معشوقان مچلنا فوارونکا برنگ دل بیقرار عاشق اُچھلنا نہرون کا لبسان خاطر شاعر رواں ہونا پانی کا مثل شوریدگان اُلفت شور کرنا کلیونکا تبسم کرنا شاہدان و سہر کا ہنسنا تھا پتون کا ہلنا عاشقون کا کف افسوس ملنا تھا طوطی کا بولنا اُس باغ کا طوطی بولتا تھا عقدۂ دلتنگ غنچہ کھولتا تھا باغ سارا مہکتا تھا بلبل چہکتا تھا کہ ابیات

تھا داغ جگر نصیب لالہ
سوداؤن مین لکھا ہوا نام
ہر غنچہ دہان شکر رب تھا
گل ہو کے ہنسا تھا بے تامل

معمور عشق سے پیالہ
خندان تھے چمن چمن ہان گل
ہر برگ زبان شکر رب تھا

سوسن کا لباس تھا سیہ فام
گلشن مین چہک رہا تھا بلبل
دلگیر بہت تھا غنچۂ گل

یہ گل باغ ارجمندی سیر کرتا بارہ دری کی طرف اُس گلستان پُر خوبی کے بڑھا تھا کہ یکایک گوشۂ چمن رنگین کی جانب سے ایک نازنین جسکی زلفین دام دلہائے عاشق حزین تھین آشکار ہوئی رخسار پُر بہار سے اُسکے اُس گلبن کی دونی بہار ہوئی آنکھین اُسکی نرگس مست کو کیا شرماتین بلکہ ہر پھول اُسکے تمنائے دیدین گل نرگس بنا تھا لالہ اُسکے رخسار سُرخ پر داغ کھاتا سرو گلشن عشق قامت

مین پا بگل قربان اُسپر گلون کا دل اگر شمشاد اُس سرو قامت سے دعویٰ ہمسری کرتا تو الف قد کو باد صرصر نون نفی بناتی گل
اُسکے منھ اگر چڑھتا اور خوبی جتاتا تو ہوا طمانچے لگاتی شاخ گل اُسکے دست رنگین کے عشق مین گل کھانے پر تیار ہوا
صحبت سے سنبل حلقہ بگوش خاطر تار تار زار نزار کہ لنظم

دیا خون دل دلدادگان تھا
لباس اُس ماہ کا تھا سرخ کیسر
یہ کہتا تھا کردن گا قتل عالم

زبان اُسکی بہ رنگ برگ گل تھی
شفق پھولی ہے گرد ماہ انور

لب نازک پہ اُسکے رنگ پان تھا
سخن سے جان جاتی بلبلون کی
لبون سے مسکرانا اُسکا پیہم

اُس گلعذار سراپا بہار نے لب رنگین سے گلفشانی فرمائی کہ صاحب کوئی بھی بغیر اجازت
پرائے بنگلہ مین چلا آتا ہی جو آپ درانہ چلے آئے شہزادہ نے فرمایا کہ بیت کوچہ یار مین مشتاق رخ و قد آئے + ہو گئے بلبل و قمری سے گلستان خالی
اُس گلبدن نے کہا ہمارا احسان یاد کیجیے کہ آپکے پاؤن کیسے اچھے کر دیے شہزادہ نے کہا آپکا نام نامی کیا ہے اُس نے
جواب دیا کہ بندی کو لعل جادو کہتے ہین اس بارہ دری مین آپ نہ جایئے میرے ساتھ آیئے ورنہ گرفتار بلا ہو جیئے گا یہ
کہہ کر ہنستی ہوئی قریب آئی اور دست نگارین سے ہاتھ شہزادہ کا تھام کر ایک طرف روانہ ہوئی اور اُس باغ مین ایک
بنگلہ بہت عمدہ بنا تھا نہایت آراستہ تھا فرش و کرسی و شیشہ آلات سے سجا تھا اس بنگلہ مین مسند پر تکلف پہ شہزادہ کو بٹھایا
جام مے ارغوانی سے بھر کر دیا شہزادہ نے جام تو لے لیا مگر پیا نہین باتون مین اُس ماہ پیکر کو لگایا پوچھا کہ ملکہ اس طلسم کا کوئی
کوئی اور بھی راستہ ہے اُسنے کہا اے شہزادہ اس بارہ دری مین ایک چھتا ہے اُسمین ایوان بنا ہے اُس ایوان مین ایک تلوار
لٹکتی ہے جو کوئی ساحر یا غیر ساحر جاتا ہے اُسکے دو ٹکڑے وہ تیغ آبدار کرتی ہے پس اے شہریار مین تمپر فریفتہ ہون اسی لیے
بارہ دری مین تمکو نہین جانے دیا اب مجھ سے دارو مدار کرو وصل کا اقرار کرو تمام جہا نمین مجھ سا معشوق با وفا چراغ لے کر
ڈھونڈھو گے تو نہ ملیگا شہزادہ نے فرمایا کہ سوائے اُس بارہ دری کے اور بھی کوئی راستہ طلسمات کا ہے وہ قمر طلعت گویا
ہوئی کہ ہان ایک راستہ اور بھی ہے لیکن کوئی نہین جا سکتا ہے بڑا پُر خطر رستہ ہے ہم تم ایک ہوے اگر وصل ہمارا منظور کر لوگے
ہمارے پاس ہمیشہ رہو گے تو سب راہین بتا دینگے شہزادہ نے کہا سب مطلب سازی کرتے ہین اپنے کام کے وقت
محبت جتاتے ہین پھر ٹالا بالا بتاتے ہین تم مجکو کیا راستہ بتاؤ گی مین خود تم ایسی کو چالین سکھا دونگا اگر تمکو راہ بتانی ہے تو
ابھی بتاؤ ورنہ جاؤ ہوا کھاؤ مین آپ چلا جاؤنگا کیا تمھارے بتانے سے مین یہان تک آیا ہون ایسے فقرے مین بہت
جانتا ہون جب وصل ہو جائیگا پھر کون کسی کو بتائیگا مطلب تو نکل جائیگا علاوہ اسکے راہ بتانے کا لالچ دیتی ہو راہ تم
خود نہین جانتی ہو یہ بھی ایک عاشقی کی راہ ہے سراسر فریب کھلا ہوا ہے اُس پری کو یہ طنز آمیز کلام سُنکر پسینہ آیا
اور کہا چلیے میرا جھوٹ سچ دیکھ لیجیے شہزادہ نے کہا اچھا چلیے غرض دونون اُٹھ کر روانہ ہوے اور وہ معشوقہ
نیرنگ نما اس اہل تمنا کو اُس بنگلہ سے ایک کوٹھری کے پاس لائی کہ وہ کوٹھری اُسی بارہ دری کے ایک گوشہ مین
تھی شہزادہ نے دیکھا کہ بارہ دری نہایت آراستہ ہے چھت پردے چلمنون سے پیراستہ ہے اور اندر کے ایوان مین
ایک تلوار برق کردار آویزان ہے اُس زن پُرفن نے کہا دیکھیے یہی شمشیر طلسمی ہے جو کوئی اُس ایوان مین قدم رکھتا
ہے دو ٹکڑے کرتی ہے یہ کہہ کر اُس کوٹھری کا دروازہ کھولا اور اندر آئی ایک غار عمیق تھا بالکل اندھیرا تھا

گورجیود کا نقشہ تھا وہ غار ظلمت عالم کا مخزن تھا بلاؤن کا مسکن تھا چاہ بابل کا سراسر انداز مثل طول امل دراز بحر ظلمت کا منبع تمام دنیا کی تاریکیون کا وہان مجمع بے نور وہان عقل کی شمع کہ **ابیات**

آسیب جو اُسمین آئے اُڑ جائے
چشم اعمی بخیل کا دل

دیوانہ ہو دیو بلکہ مرجائے
وہ پست زمین نہ تھی کنوان تھی

تاریکی و تنگی اُسمین حاصل
گرد اُسمین اگر اڑی دھوان تھی

شہزادہ اُس غار کو دیکھ کر تلاوت سورہ کہف کرنے لگا دلمین ڈرنے لگا اور اُس تذن ماہ سیمائے مشعل سحر جلا کر شہزادہ کا ہاتھ پکڑا اور اندر اُس غار کے اُتری شہزادہ نے دیکھا کہ پہلو مین اُس غار کے ایک کھڑکی ہے اور اُس کھڑکی کے پہلو مین دو طاق بنے ہین ایک طاق مین شمع روشن ہے اور دوسرے مین بلور کا بیضہ رکھا ہے - اب حالت تاثیر طلسمی سنیے یہ ساحرہ ایک تیلی طلسم کی ہے اور بانیان طلسم نے یہ راہ مقرر کی ہے کہ طلسم کشا کو یہ تیلی اپنے حسن پر فریفتہ کرے اور طلسم مین نہ جانے دے اور اگر طلسم کشائی اُسکے نصیب مین ہے تو فریفتہ جمال عدیم المثال اُسکی تیلی کا نہوگا اور اُسکو اُبھار کرکے اس غار مین لائیگا چنانچہ اُس غار مین طاق پر جو بیضہ رکھا ہے اُسپر کچھ لکھا ہے وہ اُس شمع کی روشنی مین پڑھے گا اور اپنا کام کریگا فی الجملہ موافق تاثیر طلسم شہزادہ یہان آیا اور بیضہ مذکور کو طاق پر سے اُٹھایا اس تیلی کو اوپر کچھ لکھا نظر نہ آتا جب آکر یہان دیکھتی تھی بلور کا گول بٹا دکھائی دیتا تھا شہزادہ نے جو اُسکو اُٹھایا اُسپر لکھا پایا کہ اے فتاح طلسم والے بنیدہ عجائبات غریبہ جو شخص کہ تجکو اس مقام پر لایا ہے اسی کے سر پر یہ بیضہ کھینچ مارنا سر اُسکا پھٹ جائیگا اور بال و پر جسم مین نکل آئین گے تو اُس طائر عجیب الخلقت سے لپٹ جانا وہ تجکو یہ دریچہ وا کرکے اندر لے جائیگا اور منزل طلسم پر پہونچائیگا یہ مضمون اُس بیضہ سے پیدا کرکے لعل تو پاس کھڑی ہی تھی اُس کے سر پر مارا اسی وقت سر اُسکا شق ہوا اور خون مین اپنے گر کر لوٹی فوراً تمام جسم مین پر نکل آئے اور مکڑی ہوئی چاہتی تھی کہ اُڑ جائے شہزادہ اُس سے لپٹ گیا اُسنے پر اپنا کھڑکی پر مارا وہ کھلی اور طاق کی شمع روشن بجھ گئی وہ طائر طلسمی کھڑکی سے جو باہر اُدھر کو نکلا شہزادہ نے یہان بھی اندھیرا دیکھا اور تیلی ٹھہری نہین شہزادہ کو سنبھال کرکے اُڑی شہزادہ حبب اوج گرائے افلاک طلسم ہوا شدت ہوا سے آنکھین بند ہو گئین بعد کچھ دیر کے وہ تیلی یعنی طائر طلسمی زمین پر اُترا شہزادہ کی آنکھ کھلی ایک بیابان سبز و خرم مین اپنے تئین پایا پشت طائر پر سے کود کر زمین پر آیا وہ طائر زمین پر گر کر تڑپا تمام جسم سے شعلۂ آتش نکلا اور جلا کر خاکستر کیا صدائے دار و گیر برپا ہوئی وہ طلسم باغ اور غار اور صحرائے ریگستان سب ٹوٹ گیا صرف وہ بارہ دری اور تلوار باقی رہگئی حال اُس تلوار کا بیان کیا جائیگا غرضکہ شہزادہ فتح طلسم بر آمادہ بعد چلنے اُس تیلی کے آگے بڑھا جب کچھ دور راہ طے کی ایک قلعہ کے قریب گذر ہوا سر قلعہ تا بفلک رسیدہ تھا برج صدہا تھا دربان دروازہ پر ہزار ہا تھا شہزادہ بسم اللہ کہہ کر اندر قلعہ کے قدم زن ہوا شہر نہایت آباد دیکھا رعایا کو دلشاد دیکھا مگر نیا تماشہ نظر آیا کہ کاغذ کے آدمی چلتے پھرتے تھے دوکاندار اور خریدار سب کاغذ کے تھے مکانات عمدہ بنے تھے کاخ و ایوان شاہانہ آراستہ تھے دوکانین رنگین تھین نہایت زیب و تزئین تھین جملہ اسباب ہر قسم کا اُنمین آراستہ تھا تماشا ہر طرح کا سڑکون پر ہوتا تھا یہ نقشہ تھا کہ **نظم**

نظارۂ جانفزا سے دل شاد
ضحاک کا دل تھا جیسے شیدا
بازار مین قصہ گو بھی آکر
جادو کی ہر ایک سخن مین تاثیر
وہ گرم کباب سیخ پر کے

معشوق کا جیسے قد آزاد
لہراتے تھے سانپ یون ہر اک سر پر
دل سے کوئی داستان بنا کر
سر کھا نستی کبوتری تھی گو
یا ٹکڑے سر مژہ جگر کے

ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
جس طرح کرزو ذنب فلک پر
کرتا تھا دل زمانہ تسخیر
پرواز مین صورت پری تھی

شہزادے نے ایک مردم شہر سے پوچھا کہ بھئی مزاج اچھا ہے اُسنے جواب دیا کہ تمھارے پوچھنے سے ہمکو رنج ہوتا ہے اور بات کرنا ناگوار گذرتا ہے ہمسے کچھ بول نہین اپنا کام کرو شہزادہ اُس کاغذی انسان کی گفتگو سنکر بہت ہنسا اور دل سے کہا کہ بیت نقش فریادی ہے کسکی شوخی تحریر کا ✚ کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا ✚ کیا حکمت بالغہ و قدرت کاملہ خلاق طلسم ارض و سماکی ہے کہ ایک ایک حکیم کو اُسنے یہ طاقت عنایت فرمائی ہے کہ کاغذی پتلے مثل انسان بنائے ہین غرضکہ حمد و ثنائے باری زبان پر جاری کرتا بیچ چوک مین شہر کے آیا اور اِس مقام پر ایک بنگلہ جواہر کا بنا پایا کوئی اُسمین ساکن نہ تھا بسان آغوش عاشق مہجور خالی عمارت کی خوبی نرالی چلمنین طلائی نقرئی پتلیون کی پڑی تھین دیوارون مین خوبصورت تصویرین جڑی تھین فرش اور شیشہ آلات سے آراستہ تھا شہزادہ اندر اُسکے اگر ٹھہرا اِس اثنا مین کاغذ دفتر روز فلکی قدرت نے تہ کیا اور شہزادہ ماہتاب کو قلعۂ افلاک مین پتلہائے انجم چلتے پھرتے نظر آئے کہ نظم

ہوئی کچھ روشنی پھر آشکارا
کرے خالق طلسمی ہین یہ سامان

شب مہتاب کا چمکا ستارا

دل آشفتہ کو تھی بس حیرت فراوان

شام کو سب دکاندار دکانون پر سے گر پڑے اور رہ جائے شہر سب مردہ ہوگئے کاغذی تصویرین پڑی تھین نہ حس و حرکت تن مین نہ منہ سے بولتی تھین شہزادہ بنگلہ سے بازار مین گیا اور مٹھائی ایک دکان سے اُٹھائی کس لیے کہ گرسنہ تھا غرض چاہا کہ وہ شیرینی نوش کرے غور کرکے جو دیکھا تو کاغذ کی وہ بھی ہے استغفر اللہ کہہ کر مٹھائی تو وہین رکھدی اور آپ بنگلہ مین آبیٹھا اور یاد خدا شغال کرنے لگا کہ اہل دل کیلیے یاد اللہ کی غذائے روح ہے اور طعام ظاہری قوت نفس ہے اسی لیے خاصان خدا کا کھانا بالقدر قوت لایموت پسند کرتے تھے اور فاقہ کشی زیادہ فرماتے تھے فی الجملہ طاعت الٰہی مین وہ شب شہزادہ نے بسر فرمائی اور بمصداق یخرج الحی من المیت پتلہائے خاکی اِس طلسم دُنیا مین مرگ خواب سے پھر زندہ ہوئے اور انسان اپنے کو شمار کرنے لگے کہ نظم

ہوا خورشید عالمتاب پیدا

ہوئی روشن فلک پر مشعل روز
ہوا عالم مین نور اُسکا ہویدا

بجی لے نور وہ شمع شب افروز

شہزادہ نماز سحر پڑھکر بنگلہ کے باہر نکلا دیکھا کہ سب پتلے کاروبار کرتے پھرتے ہین دکاندار بیٹھے ہین شہزادہ نے دو آدمیون کو اشارے سے پاس بلایا وہ قریب آئے شہزادہ نے بنگلہ مین لاکر اُنکو بٹھایا اور کہا بھائیو تمھین رات کو کیا ہوا تھا جو اوندھے منہ گر پڑے تھے پتلے بولے اے میان کفر نہ بولو ساحری کرو ہم تو جیسے دن کو ویسے ہی رات کو تمکو جمشید نے مٹی کا بنایا ہے ہمکو کاغذ کا بنایا ہے شہزادہ نے کہا ابھی رات بھر تم کاغذ کی تصویرین بنے رہے

بالکل مردہ تھے اور ہمسے کہتے ہو کہ کفر نہ بولو پتلون نے کہا کیون طوفان برپا کرتے ہو دروغ گویم بر روے تو ہم تو مردہ تھے
تم آپ مرے پڑے رہے شہزادہ بولا کہ اچھا یون ہی سہی لیکن کچھ کھانا تو کھلاؤ یہ سنکر ایک پتلا وہان سے گیا اور
دو روٹیان لیکر آیا شہزادے سے کہا لیجیے نوش کیجیے شہزادہ نے جو وہ روٹیان ہین کاغذ کی تھین پس اُنسے کہا ارے
میان کاغذ کی روٹیان لائے ہو پتلے نے کہا لائیے لائیے آپکے نصیب مین کھانا نہین ہی یہ کہکر ہاتھ سے لین اور
توڑین اب وہ روٹیان آٹے کی تھین کہا دیکھیے یہ منھ ورنہ آپ جھوٹ بولتے ہین آٹے کو کاغذ بتاتے ہین
شہزادہ نے حیران ہوکر پھر اُسکے ہاتھ سے روٹی لی اب پھر وہ کاغذ کی تھی شہزادہ نے کہا دیکھو تو واندھے یہ آٹا
ہی یا کاغذ پتلے نے کہا چلو بھئی یہ بڑا دغاباز ہی یہ کہکر دونون چلے گئے شہزادہ نے روٹیان پھینک دین اور آپ
بنگلہ مین جا بیٹھا جب طباخ دہر نے نان آفتاب تنور مغرب مین لگائی کربیت بچھا گردون یہ دستر خوان انجم
ہوئی نان ضیاے مہر پھر گم بہ شام کو وہ پتلے پھر تصویر کاغذی ہوے شہزادہ نے اُٹھکر چاہا کہ ان سب کو جلاکر
جلا دون پس ایک پتلے کو بازار مین جاکر اُٹھانا چاہا جیسے ہی ہاتھ لگایا پتلے نے کہا ہون ہون شہزادہ نے کہا ایسے
تو بھی جیتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ سب مکار دم چرائے پڑے ہین یہ کہکر وہان سے پھر آیا اور بنگلے مین بیٹھا کچھ دیر نگذری
تھی کہ ایک طرف سے روشنی ظاہر ہوئی اور چند نازنینان قمر پیکر یاسمن اندام بنگلہ مین آئین اور کئی خوان میوون کے ہمراہ
لائین شہزادہ کو آداب بجالاکر خوان سامنے رکھے اور عرض کیا کہ ہماری ملکہ نے جو یہان کی مالکہ ہین اور اُنکا نام
صنوبیت گشت جادو ہی یہ خوان آپکے لیے بھیجے ہین اور ازبسکہ ملکہ صاحبہ واقف ہین کہ آپ ساحرہ کے یہان کا کھانا نہین
کھاتے ہین پس میوہ خشک طعام کی قسم سے بھیجا ہی آپ نوش فرمائین شہزادہ نے یہ حال سنکر شکر رزاق مطلق کیا فرد
خاصے کے خوان آتے ہین شاہ و وزیر کو * بستر پہ بھیجتا ہی ٹکڑا فقیر کو * غرضکہ وہ فواکہات وغیرہ نوش فرمایا پانی
اپنے ہاتھ سے اُٹھکر پیا اور جب آسودہ ہوا اُن عورتون نے کہا یہ جو بنگلہ ہی اسکے پشت پر ایک دیوار ہی اُس
دیوار کے پیچھے تمھاری قضا ہی لہذا ہماری بی بی نے کہا ہی کہ اے شہزادے آپ آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کیجیے ورنہ قتل ہوجیےگا اور
اگر آپ کہنا نہین مانتے ہین تو میرے پاس دو امانتین طلسم کی ہین ایک گھوڑا اور دوسرا طائر طلسمی چنانچہ وہ دونون آپکی خدمت
مین بھیجے جاتے ہین اگر آپکو باہر طلسم کے جانا منظور ہی تو طائر پر سوار ہوجیےگا اور اگر طلسم کے اندر جانا مرکوز خاطر ہی تو مرکب
پر سوار ہوجیےگا وہ آپکو طلسم مین لیجائیگا شہزادہ نے یہ ماجرا سنکر جواب دیا کہ جب وہ سواریان آئینگی اُسوقت عنان عزم جسطرف منعطف
ہوگی سمجھ لیا جائیگا وہ عورتین یہ سنکر چلی گئین بعد کچھ عرصہ کے ایک طائر خوش رنگ ابر سے بھرغ کے اُترکر سامنے آیا اور ایکجانب سے سمند خوش رفتار
خوش فعلیان کرتا طرارے بھرتا پیدا ہوا وہ گھوڑا تھا کہ سبزۂ فلک نے بھی ایسا اسپ تیز رو برق صبا رفتار نہ دیکھا ہوگا کہ ابیات

ہے دامن زین سے تند وسرکش
دامن سے بھڑک اُٹھی ہی آتش
سرعت مین یہ صورت نظر ہے
جانے مین یہ منزلون خبر ہے
اُڑنے مین ہوا کی اُسمین تاثیر
کیا کھینچے ہوا کی کوئی تصویر
کیا خوب رکاب کیا عنان ہی
وہ ہو مہ تو یہ کہکشان ہی

شہزادہ نے چاہا توسن چکا تھا کہ مرکب پر
سوار ہونے سے اندر طلسم کے جانا ہوگا پس قریب مرکب جاکر دامن گردان بسم اللہ کہکر خانہ زین مرکب طلسم کو

منور فرمایا اور وہ بادپا لیکر روانہ ہوا شہزادہ کیفیت شہر ملاحظہ فرماتا بیرون شہر مذکور آیا اُس جگہ وہ گھوڑا ابر پیدا کر کے اُڑا شہزادہ کی آنکھیں بند ہوگئین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی ایک اور قلعہ فلک فرسا کا دروازہ نظر آیا اور اُس دروازہ مین کئی سو آدمی دیوانہ مثال سر برہنہ گریبان چاک ننگے پاؤن استادہ تھا گھوڑا اس شہسوار کو لیے دروازہ مین داخل ہوا جب قریب اُن دیوانون کے پہونچا وہ سب دوڑ کر ہر طرف سے لپٹ گئے شہزادہ کیا جانتا تھا کہ یہ آمادہ پرخاش مین غفلت مین سب نے لپٹ کر مرکب سے اُسکو جدا کیا شہزادہ نے بھی گھونسے اور لاتین مارین دو چار کو اُٹھا کر دے مارا دس پانچ کا سر آپسین ٹکرا دیا مگر وہ مردمان طلسمی باز نہ آئے اور بموجب قول ع وہ ایک کی دو ہین اور دو کی چار شہزادہ کا اسلحہ سب چھینکر اشارہ کیا کہ کئی سو دیوانہ قلعہ مین گیا بعد کچھ عرصہ کے ہزارہا آدمی ڈھول گلے مین ڈالے پیدا ہوا اور بجانے لگا یا جمشید کی صدا بلند ہوئی پھر ایک قفس آہنی لا کر اس ہمائے اوج شجاعت کو بند کیا اور اندر قلعہ کے لیکر چلے کچھ دور نہ گئے تھے کہ ساحر سیاہ فام اسباب ساحری تخت سحر پر رکھے گلے مین ایک لوح بہت بڑی پہنے منقل آتشین پیہم جلاتا بڑے تزک سے قریب دیوانگان آیا اُن سب نے اُسکو تسلیم کی اور عرض کیا کہ اے مالک ہمارے اس طلسم کے برباد کنندہ کو ہم آپکی خدمت مین لے چلے تھے آپ اسی جگہ آگئے اب کیا اس کے لیے آپ حکم دیتے ہین یہ عرض انکی سنکر اُس ساحر نے لوح اپنے گلے سے اُتاری اور اُسکو منقل کا دھوان دیکر بصد ادب دعا سامری سے مانگ کر کہا کہ مجکو جو مناسب ہو وہ حال بنسبت طلسم کشا کے معلوم ہو اُس لوح کو دیکھا اُسمین لکھا پایا کہ اُسکو باہر قلعہ کے لیجاؤ جو پہاڑ بانی طلسم نے بنایا ہے اور کوہ ظلمت کہلاتا ہے اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک سل بہت بڑی یاقوت کی پڑی ہے بس اس سل پر اُسکو بٹھا کر ٹکڑے ٹکڑے اور پُرزے پُرزے اسکے اُڑا دے اور وہان لے جانے کی شرط اسی لیے ہے کہ اُس یاقوت کی سل پر کچھ لکھا ہے کہ وہ سوائے طلسم کشا کے اور کوئی پڑھ نہین سکتا ہے اگر یہ طلسم کشا ہے تو اُن حرفون کو پڑھیگا تمھین بھی حال معلوم ہوگا بس اسی جگہ لیجانا صلاح ہے یہ اُس تختی سے معلوم کر کے اُس ساحر نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور سب دیوانون سے کہا اس مسلمان کو میرے ساتھ لے آؤ غرضکہ آگے یہ اور پیچھے سب ساحر شہزادہ کو لیے قلعہ سے باہر نکلے اور ایک کوہ پُرشکوہ پر لائے اُس پہاڑ پر چشمہ جاری میوہ اور گلون کے درخت بیشمار فیض باد بہاری بیچ مین کوہ کے قلعہ پر ایک سنگ سرخ نصب زمرد کے حرف اُسمین پچی کیے ہو طغرائے بہار انگیز خط بہار تھا دیوانون نے اس ہوشیار کو اُس پتھر پر بٹھایا اور در پے آزار ہوے لیکن اُن ساحرون سے تو حرف اُس پتھر کے پڑھے نہ جاتے تھے اس راز دان طلسم سے پڑھے گئے لکھا تھا کہ یہ طلسم ہم نے مسلمانون کیلیے بنایا ہے ہم بھی حکیم اہل اسلام مین سے تھے اور جانتے تھے کہ بعد ہمارے قبضہ ساحرون کا طلسم پر ہو جائیگا اور تمام طلسم کفر آباد ہو کر کفرستان کہلائیگا آخر کو طلسم کشا مسلمان آئیگا پس شکنندہ طلسم اگر اس مقام پر آئے اور سل پر بٹھایا جائے تو یہ اسم پڑھے قید سحر سے نجات پائیگا اور قید ظاہری بھی دور ہو جائیگی پھر دوسرا اسم جو قریب اسم اول لکھا ہے اُسکو پڑھکر دستک دے تو جملہ ساحران بیجا بیہوش ہو جائین گے پھر تیسرا اسم جو حاشیہ سنگ پر لکھا ہے پڑھے زمین سے ایک عورت قبول صورت پیدا ہوگی اُسکے حسن بے نظیر پر فریفتہ نہو اور اُسکو پکڑ کر اس سل پر بٹھائے یہ سل شق ہو کر

اُڑ جائیگی اور برو سے ہوا جاکر معلق ٹنگے گی اور وہ عورت منت بہت کرے گی کہ مجکو اُتارو چنانچہ جب وہ از حد منت کرے تو اسم چہارم پڑھکر دم کرے یہ سل اُتر آئیگی آگے پھر اس پتھر مین جو کچھ لکھا جائے اُسپر عمل کرے شہزادہ نے یہ مضمون جو پڑھا نہایت خوش ہوا اور داد فاتحہ بروح حکماء بانی طلسم پڑھی پھر اسم اول کو پڑھکر اپنے اوپر دم کیا مشکلین کھلگئین دست و پا مین قوت آئی اُٹھکر ساحرون پر چلا وہ سب لپٹنے کو دوڑے اور غلغلہ برپا ہوا کہ لینا گھیرنا یہ بھی ساحر ہے جانے نہ پائے اسنے دوسرا اسم پڑھکر دستک دی یکایک ایسی ہوا غیب سے چلی کہ سب ساحران نابکار مثل مردۂ صد سالہ زمین پر گر کر بیہوش ہو گئے اس بہادر نے سبکے سر کاٹ ڈالے شور آفت خیز اور ہنگامہ قیامت انگیز برپا ہوا شہزادہ نے اسم سوم ورد زبان کیا دفعۃً زمین شق ہوئی اور گنجینہ حسن ظاہر ہوا وہ زن خوبرو با حسن نیکو پیدا ہوئی کہ مشاطۂ فلک اشرفی طلاے مہر اور گنجینہ اختر اُسکے رخ و دندان پر سے نثار کرتی زلف اُسکی یون زمین سے نکلی کہ مار گنج پر سے باہر آیا گات نے اُسکی درج جواہر کو شرمایا کمر نے اُسکی تار طلائی شعاع مہر کا عالم دکھایا سرین کو سبوچۂ نقرئی پایا از سرتاپا وہ زور رقم طرفہ تُوم تھی حسن کی اس کے دھوم تھی نظم

غضب تھی زلف مشکین اُسکے رخ پر	طلب مین نافہ آہو سراسر	لباس اُسکا معطر صورت گل
ہوا خواہ اُس سمن بر کی تھی بلبل	غضب تھی عطر کی فتنہ کی خوشبو	کہ فتنہ خیز تھی وہ ماہ ہر سو
پریشانون کو سودا زلف کا تھا	جنون کے واسطے اک سلسلہ تھا	

پس وہ گوہر گنجینہ اسرار پہلوے شہزادہ ذی تبار مین آکر آبرو بخش ہوئی اور لب سے یون دُرفشانی فرمائی کہ سامری قسم تم بڑے بیمروت ہو ہم تم کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین نادیدہ فریفتہ تمہیر ہوے ہین اور تم آنکھ بھی نہین ملاتے ہو ہمکو ہجر مین تڑپاتے ہو شہزادہ نے اُسکی صورت نوزیبا کو بدتر از آسیب سمجھکر مکر کی راہ سے محبت جتائی اور آغوش مین لینے کا ارادہ کیا وہ بھی لپٹ گئی اسنے اُسکو اُٹھاکر اُس سل پر بٹھا دیا وہ سل پھٹی اور تڑاقا ہوا یکایک سل جانب فلک بلند ہوئی اور برو سے ہوا جاکر ٹھہری وہ زن رسیا پکاری کہ اے صاحب بواسطہ اپنے دین و مذہب کا مجکو اُتار لیجیے دیکھیے اتنی بیمروتی نہ کیجیے کسی کو یون بیچ ادھر مین نہین چھوڑتے رشتۂ اُلفت نہین توڑتے ہاے جمشید کیسی میری جان آفت مین پھنسی ہاے مین غضب مین گھر گئی یہ کہتی تھی اور ہاتھ باندھتی تھی جب منت و زاری اُسکی حد سے زیادہ ہوئی شہزادہ نے اسم چہارم پڑھا کہ وہ سل اُتر آئی اُسوقت پہاڑ کے ایک گوشہ کی جانب سے ایک ساحر غدار پیدا ہوا کہ سر پہاڑ سا تھا مکار و پُرتلبیس تھا آتے ہی اُس زن پرفن کو اُسنے ڈانٹا کہ اری او قحبہ تو اس مسلمان سے ملگئی رہ تو جا تیری سزا تیرے کنار مین رکھتا ہون یہ کہکر نارنج جھولی سے نکال کر مارا اُس عورت نے سحر پڑھکر نارنج رد کیا اور وہی سل کہ جسپر اُڑ گئی تھی اُٹھاکر بزور سحر ساحر پر ماری اگرچہ ہر چند وہ بچا لیکن نیچ نسکا سر پر جو پڑی ٹکڑے ٹکڑے سر کے ہوے غل اُسکے مرنے کا بلند ہوا اور آسمان کی طرف سے شعلہ چمک کر زمین پر گرا غلطک مارکر صورت عورت کی بنا شہزادہ نے دیکھا کہ ایک عورت مثل بلاے ناگہانی سیہ رو سیہ دندان سیہ قلب بیجا کی ایسی ڈراونی کالی بھوانی شیطان کی سگی نانی ہے غارتگر راحت و آرام باعث صد ہزار پریشانی ہے پس وہ کفر تیہ چنگھاڑی کہ اری دھگڑے باز تونے طلسم کشا کا ساتھ دیا

اور میرے نئے دولھا پرارمان نوشاہ کو عروس مرگ سے ہم آغوش کیا میرے بیاہ کو ابھی چند روز گذرے تھے کہ
تونے مجھے رانڈ کر دیا مین جاکر بادشاہ طلسم ہزار برج سے فریاد کرونگی اور جسطرح میرے دلہین لگی ہو ویسے ہی تجکو بھی
آتش عذاب مین جلواؤنگی اس نازنین نے یہ بیان اُسکا سُنکر اُسکو للکارا کہ جا مال زادی اگی فریاد نہین اٹھا رہ
نالشین سیری کروہ تیرا بادشاہ میرا کیا کرلیگا اور شہزادہ کی طرف اشارہ کیا کہ دیکھ یہ میرا بادشاہ ہو یہ میرا گھنور گند ھیا
یہ میرا سانولا سلونا ہو یہ میرا کھیلونا ہے تجکو او فاحشہ کبھی ایسا مرد والا ملا تھا یا کبھی خواب مین بھی تونے دیکھا تھا اب جلد یہان سے گذر جا
ورنہ اپنے دھگڑے کے پاس تو بھی جائیگی یہ سُن کر طیش مین آکر وہ ساحرہ ایک طرف شعلہ بنکر آئی گئی بعد اُسکے
جانیکے اُس گلبدن نے ہاتھ اپنے گردن مین شمشاد باغ صاحبقرانی کے ہار کیے اور کہا اے گل بوستان بیوفائی تہ چند
کہ تجھ مین رنگ وفا نہین مگر ہم اپنی سی اُلفت جتائے دیتے ہین لوح طلسم بتائے دیتے ہین سنو اے پیارے
نام میرا آرائش جادو ہو اور بہت مدت سے شیفتہ اور فریفتہ ہون مین نے کتاب آئین طلسم مین پڑھا تھا کہ طلسم کشا اس
پہاڑ پر آئیگا جو کوئی اُسکی رفاقت کریگا زندہ رہیگا رتبہ اعلیٰ پر پہونچیگا اور جو کوئی اس سے بغاوت کریگا مارا جائیگا
یہ مضمون کتاب مذکور سے پڑھکر منتظر آپکی تھی اور اس پہاڑ کی حفاظت کرتی تھی آج طالع یاور ہوے اور بخت رسا نے آپکی
خدمت مین پہونچایا اب میرے ساتھ آپ چلیے مین لوح طلسم جہان ہو اُس راہ پر لگا دون آپکو منزل مقصد پر پہونچا دون
یہ کہکر بزور سحر تخت تیار کیا اور شہزادہ کو لیکر سوار ہو کر روانہ ہوئی بعد کچھ عرصہ کے ایک بیابان مین آکر اتری وہ جنگل
نہ تھا زمین پر طبقہ بہشت اُتر آیا تھا بلکہ اُس صحرا کو دیکھکر دیکھ کر دل کا بہشت مین جانے کو جی نچاہتا تھا ہر قسم کے درخت
اُس جنگل مین لگے تھے یا مسافران عدم جو بہشت کو جاتے تھے یہان کی سیر دیکھنے ٹھہر گئے تھے زمین وہ صاف و شفاف بلور کی
طرح چمکتی تھی سراسر نور کی معلوم دیتی تھی اُس سفیدی مین درختونکی سبزی اور گلون کی سُرخی سے الماس پر زمرد یاقوت جڑا نظر
آتا تھا زیور مرصع کار شاہدان گلعذار کا رنگ دکھاتا تھا ہوائے سرد اور غالیہ بیز ہر سمت وزان تھی مشام اہل انجمن
روزگار بساتی تھی نہرونکی لطافت و تراوت پاکیزگان دہر کی جان جاتی تھی آنکھین ٹھنڈک پڑھاتی تھی یہ کیفیت نظر آتی تھی

نظم

جنت سے تھا بڑھکے وہ بیابان	کیونکر نہ فدا ہو اسپہ رضوان	پتے جو گرے ہین جھڑ کے ہر جا
گلشن مین بچھا ہے فرش دیبا	ہین منتظر بہار اشجار	باندھے ہوے ہین قطار اشجار
ہر چشمہ ہے مثل چشمۂ نور	بہتے ہین شارونکی طرح دُر	

شہزادہ اُس بیابان مین تخت پر سے اُترا
وہ معشوقہ باوفا ہاتھ پکڑ کر خراماں خراماں چلی اور ایک نخل سرسبز کے نیچے آکر ٹھہری ایک نخل کی ایک شاخ جانب زمین
جھکی تھی مثل عابد پاک طینت سر بسجدہ باغبان قدرت تھی ایک چھینکا اُسمین بندھا تھا وہ بھی کلابتونکا تھا چھینکے
مین ایک پتھر یاقوت احمر کا رکھا تھا اُس غنچہ دہن نے مسکرا کر کہا کہ اے نہال باغ ارجمندی اس سنگ مین کچھ لکھا ہو
اور جو کچھ تحریر ہو مین اُسکو پڑھ نہین سکتی آپ طلسم کشا ہین پڑھکر اُسی طریقہ پر عمل کیجیے کیونکہ اُسپر لکھا ہوا پتھر کی لکیر
ہے بہر طلسم کشائی یہ پتھر اکسیر ہو شہزادہ نے اُس سنگ کو اُٹھایا ہشت پہل یاقوت کا تراشا ہوا نگینہ پایا نگاہ اُسپر ٹھہرنا
محال تھی آفتاب کے جوت کی طرح سُرخی اُسکی آنکھون مین اُتری جاتی تھی خوب شہزادہ نے غور کرکے جو پڑھا

لکھا دیکھا کہ اس درخت کا نگہبان ایک اژدہا ہے جب وہ آئے تو اسپر بھی پتھر لگائے کہ وہ ہلاک ہوجائے
اُسکے مرنے سے درخت گل حیات ملکہ ہوا و ارجادو ظاہر ہوگا اور اُس پھول پر بھی کچھ لکھا ہوگا یہ مضمون ابھی پڑھ چکا
تھا کہ آواز سایئں سایئں کی آئی نگاہ اُٹھا کر جو دیکھا ایک اژدر مہیب کو آتے پایا کہ کنکر پتھر شکم سے جنگل کے اُس کے
سینے کے نیچے سرمہ ہوتے تھے آنکھیں مشعل کی طرح روشن تھیں منھ پھاڑ کی طرح کھلا تھا عقرب فلک کا سامنے اُس کے
زہرہ آب ہوتا تھا بھوت زمین کا ایک ہی نوالا کرنے والا تھا غرضکہ وہ بلائے ناگہانی بہت جلد قریب شہزادہ پہونچ گیا
اور شعلہ منھ سے چھوڑ کر قلّہ اُسنے کھینچا شہزادہ تو سرعت اور پھرتی رکھتا تھا جست کر کے اُس درخت کی آڑ مین جا رہا
مگر وہ نازنین دم اژدر مین بندھ گئی اور قریب تو تھی ہی بہت جلد کھنچکر منھ مین اُسکے پہونچی شہزادہ نے اس عرصہ مین
لنگر قایم کر کے وہی پتھر اُس موذی پر کھینچ مارا پتھر جو سر پر پڑا اژدر پانی ہو کر بہا آندھی پانی ظاہر ہوا طوفان عظیم برپا
ہوا تمام جنگل آتش بہار ہوا جدھر دیکھا شعلے اُٹھتے نظر آئے بعد کچھ دیر کے اندھیرا ہو گیا اور آوازین مہیب
آنے لگین کہ اے غضب کیا اس مسلمان نے جو اس دشت مین آیا نظم

صدا کے ساتھ اُٹھا اک ابر بدرنگ
گرے سینہ سے سو سو من کے بس سنگ
وہ ابر تیرہ اُس جنگل مین چھایا
اندھیرا سامنے آنکھون کے آیا
بڑھی خود رفتگی مانند مے نوش
گھٹا دم جسم مین رخصت ہوئے ہوش
سنبھالے سے نہ سنبھلا دل غش آیا
زمین پر آپ کو بیہوش پایا

بعد کچھ دیر کے جب ہوش شہزادہ کو آیا دیکھا کہ نہ وہ بیابان ہے نہ وہ آشوب کا
سامان ہے مگر ایک اور صحرا ہے کہ مثل مرد مفلس کے پریشان ہے نہ کوئی شجر ہے نہ دریا ہے نہ انسان ہے نہ حیوان ہے
صرف کفدست میدان ہے مگر وسط صحرا مین ایک درخت بہت مختصر طول مین ہمرنگ قامت یار بہت پر بہار لگا تھا ہر برگ
اُسکا مثل زمرد اخضر چمکتا تھا تنہ درخت کا یاقوت احمر کا تھا شاخین نیلم کی تھین اور مثل دست رنگین معشوق نزاکت سے
بھری تھین اور نشۂ بادہ بہار سے جھومتی تھین درخت کی چوٹی پر ایک پھول جواہر کا لگا ہے جان گلہائے زمانہ ہے
چمنستان دہر مین یگانہ ہے پنکھڑیان اُسکی لب نازک معشوقان عالم کو شرماتین خوشبوئین طرح طرح کی اُسمین آتین داغ گل
پیرہنان دنیا بساتین شہزادہ کا گل باغ خاطر اُس پھول کو دیکھ کر شگفتہ ہوا اور چشم نرگسی سے ٹکٹکی اُسی کی جانب باندھی
اُسوقت اُس درخت کے پاس زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ نکلی کہ بالکل خبیثہ بھتنی غول بیابانی اُس سے خوف کھاتا
چڑیلون کو اُسکے سایۂ نحس کا آسیب ہو جاتا اُس زشت کردار نے اس سعید کو گھورا اور کہا تو کیا تک رہا ہے شہزادہ نے
فرمایا کہ یہ پھول مجکو بہت پسند ہے تو مجکو توڑ دے اُس عفریتہ خصائل نے گھُرک کر کہا کہ موذی کانٹے تیری نظر کو چبھائین
پھوٹین تو نگوڑے یہ حوصلہ رکھتا ہے کہ پھول توڑ لے ارے تجکو خاک مین ملاؤن اس پھول کے تاکنے والے کو صدقہ
اُتارون جا دور بھی ہو یہان سے شہزادہ نے کہا تم جو کچھ چاہو کہو مین بغیر پھول لیے نجاؤنگا یہ کہہ کر قریب درخت آکر زمین پر
لوٹ گیا اور پاؤن پھیلا کر بیٹھا وہ خبیثہ ہنستی ہوئی اسکے پاس آئی اور گویا ہوئی کہ اے واہ تم تو خوب راڑھ لائے مچلکر
پاؤن پھیلائے کیون تیری شامت آئی ہے موت نے گھیرا ہے اے اجل رسیدہ جلد اس شجر کے پاس سے ہوا ہو یہ کہہ کر
شہزادہ کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑ کر اُٹھا دون از بسکہ قریب تو استادہ ہی تھی اسنے دونون ہاتھ سے پاؤن

اُسکے پکڑ کر جھٹکا جو دیا منھ کے بل وہ گری اسنے تصور کیا کہ یہ ساحرہ ہے سحر پڑھکر چھوٹ جائیگی پس وہ تدبیر کرو کہ سحر نہ پڑھنے پائے چنانچہ گراتے ہی اُسکو زمین سے اُٹھ کر پاؤن تو پکڑے ہی تھا اُسکو تھمانا شروع کیا چکر ایسے دیے کہ ساحرہ کی عقل چکر مین آئی متوحش ہوا سے بیہوشی چھائی اسنے خوب تھما کر ایک پتھر پر سر کے بل دے ٹپکا سر اُسکا پھٹ گیا سانس بھی اُسنے نہ لی واصل جہنم ہوئی پھر غلغلہ دارو گیر برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا بیابان جادو کو اُس کے مرتے ہی اُس درخت مین آگ لگی اور سب درخت جلتے جلتے جب اُس پھول کے پاس آگ پہونچی وہ ٹوٹ کر زمین پر گرا شہزادہ نے جلدی اُٹھا لیا اور غور سے دیکھا تو جواہر کا پھول کنول کا ہے بلور کی ڈنڈی لگی ہے اُس ڈنڈی پر لکھا ہے کہ اے شکنندہ طلسم جس کے پاس طلسم کی لوح ہے وہ اس پھول کی عاشق ہے اور اسکی جان بھی پھول ہے کسی کو یہ راہین طلسم کی کاہے کو ملتین جو یہان تک آتا اور ان جادوگرون کو مارتا تو بہت صاحب نصیب ہے جو یہ پھول تیرے ہاتھ آیا اب اس گل کو لیکر بہت ہوشیاری سے آگے روانہ ہو ایک ملک مین پہونچے گا اُس ملک مین جو کوئی کہ تجھ سے یہ پھول طلب کرے جاننا کہ لوح کا محافظ یہی ہے آگے عقل کا کام ہے العاقل یکفیہ الاشارۃ یہ مضمون اس پھول پر تحریر دیکھ کر شہزادہ نے پھول کو کمر سے باندھا اور دعاے ماثورہ اور آیہ وغیرہ صحائف ابراہیمی کی اپنے اوپر دم کین اور وہان سے آگے بڑھا سیر طلسمات کرتا چند منزل طے کرکے ایک ملک کے قریب پہونچا دیکھا کہ حصار شہر پر مصقلہ سونے کا کیا ہے آفتاب کی جوت سے ہر سمت آفتاب نکلا نظر آتا ہے دیوار و در جگمگاتا ہے دروازہ مین تمام جواہر پچی کاری کیا ہے آیندہ و روندہ کا رستہ ہے مردم کم ہین ہزارہا زن خوبرو حور شمائل کا پہرا ہے شہزادہ اندرون شہر قدم زن ہوا اندر آکر جو دیکھا ہر سمت عورتون ہی کا انتظام پایا ہر بازار رعنا بازار نظر آیا وصاف اُس شہر کی توصیف مین مقطوع اللسان خامۂ تحریر کی قاصر زبان ہر طرف راز و نیاز کی گرم بازاری خوبرویون کی طرحداری زلف کا سودا ہر خاطر پریشان ارزان نظارہ اپنے اوپر آپ نازان ہر مکان رفعت مین فلک کیوان طاق ہر ایک رشک ابروے پری رخان محراب کج خم ہلال عید در ہر ایک دیدہ نہ شنیدہ ستون ہر ایک سایۂ نور غیرت وہ ساعد حور بام پر خدا کی قدرت کا ظہور چبوترہ مکان کے آگے مصفا آئینہ سکندر کا نقشہ دکانون مین سرمایۂ عمدہ و بدیع دکاندار کی شان رفیع کہین تمبولن اپنی سرخروئی جتاتی کہین ساقن دل عشاق کے دھوئین اُڑاتی تمبولن کی دکان پر ہر ایک کو دعوی جان سپاری دل خون ہو جانیکا بیڑا اُٹھاتا عاشق کے خون تھوکنے کی تیاری اُگال اُسکا یاقوت یا ہر جان عشاق قوت سامنے تمبولن کے آئینہ لگا ادھر ادھر آئینہ کے سونے چاندی کے مرتبان جنہین عنبر و معطر کتھا چونا پانون کی سامنے کھلی ہوئی ڈھولیان سرمایہ نقد و ہوش ڈھولیتی تھی حسن پر اپنے موہ لیتی تھی کہ بیت سرخی لب کے وصف مین جسنے ایک مصرع کہا تو خون تھوکا ٭ وہ لب رنگین پر اُسکے مسی کی دھڑی اور اُس پر پان کا لکھوٹا شب دیجور مین شفق کا تماشا نظر آتا بلکہ ؎ مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے ٭ تماشا ہے تہ آتش دھوان ہے ٭ یک جہان وہ تھوکتی زمین کان یاقوت بنتی زبان اُسکے وصف مین لال ہے ساقن کے حسن کا بھی یہی حال ہے کہ دم اُسکا بھی غنیمت تھا حقہ لعل اُسکا دہن بہ نزاکت تھا زلف پیچان پر اُسکے دود آہ عاشق کا گمان تھا رخسار آتشین پر

اُسکے خال سیاہ عیان تھا یا سویداے خاطر عاشقان تھا وہ میزون پہ قرینے سے بیچوان دھرے پینے والون کے
دماغ خوشبو سے تماکو کے بسے اور بھرے فرشی حقون کی تمنا مین لب فرش خریدار کھڑے ساقن کے رخ کا پسینہ عرق
بہار سمجھ کر نے جان کو اُس سے بساتے دار و مدار یہ اُسنے ہوتے جاتے کہ دم بغیر ہم نہ محروم پھرین تیرے عشق مین اے گل
یہان جل جل کر مرین جب دم حقہ پہ لگاتے سرور آنکھون مین آتا اُسوقت جھوم کر یہ سُناتے کہ بموجب نظم

بزم توحید ست تماکوے ما + بوے وحدت مید ہد ہر ہوئے ما + ان جوانانے کہ تماکو کشند
اولش اللہ و آخر ہو کشند
کوئی نوجوان عشق مین سافن کے دل جلا مال و دولت سلفا کیے یہ
اشعار پڑھتا کہ اشعار
حقہ نے مجلس نواز و دلفریب و دلبری + تا بسر سندش نگوید حرف عیش و دلبری
میتوان آموخت آداب محبت را ازو + سر نمی پیچید اگر بر سر نہندش اخگری
کسی طرف بزازہ گلبدن دکان لگائے

بیٹھی اطلس فلک اول اپنے کپڑے کے سامنے داغہاے انجم سے مشجری بناتی جس خریدار نے اُسکے پاس جا لی لوٹ
اُسپر دل ہوا الٰہی الٰہی خیر دو دل ہوا شفق کی اطلس سرخ نظر مین ناپسند ٹھہری قباے گل گلزار یا لکل بری
ہلکی کف افسوس ململ کر آخر جان دی نین سکھ اُسی بزاز کو دیکھ کر پاتی سودے مین عریانی تنزیب نظر آتی مہر طلعتون
کا دل اسکے حسن کو دیکھ کر کتان کی طرح پارہ پارہ عاشقون کو کمخواب آتا دل اُسی کا یار گاڑھا اسی طرح ایک سمت
شیرینی فروش یعنی حلوائن تلخکامی خریداران کھویا کرتی جب مٹھائی تھالون مین بھری دُکان سجتی کیا کھلتی در بہشت کا دا
ہوتا شیرۂ جان عاشقان کا قوام بگڑتا لب شیرین پر اُسکے اگر کبھی بیٹھ جاتی تو یہ بات عاشقون کو یاد آتی کہ **فرد**
بیٹھنے سے ترے ہم سمجھے لب یار کو قند + بات مشکل بھی دلے تو نے یہ حل کی مکھی + تھال اُسکی دُکان کے مہر و ماہ کے تھالون
کو شرماتے جلیبیون اور امرتیون کے پیچ دل کو پیچ مین لاتے برفی پہ برائی کا شک کرنا سراسر تلخکامی ہے شکر پارون
کو اختر چرخ کہنا بدنامی ہے کہان تک وصف اُسکا بیان ہو بہتر یہ ہے کہ توصیف صرافہ مین خامہ روان ہو کہ وہ
صرافہ نوجوان عاشق کوڑیون کے مول لیتی فلک کا سینہ اختر ون سے بھرا ہے یا وہ پیسہ کا داغ دیتی اشرفی کو
اُس سیمتن نے بمہری سے دیکھا ہے جب تو زرد روئی نصیب ہی سیم سادہ نے جو اُسکے تن صاف سے دعویٰ ہمبدنی
کیا تو سکہ کی ضرب کھائی گلی گلی ماری ماری پھری آوارگی کا چلن ہوا دُکان پر ہر ایک طرف اشرفیون کا ڈھیر دوسری جانب
روپیون کا انبار پیسے تھے یا داغ خاطر عاشق زار محک امتحان مین ہر ایک نظر سنجیدگی تول لیتی گانٹھ گرہ کا اُسکی زلف
رسا کھول لیتی دولت ہوش و حواس جان و دل مول لیتی عاشق تن سکۂ دل وہان بھناتے یہ شعر زبان پر لاتے
کہ بیت طالب نہین دولت دنیا کا دل مرا + اس سیمتین کا وصل ہی تحصیل زر مجھے + ایک طرف گندھن رشک چمن
گل پیرہن دماغ جان خریداران خوشبو سے بساتی قرابۂ دلمین گلرخساری اُسکی بہ تاب عطر گل بھری جاتی پسینہ اُسکا گلاب سے
کہین بہتر مجموعہ کا عطر پریشان خاطرون کے لیے بہت خوشتر دمبدم فتنہ سازی کرتی دل بلبل کو آگ پر دھرتی جب گلاب
کشید کرتی جو کوئی صندل مول لینے جاتا اُسکو دیکھ کر زرد ادن و دردسر خریدن کا نقشہ نظر آتا پھول ٹوکری مین بھرے دکان
مین دھرے تھے دیار گلشن چھوڑ کر اُسی کے کوچہ مین آ بسے تھے اگر کی بتیان سوز دروںی کا پتا دیتین جلنے اور

دل جلانے کی راہین بسا دیتین شمعین سر کے بل ٹنگی مگر بزبان بیزبانی یہ کہہ رہی تھین کہ فرد لازم ہے سوز عشق کا
شعلہ عیان ہو ✤ جل بجھے اس طرح سے کہ مطلق دھوان نہو ✤ غرض کون ایسا تھا جسکو اُسکا سہاگ نہ تھا شہزادہ
یہ سیر دیکھتا جب آگے بڑھا سامنے جوہری بازار نظر پڑا ایک ایک جوہری ہجی کان جواہر دکان کو بنائے بیٹھی تھی
جواہر کے دریا مین خود بھی ڈوبی ہوئی تھی اگر جھومر اُنکے کان کا عقد ثریا پر پرتو افگن ہوتا تو اُسکا ستارۂ قسمت پھر جاتا
بالا اُنکے کان کا ہالۂ مہر و ماہ سے بالا عاشقون کو بتاتی وہ ٹالا بالا نورتن اُنکے ستارہ سحری سے زیادہ روشنی گوہر
دندان سے مملو اُنکا دہن لب اُنکے یاقوت رمانی کو شرماتے عاشق اُنکے چہرۂ زیبا کو دیکھکر یہ شعر زبان پر لاتے کہ شعر
کیا یاقوت موتی کو جو کھایا پان اُس گل نے ✤ ملی مستی تو نیلم کر دیا لعل بدخشان کو ✤ وہ جواہر اُنکی دکانون مین تھا
کہ ایسا کاہے کو کانون مین تھا اگر جوہری فلک اپنے جواہر کواکب کو اُنکے سامنے لاتا تو داغی نگینہ مہر و ماہ ٹھہرایا جاتا
چرخ فیروزون کے سامنے فیروزی بنا تا رنگ بدل بدل کر مقابلہ کرنا چاہتا تھا جواہر پوش معشوقون کا کیا وصف بیان
ہو نظارہ باز خیال نیرنگی حسن کو اُنکی طلسم جانتا کیونکہ لب یاقوت رنگ کے عکس سے کبھی گوہر دندان پارہ لعل و
عقیق مین بنجاتے اور لب لعلین گاہے عکس دُر دندان سے ہمسلک گوہر نظر آتے عاشق بار بار یہ شعر زبان پر لاتے شعر
اُس جواہر پوش کے دیکھے ہین وہ یاقوت لب ✤ جسکی رنگینی کے آگے لعل بھی اک سنگ ہے ✤ بلکہ بموجب بیت
بہ آبداری لعل لبش نخواہد بود ✤ اگر ہزار عقیق از یمن شود پیدا ✤ شہزادہ تا دیر اُس بازار مین ٹھہر کر مصروف تماشا رہا
اور دامن نظارہ کو جواہر حسن سے بھر لیا پھر آگے بڑھا تو قسم قسم کی دکانین نظر آئین کہین میوہ فروش کہین ثمرہ فروش
اپنی خوبی حسن کی سرسبزی دکھاتین کرتین انگیا مین کوزے چھپا ئین عاشق تن دولت عشق سے نہال شجر محبت سے باغ دل
ہرے ثمر الفت سے لا لال نگترے رس بھرے عاشق چاشنی اُنکی چکھنے کو کٹورے پیمانہ صحن مین شفق سرخ فلک نے بھری تھی یا
ٹوکری مین نارنگی دھری تھی شریفہ پسند خاطر وضیع و شریف تھا میٹھا بہت لطیف تھا خریدار اکھٹا تھے آبلہ ہائے دل کو خوشۂ
انگور سے عاشق لٹاتے خوشی خوشی آتے اور ترشروئی سنگترے کی اُٹھاتے شیرین کا مول بیجاتے میوہ فروشی بے دفتر حسن
پربادام چشم سے صاد کیے تھے میوہ جات عاشقان برباد کیے تھے سرو قد پستہ دہن تھی معشوقہ زیبا رشک حد بہارہ چمن تھی
پستان اُنکے ناروہی عاشق کو اُسکے عشق مین جان دہی انناس پسند خاطر عوام الناس لیکن پستان کلا انناس اور تو کیا
کہون لیکن پناہ من شر الوسواس الخناس سیب ذقن عاشقون کے لیے بلا ریب آسیب جان مضطر ما شکیب شفتا لو کو دیکھکر
لب نازک کا بوسہ لینے کو جی چاہتا آیہ ولسانا و شفتین زبان پر لاتا فی الجملہ بیت دکان پر اُسکے جو اکبار آئے ✤ نہال
آرزو مین بار آئے ✤ شہزادہ تعریف سرسبزی شہر فرماتا جاتا تھا کہین کنجڑن کسی جا حلوائن کسی مقام پر بھٹیاریون کی طرفہ
آبداری پاتا تھا کہ حسن نمکین اُنکا دلمین شور محبت ڈالتا تھا ماہ طلعتون کا دل شعلہ حسن پر اُنکے کباب ہر گردہ نان اُنکی
دکان کا آفتاب سنبوسون مین دہان معشوق کے بوسون کا مزا کلیجہ وہ اچھا کہ جسکو کل چاہین کھانے والے قوت پائین
خطائی کبابون کو ناپسند خاطر کرنا خطا تھا زرد رنگی عشق مین زردہ کر گلوریون کو سودا کیسا یرقان ہوا تھا کہ جدھر دیکھو
زرد ہی زرد نظر آتا تھا طباخ فلک آفتاب ماہ کے دو پیڑے لیے صبح و شام پھرتا ہے مگر آٹا گیلا رہتا ہے اُس تے

نظم

پیڑون سے کب مقابل کر سکتا ہے حسن بھی اُنکا نمک پاش زخم جگر دلسوز غم مین کباب سے بدتر | ملاحت اُنکے رخ پر بھی نمودار
صباحت کا ہوا تھا گرم بازار | جو وہ شیرین دہن کرتین تبسم | تو خوش آتا تھا اُس جا شور مردم

کہین کلال کی دکان تھی کلوارن نشۂ حسن سے مخمور بیٹھی تھی پیمانہ چشم سے شراب غمزہ و ناز دیتی تھی بادہ کشون کا
اُس جا جماؤ ہر ایک کی زبان پہ لاؤ لاؤ گلابیان شراب ارغوانی و زعفرانی کی میزون پر چُنی ہوئین میخوارون کی نگاہین
اُسپر جمی ہوئین کوئی عالم مستی مین یہ شعر زبان پر لاتا کہ بیت زمینۂ چشم یار مین سُرخی ہے نشہ کی + کیفیت شراب کے
قابل یہ جام ہے + کوئی کہتا تھا کہ شعر وہ صراحی تو ساقیا ڈھلکا + کاگ اُڑتا ہے جس سے بوتل کا + شہزادہ اس
شہر مینو نژاد کو دیکھکر بہت محظوظ و مسرور ہوا اور قریب دارالامارۂ شاہی سیر کنان پہونچا یہان طرفہ ماجرا دیکھا کہ قصر
شاہی سے بہت دور تک ہزارہا مالن غنچہ دہن ٹوکریان پھولون سے بھرے بیٹھی ہین ہرے ہرے پتون کی چنگیرین بنا
رہی ہین چھڑیون مین گہنا گوندھکر لگا رہی ہین گل سرسبد کی شوخ رنگی دکھا رہی ہین ایک ایک اُنمین حور بہشت برین
ہے لباس انکا نہایت پر تزئین ہے اگر وہ مالینین پھولون کو رشتہ مین نہ گوندھتین تو ہر پھول بیقرار ہوکر شب کو جگنو
بنکر باغ عالم سے اُڑ جاتا فرط غم سے صورت داغ جگر عاشق بنجاتا غنچہ اپنی گرہ زر خرچ کرکے اُن مالنون پاس آیا تھا
بہار نے دریردہ گل اشرفی کا خزانہ اُنپر سے لٹا دیا تھا لالہ اُنکا داغی غلام تھا عندلیب سفید اُنکی طرح ہزار دل سے اُن
گل رخسارون کے عشق مین بدنام تھا سوسن اُنکی ادنی کنیز تھی سیدھے مُنہ بات کرین یہی آرزو رکھتی ہمہ تن زبان
ہوکر خاموش ہوکر بصد تمیز تھی جو بہی چپ ہے وہ ان البیلون پر نثار تھی چنپا چنپا کلی بنکر گلے کا ہار تھی غنچہ اُن کے
دہان تنگ کے روبرو خاموش نرگس کو اُنکی چشم حیا پوش کے دیکھنے کا دل مین جوش گل اُنکے سامنے کیا دعوی نزاکت
کرتا جنکا یہ حال تھا کہ بیت نازک اندامی مین کیا نسبت کسی کو یار سے + بدھیان پڑتی ہین اُس گل کے بدن پر
ہار سے + شہزادہ نے اُن گلرخسارون کا باغ لگا ہوا دیکھکر غنچہ خاطر شگفتہ فرمایا اور اُنسے پوچھا کہ اے گلعذاران سراپا
بہار یہان تم کس گل کی ہوائے محبت مین جمع ہو اُنھون نے جواب دیا کہ اے شخص معلوم ہوتا ہے کہ تو نو وارد ہے یہانکا
آئین نہین جانتا ہے اس شہر کی مالکہ ہوا وار جادو جسکو پھول بادشاہ زادی بھی کہتے ہین اُسکو ایک پھول کی
خواہش ہے اسی کی تلاش مین ہر روز یہان آتی ہے اور تمام بازار کے پھول خریدے جاتی ہے اور ہم سے تاکید
فرماتی ہے کہ دور دور کے باغون اور صحراؤن سے ہر روز پھول لاؤ ہم اُسکی خاطر سے بڑی بڑی دور سے پھول لاتے
لاتے ہین اور اُسکے لیے گہنا بناتے ہین یہ سب اُسی کے دم کا مجمع ہے ابھی تک تو جس پھول کی اُسکو تمنا ہے وہ دستیاب
نہین ہوا ہے شہزادہ نے یہ ماجرا جو سُنا دل سے کہا اُسی پھول کی یہ شہزادی عاشق ہے جو تجکو ملا ہے تو بھی اپنا
پھول ہاتھ مین لیکر اس بازار مین کھڑا رہ دیکھ تو پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے پس یہ سوچ کر کمر سے وہ پھول
طلسمی نکالا اور ہتیلی کی چنگیر پر رکھکر ایک سمت اُس بازار مین کھڑا ہوا جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور گل آفتاب
زرد ہونے لگا کہ بموجب شعر بہار شام طرفہ رنگ لائی + گل خورشید پر آئی تباہی + سہانا وقت ہوتے ہی اُس
بازار مین سقینان بھی نوجوان حسینہ و جمیلہ تھین دست نگارین اُنکے حنا آلود جوڑے اُنکے ترچھے بندھے بادلہ لگا

لنگیان کندھے پر ڈالے آڑے تسمہ گلے مین پڑے سونے کے کانٹے لگے وہ انکا اترا کر چلنا قمقمون مین انگیا کے واڑ کو گلاس کا عالم لبون پر مستی کی دھڑی اسپر لال جمی کالی گھٹا مین بجلی چمک رہی کانون مین بجلیون کا تڑپنا و برق تجلی گرانا دست رنگین کا ہر چھلا عاشقون کو گل کھلاتا پائے نازک مین گڑیے پڑے نرم دل عشاق کو کڑا پن دکھاتے پامال ہونیکی ہوس بڑھاتے اُن رنگین اداؤن نے تمام بازار مین چھڑکاؤ کیا اور سڑک کو ہمشکل آئینۂ سکندر بنادیا کوچہ کوچہ گلاب کیوڑے سے بسا دیا بعد کچھ دیر کے اہتمام سواری کا ہوتا نظر آیا آگے آگے صدہا نازنین کو متلم پا پھر ترکین چست فہمین قلماقنیان اُسرہ بیگنیان دغستانیان بندوقین کاندھون پر رکھے گذرین اُنکے بعد کئی سو چوبدارنیان عصاہائے طلائی و نقرئی لیے وہ بلبل کی طرح چہکتین آوازین طرح طرح کی دیتین ہٹو بچو کا شور بلند بڑھے عمر و دولت شہنشاہ ارجمند پکارتین چاؤشون کیطرح للکارتین نکلتین ایک ایک اُن مین پری رخسار تھی حسن کے جوش جوانی کی بہار تھی وہ اُنکا اٹھلا کر پانون دھرنا وہ سرینون کا حرکت کرنا مچھلیونکا ہلنا عکس اُن مچھلیونکا آئینۂ رخسار مین اُنکے چہرہ پڑتا تو بحر حسن مین ماہیون کا تیرنا معلوم دیتا اُنکے گذر جانے کے بعد ہزارہا کنیزان عمر عیار لباس ارغوانی و زعفرانی زیب جسم کیے زیور جواہر آگین پہنے مرکبہائے باد رفتار پر سوار پیدا ہوئین کلغیان مرکبونکی جوڑیون پر رنگین زین جواہر دوز کسا یا کھر بن پر تکلف پھٹون پر پڑین دہانے زرنگ طلال چڑھے کندہ کیے ہوئے نظم

کیا کیجیے وصف راہ و رہوار
گلبن ہو چمن مین جیسے زیبا
ہر ٹھیک بہ رنگ نغمہ و تار
سرعت مین ہوا سے تھے کہین فزون
زیور سے لدا ہر ایک گھوڑا
زیور سے تھے گنج باد آورد

وہ نازنین قمشاد قامتان چھیڑ چھاڑ آپس مین کرتی جاتین کوئی اپنے عاشق کو کڑا پن دکھاتی کوئی آنکھ سے آنکھ لڑاتی کوئی شرما جاتی تنکر جوبن کا عالم دکھاتی اسی طرح یہ مجمع بھی گذر گیا پھر سامان بادبہاری اور جلوس سواری پیدا ہوا دل تماشائیون کا جسپر شیدا ہوا اس پھول بازار مین ہر کرد وارد نکا جمع ہونا گلزار بہشت کا رنگ نظر آتا تھا عود و عنبر کے لخلخون پر مشک ختن صدقہ ہوا جاتا تھا مشام دہر معطر تھا فروغ حسن مہر طلعتان سے کاشانۂ عالم منور تھا قمقمون کی صدا نغمۂ بلبل گلزار خوبی کی آواز صد آخندۂ گل چشم نظارگیان سواری کے اشتیاق دید مین ہر ابر لگی تھین نرگستان باغ فردوس کا رنگ دکھلاتی تھین آئینہ رویون کا برابر صف باندھکر چلنا چشمۂ صفا کا لہراتا تھا یا روح سکندر کو ترساتا تھا آئینہ خانۂ عالم مین حیرت کا عالم نظر آتا تھا لب ہر محبوب کے مستی زیب تھے تختہ سوسن کا پھولا تھا خوش خرامی پہ آنکھ لٹک چال بھولا تھا نواب ناظر اور خواجہ سرا غلمان پیکر سرگرم اہتمام ہٹو بچو کا غل نہایت دھوم دھام کہاریون کی صورتین پیاری مچھلیان سرون پر رنگین لہنگے پانون مین بھاری ہر ایک اپنے جوبن مین اتراتی ہنستی کھلکھلاتی تھی کہ بموجب نظم

سواری سے ہوئی پہلے نمودار
ہزار اک لخت تھے ہمراہ سردار
علم ہاتھون مین تلوارین برابر
بہت آراستہ افواج جرار
لباس اُنکے بدن پر زعفرانی
سر و کان وہ ٹھہرے افسر آگر
پھر اُسکے اردلی کے خاص بردار
بھرا بہلون مین تھا سونیکا پانی
عقب خواجہ سراؤن کا تھا حلقہ

تزک اُنکا زمانہ سے جُدا تھا
مرصع تھا یراق و سازِ زرکار
ہر اک خورشید اور مہتاب سیما
ہر اک پہنے مرصع کار زیور
قرین برچھیان ہاتھوں مین سب کے
پری تھی ایک اس حلقہ کے اندر

قباؤن مین وہ اُنکے صرف کمخواب
یہ سب خواجہ سرا گھوڑون پہ اسوار
جوان ہر ایک کمسن رو کش حور
مقابل اُنکے ذرّہ مہر انور
پیادہ با خرامان تھین زمین پر
خجل تھا جس کے رخ سے مہر انور

خجل تھا اشرفی بوٹی سے مہتاب
گروہ انکے عقب پھر عورتون کا
سراپا پیرہن جسمون پہ پُر نور
عیان ناز اور کرشمے تھے غضب کے
یہ نکلین آگے دو کان کے برابر
یعنے ایک سراپا ناز عربدہ ساز

ہوادار پر سوار گرد اُسکے پریون کی قطار ظاہر ہوئی شہزادہ نے ایسی صورت کبھی نہ دیکھی تھی دراصل وہ زینت فزائے انجمن رونق کاشانہ جان و تن روح روان عاشقان جان جہان سردار محبوبان زمان گل باغ شرم و حیا گلدستۂ بزم جفا غارتگر کشور دل کاروان اضطراب کی منزل ترک ستمگر لشکر غمزہ و ناز کی افسر خوش رو خوشخو گل اندام باعث صبر و آرام سرو گلزار رعنائی شمشاد گلستان زیبائی دلدار و دلبر گلفام و سمنبر۔ بلکہ اور دنیا بھر کی خوبیان اسمین تھین کرشمہ و ناز و ادا کی پوٹ دل اسپر لوٹ بہار گلشن وصل زمانہ حسن کی فصل **نظم**

وہ تھی ایسی حسین و خوبصورت
خجل ہے آفتاب آسمانی
ہوئی پیدا نہ ایسی اور نہ ہوگی

قمر کے دل مین ہے داغ کدورت
بلا شک قوم مین آدم کے تھی فرد
نظر آتی تھی اک قدرت خدا کی

نہین ہے قاف مین اب اسکا ثانی
کہ چہرہ شرم سے ہے حور کا زرد
اُس حسن خداداد پر نزاکت اس رشک

حور کی ایسی تھی کہ ہوا کے جھوکے سے مرجھاتی تھی مگر اُس گل کی دوہری ہوئی جاتی تھی پس اُس نازک بدن نے تمام بازار مین پھر کر جتنے گلفروش بیٹھے تھے سب کے پھول مول لیے اور پھرتی ہوئی قریب شہزادہ آئی طرفہ ماجرا دیکھا کہ ایک گل باغ نوجوانی شہزادہ حسن مین لاثانی روح قالب حور ملائک فریب چشم حسن کا نور رما خمار جس کہ ساحر زلف کے افسون سے تہ دام جادو نگاہون مین اُسکا افسر نام لب جان بخش کا اُسکے مسیحا تشنہ خضر چاہ زنخدان پر آب مصفا کا پیاسا دہن غنچۂ باغ لطافت آتش نمرود نخوتان کیلیے گلزار ابراہیمی اُسکا رخسار پر نزاکت لیلی اسکی مجنون مشتری مشتری حسن ہزار جان سے مفتون قامت اُسکا قیامت سرو بار وار آفت سرآمد خسروان زمن شیرین سخن عنقائے اوج رعنائی ہمایون طاؤس چمن زیبائی دافع حزان دل رنجور سراپا ابتہاج و سرور خوبی مین غنچہ تقدیر چین کی صورت راحت کی تصویر کہ **نظم**

لٹکتے پاؤن تک ہین موے مشکین
ملے ہے خوشۂ انگور کو آب
بیاض صبح کی وہ لوح ہی صاف
بھرا ہے آفتاب سحر کا نور

فدا ہین نافہاے آہوے چین
عجب بالون مین پیشانی تھی پر نور
وہ آئینہ جلا جیسے ہے شفاف

جب اُن بالون کو دیتا ہی وہ گل تاب
میان ابر تیرہ جلوۂ ہور
سیہ آنکھین ہین ایسی چشم بد دور

پس وہ شہی بالا ایک پھول ہاتھ پر رکھے کھڑا ہی خور ہے جو دیکھا وہی پھول پایا جو اپنی زندگی کے باغ کا ہے پھول تو باعث حیات ہی مگر پھول والا سبب ممات ہی دیکھتے ہی ہواے عشق نے گلہاے ہوس ریاض دل مین کھلا کے بادصرصر نے گلستان صبر و قرار تاراج فرمایا

بیتاب ہوکے نقد ہوش وحواس کھوکے اپنی کنیزون سے کہا کہ جس پھول کی مین تمنا مین تھی وہ آج نظر آیا گل مراد بوستان اُمید مین باغبان قدرت نے شگفتہ فرمایا تم جلد یہان سے جاؤ اس جوان رعنا کو جو پھول لیے کھڑا ہے میرے پاس بُلا لاؤ یہ حکم سُنکر محکم جادو نام ایک انیس مع چند کنیزان باآئین سلیس روانہ ہوئی اور بصد انداز شہزادہ کے پاس آکر گلفشانی کی کہ اے میان مسافر چلو ہماری ملکہ نے تمھین بُلایا ہے شہزادہ کا بھی اُس آئینہ رو کو دیکھ کر سکتے کا عالم تھا گریبان تا بدامن دریدہ تیغ الم سے سر عشرت بریدہ درود رمان سے بہتر سینہ یا درو سے مصفا مین آئینہ تابان سے بڑھکر کہ **بیت** تیرے جلوہ کا وہ عالم ہے کہ گر کیجیے خیال ✤ دیدۂ دل کو زیارتگاہ حیرانی کرے ✤ اُن کنیزون کے کلام کا اس حیران نے مطلق جواب دیا پھر توجہ قہقہہ مار کر ہنسین اور گویا ہوئین کہ خدانخواستہ کیا حضور کے دشمن بہرے ہین اے صاحب ہم غریبون کی طرف نظر رحمت فرمایئے ملکہ صاحبہ نے بلایا ہے تشریف لے چلیے شہزادہ نے ابھی لبون سے سخن کو آشنا نہ کیا ایک کنیز نے انھین سے کہا اے بوا اس مردوے کو بڑا غرور ہے اپنے ٹھسّے مین کسی سے آنکھ نہین ملاتا ہے دوسری نے کہا بہن نہین ایسا تو نہ کہو یہ تو ہنستی پیشانی نظر آتا ہے چہرہ اسکا روتون کو ہنساتا ہے تیسری بولی کہ مجھے اپنے دیدون کی قسم اتنا اغماض بھی پھوٹے دیدون نہین بھاتا چوتھی نے شہزادہ کا بازو پکڑ کر ہلایا اور کہا اے میرے اللہ آپکو مارے غرور کے بات کرنا بھی دشوار ہے ذرا تو منھ سے بولیے سب سے کھیلیے کیا ہم سب کو آپنے کوڑا سمجھ لیا ہے یا دیوانہ بنایا ہی شہزادہ نے یہ تقریر سُنکر جواب دیا کہ ہمارے چشم نمناک ہی دل وحشت منزل صد چاک ہے جامہ ہستی باندام شوق بہ تنگ جینے سے ہمکو ننگ دل پھوڑے کی طرح تپکتا ہے کچھ خون بدن کا خشک ہوتا ہے کچھ آنکھون سے ٹپکتا ہے زبان ناطقہ لال ہی ہمقین کیا تماہین کہ کیا حال ہے **بیت** وہ بدخواہ رمیری داستان عشق طولانی ✤ عبارت مختصر قاصد بھی گھبرا جاے ہے مجھ سے ✤ یہ جملہ سنکر وہ گل اندام پھر کھلکھلا کر ہنسین اور آپس مین کہا اے بوا میرا مردہ دیکھے کچھ بھی تری سمجھ مین اس مردوے کا کہنا آیا اُسنے جواب دیا کہ بہن مین تو خاک بھی نہین سمجھی یہ کہکر تیسری کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا اے بھینا سچ کہنا کچھ تری سمجھ مین آیا کہ اسنے کیا کہا اُسنے جواب دیا کہ اپنی جان جوانی کی قسم جو ذرا بھی میرے خیال مین ان کی بات آئی ہو اب اس سے دوبارہ مین پھر پوچھتی ہون یہ کہہ کر آگے بڑھی اور شہزادہ سے گویا ہوئی کہ حضور کو ملکہ صاحبہ بلاتی ہین وہان قدم رنجہ فرمانے کی نسبت آپ کیا فرماتے ہین شہزادہ نے بجواب اسکے کلام کے یہ اشعار پڑھے کہ **اشعار**

ہوے ہین پانون ہی پہلے نبرد عشق مین زخمی
نہ بھاگا جاے ہے مجھ سے نہ ٹھہرا جاے ہی مجھ سے

سنبھلنے دے مجھے اے نا امیدی کیا قیامت ہی
کہ داماں خیال یار چھوٹا جاے ہی مجھ سے

اُدھر وہ بدگمانی ہے ادھر یہ ناتوانی ہے
نہ پوچھا جاے ہے اُس سے نہ بولا جاے ہی مجھ سے

اُن نازنینون نے کہا اے بہن واسطہ سامری کا جلد یہان سے چلو نہین تو دق کا عارضہ ہو جاے گا دم گھبرا کر لب پر آگیا مین تو سڑن ہو جاؤنگی اس اُلجھن کی کب تاب لاؤنگی انھین مین سے ایک بولی کہ نوج بیوی ایسا کون مقھون مردوا مین نے نہین دیکھا اور نہ یہ تین سیپاروں کا سبق آتو نے مجھکو پڑھایا پناہ اے نہ صاحب بھلا ان سے کون مغز پھونکاے گا ہان ہان چلو ملکہ صاحب جانین اور اُنکا کام جانے یہ کہکر سب وہان سے پھرین اور آن واداد دکھاتین ملکہ پاس جاکر عرض پرداز ہوئین کہ واری وہ مردوا تو نہین

معلوم کیا پڑھتا ہے جمشید قسم کچھ ہم نگوڑیون کو سمجھائی نہین دیا اور نہ کچھ اُسنے ہماری بات کا جواب دا کیا کچھ عشق عشق بکے گیا ملکہ یہ سنکر سمجھی کہ یہ شخص کسی پر فریفتہ ہے جب ہی اس طرح حیران کھڑا ہے تو خود چلکر اس مریض عشق کی عیادت کرے یہ سوچکر ہوادار کو بڑھا کر قریب تر شہزادہ شوریدہ سر کے آئی اور اُتر کر زمین پر کھڑی ہوئی شہزادہ نے دیکھا کہ سایے مردمان بھی اُسپر بار ہے نازکی سے کھڑا ہونا دشوار ہے شہزادہ ہزار جان سے اُسپر فریفتہ ہوا اور اسنا زکنے پائینچے سنبھالکر کلائی پر ڈالے کنیزون کے کندھے پر ہاتھ رکھکر بہت آہستہ سے لبون کو جنبش دی اور ہوائے کلام نے گلہائے بیان کی خوشبو مشام شہزادہ مین پہونچائی یعنی وہ پری یہ سخن زبان پر لائی کہ ابیات

کرے ہو قتل لگاوٹ مین تیرا رو دینا
تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دے

دکھا کے جنبش لب ہی تمام کر ہم کو
نہ دے جو بوسہ تو منھ سے کہین جواب تو دے

اے گلچین باغ محبت اپنا نام بتا یہان آنے کا کام بتا شہزادہ نے یہ گلفشانی کی گلرو کی دیکھ کر فرمایا کہ نظم

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن
ہماری جیب کو اب حاجت رفو کیا ہے

جلا ہے جسم جہان دل بھی جلگیا ہوگا
کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے

رگون مین دوڑنے پھرنے کے ہم نہین قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

رہی نہ طاقت گفتار اور اگر ہو بھی
تو کس امید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہے

اس سمن اندام نے یہ اشعار سنکر خیال کیا کہ اس صحرا نورد اُلفت کو اپنے گھر لے چلنا چاہیے وہان یہ پھول دستیاب ہو جائیگا اور اپنا حال یہ بتائیگا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے ہی گلرخسار کا بلبل ہے تجھی پر مائل ہے پس یہ سوچکر ہنستی ہوئی آگے بڑھی اور شہزادہ کا ہاتھ تھام کر گویا ہوئی کہ آئیے آپ ہمارے مہمان عزیز ہین غریب خانہ کو اپنے قدم سے کاشانۂ شاہی بنائیے دعوت نوش فرمائیے۔ شہزادہ اس رشک صد بہار پر ہزار جان سے نثار ہو چکا تھا کچھ عذر چلنے مین نہ کیا اور اس ماہوش نے ایک شبدیز باد پیما پر سوار کرایا تمام بازار مین ایک غلغلہ برپا ہوا کہ آجتک اس مہر سیما نے کسی کو بنظر مہر نہ دیکھا تھا اس شخص کا نیر اقبال تابان ہوا جو اس آسمان حسن نے پسند فرمایا غرضکہ ہر ایک اہل حرفہ نے اپنی اپنی متاع عمدہ کو اُس مشتری خصائل پر سے نثار کیا ملکہ موصوفہ نے بھی زر و گوہر بہت کچھ لٹایا کہ ہر ایک حاجتمند نے گوہر و جواہر پایا اور سواری بڑے تزک و احتشام سے جانب دولتخانہ شاہی روانہ ہوئی اور بعد کچھ دور کے مشکوے خسروی نظر آیا شہزادہ نے اس کاخ کو طاق فیروزہ فام آسمان سے بہتر پایا کہ مثل انجم کے تمام دیوارون مین جواہر تابندہ تھا کہ ابیات

ہے قصر فلک رواق اسکا
ہے عرش بھی پیش طاق اسکا

در تھے کہ کھلے تھے باب رحمت
دو پٹ ورق کتاب رحمت

وہ باب تھا باب فیض جاوید
کھولی تھی جہان نے چشم امید

ملکہ اُس قصر کے دروازے پر اُتری سامان تزک اور ملازم سب اپنے مقام پر گئے کنیزین ہمراہ ہوئین شہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر ملکہ نے اندر قدم رکھا یساول و حاجب و محلدار نے مجرا کیا جب اندر داخل ہوئے باغ پر بہار لگا پایا بارہ دری کا جوبن عروس سے بہتر تھا اُس بہار کی گلریزی کی توصیف مین فرمایا نظم

پھر اس انداز سے بہار آئی
کہ ہوئے مہر و مہ تماشائی

دیکھو اے ساکنان خطۂ خاک
اسکو کہتے ہین عالم آرائی

کہ زمین ہوگئی ہے سر تا سر
روکش سطح چرخ مینائی

سبزہ کو جب کہین جگہ نہ ملی ٭ بنگیا روے آب پر کائی
سبزہ و گل کے دیکھنے کے لیے ٭ چشم نرگس کو دی ہے بینائی

شہزادہ اُس باغ کو دیکھکر باغ باغ ہوگیا کہ ہر روش اسکی برنگ خط گلزار یار بسان کہکشان پر انوار تھی ہر تختے مین طرح طرح کے درخت لگے چشم دل کو ٹھنڈھک بخشتے سُہانا سُہانا سایہ انکا ایسا دلکش کہ پہیان اُسکے سایہ مین دم لینے کی آرزو کرین فرشتے باغ جنان چھوڑکر اُسی کی جستجو کرین بلبل شوریدہ کا شور چمن چمن رقصان مور چاندنی رات مین زینت افزاے گلشن گل و لالہ نافرمان وصد برگ پر جوبن وہ سرو ناز شہزادہ کو سیر دکھاتی بارہ دری مین آئی اُس جگہ کے وصف مین یہ کافی ہے

نظم

جو درجہ ہے منزل قمر ہے ٭ لائے گا کوئی کہان سے یہ ظرف
پھونکے کئی موتیون کے انبار ٭ چونے کو کیا تب اُسکے تیار
ہر چھت مین ٹکے ہین لعل و گوہر ٭ گر دیکھتے اُن چھتون کی پریان
گلرنگ ہے فرش جس مکان کا ٭ وہ قطعہ ہے گلشن جنان کا
گویا وہ زمردین ہے ایوان ٭ کیا نور فزا ہر ایک گھر ہے
انگیٹھیان ہین طلا و نقرہ کی صرف ٭ ایوان مین ہے فرش سنگ مرمر
بلقیس کو چھوڑتے سلیمان ٭ جس گھر مین ہے سبز سارا سامان

ملکہ نے شہزادہ کو مسند زرکار پر بٹھایا کنیزان نازک اندام نے کشتیان شراب ناب کی حاضر کین رقاصون نے اور مطربون نے آکر ساز ملایا ملکہ نے جام مے سُرخ سے بھرکر شہزادہ کو دیا ملت و مذہب کا جھگڑا شہزادہ درمیان مین لایا کہ اے بت ستمگر خدا کو تو پرستش کر تو مین تجھ سے رام ہون ملکہ نے کہا آپ نام نامی اپنا بتائیے یہان آنیکا سبب ارشاد فرمایئے شہزادہ نے کہا نام میرا تورج بن بدیع بن حمزہ ہے اور طلسم ہزار برج فتح کرنے کو آیا ہون ملکہ نے فرمایا کہ یہ پھول تم کہان سے لائے ہو شہزادہ نے کہا ایک جنگل مین تھا توڑکر لایا ہون اور جانتا ہون کہ ملکہ ہوادار جادو کی یہ پھول جان ہے ملکہ یہ کلام سُنکر سُن ہوگئی اور دل سے کہا اے میرے نصیبون کی شامت کہ اُس شخص پر بھی تاثیر اس پھول کی ظاہر ہے اس شہزادی کی ایک دایہ ہے کہ نام اُسکا محو جادو ہے اُسنے چپکے سے کان مین کہا کہ اے شہزادی علحدہ چلو تو مین کچھ عرض کرون ملکہ الگ اُسکے ساتھ آئی اُسنے کہا کہ نام اس شخص کا جو مین نے سُنا تو طلسم کشا کے نام سے ملتا ہے سنتے آتے ہین کہ طلسم کشا کا نام تورج ہوگا بس یہ بیشک فتاح طلسم ہے تم اُسکو مار ڈالو ملکہ نے یہ سنکر اپنا منھ پیٹ لیا اور کہا اے انا آج تمھاری عقل کدھر ہے کیون میری جان کے پیچھے پڑی ہو بھلا سنو تو سہی مین اگر ذرا کچھ زیادتی کرون اور وہ پھول کو مل ڈالے تو پھر کہو کیسی بنے بس مین منت خوشامد کرکے پھول لے لون تو مار ڈالون دایہ یہ باتین سنکر خاموش ہو رہی اور ملکہ پھر شہزادہ پاس آئی اور وہ پچھلا دن تو تمام ہو چکا تھا ہی ناہید و ماہ بزم آرائے کاخ فلک تھے کہ

بیت

پری بنکر پھر آئی شام دلخواہ ٭ ہوا شائق جہان مین جلوۂ ماہ

ملکہ نے آکر پہلوے شہزادہ مین زینت بخشی تمام باغ اور ایوان مین فراشون نے روشنی کی ملکہ نے سوال اسلام اختیار کرنے کے جواب مین شہزادہ سے کہا کہ اے شہزادہ معلوم ہے کہ آپ مسلمان ہین اور بارادۂ طلسم شکنی یہان تشریف لائے ہین اب میرا حال سنیئے کہ مین دختر بادشاہ طلسم ہون جب میرے باپ نے قضا کی تو یہ بادشاہ جو اب تاجدار ہے اس نے سلطنت بزور حاصل کی اور یہ پھول سحر کا میری قضا کا بنوایا اور درخت سحر مین لگاکر بیابان حیرت مین درخت

بھجوا دیا اُس روز سے مین خائف ہوئی اور بادشاہ مذکور کی مین نے اطاعت اختیار کی اُسنے چند ساحر میرے نگہبان مقرر کیے اور میری دایہ کو مع ان کنیزون اور انیسون کے اس قلعہ مین رہنے دیا اور اژدر سوار جادو نام ایک ساحر کو یہان کا حاکم کرکے میرا محافظ کیا مین خراج اس قلعہ کا اژدر سوار پاس بھیجدیتی ہون اور مین نے اپنے بزرگون سے سُنا تھا کہ گل حیات میرا بنوایا جائیگا اور اسکو کوئی شخص مجھسے لینے لائیگا چنانچہ اُسکی تلاش مین ہر روز مین پھول لینے بازار مین جاتی تھی اب یہ حقیقت سنیئے کہ بادشاہ طلسم نے اُس پھول کو بنواکر مجکو قتل کیون نکیا باعث اسکا یہ تھا کہ میرے باپ کے عہد مین حکیم خردمند زندہ تھے اور لوح طلسم اُنھون نے والد کو بتادی تھی اور والد نے وہ میرے حوالہ فرمائی تھی چنانچہ وہ میرے قبضہ مین ابتک ہے پس اسی خوف سے بادشاہ طلسم میرا کچھ نہ کرسکا اور یہ بادشاہ ملازمان افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا مین سے ہے اور اُسی کی اعانت سے اس طلسم پر سلطنت کرتا ہے یہ میرا حال ہے جو آپ سے بیان کیا اب کنیز کو آپ سرفراز فرماکر براہ عنایت یہ پھول مرحمت فرمایئے اور جو کچھ قیمت اسکی کہیے وہ حاضر کی جائے شہزادہ نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ اے ملکہ مجکو حق تعالے نے طلسم کشا کیا ہے اور وہ زور دیا ہے کہ جسنے میرا مقابلہ کیا مارا گیا اب تمھین بھی لازم ہے کہ ادیان باطلہ کو ترک کرکے خدائے لایزال کو سجدہ کرو اور اگر یہ پھول مجھ سے طلب کرتی ہو تو میری جان تک تمپر نثار اور قربان ہے وہی پھول بہتر جو میسر ہے آپ یہ گل مجھ سے لیجیے لیکن اے جان عالم میرا کہنا مانیے دین خداپرستی اختیار کیجیے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ اے بانی صد جور وجفا اگر تو میرا عاشق ہوتا تو پہلے ہی یہ پھول مجکو دیتا خیر اب بھی کچھ نہین گیا ہے میرا دل تجھپر آچکا ہے لا یہ پھول میرے حوالہ کر پھر جو تو کہے گا مین منظور کرونگی شہزادہ نے پھول ہاتھ پر رکھکر سامنے نذر کیا اور کہا مین جانتا ہون کہ یہ مقام طلسم ہے اور میری جان کے سب دشمن ہین اور لوح تمھارے پاس ہے اور تم مجکو فریب دے رہی ہو مگر حضرت عشق نے مجکو ناچار کردیا ہے بحر محبت مین ڈوب چکا ہون طبیعت پر کچھ بس نہین چلتا ہے اب تمنے مسلمان ہونیکا اقرار کیا ہے یہ گل حاضر ہے لیجیے اور جو میرے حق مین بہتر ہو وہ کیجیے کیونکہ تیرے ہاتھ سے مارا جانا بھی عین زندگی ہے یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لایا ملکہ بھی اُسپر فریفتہ ہوچکی تھی ان باتون سے اور زیادہ آتش محبت شعلہ ور ہوئی پھول تو ہاتھ پر سے شہزادہ کے اٹھا لیا اور کہا اس بنگلہ مین جو نہر کے کنارے بنا ہے تشریف لیچلیے مین بھی آتی ہون شہزادہ اسکے کہنے سے اُٹھکر بنگلہ کی جانب چلا کنیزین چند ہمراہ ہوئین یہ حال اسکی دایہ محو جادو نے جو دیکھا پکاری کہ اے گنواری تو گور سے درگور ہو تیرا ستیاناس جائے اب تو مسلمان ہو کر اس مردوے کے پہلو مین بیٹھیگی ملکہ نے کہا دایہ امان مین نے محبت جتاکر پھول اپنا اس سے لے لیا دایہ نے کہا او چھوکری تیری تو وہ مثل ہوئی کہ جن جائے اُنھین لجائے کیون مجکو دم دیتی ہے مین ننھی بھولی نہین ساٹھ برس کی جرو ا تو میرے آگے کی چھوکری کیا مین تیرے فقرے جانتی نہین ملکہ نے یہ کلام سُنکر دایہ کو گھرکا کہ جا دور ہو مردار جو میرے جی مین آئیگا کرونگی یہ سنتے ہی دایہ سر پٹکنے لگی کہ اے تیرا ستیاناس جائے تونے مجکو مردار کہا اری مین نے بتیس ۳۲ دھار کا تجکو دودھ پلایا گیلے مین آپ سوئی سوکھے مین تجکو سلایا اور تونے او جھبیسی مجکو مردار بنایا تجھے کیا کہکے نگوسون رہ تو جا تیری ایسی کی تیسی یہ کہکر دوہتڑ اُٹھا کر جانب ملکہ چلی ملکہ نے

دونون ہاتھ پکڑ کر ڈھکیل دیا پھر تو اور بھی قیامت ہوئی دائی تو پیٹنے لگی اور کنیزین جو دایہ سے جلتی تھین باتین سنانے لگین ایک بولی انا جی قصور معاف جوان لڑکی کے منھ پر ہر وقت تم چڑھی جاتی ہو دوسری بولی ہان بی سچ تو ہے ہر وقت کی نصیحت بھی نہین اچھی ہوتی ملکہ ہی کا مین سچ کہون جگرا ہی جو ہون سے تون نہین کرتین بھلا اور کوئی کاہے کو یہ بولیان اٹھاتا تیسری بولی ملکہ ایسی نیک کوکھ کی لڑکی ہے سات سات اسکی مان کی کوکھ ٹھنڈی رکھے مگر صاحب پھر کہانتک آدمی ہی بندہ بشر ہے مچھلی کے بھی پتا ہوتا ہے کبتک چپ رہے چوتھی نے کہا صاحب مثل چلی آتی ہے کہ رکھ پت رکھا پت انا جی نے وہ زور باندھا ہی کہ شہزادی کا ناک مین دم کر دیا ہی اور نہین معلوم یہ دو نتر کا ہے پر ہی جمشید انکا دو نتر ڈھائین یہ محل سے نکلین تو رونگی دانتا کلکل جائے یا نچوین کو یا ہوئی کہ شہزادی کا رونگی تالنس مین خون خشک ہو گیا آدھی نہین رہی وہ ایسی بے زبان ہی کہ دودھ پیتے بچہ کے بھی زبان ہی اور اسکے زبان نہین پھر تو گویا ہین کون جو ہر دم حلق کی دربان جان پر تعین مالک مختار بن بیٹھین دودھ کیا پلا یا کہ مول لے لیا چھٹی بڑبڑانے لگی کہ اوئی نوج در گور چھائین پھوئین اس انا کے برابر بھی کوئی جھاڑ کا کانٹا نہو یہ تو بلا ہی موئی بڑھیا ہو ڈاین جسکے لپٹ پڑتی ہی پیچھا چھڑانا اسکو مشکل ہوتا ہی دایہ نے یہ باتین سن کر کہا اے ستیاناس کیون موئی باندیو تم کیون میری جان کھانے لگین لونڈیون نے کہا انا جی ہم کہے دیتے ہین تم ہمارے منھ نہ لگنا یہ ملکہ صاحب ہی ایسی گیگلی ہین جو تمھاری اٹھاتی ہین ہم ایسی چپ نہ جاؤنگی ٹھیک بنا دینے ہین دایہ ان باتون سے کانپتی ہوئی اٹھی کہ لو موئی باندیون کو بھی دن لگے خدا کی شان رہ تو جا و مارے جوتیون کے چندیا گنجی کر دونگی کنیزین دایہ کے اٹھتے ہی اسپر جا پڑین کسی نے بال نوچے کسی نے منھ پکڑ کر ملدیا کوئی سر پر جوتی مارنے لگی کوئی کپڑے پھاڑنے لگی غرض خوب مار پیٹ ہوئی دائی نے بھی مارا اور بس نہ چلا تو کاٹ کاٹ کھایا آخر روتی پیٹتی دائی تو باغ سے نکلگئی اور ملکہ ہنستی ہوئی بنگلہ مین آئی شہزادہ کے پہلو مین بیٹھی لیکن تکیہ بیچ مین رکھ لیا اور کہا اے میان جاؤ ہوا کھاؤ پھول مجکو چاہیے تھا وہ مین نے لے لیا اب تم کون مین کون شہزادہ نے کہا مین تمکو غنچہ دل دے چکا ہون اے پیاری اب اس پھول کا کیا ذکر ہے انتو بموجب بیت غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یون ؛ بوسہ کو پوچھتا ہون مین منھ سے مجھے بتا کہ یون ؛ ملکہ کھلکھلا کر ہنسی اور شہزادہ نے دست آرزو بڑھا کر گود مین کھینچکر بٹھا لیا پھر تو عجب سمان بندھا ملکہ نے اطاعت اسلام قبول کی دور جام مے رنگین چلنے لگا گائین خوش گلو زہرہ جبین تانین لگانے لگین وہ چاندنی رات لب نہر مقام منجو اران پانی کی لہرون پر دل بصد فرحت لہرانا گلو مٹکا کھلنا ہوائے سرد چلنا یہ عالم تھا کہ گل گانا سننے کے لیے ہمہ تن گوش تھے جام لالہ رنگین سے جوانان چمن مینوش تھے غنچۂ گلشن برنگ زنگولۂ پاے رقاص نرگس ٹکٹکی باندھے ہمہ تن بصورت پاس سوسن زبان درازی بھولکر عالم محویت مین خاموش سنبل پریشان از خود فراموش بلبل شوریدہ کا حال دگرگون قمریون کو نوبت بجنون وہ رقص معشوقان وہ انکا پاکیزہ الانبادہ مغنیون کا غزل عاشقانہ گانا کہ بمقتضائے غزل

نہ پوچھو عشق کے صدمے اٹھائے ہین کیا کیا	شب فراق مین ہم تلملائے ہین کیا کیا

ذرا تو دیکھ کہ صناع دست قدرت نے
مین اُس کے حُسن کے عالم کی کیا کرون تعریف
ذرا تو دیکھ تو گھر سے نکلکے اے بے مہر
کوئی ٹپکتا ہے سر کوئی جان کھوتا ہے
ذرا تو آن کے آب روان کی سیر تو دیکھ
نگاہ غور سے ٹک مصحفی کی جانب دیکھ

طلسم خاک سے نقشے بنائے ہین کیا کیا
نپوچھ مجھ سے کہ عالم دکھائے ہین کیا کیا
کہ دیکھنے کو ترے لوگ آئے ہین کیا کیا
ترے خرام نے فتنے اُٹھائے ہین کیا کیا
ہماری چشم نے چشمے بہائے ہین کیا کیا
جگر پہ اُسکے ترے زخم کھائے ہین کیا کیا

اس ہنگامۂ عشرت مین بعد تناول طعام تخلیہ ہوا اب آپس مین چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی اختلاط کا بازار گرم ہوا شہزادہ نے کبھی اُس راحت جان کو دل کی طرح پہلو مین بٹھایا کبھی لب چوسے کبھی گدگدایا کبھی زانو مساک کر دلشاد کیا خانۂ شرم وحیا برباد کیا ملکہ کبھی سہمی کبھی جھجکی کبھی ڈر جانے کے حیلے سے لپٹ گئی سینے سے سینہ ملا دیا کبھی تیوری چڑھا کر عاشق کو رولا دیا کبھی مسکرا کر منہ سے منہ ملا دیا مہربان ہو کر عاشق کو ہنسا دیا اسی اختلاط اور گرمجوشی مین شاہد شب نے آغوش دہر سے کنارہ کیا اور جلوۂ عروس سحر سے پہلوے روز گرم ہوا **نظم**

شب وصل اسطرح الفت مین گذری
وصال یار و لطف زندگانی
بنی رونق وہ آغوش محبوب
سحر پیدا ہوئی وہ ڈھنگ بدلا

کہ جیسے غم کی شب عشرت مین گذری
ترقی پر تھا ہر دم رنگ اُلفت
اُڑائے شہ نے جسمانی مزے خوب

جلی باہم شراب ارغوانی
دل شہ مین اُگا تخم محبت
عروس شب نے آخر رنگ بدلا

رات ہی سے دایہ نے جا کر غل مچایا تھا ہنگام سحر اژدر سوار جادو نے دایہ کو سامنے بلایا اُسنے سارا حال کہ سُنایا کہ یون پھول لیکر ایک نوجوان آیا ملکہ اب اُس سے گرفتار ہے باہم الفت ہی دار و مدار ہی وصل کا اقرار ہی اژدر بادشاہ طلسم کی طرف سے ملکہ کا محافظ ہی تمام ماجرا پھول لانے کا سُنکر گھبرایا اور سوار ہو کر مع دایہ ملکہ کے مکان مین آیا یہان شہزادہ بعد فراغ نماز سحر ملکہ کے پہلو مین بیٹھا تھا یہ وہی ڈھل رہی تھی کہ اژدر پہونچا شہزادہ نے اُسکو دیکھکر ملکہ کو گلے سے لگایا زانو پر اپنے بٹھایا ملکہ جھجک کر الگ ہوئی کہ صاحب تمسے نہ کچھ واسطہ نہ غرض کیون مجکو بدنام کرتے ہو شہزادہ نے ہر چند وہ تڑپی مگر نہ چھوڑا اژدر یہ کیفیت دیکھکر جلگیا اور ایک گولا فولادی جھولے سے نکالکر سحر دم کرکے شہزادہ پر مارا ملکہ نے بہت جلد ہاتھ اونچے کیے گولا سرد ہو کر زمین پر گر پڑا محو جادو دایہ تالی بجا کر آگے بڑھی کہ ارے اپنے دھگڑے کو تیغ کرکے بچاتی ہو کنیزان ملکہ نے کہا دور ہو ہو مالزادی موئی جھلو تجکو کاہے کی جلن پڑ گئی نگوڑی شیطان کی خالہ کہان سے ملکہ کی سوت پیدا ہو گئی کنیزین تو یہ کہہ رہی تھین کہ اژدر نے اور ایک ناریل مارا ملکہ شہزادہ کو لیکر اُڑ گئی اور کہا اے شہزادہ اب مجکو بھول نہ جانا غرض بالائے ہوا جا کر اپنے کان سے چھلہ اتار کر مارا کہ وہ خنجر بنکر جو گرا اناجی جو ہاتھ مٹکا کر لڑ رہی تھین اُسی ہاتھ کو قلم کر گیا اناتو نگوڑ مارا بھاڑ مین جائے کہتی ہوئی بھاگی اور ملکہ پھر زمین پر اتر آئی اژدر نے اُترتے وقت دوڑ کر تیغہ مارا ملکہ نے ہاتھ ہاتھ پہ مارا سات سپرین اسپر سر پر از خود آگئین مگر تیغہ اژدر کا سپرین کاٹ گیا اور ملکہ کے سر مین زخم دو انگل کا

آیا ملکہ نے جھلا کر زمین پر وہ پتھر مارا اور کہا جب مین قتل ہو جاؤنگی جب اے بلور تو آئیگی یہ کہنا تھا کہ زمین سے آواز
آئی بلور صدقے بلور قربان لونڈی اپنی شہزادی پر نثار مین حاضر ہون ہوی جو مانگو سو دون ملکہ نے کہا لوح طلسمی
چاہتی ہون یہ کہتے ہی زمین شق ہوئی اور ایک پتلی بلور کی نکلی گلے مین اسکے ہیکل پڑی تھی ملکہ نے جلد وہ ہیکل اتار
لی اس ہیکل پر کئی غلاف چڑھے تھے انکو جو دور کیا ایک تختی الماس کی بیچ مین اور گرد اسکے انگوٹھیان تختیان وغیرہ
جواہر کی تھین ملکہ نے وہ ہیکل گلے مین شہزادہ کے پہنا کر کہا اسکے بیچ کی تختی لوح اس طلسم کی ہے آپ ماریے اس ساحر
نابکار کو اور دایہ غدار کو شہزادہ ہیکل پاکر اس دیو فوہی ہیکل کے مقابل آیا اور نعرۂ شیراز بلند کیا اس ساحر نے ایک
نارنج سحر پڑھکر لگایا شہزادہ کے جسم پر پڑا اثر پذیر نہوا لیٹا ہوکر گر پڑا اور اس بہادر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اژدرسوار
کو بیم جان نے بھڑنے نہ دیا اور دلفرار کرایا لوح سے شہزادہ نے معلوم کیا کہ یہ اسم پڑھکر دم کرو اور مجھ سے خبردار غفلت نکرنا
شہزادہ نے اسم لوح پڑھکر جو دم کیا اژدرسوار کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اسنے تیغہ قریب پہونچکر جو لگایا سر پر پڑکر
ٹانگون کی طرف سے نکلگیا شور وغل برپا ہوا آندھی پانی آیا آواز آئی مارا اژدرسوار جادو کو اس ہنگامہ مین دایہ
اڑ کر مضطرب اور بدحواس بھاگی اور جانب بادشاہ طلسم گئی قلعہ مین تمام ساحرون کے جی چھوٹ گئے جو ساحر کچھ
بادشاہ زادی سے تعلق رکھتے تھے وہ تو رہگئے اور باقی بھاگ گئے تمام قلعہ مین عملداری شہزادے کے ذریعہ سے
ملکہ کی ہوئی اب پھر شہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جو ملکہ کہے اسپر عمل کرنا اور ابھی طلسم فتح نہین ہوا ملکہ پاس ٹھہر کر
برائے فتح طلسم جانا شہزادہ یہ معلوم کرکے ملکہ کی طرف مخاطب ہوا ملکہ نے لاش تو اژدر جادو کی پھنکوا دی اور شہزادہ کو
لیکر بارہ دری مین آئی مجلس عشرت منعقد فرمائی جام شراب چلنے لگا اسی عشرت مین ملکہ نے آہ سرد بھرکر شہزادہ سے کہا
کہ اے دلبر بیوفا تم کہتے تھے کہ ہم عاشق ہین اب بتاؤ ہم عاشق نکلے یا کہ تم ہمنے تمھاری محبت مین اپنا سر ہتھیلی پر رکھ لیا
خیر اب جسطرح مجھ پر عاشق ہوے تھے اسیطرح اور پر عاشق ہوکر لوح طلسمی نہ دے دینا ورنہ تمام عمر قید الم سے نہ چھوٹوگے
کل تم یہان سے جانا آگے ایک دریا ملیگا کہ نام اس دریا کا باندھنو ہے دمبدم لوح دیکھتے جانا آگے دریا کے بیابان خارستان
ملیگا پھر ایک بیابان آتش مین گذر ہوگا غرض ہر مقام پر لوح سے غافل نہ رہنا شہزادہ مادیر اس ماہ سیما سے صحبت
آرا رہا پھر لوح طلسم لیکر ملکہ باوفا سے رخصت ہوا اور اس باغ سے نکلکر درود معظم پڑھکر لوح طلسم کو دیکھا حمد خدا و نعت
رسول دوسرا کے بعد ظاہر ہوا کہ سمت مشرق یہ اسمائے آتشی پڑھتا ہوا روانہ ہو کیونکہ مشرق منسوب بہ شمس و آتش
ہی پہلے اسی سمت کو فتح کر شہزادہ نے خیال جو کیا قدرت خالق طلسم اربع عناصر سے یہ دن بھی یکشنبہ کا پایا جو آفتاب سے
متعلق ہے پس مجموعہ حرف آتشی (اہطمفشذ) ورد زبان فرماتا سمت مشرق روانہ ہوا اور بعد جانے شہزادہ کے ملکہ ہودا
بھی اپنی کنیزون اور ملازمون کو لیکر کسی مقام پر گئی اور چھپ رہی حال اسکا مذکور ہوگا مگر اول اس مسافر صحرائی
نیرنگی طلسم کا حال سنیے کہ اسمائے آتش پڑھتا روان تھا گرمی شوق دشت نوردی سے لب پر دھوان تھا ہونٹھ خشک
پا آبلہ دار جسم سے روان پسینہ تھا بعد قطع منازل ایک بیابان خارستان مین گذر ہوا وہ وادی ہولناک اور
بیابان پراز خس و خاشاک تھا کہ فرط بیم سے دیو سفید کا جگر اس جگہ چاک تھا صحرائے لق و دق رستم و سام

کا ہول سے وہاں رنگ رفیق سہراب و برزو و اسفندیار کو جا بجا کہ قلق درخت خاردار بڑے بڑے جھاڑ جھنکار آلیسمین گتھے ہوئے کھڑے جیسے رہزن راہ روکے ہوئے مسافر و کلی پگڑی اُتارتے و امن و گریبان کانٹے پھاڑتے ہر خار مثل سگ در بان خانۂ امیر کہ بموجب مصرع این گریبان گرفت و آن دامن ۔ زبان خار مثل زبان جاہل اُلجھنے پر مبرد قت مائل پتوں پر درختوں کے کانٹے اُگے ہوئے فضا و ہیتلی پر نشتر دھرے ہوئے سودائیوں کا خون پینے پر تنے ہوئے ہوا جب چلتی معلوم ہوتا کہ بدن پر برچھی تیز پڑتی سانس دھونکنی کی طرح شدت گرما سے چلتی زمین پر بجائے سبزہ خار اُگے ہوئے کاوش خار حسرت سے کہیں بڑھی ہوئی میدان میں گوکھرو بچھا ہوا پائے آبلہ دار کا مزا زیادہ ہوتا کسی چشمہ یا چھتر میں پانی نظر بھی آیا تو چشم کور کو بیر از اشک پایا جو کوئی گھونٹ اسمیں سے پی لیا تو اُسنے فوراً جی لیا از قوم کا پھل جہنم میں اہل عصیان کو ملا پانی حلق میں کیا پہونچا کہ سر میں پھبجا بکنے لگا اور جو نیچے حلق کے اترا کلیجہ کٹ گیا تیغ اجل میں بھی

پانی کہاں جو خنجر ظلم فلک میں ہے روانی کہاں آب حیات
جو سنگ تھا وہ شرر فشاں تھا
کانٹے پڑے مچھلی کی زبان میں
ذرے سورج کی آنچ پا کے
شعلے پیدا اٹھے پیرہن سے
اولے پہ سماق کا گمان تھا
سب خشک تھے ندی اور نالے
آبل بن گئے چشم نقش پا کے
چنگاریاں اُڑتی تھیں بدن سے
خشکی تھی یہ قلزم رواں میں
سینے پہ حباب تھے کہ چھالے

وہ دشت پر خار ایسا تھا کہ طائر بھی مثل مرغ خار رکھتے تھے پروں پر کانٹے نکلے ہوئے تھے جو مرغ نغمہ خوان تھا ققنس کا ہمزبان تھا ماہر جا تو مرغ آتشخوار کا نشان تھا شہزادہ نے ایسے مقام آتشی پر بہت جلد لوح کو دیکھا اسمیں ظاہر ہوا کہ ان اسما کو جو مشتری سے متعلق ہیں تیرہ مرتبہ پڑھکر دستک دے ایک پتلی زمین سے نکلیگی جسکا نیچے کا بدن گھوڑے کا اور اوپر کا آدمی کا ہوگا وہ پتلی تیر کمان میں جوڑے ہوگی اور از بسکہ مشتری قاضی فلک ہے تو وہ پتلی تم سے قسم لے گی تم قسم کھا کر اس سے تیر و کمان لے لینا اور غور کرنا کہ ساعت اسوقت کس ستارے کی ہے چنانچہ اگر ساعت مشتری ہو تو حرف منسوب مشتری ورد زبان کرنا شہزادے نے یہ معلوم کرکے غور کیا تو اسوقت مشتری ہی کی ساعت تھی پس حرف متعلق مشتری جسکا مجموعہ (ھوبح) ہو معہ اسمار اعوان و موکیل اس طرح ورد زبان کیے (عزمت علیکم و اقسمت بکم یا صاحب التاج ملک شارشلد یا نحز او یا ار و اح العلویۃ و السفلیۃ و یا موکیل ھذا الحروف و العطاء الرفعۃ و الحشمۃ و اضعاف المناصب العالیۃ العجل العجل العجل) چنانچہ تیرہ مرتبہ اس عزیمت کا پڑھنا تھا کہ زمین شق ہوئی اور اُسی طرح کی کہ جیسا اوپر بیان ہوا پتلی نکلی واضح ہو کہ عزیمت سیارگان بہت طول رکھتی ہیں میں نے مثالاً ایک مقام پر مختصر کرکے یہ عزیمت لکھدی ہے کیونکہ ناظرین علم عملیات کے بیان مشرح سے لطف فسانہ خوانی نہ پاتے فی الجملہ جب وہ پتلی زمین سے نکلی پکاری کہ اے شکنندۂ طلسم اگر تو مجکو نہ مالے اور قسم اپنے دادا یعنی حمزہ کے سر کی کھائے تو میں یہ تیر و کمان تجکو دوں شہزادہ لوح سے معلوم کرچکا تھا کہ قسم کھانا کچھ ضرر نہ بخشے گا پس سر امیر کی قسم کھائی پتلی نے تیر و کمان دیکر چاہا کہ غائب ہو جاؤں عزیمت نے تاثیر بخشی سر از خود شق ہو گیا خانۂ تن میں اُسکے آگ لگی جلکر راکھ ہو گئی آندھی سیاہ آئی بعد کچھ عرصہ کے

جب روشنی ہوئی شہزادہ نے لوح ملاحظہ فرمائی کہ خارستان زحل سے نسبت رکھتا ہے تم حرف منسوب زحل پڑھو
اسکی تاثیر سے ایک اژدہا پیدا ہوگا تم نے تو کیا مار فلک نے بھی ایسا اژدر نہ دیکھا ہوگا سہم نجانا یہی تیر جو تیلی
سے ملا ہے اُسکے منہ پر لگانا یہ معلوم کرکے حرف زحل کہ جنکا مجموعہ (ابجد) ہے اس ابجد خوان دیوانکدۂ طلسم نے ورد
زبان کیے ایک طرف اُس جنگل مین سناٹا ہوا اور ایک اژدہا پیدا ہوا کہ تمام جسم پر اُسکے کانٹے تھے ساہی کیطرح
خاردار بدن رکھتا تھا اور سر پر ایک خار مثل سلاخ آہن تھا یا شاخ سر کرگدن تھا برچھی کی صورت نہایت تیز
اور تمام خار مثل نیشتر مگر شرر انگیز منہ سے بھی شعلہ چھوڑتا قامت دراز اُسکا لبسان کوہ البرز ہر ایک ہاتھ مانند گرز
کفچہ دہن کا پھن ہزار گز سے زیادہ آسمان طلسم زہر برسانے پر آمادہ دم اُسکی راس و ذنب کو چلہ مین لاتی اُلٹی
چال خوف سے چلتے ایسا وہ بوکھلاتے جب سانس وہ لیتا کرۂ باد ہلتا طوفان قوم عاد دوبارہ آتا زحل اُسکے
خوف سے چرخ ہفتم پر گیا مریخ کو وہ ہول ہوا کہ برج عقرب مین رہنا اختیار کیا حاصل مرام اُس موذی نے شہزادہ
کو دیکھکر منہ پھیلایا اسنے تیر کمان مین جوڑ الب سوفار چلائے کہ نجنا تیر گوشہ کمان سے رہا ہوتے ہی اسکے دہن
پر پڑا جگر تک توڑ گیا نشانہ کا ہدف مراد پر پڑنا تھا کہ جنگل سارا خاک کا تودہ ہوا وہ موذی اچھل کر کئی گز اونچا ہوکر
زمین پر گرا دنیا تاریک ہوئی بعد کچھ دیر کے ایک سانپ اور پیدا ہوا اور کفچہ پر باد کرکے چلا شہزادہ نے سر اُسکا
بھی کچلا آواز گیرودار پیدا ہوئی اور صدا آئی کہ مارا اژدرِ جادو کو غرض اس ہنگامہ کے بعد جو نگاہ کی وہ خارستان نظر نہ آیا عوض
اُسکے صحرائے سبزہ زار پایا نہرین اور چشمہ جاری ہر سمت وزان باد بہاری شہزادہ نے ایک چشمہ پر جاکر پانی پیا
وضو کیا صلوٰۃ پڑھکر لوح کو دیکھا یہ ظاہر ہوا کہ اے سیار این عجائبات آگے روانہ ہو ایک دریا ملیگا کہ نام اُسکا باد ہفو
ہے وہان پھر لوح کو دیکھنا شہزادہ وہان سے آگے چلا ایک درۂ کوہ سے مرور کیا تھا کہ دریائے زخار ملا بحر
اخضر فلک اُسکا حباب تھا گردش فلک اُسکا گرداب تھا سفینۂ زمین و آسمان اُس سے کنارہ کش زورق
عالم خوف سے ڈگمگاتی جان ہر ذیحیات کی نام سے اُسکے غش شہزادہ نے وہان ٹھہر کر لوح کو ملاحظہ کیا معلوم
ہوا کہ اسماء قمر بساعت قمر اٹھائیس مرتبہ پڑھکر پانی پر دم کر ایک سرطان اُبھر کر کنارے آئیگا جسکی پیٹھ مثل کشتی
ہوگی تو جست کرکے اُس پر سوار ہونا وہ اُس پار تجکو پہونچائیگا شہزادہ نے حرف منسوب قمر کہ مجموعہ اُنکا ضطغ
ہے بتعداد مذکورہ ساعت قمر مین پڑھے سرطان کنارے پر آیا اُسکو مثل کشتی سرطان چہرہ کے پایا یہ نہنگ
بجرأت پشت پر اُسکی سوار ہوا اور وہ زورق طلسمی ہوکر چلی شہزادہ کو آب نے اسقدر بلند کیا کہ دنیا کا کنارہ
نظر آنے لگا کشتی چڑھاؤ پر چڑھکر بہاؤ پر آتی لجہ و تلاطم و گرداب نے جان بخشی کی یعنی ناؤ کنارے پر لگی بیڑا
پار ہوا یہ آشنائے قلزم خیر دور کنار ہوا ساحل پر پہونچکر نام خالق بحر و ارض سنبھالیا اور لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ
لوح کو پانی مین غوطہ دیکر ہاتھون پر رکھکر بلند کر ایک چاند روئے ہوا سے تڑپکر دریا مین گریگا اور ایسی آواز مہیب
آئیگی کہ صور اسرافیل کو کچھ رتبہ اس کے سامنے نہین دل قوی رکھنا ڈر نجانا چاند کے گرنے سے دریا کا پانی روغن
کی طرح اُڑ جائیگا پھر چشمۂ مہر مین تری پائیگا اور دریا مین تری نہ پائیگا یہ معلوم کرکے شہزادہ نے لوح کو غوطہ دیکر ہاتھون

سر پٹکر اونچا گیا ماہ طلسمی تڑپ کر پانی پر گرا وہ صداے ہیبتناک آئی کہ یقین تھا کوہ باہم ٹکرا جائین فلک پھٹ پڑے ساکن ارض تہ زمین مین سما جائین شہزادہ نے اپنے تئین سنبھالا لیکن سکتہ سا ہو گیا سناٹے مین کھڑا رہا وہ دریا ناپدید ہو گیا بعد کچھ دیر کے جب ہوش فل فاتح طلسم بر جا ہوے بیشتر قدم بڑھایا اور اسماء الٰہی پڑھتا منازل طے کرتا جاتا تھا کہ یکایک ہواے گرم آنے لگی لون جسم جلانے لگی کچھ ہی دور آگے بڑھا تھا کہ بیابان آتش نظر پڑا الحفیظ والامان ہوا آگ کی لپٹ کو شرماتی تھی زمین سے آسمان تک آگ بھری نظر آتی تھی جو ٹیلہ اور ریگ تھا آگ کا انگارا معلوم ہوتا تھا جو درخت سوکھا تھا جہنم کا کندہ مفہوم ہوتا تھا پہاڑ سرخ تھے پتھرون سے شرر نکلکر تا بہ فلک جاتے تھے تالاب جھلین جوش مارتی تھین لہرون مین چنگاریان بہتی دکھائی دیتی تھین جلتے جلتے زمین کی چربی نکل آتی تھی حباب دریا نہ تھے آبلے پڑے تھے دھوئین کی گھٹا چھائی تھی درخت جل رہے تھے گرمی سے تلملا کر ہاتھ مل رہے تھے آگ درخت سے جھڑتی تھی گرمی دل جلا نیکا وارومدار کرتی تھی آگ کے درخت کا نام مدار تھا آگ کا ہی جلکہ قرار و مدار تھا زمین سرخ تھی عجب طرح کی حالت شہزادہ کی ہوئی از بسکہ صاحب لوح تھا نہین تو جلجاتا گھبرا کر لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ حرف آفتاب کے پڑھکر دم کرا ایک لکہ ابر پیدا ہوگا اور بڑھکر کالی گھٹا ہو کر تمام دشت پر برسیگا تمام دشت نمونہ گلزار خلیل نظر آئیگا شہزادہ نے حرف آفتاب کہ مجموعہ انکا (منسع) ہے ورد زبان فرمائے اور جانب فلک دم کیے ایک لکۂ ابر پیدا ہو کر تمام عالم پر محیط ہوا ہر طرف اندھیرا چھایا آنکھون مین ٹھنڈھک پہونچی یہ عالم نظر آیا کہ بموجب ابیات

وہ دھوان دھار گھٹا ہے کہ نظر آئے نہ شمع
ابر بھی جل نہین سکتا وہ اندھیر اگھپ ہی
گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈھے اسے لیکر مشعل
برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لا تا مشعل

اس گھٹا سے پانی ایسا برسا کہ دم بھر مین جل تھل بھر دیے وہ حرارت وہ تابش سب دفع ہوئی سبزہ لہلہایا بہار نے جوبن دکھایا ہوا مین قوت نامیہ ایسی تھی کہ دم کے دم مین نو رسیدگان چمن کی طرح شجرہاے کہنہ سرسبز و نہال ہو گئے کہ بیت

آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست ❊ بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست ❊ ہوا سرد چلنے لگی پھول ہر سمت شگفتہ نظر آئے مرغان چمن چہچہانے ہوا کے جھکولے سے پانی مین شرابور ہو کر نہال جھکے تھے جانور خوش رنگ ان پر پھریریان لے رہے تھے شاہزادہ نے اس تمازت مہر سے جو نجات پائی یہ بہار دیکھ کر ملکہ ہوادار کی یاد آئی مستانہ وار ایک چشمہ کے کنارے ٹھہر کر یاد یار مین یہ اشعار زبان پر لایا کہ اشعار

چاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا
باغ سنسان نکر انکو پکڑ کر صیاد
کر چکے ابر تر بھی کہین باران پیدا

نسبت اُس دست نگارین کو نہین کچھ اُس سے
بعد مدت ہوے ہین مرغ خوش الحان پیدا
اب قدم سے ہے مرے خانۂ زنجیر آباد

خار دامن سے اُلجھتے ہین بہار آئی ہے
یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا
رو کے آنکھون سے نکالون مین بخار دلکو
مجکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا

غرض بعد کچھ عرصہ کے شہزادہ نے لوح کو پھر ملاحظہ فرمایا یہ نکلا کہ یہان سے دست راست کی طرف چل اسی سمت یہ رہرو بادیہ طلسم روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ ایک میدان مین پہونچا کہ وہان ایک دروازہ لگا تھا اُس شکنندۂ حصار طلسم نے اُس در مین قدم رکھا فوراً نعرہ مہیب کسی نے لگایا پھر کر جو دیکھا تو دیو قوی ہیکل کو آمادہ بہ شر و فساد پایا کہ چقماق

جادو گران سنگ کاندھے پر رکھے منصور تعزیہ بلا کی طرح کوہ سے تھا وہی چقماق جادو چرخ دیکر سر پر شہزادہ کے لگایا شہزادہ نے رد کر کے تیغہ خارا شگاف لگایا جسم دیو پر ذرا بھی اثر نہوا اُسوقت اُسنے گھبرا کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ حرف جو متعلق بہ مریخ ہین پڑھ کر دیو کی طرف پھونک اور تیغہ پر بھی دم کر کے دیو نابکار کو قلم کر شہزادہ نے حروف منسوبہ مریخ کہ مجموعہ اُنکا (ملیکل) ہے پڑھ کر دم کیا اور تیغہ پر دم کر کے سر دیو کو بتا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ دیو زخم کاری کھا کر زمین پر گرا اور پکارا کہ اے تو لوح مین تو مارا گیا لیکن تیری بھی خیر نہین کیونکہ تیرے دادا کے لشکر پر سیماب تن جو اس مرحلہ طلسم کا مالک تھا بادشاہ طلسم ہوشربا کے حکم سے گیا ہے اور وہ بغیر تیغہ طلسمی کے مارا نہ جائیگا سب مسلمانون کو قتل کر کے آئیگا اور طلسم ابھی فتح نہ کر سکے گا جبتک اُسکو نہ ماریگا پھر تو یہان وہ وہان بادشاہ طلسم تجکو مارڈالیگا یہ کہہ کر ایڑیان رگڑ کر دیو تو واصل جہنم ہوا اور شہزادہ نے لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ جو دیو نے کہا ہے سچ ہے بغیر مارے جانے ساحران مذکور کے آمین طلسم مین فرق نہ آئیگا فی الجملہ تم سے کچھ غفلت نہین ہوئی اس سبب سے خدا تعالیٰ ارحم فرمائیگا یہ اسماء مقدسہ آلٰہی کئی سو مرتبہ مع درود معظم اُس جگہ بیٹھ کر پڑھو اور منتظر فضل خدا رہو یہ معلوم کر کے شہزادہ نے وضو کیا اور اُس ایک مقام پاکیزہ پر بیٹھ کر اسمار الٰہی پڑھنے لگا یہ تو مصروف اسماء خوانی ہین لیکن دایہ اور ساحرہ وغیرہ بھاگ کر جو بادشاہ طلسم کے پاس گئے شاہ مذکور قلعہ ہزار برج مین سریر جہانبانی پر جلوہ گستر تھا کہ ان لوگون کا بدحواس آنا دیکھ کر زیادہ منتشر مزاج ہوا کیونکہ پہلے سے فکر کر رہا تھا کہ سارا طلسم فتح ہوتا جاتا ہے کوئی ساحر طلسم کشا پر فتح نہین پاتا مجھے بھی خود چلنا چاہیے اسی فکر مین دایہ سے لوح پانا فاتح طلسم کا سنکر تخت پر سے اُٹھا اور اُسکے اُستاد نے ایک رقعہ لکھ کر اُسے دیا ہے وہ اسکے سرہانے خوابگاہ مین رہتا ہے وقت مشکل اُسی کے لکھنے کے بموجب عمل کرتا ہے اسوقت بھی اُسی کو جا کر ملاحظہ کیا ہر چند کہ وہ پرچہ قرطاس مختصر سا ہے لیکن اُسکی نیت کے موافق حرف اُسمین ظاہر ہوتے تھے غرضکہ اب جو شاہ نے یہ نیت کر کے رقعہ مذکور دیکھا کہ مین فتاح طلسم سے لڑنے جاؤن یا نہین معلوم ہوا کہ طلسم کشا سے لڑنا چاہیے عمر طلسم بسر ہو چکی طلسم کیا وہ طلسم کہ جس کے بادشاہ کا تو مطیع ہے یعنی طلسم ہوشربا چند روز مین برباد ہو جائیگا اور جو شریک افراسیاب ہوگا وہ مارا جائیگا تجکو لازم ہے کہ شریک طلسم کشا ہو کر جان اپنی بچا اور اگر فرض کریں ہم اس شہزادہ کو قتل بھی کیا تو حمزہ اور اُسکے فرزند ہر ایک طلسم کشا ہین جان بچانا اُنسے مشکل ہوگی خلاصہ یہ سب طرح بہتر یہی ہے کہ اطاعت طلسم کشا اختیار کر یہ معلوم کر کے شاہ طلسم نے جملہ سردارون کو بلایا اور کہا میرا ارادہ طلسم کشا کی اطاعت کرنے کا ہے سب نے عرض کیا کہ ہم مطیع فرمان ہین سراسر بندۂ احسان ہین جسکے آپ مطیع ہون ہم اُسکے خاک پا ہو جائین اور جس سے آپ لڑین اُسکے لیے تیغ جفا ہو جائین بادشاہ نے یہ سنکر کئی لاکھ ساحران دمباز ان کو حکم تیاری دیا اور چند ساحرون کو مع اپنے نامہ کے ظلمات جادو پاس بھیجا مضمون نامہ یہ تھا کہ ہم نے اطاعت طلسم کشا کی اختیار کی تم رفیقان شہزادہ موصوف کو ہمراہ لیکر مع تمام لشکر اپنے کے یہان آؤ یہ نامہ جب ساحرہ کو پہونچا انجم عیار اور اندر جگر جادو اور دیا قوت وغیرہ کل رفیقان شہزادہ کو نہایت خوشی ہوئی اور بیان کیا گیا تھا کہ شاپور عیار بھی ہمراہ انجم برائے تلاش لوح روانہ ہوا تھا انجم کو تو ساحرہ نے اُٹھوا منگوایا اور اس ساحرہ کو لوٹتا ہوا اب دکھا کر اس عیار نے مار ڈالا پس یہ تو اندر طلسم کے آگیا اور شاپور نے ہر چند تردد کیا اندر طلسم کے نہ پہونچا ناچار ایک مقام پر بیٹھ رہا اور بعض داستان گو نے بیان کیا

کہ خدمت ایرج مین پھر کر گیا غرض جس روایت سے کہ عیار مذکور طلسم مین ہے تو اخگر نے ساحرون کو بھیجکر اُسے بھی بُلوایا اور تمام ساحر مع اپنی فوج کے بحشم و خدم روانہ ہوے ادھر ملکہ ہوادار جو مخفی ہوگئی تھی چنانچہ ایک درہ کوہ مین ٹھہری ہوئی تھی اور طائران سحر بہر خبر گیری روانہ کیے تھے وہ طائر جو مرحلہ فتح ہوتا تھا ملکہ کو مبارکباد دیتے تھے اسوقت بھی خبر فتح اُنھون نے پہونچائی ملکہ مذکور شادان و فرحان اپنے قلعہ مین آئی اور لشکر اپنا تیار کر کے بڑے تجمل و شان سے سمت شہزادہ روانہ ہوئی اس طرف سے بادشاہ طلسم جہاندار گنبد نشین جادو جمعیت کثیر ساحران نامی روانہ ہوا اور اُسی میدان مین جس کے درو انسے مین شہزادہ عمل خوانی کر رہا ہے آیا شاہزادہ نے جو سامنے میدان مین لشکر کا جماؤ دیکھا لوح طلسم کو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ عمل اپنا بغیر تمام کیے یہان سے نہ اُٹھنا شہزادہ ہی طرح پڑھتا رہا ادھر بادشاہ طلسم تخت پر سے اُتر کر مع چند امرا و اکابر طلسم کے نذر لیکر بڑھا اور قریب دروازہ پہونچکر ٹھہرا شہزادہ جبتک پڑھے گیا یہ ٹھہرا رہا جب عمل تمام ہوا عامل نے اسکی جانب بنظر لطف دیکھا بادشاہ نے تسلیم کی اور نذر دی اور عرض کیا کہ مین اطاعت حضور کی قبول کی اب بقیہ طلسم فتح کرنے سے ہاتھ اُٹھائیے قلعہ طلسمی مین تشریف فرما ہوجیے مال طلسم لیجیے حکومت کیجیے شہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا کہ پہلے اس سے مطیع اسلام ہونے کا اقرار لینا چاہیے پھر اسکے ہمراہ جانا مناسب ہے شہزادہ نے یہ دیکھ کر سوال اطاعت اسلام کیا بادشاہ طلسم بصدق ارادت مطیع الاسلام ہوا اور شہزادہ کو تخت پر برابر اپنے سوار کر کے جانب قلعہ طلسم چلا پھر تو ڈنکا بجا طائران طلسم نے سر پہ سایہ کیا کئی لاکھ ساحر جلو مین صدائے طرفدا بلند بڑی شوکت سے سواری روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ مین عمارت قلعہ طلسم دکھائی دی شہزادہ نے ہزار برج کا ایک قلعہ فلک فرسا بنا پایا در و دیوار کی صفا پر آئینہ دل شیدا پایا خندق گرد اُس کے کھدی تھی کلس جواہر کے چڑھے تھے ہر برج مین ہزار طرح کی خوبی بھری تھی شہزادہ کے پہونچتے ہی علامت طلسم برپا ہوئی بروج کے در کھلگئے پریان رقص کرنے لگین فصیلہائے قلعہ پر غول منھ سے قرنا لگائے ظاہر ہوے اور قرنا کو دم دیا اسی وقت خندق کا پانی جوش کھانے لگا بخار زمین سے نکلکر دھوان بنا ہوا جانب فلک گیا اور ابر بنکر موتی برسانے لگا طائر طلسم پکارے کہ طلسم کشا آیا ہزارہا ساحر اُنکی آواز سے اُڑ کر بہر دید طلسم کشا آیا اس طرف سے تخت بادشاہ نے بڑھایا در قلعہ کھلگیا اور ہزارون ستارے برجون سے نکلکر اُس تخت کے گرد پھرنے لگے اور خندق مین جاکر ڈوب گئے گویا اہل طلسم لٹنے ہین آسمان وقار کے سر پر سے تارے صدقے اُتارے خندق سے ماہیان و نہنگ اُچھلنے لگے اسی دھوم سے سواری اندر قلعہ کے داخل ہوئی یہان جتنے ساکنان طلسم ہین سواری دیکھنے کے اشتیاق مین در و بام پر ایستادہ تھے خلقت کا جماؤ دکاندارون کا بناؤ لائق دید تھا ہر سمت سامان نشاط و عید تھا عمارات عالی کی صفائی بازارون تمام رنگین نہایت آرائش وترئین جادوگرنیان حسین و مہ جمال دریچون سے سرگرم نظارہ کمسن اور مہ پارہ جیسے بروج فلک مین ہجوم سیارگان خلاصہ یہ کہ بڑے تزک سے سواری روان آتے آتے دارالامارہ مین پہونچی وہ مکان سراسر طلسم تھا دروازہ پر امیر الامرا طلسم جمع تھے شہزادہ کو اُتار کر اندر کاخ شاہی کے لائے تخت کئی سو زینہ کا گسترده تھا چاہا کہ اُسپر جلوس شہزادہ کریے شہزادہ نے تخت نشینی سے انکار کر کے بادشاہ سے کہا کہ ملکہ ہوادار جادو

دارث اس سلطنت کی ہے مگر وہ عورت ہے بدین سبب تم اُسکے عوض کاروبار سلطنت کرو مین نے طلسم ظاہر کی حکومت
بنام ملکہ اخگر جادو معین کی اور طلسم باطن کی حکومت ملکہ ہوادار کو دی اور اخگر کو بھی مطیع ہوادار کیا تم دونون
شہزادیون کی طرف سے نائب مقرر کیے گئے اسی گفتگو مین شہزادہ تھا کہ ظلمات مع سب رفیقان شہزادہ کے آئی اور ملکہ
ہوادار بھی تشریف فرما ہوئی بادشاہ طلسم نے مع چند سردارون کے استقبال کیا امیران طلسم نے اپنی شہزادی کو دیکھکر
خوشی کی اور نذر دی پھر عہد نامہ بشر الطمذکورہ بالا تحریر ہوا شہزادہ نے مہر اپنی پیشانی پر کی بعد طے ان مراتب کے
شہزادہ کی دعوت کا جلسہ آغاز ہوا مغنیان خوش گلو و رقاصان زہرہ جبین و خوبرو ناچنے گانے لگین اپنی آن و ادا
دکھانے لگین ساقیون نے دماغ بادہ نابسے گرم کیا اسی جلسۂ عشرت مین شہزادہ نے فرمایا کہ میرا ارادہ ہے طلسم ہوشربا
مین جاؤن اور ریدہ بزرگوار قید ہین انکو چھڑاؤن بادشاہ طلسم نے بجواب اسکے عرض کیا کہ جس مقام پر آپ بیٹھے عمل
پڑھ رہے تھے وہی راستہ طلسم ہوش ربا مین جانیکا ہے مگر راستہ مسدود ہے اسلیے کہ آگے اُس راستے مین دربند
سیمابیہ پڑتا ہے بغیر اُس دربند کے طے کیے جانا طلسم مین ہو نہین سکتا اور اُس دربند کا مالک افراسیاب کی طرف سے
سیماب ہے اور وہ آپکے دادا سے لڑنے گیا ہے پس جبتک وہ مارا نہ جائیگا راستہ دربند سے نہ ملیگا لہذا مناسب حال
یہ ہے کہ حضور اپنے دادا پاس جائین انکی اعانت بھی فرض ہے کیونکہ وہ ساحر کسی سے مارا نہ جائیگا اور لشکر اسلام کو
بہت ضرر اُس سے پہونچیگا آپکے جانے سے دو فائدے ہین ایک تو لشکر اسلام آفت سے بچیگا دوسرے راستہ طلسم
کھلجائیگا شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا اُسکے قتل کرنے کا تیغہ کہان ہے اور یہان کسقدر طلسم ہے کہ وہ شکست ہونے سے
باقی رہا ہے بادشاہ گویا ہوا کہ یہ قلعہ ہزار برج باقی ہے اور یہی اصلی طلسم ہے اسکے دو چار برج کے مرحلہ جو یہان تک
آنے مین سنگ راہ تھے آپنے فتح فرمائے باقی اسی طرح ہین مگر اُن مرحلون کے ساحر سب مطیع الاسلام ہوئے جو حکم کیجیے وہ
بجا لائین اور اس قلعہ کا اثر طلسم سے یہ حال ہے کہ سرحد کوہستان سے دکھائی دیتا ہے اور جسقدر کوہ دشت و قلعہ وغیرہ آپنے
طے فرمائے ہین سب اسی قلعہ مین ہین مگر راستہ اُنکا بانیان طلسم نے اسی طرح مقرر فرمایا ہے جیسا آپنے ملاحظہ کیا اور ایک
میدان اس قلعہ مین اسی طرح کا اور ہے کہ جیسے آپنے راہ طلسم ہوش ربا کا میدان ملاحظہ فرمایا وہان بھی دروازہ
لگا ہے اور اُس طرف سے راستہ طلسم نور افشان کا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ میر الشکر یعنی جو کوہی دغیرہ مطیع ہوے
تھے نہین معلوم کدھر گئے بادشاہ نے یہ سنکر طائر سحر بہر خبر لشکر روانہ کیے کچھ عرصہ مین وہ خبر لیکر آئے کہ سب لشکر آپکا ہمراہ
شہزادہ ایرج جانب لشکر اسلام گیا شہزادہ نے حکم دیا کہ تحفہ جات طلسم حاضر کرو اور لشکر مسلح و مکمل ہو کہ مین بھی
جانب کوہ عقیق جاؤنگا اور میرے برادر او ریدہ وغیرہ نے اکثر بادشاہان طلسم کو مطیع فرمایا ہے تو طلسم اُنکا شکست
نہین کیا اُسی حال پر رکھا ہے پس مین نے بھی اس قلعۂ طلسمی کو برقرار رکھا اب جلد تیاری کرو بادشاہ کو یہ حکم محکم
شہزادۂ عالی ہمم سنکر اُٹھا اور شہزادہ کو ہمراہ لیکر پشت دار الامارہ کی طرف آیا وہان ایک خانہ باغ تعمیر تھا اُس باغ مین
دونون داخل ہوے سرو سنبل ریحان و ضیمران و گل و بلبل سے وہ گلشن معمور فرحت و بہار کا سراسر دستور نظارہ شطراد
کا ظہور شہزادہ سیر کنان بارہ دری مین آیا بادشاہ طلسم نے وہان ایک حجرۂ مقفل کو وا کیا اندر اُسکے بالکل اندھیر

تھا شہزادہ نے لوح کو بلند کیا روشنی پیدا ہوئی دیکھا تو اُس حجرہ مین دہنہ نقب ہے یہ دونون مثل دفینہ زر اُس نقب مین سمائے اور غلطان و پیچان دیر تک چلے گئے جب وہ سے پانون آشنا ہوئے ایک قصر رفیع و عالی مین گذر ہوا اُس قصر مین صندوق پر از مال طلسم بھے شہزادہ نے فرمایا کہ انکو کھلواؤ بادشاہ نے کچھ افسون پڑھا کہ ہزارہا ساحر محافظ اس مال کا گوشہ ہائے قصر سے پیدا ہوا اور تمام مال طلسم اُٹھا اُٹھا کر باہر لے جانے لگا بیس ہزار عرادہ زر سُرخ و سفید کے اور پچیس ہزار صندوق جواہر کے اور پچاس ہزار صندوق ظروف ہائے طلا و نقرہ کے اور چالیس ہزار خفتان مرصع کار اور ذغل ہائے زرنگار اور کرسیان مذہب و مطلا اور ساز و یراق اسپان وغیرہ یہین سے نکلا وہ سب ساحرون نے تختہائے سحر پر لادکے دارالامارۃ مین پہونچایا اور بادشاہ طلسم شہزادہ کو لیکر باہر قصر کے آیا اور تخت سحر پر بٹھا کر روانہ ہوا البسبب شکست ہوجانے مرحلہ جات طلسم کے راہ نزدیک ہوگئی تھی شاہ اُسی باغ مین کہ جسکی بارہ دری مین تلوار برق کردار لٹکتی ہے اور پاس آنے والے کے ٹکڑے کرتی ہے شہزادہ کو لایا اور کہا بادشاہ طلسم نورافشان کی ایک امانت اس طلسم مین لوح رکھی تھی اور شہنشاہ طلسمات **افراسیاب جادو** کی یہ تلوار امانت ہے اور اسی وجہ سے راہ تیرے طلسم کی تہخانہ سے مقرر کیگئی تھی کہ جس راہ سے حضور گئے تھے فی الجملہ اسی تلوار سے قضا سیماب کی ہے آپ لوح مین ملاحظہ فرمایئے جس طرح یہ تلوار ملسکے حاصل کیجیے اور اس نابکار کو مار لیے شہزادہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا معلوم ہوا کہ یہ اسماء الٰہی پڑھ کر دم کر تلوار اُتر آیگی شہزادہ نے اسماء مقدسہ پڑھکر تلوار صاعقہ خصال سقف سے چھوٹ کر گر پڑی شہزادہ نے یا علی مدد کہہ کر اُسپر قبضہ کیا کبھی ایسا تیغہ نگاہ سے نہ گذرا تھا نظر کا اُسپر ٹھہرنا دشوار تھا وار اُسکا اجل کا وار تھا ہزارون معرکے مارے ہوے وار سے نیا مے کیے ہوئے **نظم**

ہم پلۂ برق عالم افروز
اس تیغ کے واسطے فسان ہے

وہ برق کہ خرمن عدو سوز
ڈورا ہے کہ تار دام صیاد

گردش مین جو روز آسمان ہے
ہو جس سے نہ مرغ روح آزاد

شہزادہ اُس تلوار کو پاکر نہایت خوشنود ہوا اور ہمراہ بادشاہ طلسم پھر کر دارالامارۃ مین آیا اور مال طلسم بار کرایا کئی لاکھ کا لشکر ہمراہ لیا مرکب تازی نژاد پر سوار ہوا تیغہ طلسمی غلاف زمین کرکے زیب کمر کیا بادشاہان طلسم اور شہزادیان ہمراہ رکاب ہوئین اور طلسم کی حد تک پہونچانے آئین بہ ہزار شوکت و جاہ بڑی حشمت و رفعت منزل سے چلا کہ آگے آگے فیلان فلک شکوہ کی قور اور اشتران بغدادی کا انبوہ بلبلانے کا شور اسپان تازی و عراقی وغیرہ پر جوانان رستم شوکت سوار بعد اُن کے پیادون کی قطار ساحر تختہائے سحر پر اور طائر و فیل و اژدر پر روان قرنائے جنگی کا شور ترسانندہ جان یہ کیفیت نمایان کہ **ابیات**

درود و خشت و کوہ و بیابان سنان
ابا جوشن و تیسر آہن گذار
درفش خجستہ میان سپاہ
گرانمایہ اسپان و تخت و کلاہ

عنان تافتہ سربسر ور عنان
پس پشت شان زندہ پیلان کوہ
زگو ہر درخشان بگرد از راہ
بتو فید شہرو برآمد خروش

ہمیدون پیادہ بیس منیرہ دار
زمین از پے پیل آشتہ ستوہ
و دیگر گرگوئی سلیخ و سیاہ
تو گفتی ہمی کر شد از نعرہ گوش

چنان تیرہ گون شد ز گرد آفتاب / تو گفتی جہان غرق گشت اندر آب
سوئے فوج اسلام بگرفت راہ / روان گشت تورج با این فر و جاہ

یہ شہزادہ کیوان کلاہ تو رو براہ ہو گر تتمہ حقیقت سیماب کفر پناہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک روز لشکر لقا میں ٹھہر کر جب دو سے گروں وہ وقت آیا کہ سیماب روز تمازت آفتاب سے اڑ گیا اور مونس دہر نے سیماب مہر کا کشتہ بنایا آئینہ ماہ پر پارا چڑھا نظم

ستاروں کا جو پہنا شب نے زیور / دکھایا مہ نے آئینہ پھر آ کر
لیا رستہ سپاہی نے عدم کا / ستارہ کہکشاں کا خوب چمکا

شام کے ہوتے ہی سیماب نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے جنگل میں اس جگہ حاضر تھے قاصد ہوئے کہ خبر طبل جنگ بجنے کی امیر سے جاکر عرض کریں مگر بختیارک کی باتیں سننے کو ٹھہر گئے کس لیے کہ وہ سیماب سے کہتا تھا کہ آجتک میں نے روک کر تمکو زندہ رکھا اب آج کی رات تمپر بھاری ہو عیاران لشکر اسلام ماشاء اللہ چیلے اور اگر رات کو بچ گئے تو صبح کو حمزہ زیر تیغ کریگا یہ کلمات سنکر سیماب نے جواب دیا کہ ملک جی میری قضا ہی خدائے باختر نے پیدا نہیں کی یہ کہکر اپنے منہ پر دو ہتڑ مار کر منہ پاش پاش ہو کر پارہ کی طرح ڈھلک کر بکھر گیا اسنے کہا جا ہے کوئی ہزار بار مجھکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے لیکن ضرر مجھکو نہ ہو بختیارک شیطان یہ حقیقت اس بے ایمان کی دیکھکر بہت خوش ہوا اور عیاران اسلام بہت ترسندہ اور غمگین ہو کر وہاں سے روانہ ہوئے اور سامنے بادشاہ عالیجاہ کے استادہ ہو کر بہ عجز و ادب یہ قطعہ دعا و ثنا میں زبان پر لائے قطعہ

وارث ملک جانتے ہیں تجھے
برق کو دے رہا ہے کیا الزام
فن صورت گری میں تیرا اگر
کیوں نمایاں ہو صورت و غام

گیو و گودرز و بیژن و رہام
تیرے فیل گران جسد کی صدا
گر نہ رکھتا ہو دستگاہ تمام

رعد کا کر رہی ہے کیا دم بند
تیرے رخش سبک عنان کا خرام
آ سکے مغرب کے سر دنت سے

ایک ساحر اس طرح کا آیا ہے کہ جب اسکو قتل کرو تو پارے کی طرح ملجاتا ہے آج اسنے طبل جنگ بجوایا ہے یہ کہکر کنارہ ہوئے اور بادشاہ نے جانب امیر دیکھا آپنے مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو سے ارشاد فرمایا کہ خدائے ما بزرگ ست ہمارے لشکر میں بھی طبل بندی پر چوب پڑے چالاک نے دست بستہ عرض کی کہ اے آقا نامی خدائے عز و جل جب اس ساحر پر مظفر و منصور فرمائے تو مجھکو رخصت طلسم ہوشربا میں جانیکی دیجیے گا کہ میرا دل پدر بزرگوار کی خدمت میں جانے کو بہت چاہتا ہے امیر نے فرمایا کہ میرا بھی دل لگا ہوا ہے محبت نامہ اپنے دوست کو لکھ دونگا اچھا بعد فتح اس جنگ کے خواہش اس جانا بعض داستان گو نے بیان کیا ہے کہ جب جنگ عوج دو کو چالاک نے مارا اسوقت امیر سے رخصت طلسم مذکور میں جانے کے لیے مانگی امیر نے خلعت رخصت دیکر محبت نامہ بنام خواجہ لکھا کہ عرصہ سے تمہاری خیریت نہیں سنی دلگیر ہو وہی خدا تعالی کفاران طلسم پر جلد تمکو فیروزی عنایت فرمائے کہ زمانہ مہاجرت بسر ہو تمہارا قدم یہاں آئے چالاک یہ نامہ تو وہ شمامہ لیکر چلا مگر چند طلسم میں جانیکا راستہ ڈھونڈھا نہ ملا ناچار واپس آیا اور فکر کرنے لگا کہ کسی ساحر کے ہمراہ جاؤں ان حال اسکے جانے کا بیان کیا جائیگا اسنے اپنی عرض کر کے سمجھا ہے یہ کہ حیلہ عمرو کے بیٹھنے کی

بارگاہ سلیمانی میں ہوا عمرو اسکو اپنا قائم مقام کرکے اُس کرسی پر بیٹھ گیا اب اُسنے بھانجے کو خواجہ کے یعنی
ابو الفتح اصفہانی کو اس جگہ قائم مقام کیا ہو مگر ابھی تک آپ لشکر مین موجود ہو چنانچہ آج حسب الارشاد مہر نقار
خانہ مین ابو الفتح کہ جانشین ہو چکا ہے آیا اور کوس حبی بجایا داروغہ نقار خانہ نے جو نذر دی وہ خواجہ عمرو کیلیے جمع کرائی
خلاصہ کلام جب صدائے طبل حرب بلند ہوئی دلاوران حرصۂ شجاعت و شہامت خبردار ہوے بادشاہ نے دربار
برخاست فرمایا سردار اپنی اپنی جگہ پر آئے سلح خانے کھلوائے سل درسل نقیبون کی صدا بلند ہوئی آئینہ تیغ پر صیقل
دوچند ہوئی صدائے قرنائے جنگی مرأت خاطر شجاعان کیلیے گویا قلعی تھی کہ ہمت جرأت کی صورت نظر آنے لگی آئینہ
خانہ آرزو مین عروس جلادت جلوہ دکھانے لگی عشق شاہد دلاوری مین ہر ایک سیماب وار بیقرار جان دینے پر تیار صبح
کا ہر ایک کو انتظار کہ کہین تنگ ظلمت شب آئینہ سحر سے دور ہو صبح کا نور ہو تو آئینہ شمشیر مین جلوۂ عروس ظفر
نظر آئے بہادر و نامرد کی قلعی کھلجائے جوہر آئینہ آئین شجاعت دکھلین چشم شاہد ہمت کے اشارے دیکھین کہ کون
مرأت تیغ کے روبرو منہ بناتا ہو اور کون ہنس ہنس کر نگاہ ہو القصہ درست فرما ہوکش کے آئین تیغ مین صفائی ہو دیج
اسکن زرکس پر آفرین جوان آئی ہو کون فولاد دل ہو آئینہ شمشیر سے بشاش ہو کر کون مقابل ہو کل مقدمہ نامرد و ننگ ہے
کسکے منہ پر صفائی ہو گی کسکے چہرہ پر کدورت کا زنگ ہو غرض آئینہ تیغ و خنجر کو جلا ملنے لگی نامردون کو جو عارسی ہوئی تو
غیرت نفرین منہ در منہ کرنے لگی تینے مثل شاہد طناز و کرشمہ سنج آئینہ خانہ عالم مین تننے لگے تیر زہر اُگلنے لگے چہرہ عمرو
نے نامردون کا منہ چڑھایا بر رو بغیرت و بیحیا بنایا سپر مین آئینہ تیغ و خنجر سامنے رکھکر بالیان اپنی سنوارنے لگین پھول
اپنے دیکھنے بھانے لگین جو جلوا مصفا کہ سپر بہادر نے رکھدی آئینہ خیال کو حیرت ہوئی کہ قبضہ مین ملک زنگ تھا
اب وہ جلب ہوا طرفہ ماجرا ہوا مقام تعجب ہو لپائے حلقہ حلقہ محو صورت جنگ سوارون کو حیرت دامنگیر آئینہ خیال پیر سے
صاف رنگ کہانتک گذارش ہو چار پہر رات یہی نقشہ رہا جب مرقعہ دہر سے ورق شب اُلٹا صورت دوسری نظر
آئی تیغ سحر صیقل ہو کر مصفا ہوئی خنجر آفتاب نے روانی دکھائی کہ نظم

اس ہنگامہ مین مطلع صاف پایا　　سحر کا آئینہ شفاف پایا
سفیدی چھا گئی روئے زمین پر　　موذن نے کہا اللہ اکبر

امیر طاعت رب قدیر مین مصروف تھے کہ سیاہ اسلام دل کے دل بادل کے بادل انبوہ انبوہ حشم حشم بیرق بیرق خدم خدم جوق
جوق طائفہ طائفہ جانب میدان جنگ روان ہوئی سردار افواج کو روانہ کرکے در دولت باشوکت سلطان باکرم پر آئے
ابو الفتح نے بپشت اقدس امیر ذیشان پر ہو کر ہنگام دعا آمین کہی امیر نے سجادۂ لپیٹا اور صندوق اسلحہ طلب کرکے تبرک
انبیا علیہم السلام زیب جسم فرمایا اور باہر برآمد ہو کر پشت اشقر کو خانہ منور اور اُفق شاہ خاور بنایا جلو خانہ مین عیش محل
کے تشریف لانے سردار و نواب عرض کرکے الگ ٹھہرے یکایک برجہ محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھچا جلوس سواری کا
نکلنے لگا کنول لہائے بلورین کنول بردار نیون سے کنول بر داروں نے لیے طلائی نقرئی نجتا خرچ ہنکنے لگے عود و عنبر کے
لوٹے کنیزان محل سے طفلان ہر دیدار لیکر آگے بڑھے نواب ناظر خواجہ سرا اہتمام کنان نکلے کہاریان جوبن مین بھری
اترانیان ہوا دار کاندھے پر لیے ظاہر ہوئین حضور عالم کہار جو تخت لیئے استادہ تھے اس سر بے نظیر پہ ہوادار سے

اُتر آئے اور صدائے بسم اللہ بلند ہوئی امیر اور تمام سردار نبرد گاہ پر جا کر طرے ہوئے مرد ہا پکار انظم

قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ	مظہر ذو الجلال والاکرام
نوبہار حدیقۂ اسلام	شہسوار طریقۂ انصاف

امیر دوران صاحبقران زمان نگاہ روبرو بادشاہ کے بنظر الطاف ادھر دیکھا امیر نے مجرا کیا آنکھوں سے سلام لیکر اشارہ سوار ہونے کا فرمایا پھر تو حملہ سرداروں کا مجرا ہوا اور تخت ظل اللہ کو قالب مین رکھکر آگے بڑھے ڈنکا ہوا نقیب منقبت خوانی کرنے لگے ایک طرف سے ہاتھیوں کی قور جلو مین آگے بڑھی آندھی سیاہ اُمڈی یا کوہ سیاہ ہمراہ رکاب چلے وہ فیل بلند روان تھا کہ ہر ایک پر کوہ البرز کا گمان تھا زنجیرین جھنکتین گھنٹیان بجتین جھولین زرکار ٹرین نظم

سیندور جبین پہ رنگ لایا	گردون پہ شفق کا رنگ اُٹھایا	فیلون پہ تھے فیلبان نمایان
یا گنبد ہفتمین پہ کیوان	صندل کا شجر ہر ایک دندان	خرطوم تھی اُس پہ ماریجان
کرتے تھے دلون مین راہ گھنٹے	تھے غیرت مہر و ماہ گھنٹے	ایک طرف ہزار ہا گھوڑے طرارے

بھرتے سوارون کے زیر ران گھدریان کرتے کہ بموجب نظم

آہو صفت و عقاب پرواز	نسرین فلک کو تھے وہ شہباز	ہر چشم رکاب گوش محبوب
قسمہ ہے کہ زلف و دوش محبوب	زیور سے ہر اک لدا تھا ایسا	گلبن ہو چمن مین جیسے زیبا
نرمی تھی خرام کی نمایان	تھے تار نظر پہ گرم جولان	نوجوان منچلاپن دکھاتے جاتے تھے

دورباش کی صدا لگائے لشکر کی آمد پر شوکت گھوڑون کے تھے باجون کی صدا ہتھیارون کے رگڑ کی صدا تلوارون کی چمک صحرا مین پھولون کی مہک بہادرون کے دلمین اُمنگ نشہ شجاعت کی ترنگ کرنا کی صدا سے گوش کروبیان کر خلاصہ یہ کہ برپا کر و فر نظم

ابا صد ہزار از گزیدہ سران	ہمہ پہلوانان و گندآوران	ابا پیل و با کوس و با فرہی
ابا تاج و با تخت شاہنشہی	سپاہ و سپہبد بر فتن گرفت	زمین سم اسپان نہفتن گرفت
تو گفتی کہ خورشید گردان بجاے	باندازہ نہیب سواران بجاے	اسی جاہ و حشمت سے یہ شاہ مع سپاہ

وار و جنگاہ ہوا اسطرف سے لقا گمراہ تخت ہاتھیون پر کھچوائے کوہون کو ہمراہ لیے آیا ایک جانب سے برق و باران پیدا ہوا اور اژدرون پر تخت کھنچا سیماب اُسپر لہراتا ہوا نیس پشت گئی ہزار ساحران غدار نہنگ چہرہ و سگ پیکر و مردم آزار اسباب ساحری ہمراہ لیے منقلین آتشین سلگائے تھالیان برنجی آگے رکھے ماتھے پر ٹیکا لگائے جے سامری کی پکارتے آئے دھرو کی صدا پیر کھیلنے لگے ڈفلے بجے اژدر پھنکارے جادوگرنیون نے ماش پڑھکر ملے دلاورون کی صف کشتی کی نقابت نقیب کرکے ہٹے پرے بندھ گئے قشون قشون خیل خیل الگ الگ غول باندھکر کھڑے ہوئے بعد آگو ستگی میدان کڑکا ہوا ساحرون کے جھنڈ ان ہائین ہزارون ہائین آئے آئین سیماب نے خداوند کو اپنے سجدہ کیا اور اجازت خواہ ہوا اُس نے کہا مین نے تجکو اپنا نظر کردہ کیا اور اپنے ید قدرت کو تیرا دستگیر بنایا وہ سیہ دل کلمات سنکر ہنستا ہوا چمک کر پیادہ

وسط میدان مین آیا اور للکارا کہ اے فرقۂ مغضوب درگاہ خداوند مین آؤ اور جام شربت مرگ میرے ہاتھ سے پیو اس نہیب کو سنکر بادشاہ کی نگاہ صف دست چپ کی جانب اٹھ گئی اس صف سے شہزادہ رستم پیلتن و پیلفگن کشندۂ قویل و دیو ہندی قاتل کپتان فرنگی ابن حمزۂ صاحبقران زیب و زینت بارگاہ سلیمان جلمشاہ نوجوان نے فوراً اسپ ابلق کو صف سے نکالا اور سامنے بادشاہ کے مرکب سے اتر کر اجازت جانبازی طلب کی بادشاہ نے جام کلۂ عنبریت مرحمت فرمایا خلعت دیا فی حفظ اللہ کہکر رخصت کیا شہزادہ موصوف جست کرکے پشت باد پا پر اپنے پہونچا اور گھوڑا اٹھا کر چلا فرنگیون نے ارگن بجایا سرداران شہزادہ کے ہمراہ رکاب چلنے چاہا ہر ایک کو تشفی دیکر روکا اور آپ سامنے اس تیرہ درون حریف کثیف کے آیا اور طالب ضرب ہوا اس جادوے دین نے بغیر سحر کیے سبکے دکھانے کو ایک ہاتھ تلوار کا شہزادے پر مارا اس بہادر نے رد کرکے تیغ کپتان نیام سے لیکر کمر کو تاکر سر پر مارا کہ اس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے لیکن بدستور قسیم جسم پھر ملگیا اور مجسم ہو کر پھر اسنے پڑھکر ہاتھ اونچا کیا ایک بجلی تڑپکر گری دونون لشکر کے لوگون کی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ شہزادہ علمشاہ کے دو ٹکڑے پڑے ہین یہ دیکھکر امیر بیتاب ہوے بادشاہ نے اشک حسرت بہائے سرداران سخنہائے بے اعتباری دنیا زبان پر لائے کہ افسوس

قطعہ

نہین دنیائے فانی گھر کسی کا — بدلتا ہے سدا یان رنگ جی کا
کوئی محظوظ ہوتا ہے جو کچھ دم — تو برسون ہے برابر کاوش غم — زمان مرگ ادنی ہو کہ اعلی
نہین رہتا کبھی قائم کسی کا — وہی تو گور کفن اور گوشۂ خاک — سوا اسکے نہ دولت اور نہ ادراک
عزیز و اقربا سب سے جدائی — فقط کنج لحد سے آشنائی — جب لشکر مین زیادہ کہرام ہوا

امیر مانع ہوے اور فرمایا ہنگام جہاد صبر لازم ہے جزع و فزع سے کفار زیادہ ترشاد ہونگے اسی گفتگو مین سیماب نے پھر مبارز طلبی کی ابکی شہزادہ قاسم نے گھوڑے کی باگ لی اور شاہ سے اجازت لیکر سامنے ساحر کے گئے ہنگام ضربت ساحر دو ٹکڑے ہو کر ملگیا اور بجلی گرا کر اس شہزادہ کے بھی دو ٹکڑے کیے غل لشکر اسلام مین برپا ہوا اور فرط غضب سے سرداران روم و فرنگ و خاور کہ ماتحت شہزادگان والا و رتبہ تھے یکے بعد دیگرے سامنے اس بدباطن کے جانے لگے مگر ظفریاب نہوے سب اسی طرح دو ٹکڑے نظر آئے امیر نے خود قصد مقابلہ کا کیا لیکن خواجہ بزرجمہر کے لڑکے جنگاہ مین آکر منت پذیر ہوے کہ یا امیر آپ بھی لڑنے جائیگا تو یہی حال ہوگا اسلیے کہ یہ طلسم بند ہے اگر سحر ہوتا تو اسم اعظم سے باطل ہو جاتا اسم اعظم پڑھکر کوئی طلسم درہم اور شکست نہین کر سکتا امیر انکی منت کرنے سے ٹھہر جاتے ہین عزیزون کا رنج و غم کھاتے ہین اس مقام پر بھی صاحب دفتر نے لکھا ہو کہ سیماب شام تک طبل باز گشت بجا کر پھر جاتا ہی اور دوسرے روز پھر لڑتا ہی پانچ چار روز تک میدان داری ہین بہت سے سردار لشکر مارے جاتے ہین چنانچہ اس احقر نے جنگ ہر روز کی تصریح وار نہین لکھی کیونکہ ایک سطر کا مضمون تھا داستان گو لوگون کو اختیار ہو آپ شان جتنی چاہے بیان کرین آمدم بر سر مطلب آج کی جنگ مین فرزندان حمزہ قتل ہو رہے ہین بجنیا ایک نہایت خوش ہو کہ رہا ہو کہ ملخدہ خداوند لقا دیکھو دو راستہاے رنگ کا ایسا نہو کہ [illegible]

ہو جائے آج لشکر بندگان مغضوب کا خاتمہ ہے لقا بھی قہقہے مارتا ہے اور کہتا ہے کہ ما بدولت کو آج ہی تو غصہ آیا ہی
اب آقدیر ان بندوں کے غارت کرنے کی بہت مستحکم کی ہے اور سنگ غضب کے نیچے دبی ہے یہ کسی طرح نہ پلٹے گی ادھر
اہل اسلام بیچارے خستہ دل جب مقابلہ ساحرہ میں آتے ہیں قتل ہو جاتے ہیں مگر ہمت نہیں ہارتے برابر لڑنے آتے ہیں اور
نقد جان دیتے ہیں رات بھر کے جاگے دولہا عروس مرگ سے ہمکنار پڑے سوتے ہیں جسم انکے خاک و خون میں بھرے پوشاک
شہانا زیب جسم کیے فلک کی گردش جہد جنبان یا بشکل آسیا دانایان شجاعت کو دانہ کی طرح اُسنے پیسا زمین خاک
بسر درخت نیلی پوش سراسر نخل غم برگ لتبکل کف افسوس اہل ماتم لشکر اسلام میں تلاطم جھنڈے لبان زن سوگوار
بال کھولے نقارے سر پیٹتے جھانجھ کف افسوس ملتے سردار گریبان چاک گھوڑے شیشے بجتے پلٹنیں رسالے
بے افسروں کے بھاگنے پر آمادہ محلات مخدرات میں سنا اس خبر کے ہونچنے سے عورتوں کا پیٹنا کوئی فراق شوہر میں ہی ہی
میرا وارث کہکر بال نوچتی کوئی یاد بیٹوں میں ہائے میر انچا کہکر منھ پر طمانچے لگاتی ہزار ہا عورتوں کا حلقہ باندھ کر بال کھولنا
اور نوحہ وزاری کرنا ابیات

کوئی بولی چھپے تم ہے اے ماہ
جہاں کس کو کہے گا روح سلطان
غضب کیسا ہوا کیا پیش آیا

کوئی بولی کہ آہ پیارے کہاں ہے
کہاں ڈھونڈھوں کدھر جاؤں میں اے آہ
حجاب خاک میں تم سوے دلدار
جو اے رب انکو دنیا سے اٹھایا

مری آنکھوں سے کیوں ابتک نہاں ہے
پکارے گی یہ مادر کس کو اے جان
لحد تیری کریں ہم آہ تیار

جب فرزندان حکیم بزرجمہر نے یہ
تلاطم دیکھا سمجھے کہ ہم کبتک امیر با توقیر کو مانع ہونگے یقین ہے کہ امیر بھی لڑنے جائیں اور اسی آفت میں گھریں اب قافلہ
گم کردہ راہ ہوا چاہتا ہے یہ باغ دست برد خزان سے تباہ ہوا چاہتا ہے پس یہ مضطر ہو کر زائچہ کشی پر مائل ہوے اور قرعہ
پھینک کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سردار جو قتل ہوے ہیں کشتہ سحر ہیں وہ بجلی چمکتی ہے اور آنکھ جھپکتی ہے اتنے ہی
عرصہ میں سردار کو ساحر اٹھا لیتے ہیں اور کاغذ کا پتلا ڈال دیتے ہیں جو سحر کی وجہ سے افسر کی شکل نظر آتا ہے اصلی سردار
قید ہو جاتا ہے اب زمانہ فتح ہونے لڑائی کا بجانب سلمانان قریب ہی کفار کا لشکر شکست نصیب ہو زائچہ سے یہ معلوم
کرکے خدمت امیر میں آئے اور جملہ کوائف معرض بیان میں لائے امیر نے شہزادہ کرب کج کہ داروغہ بارگاہ سلیمانی ہے
محلات میں بھیجا کہ شہزادہ مذکور نے ہر ایک بی بی کو تسلی دیکر وہ نوحہ و شیون موقوف کرایا اور یہاں بادشاہ اسلام نے تاج
اُتار کر جانب قبلہ رخ کیا اور محتاج بدرگاہ کبریا ہو کر بصد تضرع و نیاز استغاثہ کیا کہ اے خلاق ارض و سما ہمکو اس
بلا سے بچا کہ بموجب نظم

کہ اے برتر از دانش و ہوش و رائے
بہ بیچارگی داد خواہ تو ایم
تو باشی بہ بیچارگی دستگیر
ندارم جز تو کسے را بکس

سپہدار و گردن کشان آنزمان
نہ از جائے دو رو نہ ہر جا بجائے
ز افسون و از جادوے برتری
توانا برابر آتش و زمہریر

گرفتند زاری سوے آسمان
ہمہ بندہ پر گناہ تو ایم
جہاندار و برد ادران دادرے
ازین سختی یا ما تو فریاد رس

سہام استغاثہ نشانہ مراد پر پہونچے یعنی دشت کی جانب گرد اڑی ایسی گرد تیرہ
تھی کہ کاخ افلاک تک نردبان گلی لگی تھی روئے مہر چھپ گیا عیاران لشکر اسلام خبر لینے دوڑے اور بختیارک

ہاتھی پر کھڑے ہو کر پکارا کہ ہاے زمین ورد ہونے لگا یا خداوند تقدیر پلٹا چاہتی ہے ذرا دیکھیے تو یہ گرد کیسی اُڑتی آتی ہے یہ گفتگو کرہی رہا تھا کہ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور کئی سو فیلان جنگی بڑے جنگی سونڈون مین بندھے ہوئے ظاہر ہوئے لشکر نشان کئی لاکھ فوج کے انکی پشت پر کھلے ہوئے پیچھے اُن کے ساحران نامی طاؤس دھنس پر سوار جادوگرنیان وضعدار بیشمار پیدا ہوئین پھر سقے آبپاشی کرتے گرد و غبار بٹھاتے رسالے کے سوار گھوڑے اُڑاتے پیادے اپنا عظم و شان دکھاتے نکلے لشکر کا آنا اور اُسکا کروفر کیا بیان کیا جائے دم تحریر کمیت قلم کا پالنگ ہے کثرت مضامین سکے عرصۂ قرطاس نہایت تنگ ہے یہ شوکت و شان تھی کہ عظمت اسپر قربان تھی نظم

		جہانی شد بگرد اندرون ناپدید
کسے از یلان خویشتن راندید	زبانگ ستیره زمین و سپہر	بار زید وا دیشان ببرید مہر
ہمہ زنگ زرین و زرین جرس	کہ اندر جہان آن ندیدست کس	ہمان افسر پیلبانان بزر
ہمہ طوق زرین و زرین کمر	ہمان چتر کز دم طاؤس نر	برو بافتہ چند گونہ گہر
سپہ بود چندان کہ دریاے روم	ازلیشان نمودی چو یک مہرہ موم	کشانی و شکنی و ہری سپاه
دگر گونہ جوشن و گر گون کلاه	چغانی و چینی و سقلاب ہند	کہانی و نہری و رومی و سند
براز خاک شد چشم کام و سپہر	تو گفتی بقیر اندر اندر دو چہر	زلبس تخت فیروزہ بر پشت پیل
درخشان بگرد اندر دریاے نیل	نشستہ بران توریج نامدار	بدست اندرون تیغ آہن گذار

اس سپاہ نے قریب جنگاہ آکر ایک طرف صف کھینچی اور شہزادہ توریج مرکب پر سوار ہو کر بڑھا امیر اور بادشاہ کو مجرا کیا چاہا تھا کہ قریب تر جائے اُسوقت نہیب مبارزطلبی سیماب گوشزد ہوئی ہرچند کہ آمد شہزادہ دلاور دیکھ کر بختیارک نے لڑنے سے منع کیا کہ ضرور اسمین کچھ بھید ہی جب تو نبیرۂ حمزہ وقت پر پہونچا ہے مگر سیماب کا بحر غضب جوش مین تھا اُسنے کہنا شیطان کا نہ سُنا اور مسلمانون کو طلب کیا شہزادہ دلاور مرکب اُڑا کر روبرو اُسکے پہونچا اُسنے بظاہر ترسول شہزادہ پر مارا اس دلاور نے زد کرکے تیغۂ طلسمی نیام سے لیا اس تلوار کو دیکھ کر یہ گبر بھی گھبرایا مگر شہزادہ تیغہ علم کر چکا تھا سر کو بتا کر کمر پر جو ہاتھ مارا طرفہ ماجرا نظر آیا کہ عکس تیغہ پڑتے ہی وہ جو پارہ کی طرح سارا جسم اُسکا معلوم ہوتا تھا وہ باقی نرہا آتش شمشیر طلسمی نے پارہ کے خول کو جسم پر سے اُڑا دیا اصلی جسم لسبان قیر سیاہ ظاہر ہوا سب پکارے کہ مار سیاہ کینچلی سے باہر نکلا تیغہ تو کمر پر شہزادہ کا پڑ چکا تھا مثل خیار سال خوردہ کے جسد ناپاک کے دو ٹکڑے ہوئے اور غلغلہ قیامت خیز بلند ہوا ببرون نے غل مچایا کہ مارا سیماب جادو کو آندھی سیاہ آئی پھر ٹکڑے اُسکے تن نجس کے بہم نہوے روح و تن مین جدائی ہوئی فوج ساحران یہ حال دیکھ کر شہزادہ پر ٹوٹ پڑی اسطرف بختیارک نے ایک دو ہتڑ لقا پر مارا کہ مسخرے مین کہتا تھا تقدیر کو سنبھالے رکھنا کیا بوجھ تھا جو تجھ سے رکا نہ کیا تقدیر کو الٹا ہو جانے دیا حالانا یاے داری بگریز لقا نے غصہ مین آکر فوج کو اپنی للکارا سنجانی باختری کوہی وغیرہ تیغین کھینچکر چلے پھر تو امیر بھی اسم اعظم پڑھتے ہوئے عقرب سلیمانی کھینچکر اشقر کو اُڑا کر چلے تو ساحر مذکور کے مرتے ہی سرداران اسلام جو مقید ہوئے تھے اور لشکر ساحران مین اندر خیمہ کے قید سے چھوٹ گئے اور قید آہن توڑ کر باہر نکلنے لگا ہان مرنے سے ساحر کے ایسے بدحواس تھے کہ رد بفرار لائے اور

افسران تہمتن نعرۂ رعد آسا بلند کرکے بطنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ایک طرف آ کر گرے اسی ساحر سے ساحر تڑپکر مر گیا اور دلاورون سے دلاور نارنج ترنج ناریل کی ہر سمت بوچھار ہوئی کلوا بھیرون کی پکار ہوئی بیرون کے غل نے رعد کا دم بند کیا تیغون کی برق صفت چمک نے دیدہ و دل کو بند کیا عاجز و مستمند کیا دلاورون نے آب تیغ کی روانی دکھا دی از زرف ہستی دشمن بہا دی ہاے ہوے دلیران و بانگ سپاہان فلک چارم سے گذری بہرام کو دہشت طاری ہوئی کہین گرز کسی جا تیر کہین نیزے کہین خنجر کسی سمت شمشیر چلنے لگی صداے فشافاش بہ تیران و چقاچاق شمشیران بلند ہوئی تیغ کے جوہر کھلے مردہ نامرد کی حقیقت کے دفتر کھلے کتاب زندگی تہ ہوئی خامۂ اجل نے بعض کے چہرہ پر صاد کیا بعض کو نقطی بنایا قرطاس حیات مین جز جز فنا کچھ اور لکھا نیا پایا اجزاے پریشان اعضاے تن نظر آئے مجموعۂ ہوش و خرد ابتر تھے اوراق حیات مثل ورق گل باد خزانی تیغ سے برباد ترک بے ترک صفحۂ ہستی ترتیب سے آزاد کلک شمشیر نے مضمون زندگی باطل و مہمل سمجھ کر مثل حرف غلط کاٹ دیا شیرازہ بند فنا نے رشتہ جان توڑ کر دفتر ہستی کا جز جز بانٹ دیا عدو کی زندگی پہ حرف آیا لوح نوشتۂ تقدیر مرنا تھا بد نیو جہ سطار کتاب حیات کو غلط پایا کہانتک گذارش کیا جائے دم بھر مین خون کے دریا بہ گئے دشت لاشون سے پٹے تیغ و خنجر کی جھنکار گوش کیوان و مریخ کے پار ہوئی تلوار مسلمانون کی لب نان شہباز دشمن شکار ہوئی مبارزون نے جان لڑا دی یہ نوبت پہونچی نظم

برآمد ز ہر سوے لشکر خروش
زمین شد ز نعل ستوران ستوہ
ز گرد سواران در خشم تبر
کفن جوشن و ترک شستہ بخون
نہ با جنگ او کوہ را جاے بود
ہمہ دشت بے تن سر انداختی

ہمی پیل رازان بدرید گوش
ہوا ہمچو ابر بہاران شدہ
نباید کہ داند کس از پاے و سر
ہمیرفت تورج میان دو صف
نہ با خشم او پیل را پاے بود
بیک زخم صد نیزہ کردی قلم

ہمی لرز لرزان شدہ دشت و کوہ
ہمہ این چنین تیر باران شدہ
مبارز ہمہ زیر خاک اندرون
یکے تیغ ہندی گرفتہ بکف
ہرانکہ کہ خنجر بر انداختی
خروشان و جوشان چو شیر دژم

امیر دلاور نے قلب لشکر مین پہونچکر علم ضلالت شیم لقا سے لے خشم کو قلم کیا فوج کفار مین بھگدڑ پڑی ساحر بیت مارے گئے باقی جانب طلسم بھاگے صبا کے جادو و تماشاے جنگ دیکھنے آئی تھی وہ طریقۂ رزم مسلمانان جانتی ہے سیماب کے مرتے ہی رو بفرار لائی لقا جانب کوہ عقیق بھاگا مسلمانون نے زیر قلعہ تک تعاقب نہ چھوڑا تہ تیغ بے دریغ رکھا خیام و بارگاہ کافران مین آگ لگا دی مال و خزانہ و بازار لشکر سب لوٹ لیا ہزار ہا کافر بھاگتے وقت بھی مارا گیا آخر کو بھی و سنجانی وغیرہ بھاگ کر کوہ و دشت مین پراگندہ ہو کر متواری ہوے لقا افتان و خیزان اندر قلعۂ عقیق کوہ مع بختیارک آیا کافرون نے در قلعہ بند کیا فیلبند دروازے سے توپ ماری امیر نامور زیر قلعہ پہونچکر کے سب دلاور شکار کرکے نکل جانے سے بگڑے جا بجا خندق فراکرد قلعہ تو دین مگر امیر مراجعت فرما ہوے شہزادہ تورج کو بیچ مین لشکر کے دیکھکر زر نثار فرماتے ہوے بارگاہ مین آئے سپاہ نے مگر کھولی تورج سے ہر ایک بہادر ملاقی ہوا اہل زین سرداران کے زندہ آنے سے خوشی ہوئی شاہ لشکر اسلام نے شہزادہ مذکور کے آنے کی خوشی مین اور فتح جنگ کی عشرت مین حکم جشن ہو نیکا دیا اس عرصہ مین سپاہ ضیاے خورشید بھی رو بافزائی خسرو پیل شاد ان خان بفتح و فیروزی داخل بارگاہ عالم ہوا کر نظم

بڑھی مغرب سے لہراتی ہوئی شام
فدا ہونے کو ہر پروانہ آیا
ہوا خورشید پر احسان آرام
دلوں میں آرزوؤں نے کیا جوش
فروغ شمع نے چہرہ دکھایا
ہوا شرما کے عہد توبہ روپوش

یعنی سرداران ذی ہوش حمام کرکے بارگاہ سلیمانی میں زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے رقاصان زہرہ پیکر و ساقیان سیمبر ہوش و خرد سے بیگانہ بنانے لگے ناچ کی چہل بل دکھانے شراب کی لپٹ لنڈھانے لگے لشکر میں ہر سمت چراغان کی بہار ہر دوکان لشکر کا نکھار آپس کی چہلیں ہر خیمہ لیسان عروس آراستہ ہر مقام پر جلسۂ عشرت بپا ہوا محلات میں خوشی کی دھوم دھام گائنون کا اژدہام بارگاہ سلیمانی میں سرداروں کی مے پرستی باہم مذاق کرنا رقاصوں کا حسن بالربا کوئی لب جام کے بوسے لیتا کوئی ساقی کو دعائیں دیتا یہ جلسہ تھا کہ **نظم**

بہار فصل گل ساقی پھر آئی
کیا احسان مینا پیر مغان پر
بنے تسبیح اب موج مے ناب
ہوئے حاضر وہ ساز رقص لیکر
دل توبہ گزین نے منھ کی کھائی
اُٹھا کر رکھ دیا ایمان سر طاق
کرون شیشون کو جا سجدہ آداب
سمان وہ رقص نے باندھا ہاپر
لگایا لب تا لب سے ساغر
کہ خوش ہو شیخ یا گذرے اسے شاق
جو نو کر طاق کفے بیٹھے جو رہیکر
کہ حیرت چھا گئی تھی آسمان پر

یہان تو یہ جلسۂ عشرت بصد مسرت ہے ادھر لقا کو ہر طرح کی کدورت ہے باغ مینا میں بھاگ کر آیا ہے نہ ناچ نہ شراب ہے نہ گانا ہے ہر ایک کو بھی چپ اور رشن بیٹھا ہے قلعہ میں مرگ عزیزان سے ہر سمت نوحہ گری ہے جھگیلی فوج کوہ و دشت سے آتی جاتی ہے ہر سمت سے آواز ہائے کی آتی ہے لقا نہایت شرمندہ اور خفیف بیٹھا ہے کہ صبا رے جادو کا داخلہ ہوا اور اُس قحبہ نے آتے ہی خداوند کی بلائیں لیں اور کہا میں صدقے مزاج خداوند کس لیے رنجیدہ ہے ایسے ایسے بندہ تیرے ہزاروں تیرے اوپر سے فدا ہو جائیں گے میں پھر شاہ بادان کو نامہ لکھتی ہوں خداوند کی بلا رنج کرے ابکی ایسی فوج طلسم سے آئیگی کہ بندگان خوابی کو زندہ نہ چھوڑے کی وہ خرس ہکی باتون سے خوش ہوا اور پکارا کہ خداوند نے یہی تقدیر کی تھی کہ سیماب کو اپنے مرنے کا ڈر نہ تھا غرور کرتا تھا بس وہ مارا جائے اور طلسم سے اور کوئی ساحر زبردست آئے غرض بصلاح بختیارک نامہ لکھا گیا مضمون یہ تھا کہ یہان سیماب بھی اگر مشتاق سیر بہشت خداوندی ہوئے اب کسی ساحر زبردست کو ہماری مدد کیلیے اے شاہ طلسم روانہ فرمائیے یہ لکھ کر رات ہی کو پہاڑ پر لکھوا کر نقارہ بجوایا کہ نیچہ نامہ لیگیا بنجہ تو نامہ کو لیکر گیا ساحرہ اور سلیمان وغیرہ نے بارگاہ و خیام پھر لشکر درست کرالیے فوج کو ترتیب پذیر کیا خداوند کیلیے شراب و کباب سامان راحت مہیا کیا لشکر اسلام میں شب بھر جلسۂ عشرت رہا آخر وہ وقت آیا کہ شاہ دہر نے گنجینۂ گوہر آخر شب خوشنود ہو کر لٹایا اور خورشید جہانتاب ضیائے زر سے مالا مال نظر آیا روئے سحر خندان دکھائی دیا **نظم**

جو نکلا شہسوار اسپ افلاک
جلائی دہر نے پھر مشعل روز
اُڑے ٹاپون سے نالے صورت خاک
ہوا روشن چراغ عالم افروز
ہنگام سحر بادشاہ عالم پناہ دربار میں

جلوہ فرما ہوئے اور قصد کیا انتظام لشکر کیلیے آج کا دربار موقوف کیا جائے تاکہ سردار و سپاہ شب بھر کی جاگی ہوئی آرام کرے ہنوز کوئی حکم نہ دیا تھا کہ جوڑی ہرکارون کی گرد میں آلودہ پسینے میں غرق محراگاہ پر حاضر ہو کر آداب

بجا لائی اور عرض پیرا ہوئی کہ اے شہنشاہ کیوان کلاہ صبح کو غلامان جانباز بالا دہی کے لیے کوہ و دشت کی جانب گئے تو یہاں سے پانچ کوس پر ایک صحرا میں گذر ہوا کبھی ایسا مشبہ فرحت آگین اور وادی بزہبت آگین غلاموں کی نظر سے نہ گذرا تھا ایک پہاڑ کے دامن میں طرح طرح کے گل شگفتہ ہیں اور چشمے جاری ہیں پہاڑیاں رنگین و منقش گلہائے بوقلموں نظر آتی ہیں جانوران خوش الحان چشموں کے کنارے درختوں پر نغمہ خواں ہیں نہر کے کنارے بگلے بنڈ دبیان سرخاب بط تدرے تیہو کلیلیں کر رہے ہیں پہاڑ کی گھاٹیاں سنگ سرخ و سبز کی سیڑھیوں کی طرح بنی ہیں جن پر پانی جھرتا ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہ مقام کسی بادشاہ کی سیرگاہ ہو تمنے وہاں سے ہٹکر جو اس بیشہ کا نام دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ بیشہ حیرت اس مقام کو کہتے ہیں غلامان جانباز کی نگاہ حیرت انتہا سے ایسا صحرا لے پر فضا کبھی نہ گذرا تھا ظاہر اب ظاہر ہوتا ہے کہ اس جگہ کچھ اسرار ہو باقی حال غیب سے آگاہ پروردگار ہے یہ کیفیت عرض کرکے ہر کارے کنارے ہوے اور امیر والاتدبیر نے بزبان ہدایت ترجمان از راہ پند و نصائح گلشن کلام کو یوں پر از گلہائے سخن فرمایا کہ نوجوانان بے تجربہ شجاعت میں ضعیف کا کہنا بگوش ہوش سنیں کہ حوالی میں اس کوہستان کی تسخیر و طلسمات و ساحران پر فن کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا ہے جو کوئی جائیگا آفت میں پڑ جائیگا دیکھیے شہزادہ بدیع شکار کو گئے تھے آج تک آفت میں مبتلا ہیں فی الحال لقائے بدخصال بھاگ کر قلعہ میں گیا ہے لڑائی موقوف ہے کوئی صاحب قدم لشکر سے باہر نہ رکھیں خیموں میں آرام دیکھیں آفت میں گھریں ہر ایک سردار کلمات ہدایت آیات امیر والاتدبیر سنکر خاموش تھا بعضوں نے بجا اور درست کہا لیکن شہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز دغا ور سپاہ دل وجان حمزہ عالیجاہ اپنے مقام پر سے اٹھکر سامنے جد ہدایت پناہ کے آیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ اے قبلہ و جہان

نظم

اے شہنشاہ فلک منظر و بے مثل و نظیر	اے جہاندار کرم شیوہ بے شبہ و عدیل
تیر انداز سخن شانہ زلف الہام	تیری رفتار قلم جنبش بال جبریل
تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توقیر	تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل
ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر	زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل

آپ دل صفا منزل میں اپنے کہیں گے کہ ابھی میں جس امر کا مانع ہوا اس گستاخ نے وہی تذکرہ مجھ سے کیا اور قدم حد ادب سے باہر دھرا میں قسم خدائے پاک کی کھاتا ہوں کہ میرا عزم مستقیم شکار پر جانے کے لیے آپ سے اجازت لینے کا نہ تھا کس لیے کہ بغیر عم نامدار بدیع الزمان کوئی تیار لشکر میں رہنا مجکو ناگوار ہے اب بعنایت بزرگانہ امیدوار ہوں کہ برائے چند روز اجازت یاب بہر صید افگنی ہوں ورنہ ترک کر دیا ہو کہ میں قدم جانب بادیۂ ممات بڑھا دوں غم اپنا خاک اقدس پر دھر جاؤں امیر نے یہ عرض شہزادہ ذی توقیر کی سنکر بہت کچھ سمجھایا مگر اسنے نہ مانا اور اصرار از حد کیا اور کہا کہ مجھ خندہ زن ہوں گے کہ قاسم کو ایسا بودا اسیر سمجھے کہ صحرا میں جانے نہ دیا امیر نے ناچار ہو کر فرمایا کہ تم رستم وقت ہو تم پر کیا کوئی ہنسیگا ہر چند کہ دل میرا اجازت دینے کو نہیں چاہتا مگر تمہاری ہٹ نے مجبور کر دیا اچھا اے فرزند جو منظور خدا ہے پروردگار عالم تمکو کیا لیکن بہت دور نہ جانا اسی اطراف میں شکار کھیلکر جلد چلے آنا تمکو کیا سپرد خدائے جلیل کے ہر حال میں تمہارا وہی ہو کفیل دیا شہزادہ اس اجازت ملنے سے مثل گل شگفتہ خاطر ہوا اور دربار سے اٹھکر بارگاہ میں اپنی آیا سرداران

صف شکن کو اپنے یاد فرمایا سلیم شیر و سالم شیر شکار و مالک ترک سفید جامہ و ترک توسن بلطاقی و معظم خان بن بہرام
اخی سہمان و کنارہ بن اخی سہمان و خسرو فرود کی سو سو ار اور سامون شہزادہ کے قیاس خان خاوری و حسن خان
خاوری و فیروز خان خاوری وغیرہ سامنے آئے اور سامان رہائی کرنے لگے ستارہ بن عمرو نے پیش خیمہ اشتر و خاطر پر
بار کرایا بارگاہ طلسم افراسیابی بار ہوئی چالیس ہزار سوار چیدہ روزگار سات لاکھ کے لشکر سے ہمراہی منتخب ہوئے
قراول چلے میر شکار لوگ باشتی جانوران شکاری لشکر اسی وقت کوچ کر گئے باز وار ہاتھ پر بٹھائے در دولت پر حاضر
ہوئے بحری ترمتی باشہ جرہ لگڑ جھگڑ پسند ہونے لگے موسی نیول کی جو نگلیان ہمراہ لیجانے کا حکم ہوا جانوران چرند
کے شکار کو چیتوں کی کھٹولیان تانگون پر لد گئین سگان تازی کی جوڑیان ڈور لیے لیکر صحرا کو چلے وام و ارد وام پروش
چرند پرند فرمان گوش ہینگی کمیا درست کئے دھوکے کی ٹٹیان کندھے پر لادے روانہ ہوئے ہاتھی جو شیر کو بھگا کر مار ڈالیں انبر
جار خانہ کھنچ گئے ہو دج زرین رکھے گئے لباس حرمی نیلبانون نے پہنے دن بھر یہی سامان رہا جب صیدگاہ عالم مین ہوئے
کی تمامی ظلمت شب کی لیکر صیاد فلک جگر لگانے لگا اور مرغ زرین بال مہر خوف سے صحرائے فلک چھوڑ کر بھاگا کہ ابیات

کہ اس عرصہ مین سلطان کواکب	ضیا سے جسکی ہی شان کواکب	قدم فرسا ہوا پھر بہر آرام
نظر آنے لگی کیفیت شام	رات کو لگا دل اور جھاڑ سا زاور باغبان جو صحرا کو باز گلشن جنان کر نظر	

بہر آرائش خیام و مقام روانہ کیے گئے جنھون نے پانچ پانچ کوس پر خیمہ آراستہ کرکے نہر و چشمہ ہائے دشت
کے کنارے گلشن نگار بناد یا فرش مکلف بچھا دیا رنگین چڑھ گئین طعام لذیذ تیار ہونے لگا یہان شاہزادے نے
سلح خانہ کھلوایا تیر عمدہ چھانٹے گئے تیغین جو رنگ جو خوب کاٹتی تھین پسند خاطر ہوئین شمشیر دو دم ہندی
زیب کمر کی وہ وہ تلوار جو دم شکار گینڈے کی پشت مثل خیار تر کاٹے سنگ شیشہ کا حجر مین ہو جائے پسند خاطر
دلاوران ہوئین آئیمین جبلین رہین کوئی کہتا کہ پچھار مین شیرون کا مسکن ہی اسی طرف ہمارا اصل نشدان توسن ہی
بندہ تو شیرون ہی کا شکار ہمیشہ کرتا ہو واللہ جو للکار کر بنام اسد اللہ الغالب شیر کو نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا بعض
کا مقولہ تھا کہ شیر سے تیند و اجراعزادہ ہوتا ہی مین تو اسی کو ڈھونڈھ کر مارونگا غرضکہ وہ رات اسی حرف و حکایات
مین بسر ہوئی جھاڑیون کا ذکر رہا کہ ہر جھاڑی موجب ہیبت قلب ہی کوئی کہتا کہ پہاڑ کی گھاٹی مین جانے سے روح
دلاوران سلب ہے اسی چہچہون قہقہون مین وہ زمانہ آیا کہ شہباز روز نے پنجہ نکالا اور خطوط شعاع سے دام بر دوش

صیاد مہر صحرائے فلک مین آیا کہ نظم	ہوا پھر صبح کا شعلہ شرربا	اڑا عنقا صفت رنگ شب تار
بہ گلچین فلک پھر رنگ لایا	نسیم صبح کا جھونکا پھر آیا	صبح ہوتے ہی مہر سپہر صاحبقرانی

بکمن بارگاہ سے طالع ہوا اور رخ زرین کو مرکب سبز رنگ زمرد جبین کے سمند رہ روش فرمایا سردار مثل خطوط شعاع
گرد اس نیر تابان کے رواں چالیس ہزار سرداران جلیتہ پوش ہمراہ جوڑیان نقارہائے نقرہ و طلائی بجتی بین

بہ علم و نشان کہ ابیات	ہزار و صد و شصت خسرو پرست	پیادہ ہمہ تیغ و ژوبین بدست
ہزار و چہل مرد شمشیر داشت	کہ دیباز بالا زرہ زیر داشت	پس اندر رود ان سفتصد باز دار

چہ باباشہ و چرغ و شاہین کار
بزنجیر ہفتاد شیر و پلنگ
بزنجیر زرین دہان دوخت

وزان پس برفتند سی صد سوار
بدیبائے چینی اندرون بستہ تنگ
قلادہ بزر ہشت صد یوز و سگ

پس باز داران ہمہ یوز دار
پلنگان و شیران آموختہ
کہ در دشت آہو گرفتی بہ تگ

فی الجملہ جب صحرائے سبزہ زار مین پہونچے جانوران شکاری کو صید پر چھوڑا شکار کا لطف مرغزار کی کیفیت چشمون کی تراوت اور لہراتے سبزہ زار کی نزاہت دیکھتے روانہ تھے کبھی چیتون کو ہرن پر چھوڑا کبھی شیر ببر کو گھیرا کہین پاڑھا نشانہ تیر ہوا کبھی آہو بچا لاکی کمند بن اسیر ہوا شہزادہ اسی طرح اس بیشہ کی طرف کہ جسکا ہر کاہ بن کی زبانی حال سنا تھا چلا اور بیشہ حیرت پوچھتا ہوا آخر اسی وادی مین پہونچا دیکھا تو واقع مین ہر کار رفتی کی بیان سے اُس جگہ کو وحید عمدہ پایا قدرت کے نور حقیقی کا جلوہ چشم تقدیر نے دکھایا دامن کوہ کے نیچے نہرین جاری اتراتی پھرتی باد بہاری جھرنا جھرتا فرہاد کی روح کا حوصلہ نکالتا دامن کوہ پھولون سے بھرا یا آغوش پر تمنائے عاشق مین معشوق رنگین ادا نہر کے کنارے فوارے چھوٹتے جسکو دیکھکر روح مجروح مزاجان درد رسیدہ فضائے گلزار سراپا بہار سو جان سے اُس جنگل پر نثار طبقہ ارض پر بہار بر بنگ دامن قبائے دلدار ہر طرح کے پھول اور ہر قسم کا میوہ فصل و بغیر فصل کا تیار نہال ثمر دار آور سبز رنگان و ہر سے کہین بہت شاخ سے شاخ بروش مستانہ یا برنگ مشتاق جانانہ عشق بیچان کی طرح باہم دست و گریبان کہین جھاڑی مثل زلف شکن در شکن مہوشان پر پیچ جسکے سامنے چوٹی سنبل جو چرخ اخضری کی اینچ صبائے بہارین کا مستانہ پھرنا دم لطافت قدم کے خرام پر جان خوش رفتاران بیدم کویل کوکتی پپیہے کے نوحے پر سودا زدگان محبت کی زبان لہو تھوکتی طاؤسون کا رقص عجب طرح کا جھمکڑا برسات کی آمد گرمی کا جانا ہر جگہ چشمہ ہائے سرو کا لہرانا زمین پر فرش زمرد مین بچھا ہر شجر پر بلبلون کا غنچہ رضوان اسیر دام الفت وہان کا ہو کر مثل طائر پھڑکتا نغمہ سنجی مرغان خوش الحان نئی طرح کا زمزمہ خوشبو سے گلونکی دشت مہکتا بلبل چہکتا مسافر خیال کا قدم بہکتا کبھی بدلی گھر آتی کبھی بجلی چمک جاتی یہ بہار ہر سمت تھی نظم

تو گوئی کہ آمد مہ فروردین
ہمہ کوہ و ہامون پر از لالہ گشت
بزرگان بہ بازی بباغ آمدند
نشا در روان را بیار استند

بہار است گلبرگ روئے زمین
ہمہ راغ مانند پشت پلنگ
ہمہ میش و آہو براغ آمدند

سر سنگ سرا بر چون زاغ گشت
زمین ہمچو دیبائے رومی برنگ
نشستند و بر سبزہ مے خواستند

شہزادہ نے لب نہر بارگاہ آراستہ ہونیکا حکم دیا خیام وغیرہ تو پہلے ہی سے آراستہ تھے شہزادہ گھوڑا اٹھا امیرون مین آکر ٹھہرا وہان جھولے پڑ گئے ستار چھڑ گئے بابین کی گمک نے ناہید فلک کو بیچارہ بنایا معشوقان گل اندام پہلو مین آ کر بیٹھ گئے محبت کے پینگ بڑھے رنڈیان جو سردارون کی ملازم تھین وہ ہر ایک کے ہمراہ جھولا جھولنے لگین عجب طرح کا سماں بندھا اسوقت ٹھیک دوپہر کا وقت آگیا تھا مگر وہ زمانہ بھی خالی از لطف نہ تھا بگولے بن مین بن بنکر اٹھتے تھے قامت یار شوخ طرار نظر آتے تھے جھونکے ہوائے گرم کے گرما گرمی معشوق کا رنگ دکھاتے تھے جو ہرن جست کر گیا کسی خوش چشم کا رم کرنا یاد آگیا دشت مین دھوپ کا تھرانا تھا

بامشاطۂ فلک عروس عنبر آلود آئینہ مصفا دکھاتا تھا سطح ارض جبک مین مرآت رخسار جانان تھا ذرون کی چمک سے ماتھا شاہد زمین کا زر افشان تھا شہزادہ مصروف عیش و عشرت تھا کہ خاطر پر کدورت دہر کا غبار نکالنا ناجر امید اہوا یعنے درّہ کوہ کی جانب سے گرد اُٹھی جب دامن گرد پنجۂ نظم صبا سے چاک ہوا دیکھا کہ کئی ہزار زنگیان آدم خوار مسلح و مکمل گینڈون پر سوار آتے ہین اور آگے سب کے ایک حبشی سیاہ قلب و تیرہ رو بالکل آلو جاہل و بدخو بے ایمان نطفۂ شیطان مردم آزار خدا ناترس کاہل و زبون شعار کہا ہے بیت

گنہگار یزدانی و ناسپاس
تن اندر زنگو ہش دل اندر ہراس
ستمگارہ دیو بستر باشم و زرور

کہ چشم خرد زشت او دیو شمار
جہان کژم بینی و خواب بدہ چشم
دل آکندہ وارد تو گوئی بخشم

چراغ خرد پیش مغزش بمرد
ز جان و دلش روشنائی ببرد
بدیدہ ببینی مراو را بد است

کرا و جہان دشمن ایزد است

وہ ہیبت بھی کرگدن پر سوار اژدہ پشت نہنگ گران وزن باندھے اور ہر ایک ہمراہی اسکا جلادی اور ستمگری پر کمر کسے ایک ایک دیو خصلت چہرہ سے قزاقی ظاہر بیحیائی اُنسے اور وہ چیزی سے خوب ماہر قامت جنکے دراز ایسے ہے کہ ہیزنی کی عمر دراز ہاتھ دامن ہمت کی طرف ہے کوتاہ دل حرص و آز کیطرف گرزون تڑھا ہوا پاؤن عرصۂ ہمت و پامردی مین سر گرم رفتار ایک سمت کو سوار اور پیدل نوبے کیطرح ہنستے بیگن ہے ہوے جیرے انکے نظر آتے برچھے ستم تمین لگے سنانین اچکنین ترکش کے پر دار تیر وقی سے بوموں کے موم لگی پاسنیچر اور ذنب کا قران عزم سنگی سی شوکت و شان سے روان تھے اور پیچھے ان بد شعار فنکے کئی سو عورتین بے مقنع و چادر ستران برہنہ سینے بحالت سوگوار کھین چھوٹے چھوٹے بچے آگے انکے میٹھے بال اُن سب کے رخسیر کھلے ہوے پیشانیان انکی خاک مین بھرین بیٹھ تازیانونکی ضرب سے زخمی ہر ایک زن ماہ سیما و مہر طلعت آلودہ بغبار رنج مصیبت ہجوم یاس و بیکسی ہمراہ اسکے لب پر نالۂ جانکاہ کسی نے طمانچون سے منہ اپنا نیلا کیا تھا اُگل کو سوسن بنا دیا تھا کوئی نیبان گل گریبان چاک کیے سر بخاک غم سو ہر ایک نوحہ گر

نظم

غرض یکسان نہین یہ دور افلاک
بستر کو ایک دن جاتا ہے خاک
عبث ہے یہ بہار ملک فانی

نہین رہتی کسی کی نوجوانی
اگر گل ہے تو کھٹکا ہے خزان کا
بھروسا کیا یہان کے میہمان کا

جو بلبل ہو تو وہ بھی نعرہ زن ہے
کہ یہ گلشن ہی نہین اپنا وطن ہے
بشکل زلف یان ہوتا ہے برہم

یہان سے عیش کا انجام ماتم
جسے دیکھا ذرا ابھی خرم و شاد
کیا اس آسمان نے خانہ برباد

وہ بیچاریان آفت کی ماریان تو تترم سے سر و گریبان کھین مگر نیچے سبھی ہوماؤن کے کلیجون سے پیٹے لیتے اور پانی مانگتے حرامیان لعین انکے رونے پر ہنستے اور پانی نہ دیتے ان سب بیکسون کے آگے ایک زن خوبرو اشتر سوار تھی گنہگار بال اُسکے رخ سیر جو کھلے تھے وہ سحر انسنبلستان نظر آتا تھا یا یہ پر کافرون کا دھاوا تھا یا ملک حلب زنگیون کے قبضہ مین آیا تھا آنکھون سے جو بوے اشک اُسکے جاری تھی بامشاطۂ حسن بر رنگ باغبان گلستان رخ کیلیے مصروف آبیاری گریبان اُسکا چاک تھا یا آفتاب ظلم نے قرص ماہ کو سحت شعاع کیا تھا ایک لڑکا پانچ برس کا سن بھولی صورت امید دنکے دن گلاب کی پتی اُسکے رنگ و رخ کے روبرو شرمندہ چہرہ کمھلایا ہوا سر برہنہ کرتا پھٹا سہما ہوا آگے اس زن مہ سیما

کے بیٹھا تھا اور وہ بیچاری مصیبت کی ماری برنگ ابر بہار گریہ و زاری کرتی اور یہ نوحہ پڑھتی نظم

که قسمت کا برا ہو گیا دکھایا
غریبون سے عوض اسطرح لیگا
فلک سے شکر سے لب آشنا تھے

فریب آسمان چکر مین لایا
نہ قدرت ہے کہ مرجائین بصد غم
ندامت خیز سلسلے مدعا تھے

نہ سمجھے تھے فلک یون داغ دیگا
ملین اُس سے بمشکل لفظ باہم

شہزادہ قاسم نے جو اُس لشکر ظلم پیشہ اور بندیان خستہ جگر کو ملاحظہ فرمایا تاب ضبط نہ رہی بزم عشرت سے اُٹھ کر پشت توسن پر آیا اور سرا ابھی جلد جلد چھوبون پر سے اُتر کر سوار ہوے شہزادہ موصوف آگے بڑھ کر اِس زنگی خیرہ سر کا سد راہ ہوا اور للکارا کہ باش او ظالم بیحیا اجل تیری قریب پہونچی لے اب سنبھل اُس زنگی نے جو روے زیباے شہزادہ پر نظر کی قہقہہ مارا اور کہا اے طفل شوخ چشم تو ابھی منھ چومنے کے لائق ہے میرے ہمراہ چل کہ تجکو ساقی محفل بناؤنگا شہزادہ نے فرمایا کہ اویادہ گو ساقی مرگ تجکو ساغر بادہ فنا پلائیگا زبان بند کر دست نامردی بڑھا دلیرون کے منھ پر آتا منھ چومنے کا مزہ دیکھ بیہودہ گوئی سے کیا حاصل ہے جب یہ کلمات اُس بانی جفا نے سُنے نیزہ پکڑ کر حملہ آور ہوا شہزادہ نے بند صاحبقرانی باندھ کر جیسے ہی طعن مین نیزہ اُسکے ہاتھ سے ہوائی گیا وہ کافر کبھی نیزہ آب ندامت مین ڈوبا کہ نظم

گر آمد یکے دیو چون پیل مست
جہا بجوے برجاے بفشرد پاے
بزد تیغ شہزادہ بر گردکش

کمندے بفتراک و نیزہ بدست
چو نیزہ نیامد برو کارگر
کرتا سینہ ببرید جنگے تنش

چو زنگی بہ نیزہ در آمد ز جاے
بروے اندر آورد زنگے سپر

جب اس نابکار کا نیزہ ہوائی ہوا شہزادہ نے تیغ لگائی کہ سر پر بیٹھ کر جگر مین در آئی وہ آہ کر کے گینڈے سے گرا فوج نے اُسکی یہ ماجرا دیکھکر شہزادہ پر حملہ کیا اس طرف سے جوانان رستم شعار تیغہاے خونبار کھینچکر جا پڑے آب نور و ظلمت یکجا ہوے دو لشکر باہم بھڑ گئے شب تاریک روز روشن پر چھائی کفر و اسلام مین لڑائی تھی رخ زنگی پر تیغ تیز کا پڑنا سپر پہ شمشیر کا رکھنا نظر آتا تھا خون سرخ رنگ سپاہیون کے جسم پر نیا لطف دکھاتا تھا آبنوس کے کندے دھڑ دھڑ جلتے دکھائی دیتے تھے نشتر ظلم روزگار سے فصد سوداز دگان کھل گئی تھی جوے خون جاری تھی لختے خون کے تن سیاہ زنگیان پر جمے تھے یا سنگ حدید پر ٹکڑے عقیق جگری کے جڑے تھے سواے باز ار قتل و قمع ہوتا تھا یہ حال تھا۔ نظم

نگہ کرد قاسم بران رزمگاہ
ہمان زخم شمشیر و گرز گران
یکے حملہ برو مد از انسان کہ کوہ
سپہر روان خون خرد شد ہمی
ازان زنگیان کشتہ شد لشکری

جہاندید یکسر زنشکر سیاہ
کہ گفتی زمین گشت و گردان سپہر
بدرید از آواز قاسم گروہ
زبس کشتہ اندر میان سپاہ
ہر آنکس کہ بدزان دلیران سرے

دیکا چاک برخاست و بانگ سران
کہ از تیغ ہا تیرہ شد روے مہر
تو گفتی کہ دریا بجوش شد ہے
بماندند برجاے و بربست راہ

تا دیر ہنگامہ گیر و دار برپا رہا جسقدر کہ سرداران نامور اُس لشکر خود سر کے تھے طعمہ شہباز اجل ہوے راہی ملک عدم سوار و پیدل ہوے بقیۃ السیف گریزان جانب جنگل ہوے شہزادہ نے بعد قتل و غارت لشکر اعدا اون عورتون کو اپنے پاشترون سے اُتارا اور خیام و

بارگاہ جو اپنے یہان کے استادہ تھے وہان بھیجا اور اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ طعام عمدہ اور میوہ ہاے لطیف خوانون مین لگا کر در بارگاہ پر لے جائین اور وہ عورت جو سب عورتون کی سردار اور افسر تھی اُسکے لیے کنیزین جو بہر خدمت اپنے ہمراہ لایا تھا بھیجین غرضکہ جب وہ بیکسین آب و طعام سے آسودہ و سیراب ہوچکین شہزادہ در بارگاہ پر گیا اور اپنے آنے کی خبر بھیجی وہ عورت جو سب کی ملکہ تھی اُسنے اندر بلا بھیجا جب شہزادہ بارگاہ مین آیا اُسنے جسم اپنا سر تا بپا چادر سے چھپا کر تسلیم کی اور فرزند نجسالہ کو بھی بہر آداب خم کرایا شہزادہ مسند پر جلوہ گر ہوا اور وہ لڑکے کو لے کر گاؤ کی آڑ مین بیٹھی شہزادہ نے فرمایا تم اپنی کیفیت سے مجکو ماہر کرو مین تمھارے خانمان تک باآبروے تمام تمھین پہونچا دونگا اور جو کوئی تمھارا دشمن ہوگا اُسکو سزا دونگا وہ زن نیک سیرت یہ کلمات شفقت سُنکر عرض سا ہوئی کہ اے وارث غریبان خضر راہ گم کردگان تیری ذات ستودہ صفات ہم لوگون کی حیات کا باعث ہے مجھ شوریدہ بخت کی یہ حقیقت ہے کہ شوہر میرا ملک **سلطان تاج بخش نام** کوہ ارم کا حاکم ہے قلعہ کوہ مذکور مین ساٹھ ہزار فوج جرار اور سرداران نامدار رہتے یہ لڑکا بھی اُسی بادشاہ کا میرے بطن سے ہے میرے جہیز مین ایک لونڈی آئی تھی **تو سنگ زرد رو** نام کہ قوم کی زنگن تھی اُسی کا یہ زنگی کہ جسکو آپنے قتل کیا ہے بیٹا تھا چنانچہ یہ حبشی خیرہ سر از بسکہ گھر کا خانہ زاد تھا اس سبب سے گھر مین آتا تھا اور اُسکا نام مین نے شمشاد رکھا تھا اس حبشیا نے میرے اوپر نگاہ بد ڈالی اور بیہودہ ہنسی ہنسنے لگا ایک روز اکیلے مین میرے قدم پر گرا اور منت کرکے کہا کہ اے شہزادی میری جان تجھپر جاتی ہے واسطے اپنے دین و مذہب کا اپنے وصل سے مجھکو شاد کرو مین اُسوقت اکیلی تھی اس خوف سے کہ یہ مجھکو ہلاک نہ کرے گویا ہوئی کہ اچھا مین آج نہین اور کسی دن تجھکو اپنے ساتھ سلاؤنگی وہ حبشیا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور مجھکو اس فعل شنیع پر راضی سمجھکر پیار کرنے کا ارادہ کیا مین اس مقام تنہا سے ہنستی ہوئی بھاگ کر جہان اور لوگ تھے چلی آئی اور وہ روسیاہ سمجھا کہ ناز معشوقانہ کرتی ہے خیر آج نہین پھر اور کسی دن سہی یہ سمجھکر باہر محل سے چلا گیا اور جہان باورچی فراش نائی درزی وغیرہ ایسے پیشے کے لوگ جو رذیل کہلاتے تھے بیٹھے تھے اور انھین لوگون سے اُس سے یارانہ تھا وہان بیٹھ کر شیخی بگھارنے لگا یعنی درزی سے مخاطب ہو کر بولا کہ خلیفہ اب ہمنے بھی ایسی کتر بیونت لگائی ہے کہ کچھ دنون مین قطع ہی اور ہو جائیگی نائی بولا کہ اے میان وہ جو تم ہمسے ذکر کرتے تھے وہ ہی معاملہ ہے اُسنے کہا ہان وہی نائی قہقہہ مار کر ہنسا کہ واہ یار لانا ہاتھ اب کیا پوچھنا ہے مگر یار کہین ایسا نہ کرنا کہ جو سر منڈاتے ہی اولے پڑین بھئی اب اور کسی سے ذکر نہ کرنا واہ کیا معقول یار ہین اور کتنی فصاحت آمیز اور مہذب گفتگو ہے اور پردہ داری کا راز کسقدر ہے کہ ایک جلسہ عوام مین اُسکا ذکر بیباکانہ ہو رہا ہے غرضکہ اُسی طرح باورچی نے بھی اپنے اڑھائی چانول گلاے کہ میان تم بھی صاحب قسمت ہو وہان اپنا ہانڈی مین ساجھا کیا ہے کہ جہان فرشتے کی بھی دال نہ گلتی تھی اب کیا ہے بڑھ بڑھ کے ہتھے مارو پانچون گھی مین سر تمھارا کڑھی مین فراش بولا کہ اے میان چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیرا پاکھ ابھی تو وہ اُنکی ایسی مطیع ہوگی کہ سامنے بچھ جائیگی انھین یہ چاہیے کہ فرش نہو جائین اُسپر چھائے رہین جب تو وہ اُن پر قناعت کرے گی نہین تو اور کسی کو تاکے گی پردہ مین زردا لگانا انھین بیسواؤن کا کام ہے۔

حبشی بولا کہ اب تو اپنا خیمہ ڈیرہ پڑ گیا پھر سمجھ لین گے جیسا ہوگا غرضکہ یہ تو اپنا فخر بیٹھا بیان کر رہا ہے ادھر مین نے
خواجہ سرا کو بھیجکر سلطان کو بلا بھیجا بادشاہ محل مین آئے مین نے تعظیم کرکے مسند پر بٹھایا اور صاف صاف تو اپنے حال کا
اظہار نہ کیا باب سخن اس طرح کھولا کہ سنو صاحب مین آمین تو ہون نہین کہ اپنی پارسائی جتاؤن اور کہون کہ لوگ میرے
دامن پر نماز پڑھین میرا منہ اس قابل کہان سو خرابون کی خراب ہان خاک چاٹ کے کہتی ہون اور خداوند بڑا بول
نہین بولتی ہون جہان مجھ نگوڑی کو کوئی پارسا نہ کہے گا تو بدکار بھی نہ کہے گا اور کچھ مین ایسی خوبصورت بھی نہین لیکن اگر
اچھی نہین تو اب اُتارنے جوگا بھی نہین خیر جو ستو ہے بُری تو دس سے اچھی ہون اے میرے خالق تیرے صدقہ جاؤن
تو نے ناک نقشہ درست بنایا لولا لنگڑا کانا کھدرا نہین پیدا کیا اے بادشاہ اس گئے حال پر اتنا جانتی ہون کہ تمھارے
کنبے مین جو شہزادیان ہین اُنمین بیٹھون تو یہ کوئی نہ کہیگا کہ اُنمین یہ ملتی نہین بلکہ میرا ہی پیلا چمڑا ان کے حسن سے کہ
جو خوبصورتین کہلاتی ہین اچھا معلوم ہوگا بادشاہ نے یہ باتین سُنکر فرمایا کہ اے ملکہ ہو وقت پارسائی اور حسن کا کیا ذکر
ہے واللہ تم پری سے بہتر ہو اور اگر تم بدصورت بھی ہوتین تو میرے نزدیک حور تھین کیونکہ عورت کو پارسا ہونا اور
رضا جوئی شوہر کرنا ہزار حسن سے بہتر ہے آخر کہو کسی نے تمکو بُرا کہا ہے یا عیب لگایا ہے کیا ماجرا ہے مین نے کہا حال
تو کچھ نہین مگر جوان جہان ہون یہ موا حبشی شمشاد محل مین نہ آیا کرے دیکھو صاحب کل کو تمھین مجکو بدراہ کہنے لگو گے مین
سچ کہون یہ حبشی موا بدنظر ہے آج مجھ سے دل لگی کرتا تھا بادشاہ نے جو یہ سُنا آگ ہو گئے اور فرمایا کہ لوگ جا کر اُس کو
پکڑ لائین ملازم جبتک جائین جائین مان اُسکی جو محل مین موجود تھی پیٹ پکڑے باہر گئی اور مقام عملہ پر جا کر جہان بیٹا
اُسکا ڈینگ مار رہا تھا پہونچی وہان اور اتفاق سنیئے کہ حبشی اپنے یارون مین باتین کر رہا تھا اور کرتا قطع کرانے اور
خط نائی سے بنوانے دو ایک شاہی ملازم بھی آئے تھے انھون نے بھی یہ حال سُنا اور سمجھے کہ کسی کا ذکر ہوگا انھین باتون
مین نائی کہہ بیٹھا کہ بھائی اب تم سے ڈرنا چاہیئے کہ آدھی گدی کے تم بھی مالک ہوئے بادشاہ سے آدھم ساجھا کیا یہ سننا
تھا کہ اُن حریفون کے ذہن مین آیا کہ یہ شہزادی کا ذکر ہے بس پھر تو جوتا پاؤن سے اُتار کر ہت تیرے خلیفہ کی ایسی تیسی
آؤ دیکھا نہ تاؤ تڑاتڑ کی صدا آنے لگی ایک اور دو اور تین پھر گنتا کون ہے نائی کو آشنائی حبشی کی خوش نہ آئی چندیا
گنجی ہو گئی کہ باورچی کا قورمہ کر دیا فراش کو مارے جوتیون کے فرش کر دیا درزی کی قطع بگاڑ دی سر مین بخیہ کی حاجت
ہوئی ایک غلغلہ ہوا کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی سوائے اسکے کہ کیون بے پھر کہے گا اے حرامزادے اور کچھ لیگا
اور تیری نائی کی یون کی یون تیرے باورچی کی یون کرون تڑ تڑ پڑاق پڑاق لوگ اور طرف سے آگئے ہین وہ سمجھاتے
ہین ارے بھئی جانے دو ارے میان کیا ہوا اُن سے ذرا بھی کچھ اشارہ اس حال کا کسی نے کر دیا وہ لوگ بھی مارنے
لگے غرضکہ حبشی کے یار تو خوب پٹے اور اسی ہنگامہ مین **تومنگ زردرو** پہونچی اور بیٹے کے ایک دوہتڑ مارا
کہ اسے بادشاہ نے تیرے قید کرنے کا حکم دیا ہے شہزادی نے تیرا ماجرا بادشاہ سے کہا ہے یہ سنتے ہی زنگی کا
منہ سفید ہوا وہ سرخی بشاشت کی کافور ہوئی مع اپنی مادر زردرو کے وہ سیاہ رو گریزان ہوا اور یہ دونون
سبز قدم بھاگ کر قلعہ سے باہر نکل گئے اور روپوش ہوئے ادھر بادشاہ کو خبر ہوئی کہ وہ بھاگ گیا بادشاہ خاموش ہو رہے

اور اہل عملہ جو اسکے رفیق تھے گھر بار اُنکا ضبط کر کے حکم جلاوطنی دیا اور میری پاکدامنی کا یقین زیادہ ہوا اُنھین دنون
مین نخل آرزو بار ور ہوا اور خدا ئیتعالی نے یہ فرزند مجکو عطا فرمایا شجر تمنا ثمر لایا بڑے دھوم سے اسکی چھٹی کی اور
سلطان جہان بخش بن سلطان تاج بخش اس فرزند کا نام رکھا پرورش سے اسکی شب و روز کام رکھا
جب یہ فرزند تین سال کا ہوا بادشاہ ایک بن شکار کو گئے جانوران پرند کا شکار کھیلکر ایک آہو کے پیچھے گھوڑا
اُٹھایا اور لشکر سے جدا ہو کر بہت دور نکل گئے اب اُس زنگی کا حال سُنیئے کہ وہ قلعہ سے ہمراہ مادر جب نکلا کئی منزل کے
فاصلہ پر ایک قلعہ کو بارہ ہزار سوار سے ایک زنگی فولاد قوی بازو نام اسکی حکومت کرتا ہے چنانچہ یہ اُسی کے قلعہ
مین گیا اور حاکم قلعہ مذکور نے اسکو اپنا ہمقوم پاکر اپنے پاس رکھا بعد چندے اسکی ماں کا محل کر لیا اب وہ بادشاہ کا
بیٹا کہلانے لگا اور سلطان پر لشکر کشی کرنا چاہی لیکن باپ اسکا جو بنا تھا وہ سلطان سے مغلوب ہو چکا تھا اور
خراج دیتا تھا اسوجہ سے کچھ بس نہ چلا اور ہرکارے مقرر کیے کہ سلطان کے افعال کی خبر مجکو دیتے رہین چنانچہ شکار
پر جانے کی خبر سنکر وہ بھی سوار ہو کر چلا کہ اگر بن پڑے تو شاہ مذکور کو بن مین شکار کرون چنانچہ جب ہرن کے پیچھے
بادشاہ میرے چلے یہ بھی فوج کو اپنی چھوڑ کر ساتھ چلا اور ایک درہ کوہ کے قریب جھاڑی مین چھپ کر بیٹھا کہ
دھوکے مین بادشاہ کو مارون اتفاقاً بادشاہ اسی جھاڑی کے قریب پہونچے کہ جہان وہ موذی چھپا بیٹھا تھا اور
اور وہان پہونچکر ہرن کو بادشاہ نے مارا گھوڑے سے اوتر کر ذبح کیا چاہتے تھے بقدرت کردگار
پہلو پر اُس جھاڑی کے ایک اور جھاڑی تھی اُسمین سے شیر ہرن کے خون کی بو پاکر نکلا اور بادشاہ پر حملہ آور ہوا بادشاہ
نے اُسکے تیغہ مارا مگر اُسنے جست کر کے ایسا ہمہمہ کیا کہ بادشاہ اُسکی ڈپٹ مین آکر گر پڑے یقین تھا کہ وہ شیر ہلاک کر ڈالے
اُسوقت بمصداق اس مثل کے کہ جسکو خدا رکھے اُسکو کون چکھے یہ حبشی جو درپے قتل جھاڑی مین پوشیدہ تھا بادشاہ
کا یہ حال دیکھ کر خوش ہو رہا تھا کہ بغیر میرے مارے یہ آپ ہلاک ہو رہا ہے اسی خوشی مین اُسکے دل کو مقلب القلوب نے
پھیرا اور یہ اُسکے دلمین خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ کو ایسی آفت سے بچانا چاہیے جب یہ اس مصیبت سے بچیگا
تو تجکو اپنا جان بخش سمجھ کر خطاے گذشتہ سے درگذر یگا اور لاکھ مال دیگا تیری رسائی اُسکے ملک مین ہو گی کسی وقت
موقع پاکر اُسکو مار ڈالنا اور اسکے ملک پر قبضہ کرنا اُسکی بیگم بھی ملیگی اور سلطنت بھی ہاتھ آئیگی بس یہ سوچکر جیسے ہی شیر
بادشاہ کے طمانچہ مارنے کو پنجہ اُٹھا کر چلا یہ جھاڑی سے نکلا اور ڈپٹ کر نعرہ زن ہوا کہ باش اے سگ صحرائی کیا
کرتا ہے شیر اُسکی جانب نعرہ سنکر چلا تھا کہ اسنے ارہ پشت نہنگ اس زور سے مارا کہ شیر زخمی ہو کر گرا بادشاہ بھی سنبھلکر
اُٹھے اور تلوار ماری کہ کام شیر کا تمام ہوا اُسوقت زنگی قدم پر گرا اور عرض کی کہ حضور ظل اللہ مع النور کا مین خانہ زاد ہون
جو کچھ کہ میری جانب ملکۂ دوران کا گمان ہے ایسا کبھی مجھ سے ظہور مین نہ آئیگا امیدوار ہون کہ ظل اللہ میری خطا
معاف فرمائین شاہ نے فرمایا کہ اے شخص تو نے اسوقت میری جان بچائی ہے اچھا مین نے قصور تیرا معاف کیا
یہ سُنکر وہ ہمراہ ہوا اور بادشاہ کو مرکب پر سوار کیا اور آپ رکاب پکڑ کر چلا بادشاہ بہت خوشنود ہوے اور قسیم
دیکے اُسکو بھی سوار کرایا مختصر یہ کہ داخل لشکر ہوے اور بحشم و خدم قلعہ مین آکر اسکو اپنے لشکر کی سپہ سالاری کا خلعت دیا

اور خطاب اسد جنگ عنایت کیا تمام قلعہ مین یہ خبر مشتہر ہوئی کہ آج بادشاہ کی جان شیر سے بچ گئی محل مین صدقہ سیلے اُترنے لگے سردار اکابر شہر تصدق لائے شہر مین روشنی ہوئی جلسۂ عشرت کئی دن رہا مین نے سجدۂ شکر کیا کہ خالق نے میرا افسر و سر تاج دوبارہ دیا فی الجملہ وہ زنگی خدمت بادشاہ مین رہنے لگا اور افسران لشکر کو وعدہ وعید عطیہ دولت و جاگیر کرکے اپنا یار و معاون اُسنے بنایا جب بخوبی انتظام کر چکا تو ایک روز بادشاہ سے کہا کہ یہان سے کچھ دور ایک جنگل ہے کہ نام اُسکا بیشۂ حیرت ہے اس بیشہ مین ایک پہاڑ ہے کہ تعریف اُسکی زبان سے ہو نہین سکتی آپ دیکھیے گا تو معلوم ہوگا اُس کوہ پر جو کوئی جاتا ہے سیر طلسمات کرتا ہے عجیب و غریب تماشا نظر آتا ہے بادشاہ یہ حال سنکر مشتاق ہوا اور اُسکے ہمراہ سوار ہوکر مع چند رفیق و ملازم کے اس کوہ پر آیا اطراف قلعہ کوہ کی سیر کرتا ہوا ایک سمت گیا وہان ایک دروازہ بلند نظر آیا اور حصار سنگ رخام کا کھنچا دیکھا دروازہ کھلا تھا اندر اُسکے قدم بڑھایا حبشی ہمراہ نہ گیا بادشاہ سے کہا حضور سیر دیکھ آئین مین اس جگہ حاضر ہون شاہ مذکور بھی مشتاق تماشا تھے کچھ اندیشہ نہ فرمایا اور اندر گئے اُسوقت ایک صداے مہیب آئی اور دروازہ بند ہوگیا پھر نہین معلوم کہ بادشاہ پر کیا حادثہ گذرا اور خدا جانے کہ حصار طلسم روح و جسد اُنکا باقی رہا یا شکست ہوگیا غرضکہ وہ زنگی جب یہ نرد دغا شاہ کے ساتھ کھیل چکا اور بازی لیگیا اس سے پہلے کہ بادشاہ کو طلسم مین بھیجے اُسنے یہ تدبیر کر رکھی تھی کہ اپنے پدر جدید کے قلعہ سے بارہ ہزار زنگی کا لشکر بلوا کر دشت و جبل مین پنہان کر رکھا تھا پس اُس فوج کو اپنی لیکر بادشاہ موصوف کے ملک پر آگرا یہان افسران لشکر تو اُس سے ساز کر چکے تھے لڑتا کون وہ لوگ جو خیر خواہ سلطنت اور نمک حلال تھے وہ جان دینے پر تیار ہوے تا دیر اُنسے خوب تلوار چلی خون بیگناہان سے زمین رنگین ہوئی فلک پیر خم ظلم تازہ پردے کار لایا کہ دلاوران نیک خواہ کو خون و خاک مین ملایا ظالم کو فتحیاب فرمایا نظم

تن بے سران بد ہمہ دشت کین
ہمہ مہتران زار و گریان شدند
روان خستہ از اختر و تن بہ تیر

خروشے بد اندر میان سپاہ
ز بخت بد خویش بریان شدند

چو دریا شد از خون گردان زمین
کسے ماند یدند بے سر کلاہ
زن و کودک شہر گشتہ اسیر

جب وہ سپاہ بھی قتل ہوگئی قلعہ لٹ گیا رعایا فرار ہوئی زنگی روسیاہ نے قصر شاہی کا محاصرہ کرالیا اور مجھ شوریدہ بخت سے کہلا بھیجا کہ اے زن پُر فن اب مجکو منظور نکرو گی تو اس حال خراب تجکو قتل کرونگا کہ فلک غدار و روزگار آزار کو تجھپر رحم آئیگا اور مین ترس نہ کھاؤنگا مین نے کہلا بھیجا کہ اُس اژدر زہر آلود ستم سے کہدو کہ خزانہ حسن میرا تیرے لیے نہین اور میرے بوستان جمال مین زاغ و بوم شوم کا گذر نا محال ہر چند کہ میرے وارث رہے نہین مگر شعر کس نیاید بزیر سایۂ بوم + ور ہما از جہان شود معدوم + یہ کلام جو اُس بد انجام نے سُنے کچھ فوج لیکر محل مین در آیا اُسوقت عجب طرح کا تلاطم مشکوے خسروی مین برپا ہوا بحر غم گویا جوش مین تھا نواب ناظر خواجہ سرا اور قلماقینان ترکنین آزردہ بیگمان کنیزان یاسمن پیکر لاٹھیان اور تلوارین وغیرہ جو کچھ حربہ کہ اُنکو دستیاب ہوا لیکر اُس خیرہ سر کے مقابل ہوے لیکن یہ پریزاد اُس دیو قوی ہیکل کا سامنا کیا کرتے قتل ہوتے تھے مگر جھپٹ کر اُسکو گھیر لیتے تھے اور چار سمت سے تیغ و سنگ و چوب لگاتے تھے مگر وہ جب اُدھر طبر کی مارتا دس دس گر گر تڑپنے لگتے